بفیض روحانی
مجدد الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد احمد رضا خاں
ماہنامہ
اعلیحضرت
بریلی شریف
کا
نظر روحانی
مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں
شمارہ: ۳۱ جلد ۵ تا ۷
ماہ مئی، جون، جولائی سنہ ۲۰۰۱ء
جاری کردہ
مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب عرف جیلانی میاں علیہ الرحمۃ
صد سالہ
منظر اسلام
نمبر
تحریک ایک کرم
ریحان ملت حضرت علامہ محمد ریحان رضا خاں صاحب عرف رحمانی میاں علیہ الرحمۃ
مدیر اعلیٰ
شہزادۂ ریحان ملت پیر طریقت حضرت علامہ
الحاج سبحان رضا خاں سبحانی میاں
صاحب قبلہ
مدیر:
حضرت علامہ قاری
عبد الرحمن خاں صاحب
قادری
مدیر معاون:
حضرت مولانا
اعجاز انجم لطیفی
کٹیہاری
مشیر و مرتب:
مولانا
محمد انور علی
رضوی بہرائچی
باہتمام نبیرۂ اعلیٰحضرت الحاج مولانا محمد سبحان رضا خاں قادری
سجادہ نشین آستانۂ اعلیٰحضرت سوداگران بریلی شریف
کاتب: محمد صابر عالم راقب کٹیہاری سبحانی کتابت سینٹر درگاہ اعلیٰحضرت
ایک سو روپیہ

فہرست

شعراء کرام

مشاورتی بورڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل کی آواز

از قلم :- فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں نوری مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام وخادم وسجادہ بارگاہ رضوی بریلی شریف

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ☆ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

اللہ عزوجل خالق لوح وقلم علیم وخبیر سمیع وبصیر کا بے شمار احسان اور اس کے پیارے حبیب ومحبوب مصطفیٰ جان رحمت شمع بزم ہدایت قاسم علم وفضیلت ہادی راہ ہدایت روحی فداہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ وبارک وسلم کا بیکراں فیضان کہ عالم کو یہ خوشگوار اور مسرت آمیز دن دکھایا آج اس عرس رضوی ونوری وریحانی کے بافیض موقع پر ہم اہل سنت اجتماعی طور پر قادری وبرکاتی ورضوی ونوری پرچم کے سایۂ رحمت میں مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ منا رہے ہیں عاشقان اعلیحضرت قدس سرہ کا جم غفیر اپنی پیشانی کی کھلی آنکھوں سے جشن صد سالہ کا پرنور پر سرور منظر دیکھ رہا ہے۔ میں اپنی ذہنی وفکری بنیاد پر تحریر کرتے ہوئے بڑی مسرت محسوس کررہا ہوں کہ عرس مبارک اور جشن صد سالہ کے پروقار و پربہار منبر پر ملک وملت کے عظیم سے عظیم تر مشائخ طریقت اور جلیل سے جلیل تر علماء شریعت جلوہ بار ہیں اور ملک وبیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے فارغین فرزندان مرکز اہل سنت منظر اسلام نیز زائرین وحاضرین کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر قلب وروح کو انبساط وسکون بخش رہا ہے اہل سنت کی خانقاہوں کے باعظمت سجادہ نشین بالخصوص مارہرہ مطہرہ کی مسند ارشاد کے مسند نشین اور مدارس اہل سنت کے بابرکت مہتمین وصدور اپنے مرکز عقیدت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی عبقری بارگاہ میں خراج عقیدت اور جشن صد سالہ کے موقع پر اپنے مرکز علمی منظر اسلام کو ہدیۂ تبریک پیش کررہے ہیں۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ مجھ ناتواں کے دور اہتمام میں منعقد ہے کاش یہ جشن صد سالہ فقیر کے والد گرامی آقائے نعمت حضور ریحان ملت سیدی علامہ مفتی محمد ریحان رضا خاں قبلہ قدس سرہ العزیز کے اہتمام میں انعقاد پذیر ہوتا تو اسکی آن بان شان ہی کچھ اور ہوتی مگر مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

حضور ریحان ملت کے دور اہتمام میں دارالعلوم نے جو عظیم ترقی حاصل کی وہ عوام وخواص کسی سے پوشیدہ

نہیں انہوں نے اپنے دور میں دار العلوم کی ترقی کیلئے ملک وبیرون ملک کے تبلیغی اسفار بھی کئے دار العلوم کے ہر شعبۂ علمی کو بام عروج پر پہنچانے کی جو انتھک سعی فرمائی وہ آفتاب نیم روز سے زائد تابناک ہے۔

جامعہ کا تعمیری کام ہو یا تدریسی تبلیغی کام ہو یا اشاعتی ہر کام کو حضور ریحان ملت نے نہایت فراخ دلی سے انجام دیا عرس رضوی ونوری کو حاضرین وزائرین کی سہولیات کے پیش نظر اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع میدان میں لے جانا اور جملہ تقریبات عرس وہیں منبر عرس پر کرانا پھر جملہ پروگرام بارنوں کے ذریعہ خانقاہ رضویہ پہنچنے والی شاہ راہوں ، نیز خانقاہ رضویہ پر سجانا۔ اور خانقاہ رضویہ پر شامیانے اور تزئین رضا مسجد وجامعہ رضویہ نیز شاہراہیں دل نشین کرانا یہ سب حضور ریحان ملت ہی کے حوصلہ افزا دل وجگر کا کام تھا یہاں تک کہ آپنے اپنے اکابر کے ایماء سے ملکی سیاست میں حصہ لیا تو سیاست کو کم اور شریعت کو زیادہ مد نظر رکھا بلکہ اگر سیاست کو استعمال بھی کیا تو ہمیشہ شریعت کیلئے ہی استعمال کیا بریلی شریف (شہر) کا جلوس محمدی ﷺ جو تقریبا پچیس سال سے بارہ ربیع الاول شریف کو نکلتا ہے شاہد عدل ہے کہ آپ ہی کی سیاسی بالغ نظری اور کوششوں کا نتیجہ ہے حضور والد ماجد سیدی ریحان ملت نے جہاں بریلی شریف اور جامعہ رضویہ کو دینی استحکام عطا فرمایا وہیں سیاسی پائیداری سے بھی ہم کنار کیا مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام پر آپ کے دور اہتمام میں بڑی بڑی دشواریاں بھی آئیں ہمارے اساتذۂ کرام ان دشواریوں سے بے خبر نہیں ہونگے مگر حضور ریحان ملت نے ان دشواریوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ دشواریاں پانی پانی ہو کر رہیں اور جامعہ رضویہ بفضلہ تعالیٰ ترقیوں کی راہوں پر گامزن ہوتا رہا جامعہ کے اساتذۂ کرام نے حضور ریحان ملت کے دوش بدوش رہکر کام کیا اور سارے ملازمین ومعاونین نے قدم سے قدم ملا کر جامعہ کی ترقی میں حصہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جامعہ کے جلسۂ دستار میں جو عرس حامدی و جیلانی کے موقع پر ہوتا ہے فارغین کی تعداد میں سال بسال اضافہ ہی ہو رہا ہے عرض کرنا یہ ہے کہ کتنا اچھا ہوتا جو یہ جشن صد سالہ حضور والد ماجد سیدی ریحان ملت کے بابرکت ہاتھوں انعقاد پذیر ہوتا اور یہ فقیر مع برادران حقیقی حضرت کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے جشن صد سالہ وعرس رضوی نوری میں کارکنان کی حیثیت سے حصہ لیتے مگر مرضی الٰہی کے آگے دم بخود ہیں یہ فقیر حضور والد ماجد کے چھوڑے ہوئے انہیں خطوط کو مشعل بنائے ہوئے ہے اور حضرت کے جملہ امور کو تعمیر وترقی کی جانب لیجانے کی سعی کر رہا ہے فقیر اس امر کے اظہار میں خوشی محسوس کر رہا ہے کہ حضور والد ماجد کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کے باقی ماندہ تعمیری وتعلیمی کاموں کو عروج وارتقاء حاصل ہوا ہے اس میں بھی میرا اپنا کچھ نہیں بلکہ میرے آباء کرام علیہم الرضوان کی روحانیت کار فرما ہے اور وہی دستگیری فرماتے ہیں اس فقیر کے صرف

ظاہری ہاتھ ہیں باقی واللہ العظیم ہمت وطاقت اولوالعزمی وقوت سب انہیں کی رہین منت ہے۔

اے میرے برادران دینی و یقینی آپ کا جامعہ رضویہ منظر اسلام دنیائے سنیت کے دینی و علمی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں فرزندان جامعہ رضویہ ہندوبیرون ہند تدریسی و تبلیغی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں مرکز اہل سنت ہندوستان کا وہ دینی و علمی ادارہ ہے جس پر دنیائے سنیت کو جتنا فخر ہو کم ہے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس لگائے ہوئے چمن کی علمی و عملی خوشبو سے ساری دنیائے سنیت معطر ہے یہ ادارہ جہاں اسم بامسمی ہونے کے اعتبار سے روشن وتابناک ہے وہیں اس نے اپنے ملک ہندوستان کا نام بھی روشن کیا ہے آج دنیائے سنیت کا ہر وہ ادارہ جو بفضلہ تعالیٰ بنام اہل سنت خدمت دین ومسلک میں مصروف ہے اسی منظر اسلام بریلی شریف کا مرہون منت ہے آج ہمارا وہ کونسا ادارہ ہے کہ جو سیدنا اعلیحضرت یاان کے عظیم تلامذہ کے فیضان علمی سے فیضیاب نہیں۔

حضور حجۃ الاسلام ہوں یا حضور استاذ زمن

حضور مفتی اعظم ہوں یا حضور محدث اعظم

حضور صدر الشریعہ ہوں یا حضور صدر الافاضل

حضور ملک العلماء ہوں یا حضور فخر الاماثل

حضور برہان ملت ہوں یا حضور اجمل العلماء

حضور صدر العلماء ہوں یا حضور سید العلماء

حضور امین شریعت ہوں یا حضور شیر بیشہ اہل سنت

حضور حافظ ملت ہوں یا حضور مصباح شریعت

حضور بحر العلوم ہوں یا حضور استاذ العلماء

حضور مفسر اعظم ہوں یا حضور ریحان ملت۔ وغیر ہم اساطین امت علیھم الرحمہ

یہ سب کے سب ہم اہل سنت کے اکابر ہیں اور سب کے سب اعلیٰ حضرت یا اعلحضرت کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ سے فیضان علم حاصل کئے ہوئے ہیں۔

حضرات آج اسی گلشن اعلیٰ حضرت (منظر اسلام) کے شگفتہ پھول اور اسکی خوش رنگ کلیاں چہار سو خوشبو ریز ہیں۔

آج سیدنا اعلیٰ حضرت اور اعلیٰ حضرت کے عظیم تلامذہ کا فیضان چشمان سر سے دیکھنے میں آرہا ہے مرکز

اہل سنت منظر اسلام کا جشن صد سالہ جو سرِ لیار حمت الٰہی و عنایت رسالت پناہی اور کرامت اعلیٰ حضرت واکابر اہل سنت ہے
فالحمد علی ذالک۔

حضرات! اس مختصر عرضداشت سے میرا دلی مدعا یہ ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اور آپ کے جامعہ رضویہ منظر اسلام نے جو برحمتہ تعالیٰ اعلیٰحضرت کی علمی حیثیت کی بنیاد پر مرکز اہل سنت ہے اپنی علمی وقومی وملکی خدمات سے ہمیشہ ملت وملک کا نام روشن کیا ہے بلکہ حقانیت تو یہ ہے کہ بڑی بڑی یونیورسٹیاں جن پر کروڑوں روپیہ صرف کیا جاتا ہے اور انکی ترقی کیلئے کیا کچھ نہیں کیا جاتا ان یونیورسٹیوں سے ملک کو وہ فائدہ حاصل نہیں ہوا کہ جتنا مرکز اہل سنت منظر اسلام سے ہوا ہے آج فرزندان منظر اسلام دنیا کے اکثر ممالک میں اپنی دینی وملی خدمات سے اپنے ملک کا سر بلند کئے ہوئے ہیں۔

ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء

اخیر میں یہ فقیر تمام مدارس دینیہ اسلامیہ کے ذمہ داروں سے عرض گزار ہے کہ وہ اپنے اپنے طور پر اپنے مدارس میں "یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام" کا جشن منعقد کریں اور امام اہل سنت "بانی منظر اسلام" کو اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کریں ---------- مرکز اہل سنت نے "صد سالہ منظر اسلام نمبر" پر جو ٹائیٹل شائع کیا ہے اسکا عکس لیں اور پوسٹروں پر، مدارس کی "روئداد کتب" پر اور دینی کتب کے ٹائیٹل پر شائع کریں۔

انگریزی سن کے لحاظ سے اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظر اسلام کو ۱۹۰۳ء میں قائم کیا تھا۔لہذا ۲۰۰۳ء تک انعقاد جشن کا یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا امسال عرس رضوی ۱۴۲۲ھ کے مبارک موقع پر اس "سلسلۂ جشن صد سالہ منظر اسلام" کا آغاز کیا جارہا ہے اور اس موقع پر "صد سالہ منظر اسلام نمبر" کی قسط اول بھی ہدیہ ناظرین ہے۔آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس عظیم نمبر کی باقی قسطیں بھی منظر عام پر لائی جائینگی۔امسال عرس رضوی کے موقعہ پر "جشن صد سالہ" میں جامعہ منظر اسلام کے فارغین ومحبین کو یا ان کے متعلقین کو ایوارڈ سے بھی نوازا جارہا ہے۔اور یہ پروگرام انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تین سالوں تک جاری رہے گا۔ جن اکابر فارغین ومحبین کے اسمائے گرامی اس بار شامل نہیں ہو سکے ہیں ان کو "آئندہ اعزاز نوازی پروگرام" میں شامل کیا جائے گا۔

ارادت مندان اعلیٰ حضرت سے گزارش ہے کہ وہ بھی ۲۰۰۳ء تک اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اپنی عقیدت مند تعلق کا بھرپور ثبوت فراہم کریں ---------- مضامین نگار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ جامعہ منظر اسلام سے متعلق

مضمون ادارے کو ارسال فرمائیں تاکہ وہ آئندہ قسطوں میں شامل کئے جا سکیں۔ اس بار جن حضرات کے محصلہ مضامین شامل نہیں ہو سکے ہیں وہ سب فائل میں محفوظ ہیں آئندہ قسط میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور شائع کئے جائیں گے۔ نیز جملہ خیر خواہان ملت سے اپیل ہے کہ وہ اپنے مفید اور معیاری مشوروں سے نواز کر ممنون فرمائیں۔ فقیر اپنے مشائخ عظام وعلماء کرام وفرزندان منظر اسلام نیز جملہ زائرین وحاضرین کا بصمیم قلب شکر گزار ہے کہ آپ حضرات نے منظر اسلام کے جشن صد سالہ کو کامیاب فرمایا رب کائنات آپ حضرات کے سایۂ رحمت کو دنیائے سنیت پر دراز فرمائے اور سیدنا اعلیٰ حضرت واکابر اہل سنت کے فیضان سے دارین میں مستفید و مستفیض فرمائے آمین ثم آمین۔

منظر اسلام زندہ باد ☆ جشن صد سالہ پائندہ باد
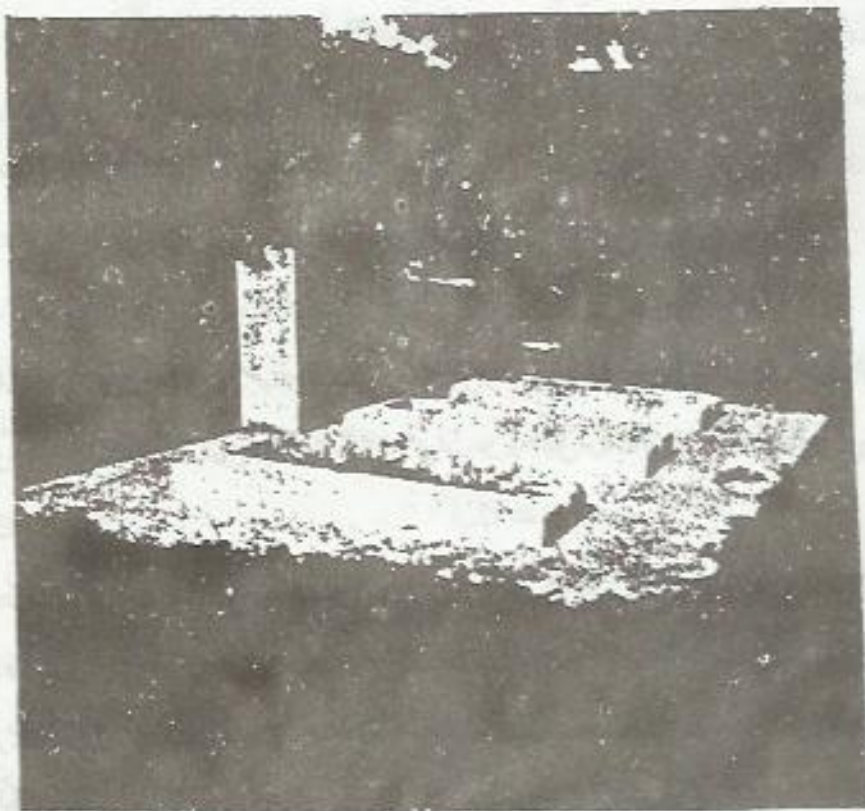
۱:۔ مزار مبارک حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب ۔ شاگرد خاص حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب مجددی

۲:۔ مزار مبارک حضرت مولانا مفتی شاہ ابو الذکاء سراج الدین محمد سلامت اللہ صاحب رام پوری سابق ممتحن جامعہ

باسمہ وبسنہ

علی گڑھ

۵/ مئی ۲۰۰۱ء

مخدوم ومحترم دامت برکاتہم

السلام علیکم

افسوس ہے کہ بعض مجبوریوں اور مشغولیتوں کی بنا پر آپ کے حکم کی تعمیل جلد نہ کر سکا مضمون لکھنے کا موقع تو نہ مل سکا کچھ تبرکات رسالے کیلئے حاضر ہیں قبول فرمایئے۔

آپ اور رسالے کے منتظمین، مضمون اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحریروں کا عکس جلد چھپوا سکیں اپنے رسالے میں، تو شائقین عرس شریف میں ان کی زیارت کر سکیں گے دو سطریں مضمون کی رسید بھجوا کر ممنون کریں والسلام۔

پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد وائس چانسلر مظہر الحق-عربی وفارسی یونیورسٹی پٹنہ

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے آثار ونوادر

باسمہ حامدا ومصلیا

ملک العلماء، فاضل بہار حضرت مولانا ظفر الدین قادری رضوی علیہ الرحمہ کے کتب خانہ سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۴۰ھ) کی لکھی ہوئی بعض تحریرات کے عکس یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔

(۱) ایک فتویٰ جو وراثت کے ایک مسئلہ کے جواب میں ہے جو کسی شجاعت سرکار کی وفات پر پوچھا گیا تھا تاریخ تحریر معلوم نہیں لیکن بگمان غالب ۱۳۲۶ھ میں لکھا گیا ہوگا۔ جب والد ماجد ملک العلماء تکمیل تعلیم کے بعد بریلی میں اعلیٰحضرت کی خدمت میں حاضر تھے اور اعلیٰ حضرت کے نام خطوط اور استفسارات وفتاویٰ کے جوابات کی ذمہ داری ان کے سر تھی جواب کی نقل انہوں نے مستفتی کو بھیج دی ہوگی اصل فتویٰ اعلیٰ حضرت کی تصانیف کے ایک مجلد پر انہوں نے چسپاں کر دیا تھا۔ میرے کتب خانہ میں فتاویٰ رضویہ کے سارے مجلدات موجود ہیں اس سے قطعی طور پر کہہ نہیں سکتا کہ شائع ہوا ہے یا نہیں بگمان غالب یہ غیر مطبوعہ ہے اس فتویٰ پر بریلی کے مشہور عالم مولانا محمد سلطان احمد خاں کی تصدیق درج ہے۔
الجواب صحیح لکھ کر انہوں نے اپنی مہر اس پر لگا دی ہے مہر پر ۱۳۰۹ھ کے اعداد منقوش ہیں اعلیٰ حضرت کی مہریں

حافظ یقین الدین صاحب کندہ کیا کرتے تھے جو بریلی کے مشہور مہر کن تھے تعجب نہیں کہ مولانا محمد سلطان احمد خاں کی مہر بھی انہیں کی بنائی ہوئی ہو۔

(۲) اعلیٰ حضرت کے رسالہ مبارکہ ازکی الاھلال بابطال ما احدث الناس فی امر الھلال کے اخیر میں تین صفحات کے عکس پیش کئے جارہے ہیں یہ رسالہ مرزا غلام قادر بیگ (کلکتہ) کے استفسار کے جواب میں ۱۳۰۵ھ میں تصنیف کیا گیا ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ دربارۂ ہلال تار و خط و اخبار و افواہ بازار شرعاً معتبر نہیں اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے نسخے سے ملک العلماء نے قیام بریلی کے زمانے میں طباعت کیلئے اپنے ہاتھ سے پریس کاپی تیار کی تھی اسی تیار کردہ نقل سے یہ رسالہ پہلی بار مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم رضا خاں کے زیر اہتمام مطبع اہل سنت وجماعت بریلی سے شائع ہوا اسکے ایک ہزار نسخے چھپے تھے ۴۸ صفحوں کی کتاب کی قیمت ۳؍ پیسے تھی سال طباعت درج نہیں لیکن ہمارے کتب خانہ کے نسخے پر ملک العلماء کے دستخط کیساتھ تاریخ ۲؍ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ درج ہے۔

اس رسالے کے آخر میں بریلی، بدایوں، کلکتہ، حیدرآباد، دہلی، رامپور، کے ۳۱؍ علماء کرام و مفتیان عظام کی تصدیقات درج ہیں اور اکثروں کی مہریں ثبت ہیں علماء بریلی میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد لائق علی خلف محمد قائم علی، مولانا محمد یعقوب علی خاں، مولانا محمد سلطان احمد خاں کی، علماء بدایوں میں محب الرسول مولانا محمد عبد القادر ۱۳۵۱ھ، مطیع الرسول مولانا عبد المقتدر ۱۳۸۹ھ وغیرہ کی، علماء حیدرآباد میں مولانا انوار اللہ کی، علماء دہلی میں مولانا سید محمد عبد السلام ۱۲۹۹ھ کی، علماء رامپور میں مولانا محمد ارشاد حسین احمدی ۱۳۸۳ھ، مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۹۸ھ اور اعجاز حسین مجددی ۱۲۹۹ھ، کی تصدیقات قابل ذکر ہیں۔

تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کے فتووں پر علماء کی تصدیقات اور انکی مہروں پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے کتنے علماء کرام و مفتیان عظام کی شخصیتوں پر گمنامی کا دبیز پردہ پڑا ہوا ہے تاریخ و تذکرے کی کتابوں میں ان کے شمول کا کیا ذکر اب ان کے جاننے والے بھی موجود نہیں ممکن الحصول مطبوع و غیر مطبوع خطوط فتاویٰ کے مطالعے کے بعد ان تصدیق کرنے والے علماء کا الف بائی ترتیب سے ایک جامع تذکرہ مفتیان مرتب کرنا چاہیے ان فتاویٰ کی تاریخ تحریر بھی درج ہو جس سے معلوم ہو سکے کہ فلاں مفتی اور فلاں عالم کم از کم فلاں سال تک زندہ تھا عام طور پر مہروں پر مہر بنوانے کی سنیں بھی منقوش ہوتی ہیں ان کا اندراج بھی ضروری ہے اس کام کی اہمیت کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کے کچھ اہم علماء، اساتذہ سے واقف ہوں کچھ کے نام میرے حافظے میں محفوظ ہیں لیکن اس رسالے پر مولانا محمد عبد الحی

مدرس اول پنشن دار مولانا احمد مدرس اول حسن داؤد ساکن بردوان مولانا محمد الہ داد مدرس دوم پنشن دار مولانا عبد الرحیم مدرس دوم کے نام میرے لئے نئے ہیں صرف مولانا سعادت حسین مدرس چہارم مدرسہ عالیہ سے ایک گونہ واقف ہوں جو میرے رشتہ داروں میں تھے میرے گاؤں موضع رسول پور میجرا کے قریب موضع کھنا کے رہنے والے تھے انکی بنائی ہوئی مسجد میں نے دیکھی ہے کچھ وقت اسمیں گزارا بھی ہے۔

مہروں کے مطالعے کا ایک اور پہلو دلچسپ ہے بعض کی مہریں فن سجع کا خوبصورت نمونہ ہوتی ہیں حکیم مظفر حسین حیدرآباد دکن کے ایک صاحب ذوق رئیس تھے جنہیں مخطوطات و نوادر جمع کرنے کا شوق تھا ان کے کتب خانے کی متعدد کتابیں میں نے مختلف مقامات پر دیکھی ہیں جو ان کی مہر سے مزین ہیں مظفر حسین کی مہر پر سجع منقوش تھا" بر اعدائے دیں شد مظفر حسین"

رسالہ مبارکہ ازکی الھلال کے اخیر میں مہر تصدیقات میں دو مہریں دیکھنے میں آئیں جو سجع کا نمونہ ہے دہلی کے مولانا عبد الحکیم بانی مدرسہ نعمانیہ دہلی کی مہر پر یہ سجع لکھا ہوا ہے "علم شد از فیض قاسم قسمت عبد الحکیم" دوسری قابل ذکر مہر دہلی کے مولانا محمد یعقوب کی ہے جنکی مہر پر یہ سجع کھدا ہوا ہے "دارد امید شفاعت از محمد یعقوب"

(۳) رویت ہلال ہی کے موضوع پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا ایک اور قلمی رسالہ میرے کتب خانہ میں محفوظ ہے جس کا نام طریق اثبات الھلال ہے جو ۱۳۲۰ھ میں تصنیف ہوا رسالے کا نام ملک العلماء کے قلم سے لکھا ہوا ہے مسئلہ مستفسرہ یہ ہے رویت ہلال شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے۔ استفسار کرنے والے نواب سید معین الدین حسن خاں بہادر باڑا نواب صاحب بڑودہ گجرات ہیں تاریخ استفسار ۲۵ر محرم الحرام ۱۳۲۰ھ ہے رسالے کے صفحات کی تعداد ۲۴ر ہے۔

اخیر میں ترقیمہ درج نہیں رسالے کا خط اعلیٰ حضرت کے خط سے کچھ مشابہ تو ہے لیکن میرا خیال ہے یہ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے اعلیٰ حضرت اکثر نقل یا تبییض تصانیف کا کام مفتی اعظم سے لیا کرتے تھے یہ رسالہ اس لائق ہے کہ اسکا عکسی ایڈیشن شائع کیا جائے۔

طریق اثبات الہلال
۱۳۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مسئلہ

از بڑودہ گجرات باڑہ نواب صاحب مرسلہ نواب سید معین الدین حسن خان بہادر۔ ۲۵ محرم الحرام سنہ ۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رؤیت ہلال شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے بحوالہ کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو **بینوا توجروا**

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا والصلاۃ والسلام علی من نور الدین لطلوع ہلالہ بدرا منیرا وعلی آلہ وصحبہ الکاملین نورا والمکملین تنویرا ثبوت رویت ہلال کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں **طریق اول** خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی ہلال رمضان مبارک کے لیے ایک ہی مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مجرد بیان کافی ہے کہ (میں نے) اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اگرچہ کنیز ہو اگرچہ مستور الحال ہو جس کی عدالت باطنی معلوم نہیں ظاہر حال پابند شرع ہے اگرچہ اس کے بیان میں لفظ میں اگرچہ گواہی دیتا ہوں نہ کہے نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کدھر کو تھا

کفتا اونچا تھا وغیرہ ذالک یا اس صورت میں ہو کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو چاند کی جگہ ابر یا غبار ہو
اور بجال صفائی مطلع اگر ویسا ایک شخص جنگل یا بلند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان سے آیا
کافی ہو جائیگا ورنہ دیکھنے کو وہان کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش کرتے ہیں
بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کاہل ہیں دیکھنے کی پروا نہیں بے پرواہی کی صورت میں
کم سے کم دو درکار ہونگے اگرچہ مستور الحال ہوں ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیے کہ اپنی
آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جنکے بیان سے خوب غلبۂ ظن حاصل ہو جائے کہ
ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کھلے فساق ہوں اور اگر کثرت حد تواتر کو پہنچ جائے کہ عقل
اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے
باقی گیارہ ہلالوں کے واسطے مطلقاً ہر حال میں ضرور ہے کہ دو مرد عادل یا ایک مرد دو
عورتیں عادل آزاد جنکا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابند شرع ہیں قاضی شرع کے
حضور بلفظ اشہد گواہی دیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلال
فلان دن کی شام کو دیکھا اور جہان قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اوسکا قائم مقام ہے
جسکو تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اوسکے حضور گواہی دیں اور اگر کہیں قاضی مفتی
کوئی نہ ہو تو مجبوری کو مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کا
بیان بے لفظ اشہد بھی کافی سمجھا جائیگا ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے مگر
عیدین میں اگر مطلع صاف اگر مسلمان رویت ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں اور وہ دو
جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعت عظیم درکار ہے اسی طرح

وزیر اعظم ھند کا: بارگاہ اعلیٰ حضرت میں خراج عقیدت

प्रधान मंत्री
PRIME MINISTER

MESSAGE

I am pleased to know that Urs-e-Razvi is being held in Bareili from June 9-11, 1999. I pay my pious obeisance to the revered Sufi saint and savant Ala Hazarat Imam Ahmed Raza Khan Fazil-e-Barelvi, in whose memory the Urs Sharif is being held each year for the past 80 years.

Ala Hazarat was not only a scholar who wrote more than 1000 books and treatises on 50 different areas of knowledge, but also a great social reformer. He spread the message of love and unity in society, guiding it to rise above the divisions created by caste, creed and other barriers. Islam's universal message of peace and brotherhood was carried far and wide by Sufi saints like him. This message mingled with the culture and ethos of this land to produce a unique a spiritual heritage that is India's gift to the world. No wonder, the tradition of Urs has struck deep roots in most parts of the country and attracts devotees from all communities, including many people from abroad.

India is facing many difficult challenges today. One of the most pressing challenges is to consolidate and render permanent the atmosphere of communal peace and amity that has been building up in the country for the past few years. Another challenge is to rapidly promote the economic, social and educational development of the minorities – especially the Muslim community – so that they can make their fullest contribution to national development. The Government and the various organisations of the minority and majority communities have to work together in a spirit of trust and cooperation for the success of this mission. In this context, I heartily compliment the various developmental initiatives undertaken by the Bareili Dargah and assure the Government's support to them.

I send my sincere greetings for the successful completion of the Urs Sharief and seek the blessings of Ala Hazarat for all my countrymen and myself.

A B Vajpayee

دار العلوم منظر اسلام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کراچی

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: جو کچھ اتار اگیا ہے وہ دوسروں تک پہونچادیں۔ ہاں جو کچھ اتار اگیا تھا اس میں ہر چیز کا روشن بیانہے اس میں منقولات بھی ہیں، اس میں معقولات بھی ہیں۔ تبلیغ واشاعت کا ذریعہ تقریر بھی ہے، تحریر بھی ہے، دونوں سنت ہیں، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے تحریر کو اپنا مؤثر ذریعہ تعلیم و تبلیغ بنایا، انکی شان کیا بیان کی جائے منقولات میں عرب و عجم کے علماء و مشائخ نے خوب داد دی اور معقولات میں دور جدید کے سائنسدانوں نے خوب سراہا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے تحریر کے ساتھ ساتھ کچھ عرصہ تدریس کو بھی ذریعہ تعلیم و تبلیغ بنایا، وہ دار العلوم منظر اسلام کے بانی تھے، انہوں نے یہ دار العلوم اس وقت قائم کیا جب دشمن اسلام حاکموں نے سنی مسلمانوں کیلئے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ایک مثالی دینی مدرسہ کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اخلاص ہو، وہ فکر صحیح کا مالک ہو، تعلیم کے بارے میں اسکے نظریات واضح اور مفید ہوں جب ہم امام احمد رضا کی حیات و تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں ہمیں انکے یہاں یہ ساری خوبیاں نظر آتی ہیں اور دل گواہی دیتا ہے کہ کسی بھی مثالی دینی ادارہ کا بانی ہو تو ایسا ہو۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے عہد میں غیر منقسم ہندوستان کے طول و عرض میں بعض مقررین اور واعظین آپ سے نسبتیں ظاہر کر کے تقریروں کے معاوضے لیتے تھے اور چندے مانگتے تھے، جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے فوراً اپنے دستخط خاص سے ایک بیان جاری فرمایا جس میں اشاعت دین متین کیلئے اپنے موقف و مسلک کی یوں وضاحت فرمائی:-

"یہاں بحمد اللہ کبھی خدمت دینی کو کسب معشیت کا ذریعہ بنایا گیا نہ احباب علماء شریعت یا برادران طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین اور حمایت سنت میں جلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ انکی خدمت خالصاً لوجہ اللہ ہو"

(ماہنامہ رضا بریلوی ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ)

اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ پیکر اخلاص وایثار تھے لینا تو درکنار مالی منفعت کا خیال بھی گوارہ نہ تھا۔ جہاں تک فکر صحیح کا تعلق ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے افکار حق کا معیار تھے انہوں نے اپنے مریدوں اور مخلصوں کو فکر پریشاں کے حامل افراد سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ اپنے فرزندان طریقت کو اپنے دستخط سے جو شجرہ شریف جاری فرمایا اس میں ضروری ہدایت کے تحت تحریر فرماتے ہیں:-

"مذہب اہل سنت وجماعت پر قائم رہیں جس پر علمائے حرمین شریفین ہیں (بہ زمانہ ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۲ء) سنیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، رافضی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرھم ہیں سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں ان کی بات نہ سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ وسوسہ ڈالتے کوئی دیر نہیں لگتی، آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہر گز نہ جائیگا۔ دین وایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہیں۔ ان کی حفاظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض۔ مال اور دنیا کی عزت، دنیا کی زندگی، دنیا ہی تک ہے دین وایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے"

مندرجہ بالا بیان سے اندازہ ہوتا ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ فکر صحیح کے مالک تھے، مالک ہی نہیں بلکہ محافظ اور داعی تھے۔ دور جدید کے دانشور شاید اس بیان کو روشن خیالی کے منافی اور تنگ نظری پر محمول فرمائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بیان میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جن فرقوں کا ذکر فرمایا ہے یہ سب کے سب نصاریٰ کے سہاروں سے پنپے ہیں اور پنپ رہے ہیں۔ انقلاب ۱۸۵۷ء نے اہل سنت وجماعت کی کمر توڑ دی تھی لیکن پھر بھی انہوں نے نہ کسی دشمن اسلام سے مدد چاہی اور نہ کسی دشمنِ اسلام نے ان کو مدد دی جبکہ ان فرقوں نے نصاریٰ کی پوری پوری مدد کی انہی کی اندرون خانہ مدد سے مٹھی بھر نصاریٰ ہندوستان کی وسیع وعریض زمین پر قابض ہوئے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کو بیان نہیں کیا جاتا ہے **بلکہ چھپایا جاتا ہے** ۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ چونکہ یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین سے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے بیزار تھے اس لئے وہ ہر اس فرد یا جماعت سے بیزار تھے جس نے کسی نہ کسی طرح یہود و ہنود اور نصاریٰ کی مدد کی تھی اور جو سلف صالحین کے راستے سے دور جا رہا تھا اور دور لے جا رہا تھا۔ افسوس جو بیزار تھا اس کو تاریخ میں نصاریٰ کا محبوب بنا کر دکھایا اور جو نصاریٰ کا محبوب تھا اس کو نصاریٰ سے بیزار بنا کر

دکھایا گیا تاکہ عیب چھپا رہے اور وہ ملامتِ خلق سے محفوظ رہے۔ راقم نے یہ سارے حقائق اپنی کتاب "گناہِ بے گناہی" میں بیان کیے ہیں جسکے کئی اردو انگریزی ایڈیشن ہندوستان، پاکستان اور افریقہ وغیرہ سے شائع ہو چکے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ کسی بھی دینی مدرسے کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ اخلاص و فکرِ صحیح کے ساتھ ساتھ تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں۔ اس پہلو سے جب ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے تعلیمی نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ایک بے مثال ماہر تعلیم نظر آتے ہیں۔ یہاں چند نکات پیش کیے جاتے ہیں :-

(۱) تعلیم کا محور دینِ اسلام ہونا چاہیے

(۲) بنیادی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے

(۳) سائنس اور مفید علومِ عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء سے زیادہ خالقِ اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

(۴) ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقش دل پر بٹھا دیا جائے اسی کے ساتھ ساتھ آل و اصحاب اور اولیاء و صلحاء کے نقوش بھی قائم کر دیے جائیں۔

(۵) جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو، جھوٹی باتیں انسانی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔

(۶) ان علوم کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا میں کام آئیں، غیر مفید اور غیر ضروری علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے۔

(۷) اساتذہ کے دل میں اخلاص و محبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

(۸) طلبہ میں خود شناسی اور خودداری کا جوہر پیدا کیا جائے کہ دستِ سوال دراز نہ کریں۔

(۹) طلبہ میں تعلیم اور متعلقاتِ تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۱۰) بری صحبت سے طلبہ کو بچایا جائے، مفید کھیل اور سیر و تفریح اس حد تک ضروری ہے کہ طالب علم میں نشاط و انبساط پیدا ہو۔

(۱۱) تعلیمی ادارے کا ماحول پر سکون اور پر وقار ہو تاکہ طالبِ علم کے دل میں وحشت اور انتشارِ فکر نہ ہو۔

مندرجہ بالا نکات سے اندازہ ہوتا ہے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تعلیم و تعلم کے نشیب و فراز سے اچھی طرح باخبر تھے۔ ان نکات کی روشنی میں جب ہم اپنے جدید تعلیمی اداروں کے نصاب، تعلیمی ماحول اور طالب علم کی نفسیات دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ترقی کے دعوے داروں نے کیا کیا اور خلوت نشین ایک بزرگ نے کیا کہا اور کیا کیا؟ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے حقیقت میں وہی سب کچھ ہیں۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم جب ریاضی کے ایک مسئلے میں الجھے

تو پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اس الجھن کو سلجھانے کیلئے امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے رجوع کریں تو ڈاکٹر سر ضیاء الدین حیران رہ گئے ایک گوشہ نشین عالم کیا بتائے گا لیکن جب وہ حاضر ہوئے اور وہ مسئلہ سامنے رکھا گیا امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے چند لمحوں میں حل کر کے رکھ دیا اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو حیران کر دیا اور چلتے وقت سید سلیمان اشرف بہاری سے فرمایا:- کہ "یہ شخص نوبل پرائز" کا مستحق ہے۔ یہ کسبی علم نہیں ہے یہ وہبی علم ہے"۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے وہی سب کچھ ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ جیسے ماہر تعلیم نے ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں قائم کیا اور شانِ اخلاص یہ کہ پہلے سال کے تمام اخراجات اپنی جیب خاص سے عنایت فرمائے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ تیرہ برس دس مہینے چار دن میں درس سے فارغ ہوئے (یعنی تقریباً ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۰ء) "اور چند سال طلبہ کو پڑھایا"۔ (الکلمۃ الملہمہ، دہلی ۱۹۷۶ء ص ۲)

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے فرمایا:- "اعلیٰ حضرت نے زمانۂ طالب علمی میں طلبہ کو پڑھایا" (سلامت اللہ لاہلِ السنہ ۱۳۳۲، بریلی ص ۵۴)۔ ان دونوں بیانوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ۱۸۷۰ء میں فارغ ہونے کے بعد گھر ہی پر چند سال طلبہ کو پڑھایا کیونکہ منظر اسلام تو بہت بعد میں ۱۹۰۴ء میں قائم ہوا پھر کچھ عرصہ منظر اسلام میں بھی پڑھایا ہو، بعد میں گوناگوں علمی مصروفیات کی وجہ سے گھر پر صرف مخصوص طلبہ کو مخصوص علوم و فنون کا درس دیتے رہے۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ منظر اسلام کے بانی امام احمد رضا علیہ الرحمہ تھے، مہتمم حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اور منتظم امام احمد رضا کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ (تذکرۂ جمیل بریلی، ص ۱۷۹) حجۃ الاسلام مہتمم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی، منقولات اور معقولات کی اعلیٰ درجے کی کتابیں پڑھاتے تھے عربی میں آپ کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ "الدولۃ المکیہ" (۱۹۰۵ء) اور الاجازۃ المتینہ (۱۹۰۶ء) کے اردو ترجے اور دوسری عربی اور اردو تحریروں سے ہوتا ہے۔ حجۃ الاسلام نے منظر اسلام کو خوب ترقی دی۔ چنانچہ جب سلامت اللہ نقشبندی مجددی م (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) نے مدرسہ منظر اسلام کا معائنہ فرمایا تو اپنی رپورٹ میں لکھا:-

جس کی نظیر اقلیم ھند میں نہیں" (تذکرۂ جمیل، ص ۱۷۹) امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد جب شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ دسمبر ۱۹۳۳ء میں جلسۂ تقسیم اسناد ہوا تو اس میں عمائدینِ ہند کے علاوہ درگاہ اجمیر شریف کے دیوان سید آل

رسول علی علیہ الرحمہ اور علی پور سیداں (پنجاب-پاکستان) کے مشہور و معروف شیخ وقت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی مجددی محدث علی پوری خصوصی مہمانوں کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

تعلیم کے جزوی طور پر ایک ہدف نہیں کئی اہداف ہو سکتے ہیں مگر مجموعی طور پر ایک ہدف ہونا چاہئے تاکہ ملت کے فکر و عمل کی تعمیر ہو۔ الحمد للہ! دار العلوم منظر اسلام کو قائم ہوئے آج ایک صدی گزر چکی ہے لیکن روز اول جس فکر کی داغ بیل ڈالی گئی تھی آج وہی فکر پھل پھول کر سارے عالم میں پھیل رہی ہے جس کا خاص امتیاز رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت، دشمنان اسلام اور گستاخانِ رسول سے شدید نفرت و عداوت ہے۔ اور اس میں شک نہیں کوئی دشمن رسول اور کوئی گستاخ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم۔ محبت و احترام کے لائق نہیں، ہاں ہدایت و نصیحت کی نیت سے شفقت و مہربانی حضور ﷺ کی سنت ہے۔ علمائے حق اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس سنت کو نہیں چھوڑا۔ لاکھوں گمراہوں کو ہدایت کی راہ دکھائی۔

کسی بھی دار العلوم کی تعمیر و تشکیل کیلئے توکل بھی ضروری ہے، استاد بھی ضروری ہے، طالب علم بھی ضروری ہے، نصاب بھی ضروری ہے، عمارت بھی ضروری ہے، فرنیچر اور فرش و فروش بھی ضروری ہے، اور فنڈز بھی ضروری ہے۔

دور جدید کے مدارس میں ان ضرورتوں کو معکوس کر دیا گیا ہے۔ توکل کا نام و نشاں نہ رہا، استاد کی قدر قیمت گھٹ رہی ہے، طالب علم کا کوئی پرسان حال نہیں، نصاب کی کوئی پرواہ نہیں، عمارت کی تھوڑی بہت پرواہ ہے۔ سارا زور فنڈز کی فراہمی اور اسراف و تبذیر پر ہے۔ اس میں شک نہیں دار العلوم کی روح استاد ہے، استاد اچھا ہے تو سب کچھ اچھا ہے۔ نصاب کی اہمیت اپنی جگہ مگر استاد کی بات استاد ہی کے ساتھ ہے دار العلوم منظر اسلام کے اساتذہ میں ایک سے ایک اعلیٰ استاد نظر آیا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے طلبہ کو بے پناہ شفقت دی، حوصلہ دیا، ہمت دی، مر مٹنے کا جذبہ عطا فرمایا، احساسِ کمتری میں مبتلا ہونے نہ دیا، طلبہ پر وہ مہربانیاں کہ باید و شاید۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے طلبہ کو وہ کچھ دیا جو ایک نہایت مشفق و مہربان باپ اپنی اولاد کو دیا کرتا ہے۔

انہوں نے طلبہ کی تربیت فرمائی۔ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، رہنے سہنے، بولنے چالنے اور لکھنے پڑھنے کا سلیقہ سکھایا، مہذب و شائستہ بنایا۔ دور جدید میں اکثر جدید و قدیم مدارس میں تربیت مفقود ہے، حرص و آز، حاضر و موجود۔ تربیت ہو تو کیونکر ہو، تعلیم ہو تو کیونکر ہو؟----- تعلیم و تربیت خلوص کے ماحول میں پروان چڑھتے ہیں دار العلوم منظر اسلام نے طلبہ کو علم دیا، اخلاق دیا، امن دیا، خلوص دیا سب کچھ دیا۔ طالب علم و استاد کیلئے سب سے بڑی بات وقت کی قدر و منزلت کی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ایک لمحہ ضائع نہ کیا اور ایک عجب سبق سکھایا۔ ہم وقت بھی ضائع کرتے

ہیں اور روپیہ پیسہ بھی ضائع کرتے ہیں اسلئے محتاج رہتے ہیں، فکر بھی مانگے کا روپے پیسے بھی مانگے کے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے شریعت کی پابندی اور وقت کی قدر و منزلت کا جو سبق سکھایا ہے اس پر عمل کیا جائے تو حکومتیں بن جائیں اور سلطنتیں سنور جائیں۔ دور جدید کا مزاج اسراف پسند ہے بلکہ تبذیر پسند، اسکو شاندار عمارتیں اچھی لگتی ہیں۔ جا طور پر فخر ہے چراغ کی روشنی فرش پر مبنی ہے، فرش کو عالی نسبتیں حاصل ہیں۔ راقم نے ہمیشہ فرش ہی کو باعث فخر جانا اور اسی پر تمام علمی کام کئے اور کر رہا ہے۔ دار العلوم منظر اسلام شاندار عمارت نہ سہی، فرنیچر و شاندار فرش و فروش نہ سہی، مگر جو کام ہو رہا ہے وہ شاندار ضرور ہے، اسکا ایک مزاج ہے۔ ایک صدی گزر جانے کے بعد وہ مزاج نہیں بدلا اس سے استقامت کا اندازہ ہوتا ہے، وہ ایمان دے رہا ہے، وہ محبت رسول کے تحفے تقسیم کر رہا ہے۔ یہ بانی کی کرامت ہے، یہ مہتمین اور منتظمین کی مسلسل جد و جہد کا نتیجہ ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ، مفسر قرآن حضرت محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ کی ارواح پاک پر ہزاروں لاکھوں سلام ہوں۔ مولائے کریم حضرت علامہ محمد سبحان رضا خان دامت برکاتہم العالیہ کا ظل ہمایونی قائم و دائم رکھے ان کا علمی اور روحانی فیض جاری و ساری رہے اور دار العلوم منظر اسلام شب و روز آپ کی سرپرستی میں ترقی کرتا رہے۔ آمین ثم آمین۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی

اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

آمین ثم آمین بجاہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و ازواجہ وصحبہ اجمعین۔

دار العلوم منظر اسلام بریلی

(جنوبی ایشیا میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے علمبردار کی حیثیت سے)

از: ---------- سید وجاہت رسول قادری، صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل پاکستان)

بہ آں گروہ کہ از ساغر وفا مست اند　　　سلام ما برسانید کہ بر کجاہستند

یکم محرم الحرام ۱۴۲۲ھ کی صبح طلوع ہونے والا نیا اسلامی سال دار العلوم بریلی "منظر اسلام" کی تاسیس کا یادگاری سال ہوگا اسلئے کہ اس دن اس کے قیام کے سو برس پورے ہو جائیں گے۔ برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش کی غالب مسلم اکثریت (اہل سنت و جماعت) ۱۴۲۲ھ کے پورے سال کو "صد سالہ جشن تاسیس دار العلوم بریلی" کے طور پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ اگر دار العلوم بریلی، "منظر اسلام" کی صد سالہ علمی و دینی خدمات اور اسلامیان برصغیر کے مذہبی عقائد و افکار نیز ان کی تعلیمی، سیاسی اور معاشی پس ماندگی پر اس کے مثبت اثرات کا جائزہ لیا جائے تو سواد اعظم کا یہ فیصلہ غلط نہیں ہے۔ بلکہ جدید اسلامی نظام تعلیم، اسلامی تشخص، مسلمانوں کیلئے ملت واحدہ کا تصور و نظریہ اور سرزمین ہند میں ایک ایسی آزاد اسلامی مملکت کے قیام کے داعی و محرک کی حیثیت سے کہ جس میں شریعت اسلامی کے آئین و قوانین مکمل طور پر نافذ العمل ہوں، یہ تمام خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ پاکستان میں حکومت کی سطح پر بھی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اس دار العلوم کے یوم تاسیس پر خوبصورت اور خاطر خواہ پروگرام نشر ہوں تاکہ اہل پاکستان کو "منظر اسلام" کی دینی اور ملی خدمات جلیلہ کا اندازہ ہو سکے۔ قبل اس کے کہ دار العلوم بریلی کی صد سالہ خدمات اور مسلمانان برصغیر کے دینی، ملی، سیاسی اور معاشی افکار و نظریات پر اس کے مثبت اثرات کا ایک تجزیاتی جائزہ پیش کیا جائے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اس وقت کے حالات، مذہبی، تعلیمی، سیاسی اور معاشی پس منظر کو بھی دیکھا جائے کہ جن کی وجہ سے اس مرکزی دار العلوم کا قیام ناگزیر تھا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے قبل اگرچہ مسلمانان ہند کا معاشرہ انحطاط پزیر تھا لیکن اس کے باوجود ہندوستان کے تقریباً تمام بڑے شہر خصوصاً دلی (دار السلطنت)، مراد آباد، خیر آباد، رامپور، لکھنؤ، جونپور، کانپور، پٹنہ، فرید پور، ڈھاکہ، چٹاگانگ، رنگون، ٹھٹھہ، حیدر آباد دکن، سیالکوٹ وغیرہ اسلامی علوم و فنون کے بڑے مراکز تسلیم کئے جاتے تھے۔ یہاں ہر شہر میں سیکڑوں کی تعداد میں مدارس قائم تھے۔ جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد جہاں ظالم و عیار انگریز نے دلی

اور دیگر مراکز اسلامی علوم کو خصوصاً جہاں جہاں سے جہاد کیلئے انگریزوں کے خلاف فتوے دیئے گئے تھے۔ تاخت و تاراج کیا، مدارس اسلامیہ کو ہزاروں کی تعداد میں جبراً بند کیا گیا اور مسلمانوں پر شدید ظلم توڑے، وہیں ان مراکز سے وابستہ وقت کے جید اساتذہ، علماء، فقہاء اور مشائخ کرام کو تختہ دار پر کھینچا گیا اور جو بچ رہے وہ ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں عزت و آبرو اور جان کی پناہ گوشۂ عافیت اور وسیلۂ معاش کی تلاش میں "قیمتی متاع گم گشتہ" کی صورت روپوش ہو گئے۔ بعدہ باقی ماندہ علمی مراکز یا تو انگریزوں نے جبراً بند کرا دیئے یا معدودے چند جو ان کی دست برد سے بچ رہے وہ وسائل کی کمیابی یا نایابی کی وجہ سے خود بخود بند ہوتے چلے گئے یا پھر حالات اور معاشی و سیاسی ماحول کی بناء پر ان کی کارکردگی کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئی (۱)

ایسے ہمت شکن اور پرخطر حالات میں علماء شریعت، پیران طریقت اور زعمائے ملت نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ اسلامی علوم و فنون کے مراکز کے فقدان کے اس دور میں انگریز اور ہندو دونوں مل کر مسلمان نوجوانوں کے ذہن و دماغ کو مفلوج کر رہے ہیں قبل اس کے کہ باقیات الصالحات علماء و اساتذۂ فن اٹھ جائیں جن کے ساتھ ہی سرزمین ہند سے علم بھی رخصت ہو جائے یہاں اسلامی علوم و فنون کا ایک ایسا مرکز قائم کیا جائے جو مسلم نوجوانوں کی دینی اور علمی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ ان کی کردار سازی بھی کر سکے ان کو ایک اچھا مسلمان اور معاشرہ کا بااعتماد فرد بھی بنا سکے۔ چنانچہ ان مقاصد کے حصول کیلئے ایک دردمند صوفی منش عالم اہل سنت حضرت مولانا حاجی سید عابد حسین علیہ الرحمہ نے مخلص زعمائے اہل سنت کے تعاون سے سہارنپور کے ایک قصبہ دیوبند میں "اسلامی مدرسۂ عربی" کے نام سے ایک مدرسہ ۱۵ر محرم الحرام ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۷ء میں قائم کیا جو آگے چل کر دارالعلوم دیوبند کے نام سے مشہور ہوا (۲)

حضرت حاجی سید عابد حسین قبلہ خوش عقیدہ مسلمان تھے۔ سلسلۂ قادریہ میں حضرت سراج شاہ قادری علیہ الرحمہ سے بیعت تھے اور ان کے ماذون و خلیفہ بھی تھے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا تھا، اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری اور نذر و نیاز ان کا روز کا معمول تھا۔ سید عالم ﷺ کی ذات اقدس سے والہانہ عشق تھا۔ ہر ہفتہ پابندی کے ساتھ میلاد و فاتحہ کرنا ان کی زندگی کا معمول تھا (۳)۔

بعد میں جب وہابی فکر سے متاثر انگریز نواز اور ان کے وظیفہ خوار علماء و زعماء سید صاحب کی سادگی اور درویشانہ مزاج کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے انتظامی امور میں دخیل ہوتے گئے اور آخر کار پوری انتظامیہ پر قابض ہو کر سفید و سیاہ کے مالک بن گئے تو وہاں خالصتاً دین حق کے مواقع معدوم ہو گئے اور للّٰہیت ختم ہو گئی چنانچہ ایسے حالات میں دارالعلوم

کے اصل بانی مولانا حاجی سید محمد عابد حسین علیہ الرحمہ نے ۳۰/ سالہ خدمت کے بعد نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر علیحدگی اختیار کرلی۔ ان کی رخصت کے بعد قابض علماء نے اسی طرح دار العلوم کو چلایا جیسا انگریز چاہتے تھے۔ (۴)

جب دیوبند کے ارباب بست وکشاد اور علما کی جانب سے فکر اسلامی کے خلاف اور تنقیص شان الوہیت ورسالت پر مبنی لٹریچر کی اشاعت شروع ہوئی اور قرآن وحدیث سے ثابت شدہ عقائد و معمولاتِ اہل سنت کے رد میں کثرت سے کفرو شرک اور بدعت کے فتوے دار الافتاء دیوبند سے جاری ہونے لگے تو غیر منقسم ہند کے طول وعرض کے علمائے اہل سنت میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اگرچہ علمائے اہل سنت نے جن کے سرخیل امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ تھے، دیوبندیوں کے باطل عقائد و نظریات کا کھل کر رد کیا اور اس رد وقدح کے عمل میں خود حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ، جن کو دیوبندی سید الطائفہ، شیخ العرب والعجم اور اپنا نبی اور روحانی پیشوا کہتے ہیں اور ان کے دیگر جید خلفاء مثلاً مولانا عبد السمیع رامپوری وغیرہ بھی شامل ہیں (۵) لیکن اس کے باوجود یہ بات شدت سے محسوس کی گئی کہ اگر فوری طور پر دار العلوم" دیوبند" کے مقابلے میں اہل سنت کا کوئی مرکزی دار العلوم نہ قائم کیا گیا تو اسکا قوی خدشہ موجود ہے کہ ۲۰/ ۲۵ برس بعد دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل علماء مدارس اہل سنت پر قابض ہو جائیں گے اس طرح نہ صرف "اہل سنت" کے عقائد و نظریات کا دفاع مشکل ہو جائے گا بلکہ سر زمین ہند سے مسلمانان اہل سنت کا استیصال شروع ہو جائے گا۔

اسی دوران تیرہویں صدی ہجری کے اختتام تک امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے علم وفضل، زہد و تقویٰ اور تجدیدی کارناموں کا شہرہ برصغیر پاک وہند، بنگلہ دیش اور برما کی سرحدوں سے نکل کر بلاد عرب، حرمین شریفین، افریقہ، امریکہ، سری لنکا اور افغانستان تک پہونچ چکا تھا۔ چنانچہ اکابر علمائے اہل سنت کے مشوروں اور حقیقی اسلامی علوم افکار کی نشر و اشاعت اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے خواہاں بزرگان ملت کی تجاویز پر سر زمین بریلی میں جو اس وقت تک امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی عبقری شخصیت کی وجہ سے اسلامیان ہند کا مرجع بن چکی تھی ایک ایسے دار العلوم کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا کہ جہاں سے علوم اسلام کی درس وتدریس کے علاوہ سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے ہزار سال سے زیادہ پرانے نظریات و عقائد کا جدید انداز پر ابلاغ اور ان کے دفاع کا بھی اہتمام کیا جاسکے۔ چنانچہ غالباً شعبان ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء کو امام العصر مجدد دین وملت علامہ مفتی محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ کے دار الافتاء کے جوار میں انہیں کی سرپرستی میں دار العلوم بریلی "منظر اسلام" کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ چند سال تک اس دار العلوم میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکے بعد میں فتویٰ نویسی، تصنیف و تالیف اور دوسرے علمی اور تبلیغی مشاغل کی بنا

پر یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے اور دار العلوم کا سارا انتظام اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے سپرد کردیا۔ (۶)

اس دار العلوم کا نصاب امام احمد رضا نے اجل علماء کی معاونت و مشوروں سے خود ترتیب دیا تھا، تعلیمی معیار کا اندازہ ان کتب تفسیر، احادیث وفقہ سے لگایا جاسکتا ہے جو دار العلوم منظر اسلام کی اس سند حدیث میں مذکور ہیں جو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی حیات میں جاری ہوئی تھیں راقم کے سامنے وہ سند فراغت ہے جو حضرت علامہ عبد الواجد رضوی ابن مولانا غازی الدین ساکن گڑھی کپورہ (پشاور، پاکستان) کو ۲۰ر ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء کو امام احمد رضا کی حیات میں جاری ہوئی تھی اس پر علامہ مولانا حامد رضا خاں صاحب نے بحیثیت مدیر اور علامہ مولانا رحم الٰہی، اور علامہ مولانا ظہور الحسین الفاروقی نقشبندی المجددی نے بطور مدرس دستخط فرمائے ہیں۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں "صحاح ستہ" کے علاوہ دیگر تمام مشہور کتب حدیث، مسانید معاجم اور شروح کا ذکر ہے جو دار العلوم میں پڑھائی جاتی تھیں۔ فقہ حنفی کے علاوہ دیگر ائمہ ثلاثہ کے مذاہب سے متعلق بھی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ مجموعی طور پر ۳۰ر علوم کا ذکر ہے جو اس دار العلوم میں پڑھائے جاتے تھے اور جس کی سند علامہ عبد الواجد رضوی صاحب کو بعد فراغت جاری کی گئی تھی۔ (۷)

مذکورہ علوم اسلامی اور عقلیہ ونقلیہ کی درس و تدریس کے علاوہ طالب علم کی فکری اخلاقی اور روحانی تربیت کی ضروریات کا بھی خاص خیال رکھا گیا تھا۔ امام احمد رضا جامع العلوم تھے۔ وہ ۵۵ر سے زیادہ علوم وفنون قدیمہ وجدیدہ پر دسترس رکھتے تھے (۸)

اگر ان علوم وفنون کی جدید دور کے اعتبار سے گروپ بندی کی جائے تو انکی تعداد ۷۰ر سے بھی متجاوز ہو جائے (۹)

امام احمد رضا دل سے چاہتے تھے کہ یہ علوم آئندہ نسلوں کو منتقل ہو جائیں۔ وہ انگریزوں کے مرتبہ نصاب کے مخالف تھے وہ زندگی کے ہر پہلو کی طرح تعلیم اور نصاب کو بھی اسلام کے تابع رکھنا چاہتے تھے۔ وہ جدید سائنسی افکار سے استفادہ کے قائل تھے لیکن ان کا مطمح نظر یہ تھا کہ "جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے، سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلے کا اثبات ہو سائنس کا ابطال و اسکات ہو" (۱۰)

انہی خصوصیات کی بنا پر یہاں سیکڑوں کی تعداد میں طلبہ بنگال، بہار، یوپی، پنجاب، سرحد راجستھان سے علم کی تشنگی بجھانے آتے۔

بعض طلباء دیوبند اور گنگوہ کے مدارس چھوڑ کر بریلی کے دار العلوم میں آتے کیوں کہ اختلاف مسلک کے باوجود ان مدارس کی خلوتوں میں امام احمد رضا کی علمیت کے چرچے تھے (۱۱)۔

فارغ التحصیل طلباء ملک کے طول وعرض میں پھیل جاتے اور وارث علوم نبوی (علی صاحبها التحية والثناء) کی حیثیت سے علم حقیقی کے ابلاغ کے مراکز قائم کر کے تشنگان علم وعرفان کو سیراب کرتے اور ان کے افکار و عقائد کی اصلاح اور کردار کی تعمیر وتربیت کا فریضہ بھی انجام دیتے یہ دار العلوم بریلی منظر اسلام کا فیضان تھا کہ اس کے قیام کے ۲۵ ر ۳۰ سال کے اندر اندر غیر منقسم ہند کے شرق وغرب میں سیکڑوں کی تعداد میں علوم اسلامی کے مراکز قائم ہو گئے اور پہلے سے قائم مدارس اہل سنت ایک نئے جذبے کے ساتھ ایک مربوط اور جدید نصابی وامتحانی نظام سے وابستہ ہو گئے جہاں سے اسلامیان ہند کی دینی اور سیاسی قیادت کیلئے نادر روزگار افراد پیدا ہوئے جن کی طویل فہرست اور انکا نام اس دور کی کتب تاریخ وسیر اور رسائل وجرائد میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے (۱۲)

حقیقت یہ ہے کہ دار العلوم بریلی "منظر اسلام کی صد سالہ تاریخ اپنے دامن میں علوم اسلامی کے حامل محققین اور اہل قلم حضرات کیلئے وسیع اور متنوع موضوعات کی دولت گرانمایاں اور تاریخ اسلامیان ہند کے انمول ہیرے سمیٹے ہوئے ہے جن کو وہ اپنی تحقیق اور نگارشات کا عنوان بنا کر چودھویں صدی ہجری میں اسلامی علوم کے مرکز کی حیثیت سے اس کی گرانقدر خدمات اور مسلم ہندوستان کے سواد اعظم کے افکار و نظریات اور ان کی جد وجہد آزادی کی تحریکوں پر اس کے اثرات کا محققانہ جائزہ پیش کر سکتے۔

"منظر اسلام" محض کسی عمارت کا نام نہیں بلکہ یہ اس فکر اور نظریہ کا نام ہے جس نے مسلمانوں کے دور ابتلاء و غلامی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی جدوجہد کو قوت وتقویت بخشی۔ سچ تو یہ ہے کہ دار العلوم بریلی جن نظریات وعقائد کا امین ہے وہ "قرآنی فکر" اور "محمدی نظریات وعقائد" ہیں، وہ "دانش نورانی" کا مبلغ اور تاریخ کے تواتر میں سیدنا ابو بکر صدیق، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام ان امت اور اولیائے ملت کے فکر و نظریات کا امین ہے۔ دیکھا جائے تو دار العلوم بریلی کا قیام "احیائے سنت کی تحریک کا نقطہ آغاز تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسند رشد وہدایت ہو یا چمن زار علم وحکمت، رزم وبزم سیاست ومعشیت ہو یا میدان نگارشات وصحافت، سرپرستان، وابستگان اور ابنائے دار العلوم بریلی نے ہر محاذ پر عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں۔

سیاست کے میدان میں وابستگان "دار العلوم بریلی" کا عظیم کارنامہ "جماعت رضائے مصطفیٰ" اور "کل ہند سنی

کانفرنس" کا قیام ہے جن کا دینی، علمی سیاسی اور معاشی پروگرام ایک طویل مدت تک سرزمین ہند پر ابر کرم بن کر مسلمانوں کو فیضیاب کرتا رہا "جماعت رضائے مصطفیٰ" کی تاریخ کا بڑا ہی رقت انگیز اور عظیم الشان باب "شدھی تحریک" (یعنی مسلمانوں کو زبردستی ہندو (مرتد) بنانے کی تحریک کا انسداد ہے۔

یہ فرزندان امام احمد رضا اور وابستگان دار العلوم بریلی ہی تھے جنھوں نے ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۳ء میں عملی قلمی محاذ پر بلکہ عملی طور پر گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ جا کر بنفس نفیس اس فتنہ ارتداد کا انسداد کیا، لاکھوں مشرکین ومرتدین کو مسلمان کیا اور لاکھوں مسلمانوں کا ایمان بچایا۔ اس مہم کے قلمی اور علمی جہاد میں بریلی مکتبۂ فکر سے وابستہ سیکڑوں علماء و مشائخ اور ہزاروں طلباء نے حسب استطاعت حصہ لیا، ان میں چند شخصیات کے کارنامے بہت نمایاں رہے، مثلاً حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا سید دیدار علی، مولانا محمد عمر نعیمی، پیر طریقت سید جماعت علی شاہ، مولانا قطب الدین برہمچاری، مولانا محمود جان جودھپوری، مولانا سید محمد حسین علی پوری، مولانا محمد علی حامدی آنولوی، مولانا عبد الماجد، سید محمد محدث بدایونی، کچھوچھوی وغیرہم رحمھم اللہ تعالیٰ۔ صرف علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں، مفتی اعظم ہند نے پانچ لاکھ ہندوؤں کو کلمہ پڑھایا (۱۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے جماعتی نظم کیلئے اپنے احباب کے مشوروں سے "کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ" کی بنیاد ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء میں ڈالی۔ اس کے اغراض ومقاصد حسب ذیل تھے۔

(۱) سید عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت وعظمت کا تحفظ۔

(۲) "متحدہ قومیت" کا نعرہ بلند کرنے والے "فرقہ گاندھویہ" (کانگریس اور اس کی ہمنوا دیگر جماعتوں) کا تحریری اور تقریری رد۔

(۳) "بدمذہبوں" کی چیرہ دستیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا۔

(۴) آریہ اور نصاریٰ کے دین اسلام پر اعتراضات کے تحریری جوابات اور ان کے خلاف مناظروں کا اہتمام، اس سلسلے میں اس وقت میسر شدہ وسائل (اخبارات ورسائل جلسے جلوس) کا بھرپور استعمال۔

(۵) امام احمد رضا محدث بریلوی اور دیگر علمائے اہل سنت کی تصانیف کی اشاعت۔ (۱۴)

غیر اسلامی نظریہ "متحدہ قومیت" کے ہیجانی دور میں اسلامی تشخص کے امتیاز و تحفظ، فتنہ ارتداو کے انسداد اور مسلم عوام میں عقیدۂ توحید ورسالت کے حوالے سے راسخ الاعتقادی پیدا کرنے میں ابنائے "دار العلوم" بریلی اور اسکے

والستگان علماء فضلاء نے مثالی اور موثر خدمات انجام دی ہیں جس کا کچھ اندازہ اس دور (۱۹۰۵-۱۹۰۴) کے اخبارات وجرائد اور رسائل کے مطالعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ (۱۵)

جب "تحریک خلافت" اور "تحریک ترک موالات" کے ہنگامہ خیز دنوں میں مسلم زعماء اور علماء کی ایک بہت بڑی تعداد "گاندھی کی آندھی" اور "کانگریس کی فسوں سازی" کا شکار ہو کر مسلمانوں کو "ایک قوم ایک وطن" کے پر فریب نعرے کے تحت "سوراج" (یعنی انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے) کی خاطر بعض شعائر اسلام ترک کرنے اور ہندو تہذیب وتمدن کے بعض مشرکانہ رسوم و معمولات کو اختیار کرنے کی ترغیب دے رہے تھے اور اسے اسلام کی رواداری سے تعبیر کر رہے تھے (گاندھی، کانگریس اور علمائے دیوبند نے تحریک خلافت کے زمانے میں سیاسی پلیٹ فارم سے ہندوؤں کی خاطر گائے کی قربانی ترک کرنے کا مطالبہ کیا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ خود مسلم لیگ کے اس وقت کے صدر حکیم اجمل خان سے بھی اس قسم کے مطالبات کئے)(۱۶)

یہ بانی دار العلوم بریلی حضرت امام احمد رضا اور ان کے معتقدین اور وابستگان علماء ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے "متحدہ قومیت" کے دام فریب اور گاندھی کی عیاریوں سے مسلمانوں کو ہوشیار کیا اور ببانگ دھل اعلان کیا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مسلم اور غیر مسلم کبھی ایک نہیں ہو سکتے، حق وباطل کا امتزاج کبھی نہیں ہو سکتا، مسلمان ملت واحدہ ہیں، ہندو اور تمام دیگر (یہود و نصاریٰ وغیرہ) غیر مسلم علیحدہ قوم ہیں (۱۷)

اس پر آشوب دور میں مسلمانان ہند کو گاندھی کی حمایت اور کانگریس میں شرکت سے روکنے کیلئے "جماعت رضائے مصطفیٰ" کے پلیٹ فارم (اس کے دار الافتاء) سے فتوے بھی جاری ہوئے۔ ایک فتویٰ کا اقتباس ملاحظہ ہو:-

جس وقت سے مسٹر گاندھی کی تحریک آزادی نے ہندوستان کی فضا کو مسموم بنا رکھا ہے اس وقت سے لیکر اس وقت تک برابر ملک کے طول و عرض سے دفتر جماعت رضائے مصطفیٰ میں استفتاء آرہے ہیں کہ :- مسلمان کانگریس میں شرکت کریں یا نہ کریں؟ اور مسٹر گاندھی کی اٹھائی ہوئی تحریک میں حصہ لیں یا نہ لیں؟ اور مسلمانوں کے حق میں اس تحریک میں شرکت مضر ہے یا مفید؟ دفتر جماعت مبارک کہ میں اس وقت تک جس قدر سوالات آئے ان کا جواب برابر لکھا گیا مگر پھر بھی سوالات کا سلسلہ بند نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم ایک اعلان چھاپ کر مسلمانان ہند کو مطلع کر دیں کہ شریعت طاہرہ مسلمانوں کو

کانگریس میں شرکت کرنے اور ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کر کے مسٹر گاندھی کی اٹھائی ہوئی تحریک آزادی میں انھیں حصہ لینے کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ مسلمان کان کھول کر سن لیں کہ ان کا کانگریس میں شرکت کرنا اور مسٹر گاندھی کی موجودہ تحریک آزادی میں جو ملک کے امن عامہ کو برباد کرنے اور ہندوستان میں "رام راج" قائم کرنے کیلئے اٹھی ہے، اس میں حصہ لینا مسلمانوں کی مذہبی واقتصادی زندگی کیلئے نہایت خطرناک ہے"(۱۸)

اسی دور میں "جماعت رضائے مصطفیٰ" کی ایک ذیلی تنظیم "جماعت انصار الاسلام" کے نام سے قائم کی گئی جس کا مقصد سلطنت عثمانیہ اور مظلوم ترک مسلمانوں کی حمایت ومدد و نیز مسلمانان ہند کو ان کی اخلاقی معاشرتی، تمدنی اور اقتصادی مفادات کی طرف رہنمائی تھا(۱۹)

دارالعلوم بریلی "منظر اسلام" کے قیام نے غیر منقسم ہندوستان کے جید علماء ومشائخ کو ایک ایسا فورم مہیا کردیا تھا جہاں ہر سال دارالعلوم کی تقریب دستار بندی اور تقسیم اسناد کے موقع پر جمع ہوکر مسلمانان ہند کے دینی، تعلیمی، سیاسی، معاشرتی، معاشی احوال پر تبادلۂ خیال کرتے اور ان کی فلاح واصلاح کے لئے تجاویز مرتب کرتے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد یہ روح پرور اجتماع اور تقریب تقسیم سند فراغت ان کے یوم وصال پر منتقل ہوگئی، جس میں اس دور کے جید علماء ومشائخ ہندوستان کے طول وعرض سے شریک ہوتے تھے۔

قیام منظر اسلام نے علماء ودانشوران اہل سنت کو وسائل ابلاغ کی اہمیت کا احساس بھی دلایا۔ چنانچہ اس کے قیام کے بعد سے بریلی شریف سے ماہنامہ "الرضا" اور "یادگار رضا" کا اجراء ہوا، ایک ماہنامہ "ردّ مرزائیت" کے نام سے مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا۔ اس کی تقلید میں ہندوستان کے دیگر شہروں سے بھی اہل سنت کے رسائل و جرائد کا اجراء شروع ہوا۔ اس کے علاوہ کانگریس، مسٹر گاندھی اور "متحدہ قومیت" کے علمبردار مسلم زعماء اور علماء کے ردّ اور مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت برقرار رکھنے کے حق میں بکثرت کتابچے اور پوسٹر شائع کیے گئے۔ اسی دور میں ہندوستان کے اخبارات، رسائل وجرائد میں اہل سنت کے مذہبی اور سیاسی عقائد کے خلاف شائع ہونے والے گمراہ کن مضامین کا بھرپور تعاقب بھی کیا گیا۔ نظریاتی کشمکش، سیاسی چپقلش اور علمی اختلافی مباحث کے اس دور میں ابناء سرپرستان اور وابستگان دارالعلوم بریلی کی کاوشوں سے طلباء وعلمائے اہل سنت میں مطالعہ کتب، رسائل وجرائد بینی، تصنیف وتالیف اور تحریر و تحقیق کا ذوق پیدا ہوا۔ "جماعت رضائے مصطفیٰ" اور "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے پلیٹ فارم سے عوام وخواص اہل سنت میں سیاسی ومعاشرتی شعور بیدار ہوا۔ اور ان کی ازسرنو تنظیم سازی اور صف بندی ہوئی۔ نتیجۃً کئی باصلاحیت مصنف، محقق، مدیر اور

صحافتی تربیت پاکر میدان میں آئے جنہوں نے آگے چل کر بہت مفید علمی، مسلکی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔

۱۹۱۹ء تا ۱۹۴۷ء کے دور میں اہل سنت پہلی بار منظم سیاسی قوت کے طور پر ابھرے اور وسائل نشر و اشاعت اور صحافتی صلاحیتوں سے مزین ہو کر اپنے مخالفین کے مقابل صف آرا ہوئے۔(۲۰)

اس میں "جماعت رضائے مصطفیٰ" کے فورم سے علمائے اہل سنت کی کتب سیکڑوں کی تعداد میں شائع ہوئیں۔ بریلی شریف سے شائع ہونے والی ایک کتاب نے "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" میں ۲۳۲ کتب کی فہرست دی ہے جو اس دور میں شائع کی گئیں ان میں سے تقریباً نصف تعداد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی ہے (۲۱)

۱۹۴۰ء میں تحریک پاکستان کا مرحلہ آیا تو دار العلوم بریلی کے مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ نے قوم کی رہنمائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور آزادی کی منزل حصول اور اسلامی مملکت کے قیام کیلئے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ جب مسلم لیگ قائم ہوئی۔ تو اس کے متعلق عام تاثر یہ تھا کہ نواب اور روسا کی تنظیم ہے، عوام میں اس کی پذیرائی نہیں تھی۔ یہ دار العلوم بریلی کے سرپرست اعلیٰ اور قافلۂ اہل سنت کے امیر و امام، حضرت احمد رضا خان قادری ہی تھے کہ جنہوں نے سب سے پہلے ہندو مسلم اتحاد کی شرعی بنیاد پر مخالفت کی، انہوں نے کفر و اسلام کے ملاپ کو ناممکن قرار دیتے ہوئے گاندھی کی سیاسی تحریکوں کی حمایت اور کانگریس میں شمولیت کے خلاف فتوے صادر فرمائے (۲۲)

یہ وہ دور تھا کہ جب مسلم لیگ کے صدر محمد علی جناح کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر قرار دیا گیا تھا۔ اور ڈاکٹر اقبال ہندوستانی قومیت کے ترانے سنا رہے تھے (۲۳)

دو قومی نظریہ کی حفاظت میں خانقاہ رضویہ بریلی کی "جماعت رضائے مصطفیٰ" نے اہم کردار ادا کیا۔ امام احمد رضا کے ایک مخلص مولانا عبد القدیر بدایونی علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے ۱۹۲۵ء میں مملکت خداداد پاکستان کا تحریری خاکہ "ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام" کے عنوان سے پیش کیا جو مطبع مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے دسمبر ۱۹۲۵ء میں کتابی صورت میں ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہو کر ملک بھر میں تقسیم ہوا (۲۴) بعد میں ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے الہ آباد کے اجلاس میں اپنے خطبۂ صدارت میں تقسیم ہند کی اس تجویز کی حمایت کی تو علماء ہند میں سب سے پہلے امام احمد رضا کے خلیفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے اس کی تائید و توثیق فرمائی۔ (۲۵)

آگے چل کر اس بنیاد پر محمد علی جناح نے مسلمانوں کیلئے علیحدہ اسلامی مملکت "پاکستان" کا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مطالبہ کیا اور اس کیلئے تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ سواد اعظم اہل سنت کے علماء و مشائخ نے اس کا نہ صرف خیر مقدم کیا بلکہ اس تحریک میں پر جوش طریقے سے عملی حصہ بھی لیا۔

یہ ایک روشن تاریخی حقیقت ہے اور اس سے صرف ایک متعصب اور بے بصیرت شخص ہی انکار کر سکتا ہے کہ اگر وابستگان "دار العلوم بریلی" اپنی سیاسی اور مذہبی جماعت "جماعت رضائے مصطفیٰ" اور "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے ذریعہ مسلم لیگ کی تائید نہ کرتے اور مسلمانوں کے سواد اعظم کو جو علماء و مشائخ اہل سنت کے ارادتمندوں اور نام لیواؤں پر مشتمل تھا، الگ ریاست کے حصول کی جدوجہد کیلئے آمادہ نہ کرتے تو شاید "پاکستان" کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔ یہ علماء بریلی ہی تھے کہ جنھوں نے مسلم لیگ کے حق میں رائے عامہ کو بیدار کیا اور قوم مسلم کو منزل تک پہنچانے کی خواہش میں اخلاص کے اس مقام بلند تک پہنچ گئے کہ جہاں سے یہ نعرۂ مستانہ ساری دنیا نے سنا کہ "اگر کسی مرحلے پر محمد علی جناح یا مسلم لیگ مطالبہ پاکستان سے دستبردار یا بدل بھی گئے تو ہم اپنی جدوجہد کو ترک نہیں کریں گے اور پاکستان حاصل کر کے دم لیں گے۔(۲۶)

الغرض دار العلوم بریلی "منظر اسلام" کا قیام اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک کیلئے ایک سنگ میل ثابت ہوا۔ یہاں سے ہر باطل نظریہ کے خلاف جہاد کی تحریک چلی، اس تحریک نے نہ صرف مسلمانوں کے سواد اعظم کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کی بلکہ ان کو وہ بالغ نظری اور سیاسی شعور اور اتحاد و اتفاق کی "قوت لایموت" بخشی کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ خطۂ ارضی پاک وطن "پاکستان" کا حصول ممکن ہو سکا۔ یہ "دار العلوم بریلی" ہی کی تحریک تھی کہ جس نے فتنہ "قادیانیت" اور اس سے زیادہ ضرر رساں فتنہ، فتنہ وہابیت" اور جو صحیح معنوں میں "ام القادیانیت" ہے کا قلع قمع کیا، سید عالم رسول مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و عظمت، اور ناموس رسالت کی پاسداری کا فریضہ انجام دیا۔ گستاخان رسول کے منھ میں لگام دی، ان کی زبان و قلم کو فرنگی سوچ اور مشرکانہ فکر کے اثر اور دیومالائی خواب پریشاں" سے نکال کر "حق شناس" تحریروں اور "سیرت مبارکہ" کے معطر عنوانات سے لذت آشنا کیا۔ یہ دار العلوم کی مصطفائی قوت کی ہی کرامت و ہیبت ہے کہ کل تک "گستاخان رسول" کی ہفوات کا دفاع کرنے والے بھی آج "بزعم خویش" مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عظمت صحابہ و اہل بیت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے گفتار کے غازی بننے کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ دار العلوم بریلی (منظر اسلام) نے اسلام کا وہ منظر دکھایا کہ جس سے برصغیر ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کیلئے جدوجہد اور قلمی اور عملی جہاد کی سمت

متعین ہو گئی۔اب یہ کام عالم اسلام اور اس کے سواد اعظم کا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائے، علم حقیقی و مفید کے حصول میں کوشش کرے اسے نایاب موتی سمجھ کر جہاں سے بھی ہو چن لے۔ اپنی فکر اور سوچ کی بینائی کو "سرمہ افرنگ" سے مزین کرنے کی بجائے، خاکِ درِ رسول ﷺ سے زینت بخشے، دانش برہانی کی بجائے دانش نورانی سے اپنے قلب و نگاہ کو جلا بخشے، عشق رسول ﷺ کے نور سے اپنے جسم و جان کو منور اور اتباع رسول ﷺ کی دلآویز خوشبوؤں سے اپنی مشام جان و روح کو معطر کرے، اس طرح اپنی تاریخ خود رقم کر نیکی کوشش کرے، دنیا میں بھی سرخرو ہو اور آخرت بھی سنور جائے۔

درالعلوم بریلی منظر اسلام کا قیام مسلمانوں کیلئے جہد مسلسل اور عمل پیہم کا ایک پیغام ہے اس پیغام پر عمل کر کے ہی ہم قومی اور نا قابل شکست قوت بن سکتے ہیں "رضائے مصطفیٰ" کے خطوط پر ہم ایک جماعت، "جماعت اہل سنت" کے پرچم تلے خود کو منظم و منضبط کر کے ہی باطل کے مقابل ایک متحدہ طاقت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ آج امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی روح پکار پکار کر ہم سے مطالبہ کر رہی ہے کہ اے سنی بھائیو! اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیارے کی بھولی بھالی بھیڑو!

بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو۔ اگر آج تم نے علم و عمل اور صدق و صفا کی ان منور راہوں سے قوت و توانائی نہ حاصل کی تو کل "مرگ مفاجات" کے ظلمت کدوں سے تمہیں نکالنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (۲۷)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اے احمد رضا! تم کو سلام کہ تم نے "منظر اسلام" کی راہ دکھا کر ہم پریشان حال بے یار و مددگار مسلمانوں پر بڑا احسان کیا۔ تم پر اللہ رحمن و رحیم اور اس کے رسول کریم رؤف و رحیم کی بارگاہ عالی سے رحمت و رضوان کی بارش ابد الآباد تک ہوتی رہے۔ تم نے جس طرح ہمارے دلوں میں چراغ عشق مصطفیٰ ﷺ کی لو کو مدھم نہ ہونے دیا بلکہ تیز سے تیز تر کر دیا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس تمہاری مرقد انور کو "چراغ رخ شہ" سے منور سے منور تر، اور تمہارے "جذبۂ عشق صادق" کے صدقے میں "تن سلطان زمن" کی خوشبوؤں سے معطر سے معطر تر رکھے۔ تمہارے گھرانے میں علم نورانی اور فراست ایمانی کی میراث کو برقرار رکھے اور ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو تا قیام قیامت تمہارے نقش قدم پر گامزن اور تمہارے فیوض و برکات سے مستفاد رکھے۔

اور اے دارالعلوم بریلی! اے "منظر اسلام"! اللہ عزوجل تمہیں تا صبح قیامت شاد و آباد اور پھولتا، پھلتا رکھے کہ تم

نے "علم حقیقی" کے پیاسوں کو سیر لب کیا، اہل ایمان اور ان کی نسلوں کو "عشق حقیقی" کی حلاوت سے لذت آشنا کیا، بے دینوں، گمراہوں کو راہ راست تک رہنمائی کی، بدمذہبوں اور گستاخوں کی سرکوبی کی یہود و نصاریٰ، مشرکوں اور کافروں کی بیخ کنی کی، اسلام کی تبلیغ اور احکام شریعت و طریقت کی نشر و اشاعت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

ہر جگہ "منظر اسلام" نظر آتا ہے

ہند تو ہند عرب میں ہوا چرچا تیرا (خوشتر)

اے امام علم و فن کے نشان!

اے مرکز علم و عرفان! اے دار العلوم بریلی! اے "منظر اسلام" تجھ کو سلام! مہ و سال کے سلام! صبح و شام سلام! تو چراغ مصطفوی ہے تا صبح قیامت روشن و تاباں رہ، شاد و آباد رہ! السلام والسلام والسلام!

تو سلامت رہے ہزار برس ☆ ہر برس کے دن ہوں پچاس ہزار

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا مولانا محمد و علی الہ واصحابہ واولیائے امتہ اجمعین وبارک وسلم۔

حوالہ جات

۱:- غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر: دار العلوم دیوبند کا بانی کون؟ ناشر الدار السنیہ ناگپاڑہ، ممبئی، انڈیا ص ۴ اور ۷

۲:- ایضاً ص ۱۲ تا ۱۵

۳:- ایضاً ص ۲۶، ۴۶، ۷۶، ۸۲

(الف) حاجی سید عابد حسین صاحب اس مدرسہ کے ذریعہ اسلام کی حقانیت و صداقت کی نشر و اشاعت کا جو اہم

فریضہ انجام دینا چاہتے تھے اس مدرسہ کے دوسرے ارکان متفق نہ تھے، ان حضرات کا نقطہ نظر بالکل مختلف تھا وہ اس مدرسہ کو انگریز حکومت کی رضا و منشا کے مطابق چلانا چاہتے تھے کیوں کہ مدرسہ کے صدر مدرس مولوی یعقوب علی ابن مولوی مملوک علی حکومت وقت (انگریز) کے زبردست بہی خواہ تھے مدرسہ کے صدر مدرس مولوی یعقوب علی ابن مولوی مملوک علی حکومت وقت (انگریز) کے زبردست بہی خواہ تھے مدرسہ کی صدر مدرسی قبول کرنے سے قبل وہ کئی شہروں میں انگریز گورنمنٹ میں (وظیفہ خور ملازم کی حیثیت سے) ڈپٹی انسپکٹر آف اسکول کے فرائض انجام دے کر اپنی حسن کارکردگی سے

انگریزوں کی نظر میں محبوب بن چکے تھے۔ اپنے اسی کامیاب تجربے کی روشنی میں اس مدرسہ کو اسی روش پر لے جانا چاہتے تھے جو انگریز حکومت کے عین منشاء کے مطابق تھا، اسلئے ان کے خیالات کا حاجی محمد عابد صاحب کے خیالات و نظریات سے متصادم ہونا ناگزیر تھا۔ ان کے علاوہ جتنے دیگر حضرات بھی مدرسہ سے وابستہ ہو کر اس کے انتظامی معاملات میں دخیل ہو گئے تھے ان میں اکثریت ان حضرات کی تھی جو انگریزی حکومت کے وظیفہ خوار ملازم تھے اور ان کے دور حکومت حتی کہ زمانہ جنگ آزادی (۱۸۵۷-۱۸۵۸ء) میں بھی اپنے عہدوں پر فائزرہ کر انگریز حکومت سے اپنی وفاداری کا ثبوت دے رہے تھے اور جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد تاج برطانیہ کی عملداری میں بھی اپنے عہدوں پر فائز رہے اور ترقیاں پاکر ریٹائر ہوئے۔ مثلاً دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن (م ۱۹۲۰ء) کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (م ۱۹۰۴ء) ایک عرصہ تک بریلی کالج کے مدرس رہے پھر ترقی دے کر ڈپٹی انسپکٹر مدارس بنائے گئے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ اسی طرح مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی (م ۱۹۴۹ء) کے والد مولوی فضل الرحمن دیوبندی (م ۱۸۹۱ء) بھی بریلی میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں اسی عہدہ پر جلوہ افروز تھے۔ اس سے بڑھ کر ان علماء دیوبند کی انگریز نوازی اور انگریزوں سے ان کی وفاداری کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں :-

۱ :-"مولانا احسن نانوتوی" مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی

۲ :-"تذکرۃ العابدین" مصنفہ نزیر احمد دیوبندی۔

۳ :-"فیضان امام ربانی" مصنفہ مولانا عبد الحکیم اختر مظہری شاہجہانپوری لاہور

۴ :-ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور بابت ۹ر اکتوبر ۱۹۷۰ء

۵ :-"دار العلوم دیوبند کا بانی کون ہے ؟" مصنفہ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم دہلی

(ب) برٹش گورنمنٹ کے محکمہ سراغرسانی کی دار العلوم دیوبند کے بارے میں خفیہ رپورٹ (۱۸۷۵ء) جو لفٹنٹ گورنر یوپی سرجان اسٹریچی کو پیش کی گئی تھی جس میں دار العلوم کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا گیا تھا، خاص طور سے اس کا یہ جملہ بڑا معنی خیز ہے۔ "یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار ہے" ----علمائے دیوبند کی انگریز نوازی اور وظیفہ خواری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر یہی نہیں اس اچھی رپورٹ کے بعد لفٹنٹ گورنر یوپی کو دار العلوم دیوبند کے اس وقت کے مہتمم مولوی محمد احمد ابن مولوی قاسم نانوتوی نے دار العلوم میں مدعو کر کے ان کو سپاسنامہ پیش کیا جس میں تاج برطانیہ کیلئے دعائیہ جملے کہے گئے اور برٹش گورنمنٹ کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں :-

(۱) "مولانا احسن نانوتوی" (۲) "فیضان امام ربانی" اور (۳) ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ کے ماہنامہ "الولی" میں ڈاکٹر سلمان شاہجہانپوری کا قسط وار مضمون جنوری ۱۹۹۱ء تا اگست ۱۹۹۲ء بعنوان "عبید اللہ سندھی کا دار العلوم دیوبند سے اخراج"۔

۵:- غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر: دار العلوم دیوبند کا بانی کون؟ مطبوعہ ممبئی ص ۷۶

۶:- محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" مطبوعہ ممبئی (۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) ص ۱۱۹

۷:- ایضاً ص ۷۲

۸:- الاجازۃ الرضویہ مبجل مکۃ البھیہ (مشمولہ رسائل رضویہ ج ۲) ص ۳۰۱ تا ۳۱۵

۹:- مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: "قرآن سائنس اور امام احمد رضا" مطبوعہ المختار پبلیکیشنز (اشاعت سوم) ۱۹۹۷ء / ۱۴۱۷ھ کراچی ص ۱۷

نوٹ:- شیخ الحدیث والتفسیر علامہ ابو الفتح نصر اللہ خاں نصرۃ اللہ تعالیٰ ونضرہ، سابق رئیس دار الافتاء، ستره محکمہ (Supreme court) دولت اسلامیہ افغانستان، حال مقیم کراچی، فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے علوم وفنون کی کوئی انتہا نہیں ہے، دراصل سید عالم ﷺ سے سچی محبت کا ان پر یہ فیضان تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو وہ علم لدنی عطا فرمایا تھا کہ جن کی قسموں کو شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں لہٰذا ان کے علم وفن کو ۵۰ یا ۷۰ یا ۱۰۰ قسموں میں مقید کرنا ان کی شخصیت کے ساتھ انصاف نہیں۔ (وجاہت قادری)

۱۰:- "نزول آیات فرقان لسکون زمین وآسمان" مصنفہ امام احمد رضا مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۴

۱۱:- محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر: حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" مطبوعہ ممبئی ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء ص ۱۱۸ اور حاشیہ ص ۱۱۹

۱۲:- مزید تفصیل کیلئے درج ذیل کتب قابل مطالعہ ہیں:-

(۱) "تذکرہ علمائے اہل سنت" (مصنفہ مولانا محمود احمد قادری)

(۲) "اکابرین تحریک پاکستان" (مصنفہ محمد صادق قصوری گجرات پاکستان)

(۳) "تذکرہ علمائے اہل سنت" (مصنفہ صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی لاہور)

(۴) "السواد اعظم اور آزادی ہند" (مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لاہور

(۵) "امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان" (مصنفہ سید صابر حسین شاہ بخاری لاہور)

(۶) "قائد اعظم کا مسلک" (مصنفہ سید صابر حسین شاہ بخاری لاہور اور دیگر کتب و رسائل اور جرائد۔

۱۳:- "روداد جماعت رضائے مصطفیٰ" سال اول ۱۳۳۹ھ حوالہ "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" مصنفہ بریلی ، ص ۳۷۳

۱۴:- محمد جلال الدین قادری، مولانا: ابو الکلام آزاد کی تاریخی شکست "مطبوعہ مکتبہ رضویہ لاہور، ص ۵۶

۱۵:- اس سلسلے میں مزید مطالعہ کے خواہاں حضرات مراجع کیلئے، ان کتب سے رجوع کر سکتے ہیں جن کی فہرست مولانا بریلی: کی تصنیف "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" کے ص ۵۹ ۳ پر دی گئی ہے (وجاہت قادری)

۱۶:- (الف) محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر "حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی" ص ۱۷۰ تا ۱۷۳ تا ۱۸۶۔

(ب) "زمزم" ۷ رجولائی ۱۹۳۸ء حوالہ "اکابر تحریک پاکستان" (مصنفہ) محمد صادق قصوری) ص ۴۹

۱۷:- امام احمد رضا بریلوی کا سیاسی مسلک بہت صاف اور واضح تھا۔ ابتداء سے انتہا تک اس میں نہ کوئی نشیب و فراز آیا اور نہ کوئی لچک پیدا ہوئی۔ وہ روز اول سے (دو قومی نظریہ کے علمبردار رہے اور آخر تک اس کیلئے کوشاں رہے۔ وہ ہنود کی سیاسی چالوں سے خوبی باخبر تھے، ملی سیاست کے ہر اہم موڑ پر انہوں نے مسلمانان ہند کو خبردار کیا اور ہندو مسلم اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا، وہ عظیم مدبر تھے، مذہبیات اور ادبیات کے علاوہ سیاسیات میں بھی بڑی بصیرت رکھتے تھے ان کے مندرجہ ذیل محققانہ رسائل اس موضوع پر مطالعہ کے خواہاں حضرات کیلئے بہت مفید ہیں ان رسائل نے اس دور کی ملی سیاست میں اہم کردار ادا کیا ہے اور سیاستدانوں کی صحیح سمت رہنمائی کی ہے۔ اس کا عملی اعتراف بعض زعمائے ملت (مثلاً مولانا عبد الباری فرنگی) نے ان کی حیات میں اور بعض (مثلاً مولانا محمد علی جوہری نے ان کے وصال کے بعد ان کے سیاسی مسلک سے رجوع لاکر کیا۔

۱:- النفس الفکر فی قربانی البقر (۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء)

۲:- اعلام الاعلام بان ہندوستان دار السلام (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء)

۳:- تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)

۴:- دوام العیش فی الائمۃ من القریش (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰)

التحفہ

۵ :- الحجۃ المؤتمنہ فی آیت

(۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)

۶ :- الطاری الداری لھفوات عبد الباری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء)

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب در سائل و جرائد کا مطالعہ بھی مفید ہوگا :-

(۱) ماہنامہ "الرضا" بریلی، شمارہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء

(۲) ماہنامہ یادگار رضا" بریلی بابت ذی قعدہ و ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ

(۳) "الرشاد" مصنفہ سید محمد سلمان اشرف بہاری

(۴) "طرق الھدیٰ" مصنفہ علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلی

(۵) "فاضل بریلوی اور تحریک ترک موالات" مصنفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ لاہور۔

۱۸ :- "ماہنامہ یادگار رضا" بریلی (۱) بابت ذی قعدہ ۱۳۴۸ھ ج ۴، ش ۹، ص ۵ تا ۷ (۲) بابت ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ ص ۳، ۴

بحوالہ "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" مصنفہ بریلی، ص ۳۱۸ اور ۳۲۹

۱۹ :- (الف) ہفت روزہ دبدبہ سکندری "۲۸ مئی ۱۹۲۱ء ص ۲۹۸

(ب) "روزنامہ پیسہ اخبار" لاہور، بابت ۱۹ مئی ۱۹۲۱ء بحوالہ "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" مصنفہ بریلی

ص ۲۹۸ء

۲۰ :- "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" ص ۹۹

۲۱ :- ایضاً ص ۱۰۳ تا ۱۱۰

۲۲ :- محمد عبد الحکیم قاضی، ایم-اے "تحریک پاکستان اور اس کے عوامل" مطبوعہ لاہور، ص ۷۵، بحوالہ قائد اعظم کا

مسلک "مطبوعہ لاہور، مصنفہ سید صابر حسین بخاری، ص ۲۸۲

۲۳ :- محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" ص ۱۷۱، ص ۲۰۳ تا ۲۰۵

۲۴ :- (الف) ایضاً "تحریک آزادی ہند اور السواد اعظم" مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء ص ۷۵-۲

(ب) ایضاً "تصور پاکستان ایک تحقیقی جائزہ" مطبوعہ ادارہ "مظہر الاسلام" لاہور اگست ۱۹۹۹

۲۵ :- (الف) ایضاً "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی" ص ۲۰۵ تا ۲۰۳ اور حاشیہ نمبر ۴ ص ۲۰۵

(ب) ایضاً "تحریک آزادی ہند اور السواد اعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۲۷۶۔

مدح جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

از :----------------------------مولانا مامون رضا حشمتی پیلی بھیتی

خوب پھولے پھلے جامعہ رضویہ
سنیوں کیلئے جامعہ رضویہ
یادگار رضا یادگار رضا
جامعہ رضویہ جامعہ رضویہ
حامد و مصطفیٰ اور ریحاں رضا
سب کی چشم سخا جامعہ رضویہ
جس کے موجودہ ناظم ہیں سبحاں رضا
دین کا ہے قلعہ جامعہ رضویہ
جس سے فارغ ہوئے ہیں محدث بہت
اور جود و سخا جامعہ رضویہ
ہوں کہ برکاتی یا ہوں نعیمی سبھی
تجھ سے خوش ہیں سدا جامعہ رضویہ
رضوی و حشمتی امجدی اشرفی
سب کا تجھ سے بھلا جامعہ رضویہ
شربت عشق احمد پلاتا ہے تو
شاد اے ساقیا جامعہ رضویہ
مرکز اہل سنت ہے لاریب تو
اور رہے گا سدا جامعہ رضویہ
کن تو مامون اب منظری ہو گیا
جب تجھے مل گیا جامعہ رضویہ

دار العلوم منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند کا

تقابلی جائزہ

"جامعہ منظر اسلام" کا عالمگیر علمی فیضان

از قلم :------------ علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی ملیسی پاکستان

مرکز اہل سنت یادگار اعلیٰ حضرت دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف یوپی ہند اہل سنت کا وہ قابل فخر مرکزی ادارہ جس نے ہزاروں جلیل القدر عظیم المرتبت علماء و فضلاء و فقہاء عبقری مدرسین و محدثین استاذ الاساتذہ و استاذ العلماء، شیخ الحدیث مبلغ و مفتی و مناظر اور شیوخ طریقت تیار فرمائے جس کا علمی روحانی تدریسی فیضان آج نہ صرف برصغیر ہند و پاک و بنگلہ دیش ممالک اسلامیہ و بلاد عربیہ بلکہ بالواسطہ بلاواسطہ مغربی یورپی افریقی و ایشیائی ممالک تک میں نظر آتا ہے۔

برٹشی فرنگی تسلط اور غلبہ کے بعد تخت دہلی سے تمام مدارس دینیہ عربیہ کو یکسر ختم کر دیا گیا لارڈ میکالے نے ہند پالیسی کے جو اصول وضع کیے (۱) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے (۲) ہندوستان میں لامذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہ سکیں (۳) مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور وہ باطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو (انگریز) حاکم اور رعایا میں ترجمان کا کام دے۔ (روشن مستقبل و سیف حقانی ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳)

ہنری ہر نگٹن طامس نے اپنے رسالے (ہندوستان میں گذشتہ بغاوت اور ہماری آئندہ پالیسی) میں لارڈ میکالے کے مذکورہ بالا تین اصولوں کو بنیادی پالسی قرار دیا ہے انہی تین بنیادی اصولوں اور مرکزی نکات کی بنیاد پر انگریز بہادر نے ۱۸۶۷ء ۱۲۸۳ھ میں ضلع سہارنپور یوپی دیوی، دیوتاؤں کے بن دیوی کنڈ دیوی بن (موجودہ دیوبند) میں اپنے مذکورہ بالا مخفی مقاصد کی تکمیل و ترویج کیلئے مدرسہ دیوبند قائم کرایا یہ حقائق ہم روشن شواہد کے ساتھ اپنی کتاب برہان صداقت بردجدی ابطالت اور جواب دیوبندیت جواب مطالعہ بریلویت میں پوری تفصیل و جامعیت کے ساتھ نقل کر چکے ہیں اکابر دیوبند کو خود تسلیم ہے کہ مدرسہ دیوبند کے ملازمین و مدرسین و اراکین کی اکثریت ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ انگلیشہ کے قدیم ملازم و پینشنر تھے۔

(سوانح قاسمی جلد دوم ص ۲۴۷ حاشیہ)

ایسے حالات میں جبکہ مسلمانان ہند کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے اپنے قدیم ملازم وپیغنز دیوبندی ملاؤں کے ذریعہ مسلمانوں کا دین ایمان لوٹنے اور ان کے قلوب واذہان وافکار سے عشق رسول علیہ کی شمع گل کرنے کیلئے اور انکو اعتقادی وبد مذہبی کے گہرے غار میں دھکیلنے کیلئے میکالے کے تین بنیادی اصولوں کا ہمرنگ زمین جال بچھادیا گیا تھا مولانا فضل حق خیر آبادی مفتی عنایت احمد کاکوروی مولانا کفایت اللہ کافی وغیرہم قدست اسرارہم ایسے مقتدر علماء اہل سنت کو مختلف النوع سزاؤں کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا تھا۔ تدریس وتبلیغ دین کے نام توہین وتنقیص کا پرچار کیا جارہا تھا کہ مسلمان عیسائی نہ ہوں تو مسلمان بھی نہ رہ سکیں اور ایسے نام نہاد جاہلیتی برانڈ علماء اور نام کے مسلمان تیار کئے جائیں جو بظاہر دیکھنے میں مسلمان بباطن گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار وجانثار ہوں اور حاکم انگریز اور رعایا میں ترجمان کا کام دے سکیں دیوبند انگریز کی اس پالسی کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف عمل تھا کچھ عرصہ بعد ایام طفولیت ہی سے امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت امام الہدیٰ علامہ عبد المصطفیٰ مولانا شاہ الامام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دین حق دین اسلام مذہب حق مذہب اہل سنت کی نصرت واعانت اور عظمت شان الوہیت وعظمت شان رسالت کے تحفظ ودفاع کیلئے کھڑا فرمادیا امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت فارق نور وظلمت سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رزم حق وباطل میں برسرپیکار تھے ابطال باطل کے پرخچے اڑارہے تھے انگریزی پالسی کے موید ترجمان اکابر دیوبند کی گستاخانہ جعلسازیوں فریب کاریوں کا راز طشت از بام کر رہے تھے توائل عمری میں شہر بریلی شریف میں اہل حق اہل سنت کے علمی دینی مرکز کے قیام کی طرف توجہ نہ فرمائی کہ پہلے جس طرح بھی بدمذہبیت ولادینیت کا پوری طرح استیصال کر دیں بے دینی کے بادل چھٹ جائیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے تو دار العلوم قائم کریں۔

دار العلوم منظر اسلام کا قیام:- علماء واحباب مخلصین اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس بابرکت میں دار العلوم کے قیام کی اہمیت وضرورت کی درخواستیں پیش کرتے مگر اپنے علمی تحقیقی قلمی جہاد بالقلم کے باعث وقتی طور پر عذر پیش کرتے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مزاج شناس حضرات نے ایک محترم محب مخلص ایک قریبی رفیق وصدیق سید امیر احمد صاحب کی وکالت میں امام اہل سنت مجدد دین وملت مخصوص انداز دلربائی میں فخر وناز کے انداز میں سرکار اعلیٰ حضرت علیہ التحیۃ سے عرض کیا اور کمال بے تکلفی سے کہنے لگے "حضور قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ بریلی میں دیوبندیت وہابیت کیسے پھیلی تو میں کہہ دوں گا اور بارگاہ شفیع المذنبین علیہ میں آپ کے خلاف نالش کروں گا کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کی وجہ سے وہابیت پھیلی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا وہ کیسے

حضرت سید صاحب نے کہا کہ آپ نے مدرسہ قائم نہیں فرمایا سنی علماء تیار نہیں ہوئے وہابیت پھیلتی گئی ملخصاً۔ یہ واقعہ مختلف قدیمی کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ مرقوم وموجود ہے مگر مفہوم قریب قریب باہم متفق ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت کے دل پر چوٹ لگی قلب انور پر زوپڑی احساس پیدا ہوا مختصر یہ کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے دار العلوم کے قیام واجراء کی منظوری دی اور ابتدائی ایک ماہ کے مصارف اپنے ذمہ لئے واقف کار حضرات اور مادر علمی جامعہ منظر اسلام کے وابستگان سبھی حضرات جانتے ہیں اس طرح منظر اسلام ۱۳۲۲ھ کی بنیاد پڑی۔

دار العلوم منظر اسلام اور مدرسہ دیوبند کا تقابلی جائزہ:-

قبل اس کے کہ ہم دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے ابتدائی متقدمین اساتذہ مدرسین کرام کی استعداد وقابلیت اور منظر اسلام کی تعلیمی تدریسی خدمات پر تبصرہ کریں مناسب ہوگا کہ دار العلوم بریلی شریف مدرسہ دیوبند کا ایک تقابلی جائزہ پیش کریں اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کی دنیا میں بعض ظاہربین لوگ کہا کرتے ہیں کہ مدرسہ دیوبند کی عمارت بڑی ہے اور وہاں طلباء کی تعداد زیادہ ہوتی ہے ------- وغیرہ وغیرہ۔

ایسے حضرات اور دوسرے ناواقف لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کسی بھی تعلیم گاہ کی برتری محض عمارت کی وسعت اور طلباء کی کثرت پر ہی موقوف نہیں اور نہ ہی یہ قابلیت وحقانیت کا معیار ہے اصل چیز طالبان علوم ودینیہ میں ایک دینی جذبہ اور مذہبی روح پھونکنا ہے ایک دینی تڑپ اور مذہبی ولولہ اور جذبہ اور قومی مسلم تشخص پیدا کرنا ہے وہ دار العلوم بریلی میں موجود اور مدرسہ دیوبند میں ہمیشہ مفقود رہا اس کی وضاحت ہم تھوڑا آگے چل کر کریں گے دیکھنا یہ ہے کہ انگریز ہند پر غلبہ وقبضہ پانے کے بعد ایک طرف تو نہ صرف تخت دہلی بلکہ بلاد ہند کے قدیمی حقیقی مدارس ومراکز دینیہ کو نیست ونابود کر رہا تھا تو وہ اسی دوران ۱۸۶۷ء میں اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو دیوبند میں مدرسہ بنانے کو کیسے گوارہ کر سکتا تھا جیسا کہ انگریزوں کے قدیمی وفادار آج کے دیوبندی وہابی مولوی غلط تاثر دیتے ہیں کہ انگریز سے جہاد کرنے والے علماء نے دیوبند میں مدرسہ قائم کیا۔ ہم کیا کوئی بھی ذی فہم وشعور عقل انصاف کی دنیا میں ہرگز تسلیم نہیں کرے گا کہ انگریز بہادر خود اپنے دشمنوں کی ازسر نو خواری لگا رہا تھا اگر فی الواقع طور پر دیوبندی مولوی انگریز کے دشمن اور اکابر دیوبند انگریزوں کے خلاف مجاہدین کا ہراول دستہ ہوتے اور مدرسہ دیوبند کے قیام کا مقصد انگریزوں کے خلاف جذبہ جہاد پیدا کرنا ہوتا تو مدرسہ دیوبند کے قیام کے اولین دور میں انگریز لفٹیننٹ گورنر سر جان ڈگلس لاٹوش لفٹیننٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ اودھ اور انگریز لفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد انگریز مسمی مسٹر پامر اور خود انگریز گورنر سر جیمز مسٹن بار بار مدرسہ دیوبند کا معائنہ کرکے اس کی

تحسین نہ کرتے۔ دوسری طرف دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف ایک مرد باخدا عارف باللہ فانی فی رسول اللہ سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محض خدا و مصطفی جل جلالہ و ﷺ کے توکل و نظر رحمت پر یقین کے ساتھ قائم فرمایا تھا بریلی شریف کے مدرسہ منظر اسلام کو کسی انگریز گورنر یا لفٹیننٹ گورنر یا سرکار برطانیہ کی اعانت ونصرت ومعاونت حاصل نہ تھی جیسا کہ ان کی اپنی معتبر و مستند کتب میں ان کے معتمد علماء اقرار واعتراف کرتے ہیں۔ (دیکھو روداد مدرسہ دیوبند ۱۳۲۲ھ وماہنامہ فیض اسلام ستمبر ۱۹۶۰ء وکتاب مولانا محمد احسن نانوتوی و تاریخ دار العلوم دیوبند وغیرہ)

مدرسہ دیوبند اور اکابر دیوبند نے حصول زر و حصول منفعت کیلئے بین الاقوامی گداگری اختیار کی ہر دین ہر دھرم ہر مذہب اور ہر ملک اور ہر سیاست داں کے مال پر نظر رکھی اپنے دلائل و شواہد حقائق کے ساتھ یہ ایک مستقل عنوان اور مستقل موضوع ہے اور اکابر دیوبند کی اپنی مستند کتب ورسائل منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ سب کچھ اگل رہی ہیں مگر اس کے مقابلہ میں بریلی کے دار العلوم اور اس کے بانی اس کے سرپرستوں اس کے اساتذہ اس کے مدرسین نے بین الاقوامی اور بین المسلکتی گداگری اختیار نہ کی علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کیلئے سنی مسلمانوں ہی کی معاونت پر قناعت وانحصار کیا۔ یہاں یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم واٹل اور ناقابل تردید ہے کہ مدرسہ دیوبند اور اکابر دیوبند نے مدت العمر انگریز کے عہد اقتدار میں انگریز سے بے دریغ مالی منفعت حاصل کی تو دوسری طرف مشرکین ہند کے چندوں اور عطیوں سے پروان چڑھے اور ان کے سیاسی آلۂ کار بنے سوانح قاسمی میں بکثرت حوالہ جات ہندؤں کے عطیات اور چندوں کے موجود ہیں اور ۱۹۵۷ء جولائی میں صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد اور مدرسہ دیوبند کے جشن صد سالہ پر بحیثیت وزیر اعظم اندرا گاندھی جی کی تشریف اور شری سنجے گاندھی کا پچاس کھانوں کے پیکٹ کھلانا تو مدرسہ دیوبند کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے لیکن اس کے برعکس کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ دار العلوم بریلی نے مدرسہ دیوبند کی طرح کسی بھی دور میں انگریزوں اور ہندؤں سے مالی منفعت حاصل کی ہو ہمیشہ سنی مسلمانوں کے عطیات پر ہی انحصار کیا اندریں حالات عمارت کے اعتبار سے دار العلوم منظر اسلام کا مختصر ہونا مورد طعن والزام نہیں ہو سکتا کیونکہ دار العلوم بریلی شریف ہمیشہ دینی مذہبی مسلکی حدود و قیود میں رہا اور غیر شرعی حرکات سے مطلقاً اجتناب کیا اور کسی مصلحت کو آڑے نہ آنے دیا جبکہ دیوبند کا طرز عمل ہمیشہ ڈانواں ڈول رہا ہر طاقت و مفاد کے دامن میں پناہ تلاش کی گئی۔

علمی حیثیت اور تعلیمی معیار:-

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف اور مدرسہ دیوبند کے بانیوں اور مدرسین واساتذہ کے تعلیمی معیار اور استعداد قابلیت میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے اس کی ایک اجمالی جھلک ملاحظہ ہو۔

دار العلوم منظر اسلام کے حقیقی بانی سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز ہیں ان کی جلالت علمی اور فقہی بصیرت کا اعتراف: مخالفین. موافقین سب نے کیا ہے یہ ایک مستقل عنوان ہے اور اس پر بکثرت شواہد ہیں ارباب علم و تحقیق نے اوائل میں آپ کو پچاس علوم کا جامع اور ماہر تسلیم کیا تھا مگر جوں جوں آپکی تاخیر سے طبع ہونے والی تصانیف منظر عام پر آنے لگیں تو اب عصر حاضر کے محققین باہم متفق الآراء ہیں کہ امام اہل سنت مجدد دین وملت فاضل بریلی اسی علوم کے ماہر بلکہ بہت سے فنون کے موجد وبانی ہیں۔ عصری تقاضوں اور دینی ضرورتوں کے تحت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کا قلم حق رقم رزم گاہ حق وباطل میں شانی کردار ادا کرتا رہا کلکِ رضا ابطال باطل کا سر قلم کرتا دین حق دین اسلام مذہب مہذب مذہب اہل سنت اور عظمت شان الوہیت وعظمت ورفعت شان رسالت کے خلاف کو نسا فتنہ تھا جس کا سر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلم کر کے نہ رکھ دیا ہو۔ اعلیٰ حضرت کا رضوی دار الافتاء عالم اسلام کا ایک مرکزی دار الافتاء جو مسلمانان عالم کے شرعی فیصلے کر رہا تھا۔ اسلئے حضور امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو باقاعدگی ومربوط طریقہ پر مستقل مدرس بن کر تدریس کا موقع نہ ملا مختلف ادوار میں بمقتضائے ضرورت تدریس کے فرائض انجام دیئے بانی منظر اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی شان تدریس کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے اجل خلفاء وارشد تلامذہ میں سے ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین احمد فاضل بہاری قدس سرہ فرماتے ہیں، علم ہیأت ونجوم اور علم توقیت میں استعداد وکمال کا یہ عالم تھا کہ اگر ان علوم کا آپ کو موجد کہا جائے تو بے جانہ ہوگا علماء نے جستہ جستہ ان علوم کو مختلف مقامات پر لکھا ہے لیکن میرے علم میں کوئی مستقل کتاب اس فن میں نہ تھی جب میں نے اور میرے ساتھ مولوی سید شاہ غلام محمد بہاری مولانا مولوی حکیم سید شاہ عزیز غوث بریلوی مولوی سید محمود جان حضرت حجۃ الاسلام صاحبزادہ والا جاہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی نے اس فن کو حاصل کرنا شروع کیا تو کوئی کتاب اس فن کی نہ تھی جس کو ہم لوگ پڑھتے اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت خود ہی اس کے قواعد زبانی ارشاد فرماتے اس کو ہم لوگ لکھ لیتے----- (ملخصاً حیات اعلیٰحضرت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ بانی منظر اسلام کے اجلہ تلامذہ میں حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی۔ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین فاضل بہاری استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی محدث اعظم ہند ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی، علامہ حاجی سید نور احمد چاٹگامی حضرت مولانا شاہ احمد اشرف کچھوچھوی مولانا سید شاہ غلام محمد بہاری مولانا سید عبد الکریم محلہ ذخیرہ بریلی مولانا سید عبد الرشید عظیم آبادی مولانا

عبد الاحد پیلی بھیتی مولانا حکیم عزیز غوث بریلوی مولانا نواب مرزا علی مولانا منور حسین بریلوی مولانا واعظ الدین صاحب قدست اسرارہم جیسے اساطین علم شامل ہیں اس موقع پر مجھے حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ کا یہ ارشاد بر محل یاد آتا ہے کہ ان کے آخری دور کے تلمیذ حضرت علامہ ابوالمحامد سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں نے اپنے استاد فن حدیث کے امام مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا وہ (اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی) علم حدیث میں آپ کے برابر ہیں؟ تو حضرت محدث سورتی نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں اور پھر خود ہی فرمایا شاہزادہ صاحب اس نہیں ہرگز نہیں کا مطلب آپ سمجھے فرمایا صرف اس ایک فن میں برسہابرس تلمذ کروں تو ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں اعلیٰ حضرت تو اس فن میں امیر المومنین فی الحدیث ہیں یہاں سے اعلیٰ حضرت کی جلالت علمی اور فن حدیث وعلوم حدیث میں شان تدریس کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کسی مرید وشاگرد کی شہادت نہیں ہے اب دوسری طرف مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی اگر فی الواقع وہ بانی تھے تو ان کی طرف آیئے ان کی علمی تدریسی بے مائیگی پر اکابر دیوبند کی کتب حوالوں کا طوفان لا سکتی ہیں مگر چونکہ اختصار مانع ہے چند حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے لکھا ہے "مولانا محمد قاسم (نانوتوی) نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق ومشقت سے نہیں پڑھا تھا۔

(قصص الاکابر صفحہ ۱۳ ار ۲۹ سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۳۹)

بانی مدرسہ دیوبند کی استعداد و قابلیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے لکھا ہے "جب امتحان کے دن ہوئے تو مولوی صاحب (قاسم نانوتوی) امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ (مولوی مملوک العلی کا گھر) چھوڑ دیا" (سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۲۴، ۲۲۷) اور لکھا ہے "دار العلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا" (سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۷۳) اور تدریسی عدم مہارت اور علمی بے بضاعتی ہی کا نتیجہ ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب۔ "مطبع احمدی میرٹھ میں مزدوری کرنے لگے"۔ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۲۶۱) وارواح ثلثہ والافاضات الیومیہ وقصص الاکابر وغیرہ) حد یہ کہ بانی مدرسہ دیوبند کو فقہ افتاء کا مطلقاً کوئی تجربہ نہ تھا سوانح قاسمی میں خود اعتراف کرتے ہیں کہ وہ غلط مسئلے بتادیا کرتے تھے اور پھر کسی سے پوچھ پاچھ کر لوگوں کے گھر جا کر بتاتے کہ اس وقت ہم نے مسئلہ غلط بتادیا تھا کسی نے ہمیں مسئلہ بتایا اور وہ اس طرح ہے۔ (سوانح قاسمی ص ۳۸۸ جلد اول) بہر حال کچھ بھی ہو بانی مدرسہ دیوبند فن تدریس سے مطلقاً جاہل تھے جبکہ بانی العلوم منظر اسلام جس طرح تصنیف تالیف کے تاجدار تھے اسی طرح فن تدریس کے مسلمہ امام تھے اور عبقری مدرس جامع

معقول و منقول واستاذ الاساتذہ تھے ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین فاضل بہاری صدر الصدور صدر الشریعت علامہ محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت استاذ العلماء مولانا رحم الٰہی صاحب حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب قدست اسرار ہم جیسے انتہائی ذی استعداد محقق مدرسین آپ کے ابروے تدریس کا حسن شاہکار تھے۔

اسی طرح دیوبند مدرسہ کے بانی ثانی اور بانی مدرسہ دیوبند کے رفیق جانی مولوی رشید احمد گنگوہی جو مولوی قاسم نانوتوی کے ہم سبق وہمدرس رہے علمی یتیم اور فقہی بصیرت سے کورے تھے تدریس تو بہت دور کی بات ہے ان کی علمی فقہی استعداد کا نظارہ کرنا ہو تو ان کا فتاویٰ رشیدیہ لیکر بیٹھ جائیں فقیر نے اپنی کتاب آئینہ صداقت اہل سنت اور محاسبہ دیوبندیت جواب مطالعہ بریلویت میں فتاویٰ رشیدیہ سے بیسوں سے زیادہ ایسے حوالہ جات نقل کئے ہیں جہاں مولوی گنگوہی صاحب استفتاء کے جواب میں بے بسی اور بے کسی کے عالم لکھتے ہیں بندہ کو معلوم نہیں بندہ کو معلوم نہیں، حقیقت معلوم نہیں، بندہ کو معلوم نہیں، حال معلوم نہیں حال معلوم نہیں کا یہ سلسلہ فتاویٰ رشیدیہ میں اول سے آخر تک پھیلا ہوا جبکہ فتاویٰ رضویہ شریف جو فتاویٰ رشیدیہ سے کم از کم بارہ گنا بڑا اور طویل و ضخیم ہے بحمدہ تعالیٰ اس میں یہ علمی بے بسی نظر نہیں آتی۔ وہ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے علم و تحقیق اور فقہی بصیرت کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے مولوی گنگوہی صاحب نے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پایا اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام اہل سنت زاغ معروفہ کی حلت و حرمت کے مسئلہ پر مولوی رشید احمد گنگوہی سے خط و کتابت بھی فرمائی دفع زیغ وزاغ ملقب بلقب تاریخی رای زاغیاں [illegible] مسائل رضویہ جلد اول لاہور میں فاضل بریلوی اور جاہل گنگوہی کے یہ خطوط چھپ کر شائع ہو چکے ہیں ۲۰ھ ۱۳ گنگوہی صاحب امام اہل سنت فاضل بریلوی کے سامنے طفل مکتب نظر آتے ہیں قصہ مختصر یہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی مدرسہ دیوبند میں پڑھانا تدریس کرنا دیوبندی کتب سے ثابت نہیں نہ وہ اس گاڑی کے بیل تھے اگر واقعی وہ ذی استعداد مدرس ہوتے [illegible] مرکز مدرسہ دیوبند میں ضرور پڑھاتے۔ یہی حال دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کا ہے نہ انہوں نے دیوبند میں [illegible] تدریس ان کے بس کا روگ تھا سنیوں کو مغالطہ دینے کیلئے خانقاہی انداز و مزاج اختیار کر لیا تھا اپنی نشست گاہ تھانہ بھون کو [illegible] لگے تھے کانپور میں رہے تو سنسان مدرسہ میں مدرس بنے اور میلاد و سلام کو اختیار کر کے سنیوں کو مغالطہ دیا انہوں نے [illegible] کے بعد سے کہنا شروع کر دیا تھا کہ "میں تو اب اس کام (تدریس) کا رہا ہی نہیں سب بھول بھال گیا جو کچھ لکھا [illegible] اب مجھ سے وہ کام لینا چاہئے جس کو میں کر رہا ہوں" (الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۳۶۱) مقصد واضح ہے کہ پڑھنے [illegible] سے تھانوی صاحب کو بھی کوئی سروکار نہ تھا تھانوی صاحب دیوبندیوں وہابیوں کے ہاں حکیم الامت اور مجدد ملت

کہلاتے یا کہے جاتے ہیں لیکن وہ دیوبند مدرسہ کے سرپرست اور فاضل دیوبند ہونے کے باوجود امام اہل سنت مجدد دین وملت فاضل بریلوی کے صاحبزادہ اور دارالعلوم منظر اسلام کے سابق مہتمم شیخ الحدیث حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی کے سامنے لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ میں آنے کی سکت نہیں رکھتے مدرسہ دارالعلوم منظر اسلام کے صدرالمدرسین اور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلیفہ وتلمیذ صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتے ممبئی نجیب آباد وغیرہ کے واقعات اس پر شاہد ہیں قارئین کرام دیوبندی حکیم الامت مجدد دیوبندیت مولوی اشرفعلی تھانوی کی صائق چورن چٹنیوں والی کتاب "بہشتی زیور اور سیدنا امام اہل سنت فاضل بریلوی کے خلیفہ وتلمیذ صدرالشریعت مولانا امجد علی صاحب اعظمی کی سترہ طویل وضخیم مجلدات پر مشتمل کتاب بہار شریعت ہی کو سامنے رکھ کر تحقیقی تجزیہ کرلیں حدیث وفقہ میں صدرالشریعہ کے مقابلہ میں تھانوی حکیم الامت شیر خوار بچے نظر آتے ہیں۔ یہی حال تدریس میں صدر الشریعہ کی شان تدریس کا ڈنکا چاردانگ عالم میں بج رہا تھا دارالعلوم منظر اسلام دارالعلوم حنفیہ پٹنہ جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف جامعہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ کے مرکزی جامعات میں علوم ومعارف کے دریا بہائے سیکڑوں جید علماء محققین ومدرسین تیار فرمائے ان کا ہر شاگرد صدرالمدرسین، شیخ الحدیث استاذ العلماء ہوا ماحصل یہ کہ تھانوی صاحب کو بھی مدرسہ دیوبند میں تدریس سے کوئی تعلق نہ رہا۔

یہ بات حقیقت واقعی اور مسلکی تعصب سے بالاتر ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے قائم فرمودہ دارالعلوم کے تمام اکابر اساتذہ شیوخ ومدرسین جامع معقول ومنقول فن تدریس کے ماہر وتاجدار تھے مثلاً استاذ الاساتذہ مولانا علامہ رحم الٰہی صاحب صدرالصدور صدرالشریعہ فقیہ الاعظم مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی۔ شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی ملک العلماء مولانا محمد ظفرالدین صاحب فاضل بہاری، محدث اعظم علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب گورداسپوری ثم لائلپوری۔ استاذ العلماء مولانا عبدالعزیز خاں صاحب بجنوری محدث بریلی۔ حضرت علامہ مولانا احسان علی صاحب محدث فیض پوری مولانا علامہ سردار ولی خاں رضوی عرف عزو میاں بریلوی۔ مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب رضوی مفسر اعظم علامہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں، مولانا مولوی ظہور الحسین صاحب رامپوری مولانا علامہ نورالحسن رامپوری۔ شیر رضا شیر بیشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خانصاحب لکھنوی ثم پیلی بھیتی قدست اسرارہم وقتی طور پر ان چند اکابر اساتذہ مدرسین منظر اسلام کے اسماء مبارکہ ذہن میں آئے بتانا یہ ہے کہ ان سب نامور اساتذہ میں کوئی درسیات نظامیہ کے فن میں عاجز نہیں تھا جملہ حضرات درسیات کے ماہرین ومشاق اساتذہ میں سے تھے یہاں

یہ بات بھی واضح کردوں ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہاری منظر اسلام بریلی شریف کے مدرس تھے اور مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری تھانوی کے وکیل اور اکابر دیوبند کے ترجمان اور مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات تھے اکابر دیوبند میں خود تو جرأت و حوصلہ نہ تھا کہ . امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے مرد میدان بنکر مناظرہ کریں یا آپ کی کسی کتاب کا جواب دیں اور آپ کے دلائل کا توڑ کریں منہ چڑانے نقلیں اتارنے اور بھبک کرنے کیلئے مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی یا درپردہ بھنگی چاندپوری کو رکھا ہوا تھا سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت گنگوہی تھانوی انبیٹھوی کو چیلنج کریں وہ لوگ گوشہ عافیت میں بیٹھ جائیں دماغ بھس اور زبانیں گنگ ہو جائیں مناظرہ ومقابلہ کی تاب نہ لائیں اور اعلیٰ حضرت کے چیلنج کے انداز میں یہ دربھنگی درپردہ بھنگی صاحب نقلیں اتارنا منہ چڑانا شروع کردیں اس کا مدلل ومسکت رد ابطال ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین قادری رضویہ علیہ الرحمۃ فرماتے۔

قارئین دیوبندیوں وہابیوں کی کتاب رسائل چاندپوری میں اسکات المعتدی ملاحظہ فرمالیں جس میں مولوی دربھنگی اور فاضل بہاری کے خطوط چھپے ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دارالعلوم منظر اسلام کا مدرس مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات پر کتنا بھاری ہے اور ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند منظر اسلام کے مدرس کے سامنے کس طرح عاجز و بے بس ہے یہی حال دارالعلوم منظر اسلام کے ایک مدرس حضرت علامہ مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب کے سامنے مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان مولوی عبد الشکور کاکوروی ابو الوفا شاہجہانپوری اور نور محمد ٹانڈوی کا رہا دارالعلوم منظر اسلام کے ایک سابقہ صدر المدرسین اور ناظم تعلیمات محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد صاحب کے سامنے یہی حال مولوی منظور سنبھلی مرتضیٰ دربھنگی مولوی سلطان حسن سنبھلی مولوی ثناء اللہ امرتسری مولوی سلطان محمود دہلوی قاری طیب مہتمم دیوبند وغیرہ کا رہا۔بتانا یہ ہے کہ استعداد و قابلیت کہاں ہے اور جہالت ضلالت کہاں ہے اور پھر یہ بات خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کے بانی مہتمم، صدر المدرسین، شیخ الحدیث، مفتی، مدرسین کرام میں یا انتظامیہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا تنخواہ یا وظیفہ خوار ایک بھی نہیں تھا کسی بھی دور کا کوئی مدرسہ و مہتمم و شیخ الحدیث گورنمنٹ انگلشیہ کا ملازم و پنشنر نہ تھا جبکہ مدرسہ دیوبند کے بانی سے لیکر مدرسین و صدر المدرسین و شیخ الحدیث اور کارکنوں تک سب کے سب گورنمنٹ انگلشیہ کے سابقہ تنخواہ دار ملازم اور پینشنر تھے ثبوت ملاحظہ ہو :-" مدرسہ دیوبند کے کارکنوں مدرسین و ملازمین کی اکثریت) ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پینشنر تھے جن کے بارہ میں گورنمنٹ کو شک وشبہ کی گنجائش ہی نہ تھی"(سوانح قاسمی جلد دوم ص ۲۴۷ حاشیہ)

☆مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کے استاذ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے متعلق مولوی صدیق حسن خاں بھوپالی یہ لرزہ خیز انکشاف کرتے ہیں (ترجمہ فارسی) "مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اول (عربی) کو پڑھانے کیلئے مقرر تھے" (تاریخ قنوج از نواب صدیق حسن ص ۱۰۰)

☆مدرسہ دیوبند کے اولین صدر مدرس و شیخ الحدیث اور مولوی اشرفعلی تھانوی کے استاذ مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے متعلق یہ بات ریکارڈ ہے جب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے اس وقت مولانا سرکاری ملازمت (گورنمنٹ انگلشیہ کی نوکری) سے سبکدوش ہو چکے تھے" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸۹)

اس قسم کے حوالہ جات اکابر و اصاغر مدرسین و ملازمین و اراکین مدرسہ دیوبند کے متعلق دیوبندی کتب میں عام ملتے ہیں مگر اختصار مانع ہے۔ بحمدہ تعالیٰ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے متعلق ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ملتا اور نہ مل سکتا ہے کہ اس کے مدرسین و ملازمین و اراکین سرکار انگریزی کے ملازم یا پنشنر رہے ہوں۔ بس ان واضح حقائق اور روشن شواہد سے مدرسہ دیوبند اور دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کی حقیقتوں اور معیار کا پتہ چل سکتا ہے۔ سطحی نظر سے دیکھنے اور پرکھنے والے جو ظاہر بین یہ کہہ دیا کرتے ہیں وہ مدرسہ عمارتی اور طلباء کے عددی اعتبار سے بڑا ہے وہ خود غور کر لیں کہ کیوں بڑا ہے اسلئے بڑا ہے کہ ہنود و یہود و انگریز کی کاسہ لیسی اور دریوزہ گری کا فن اس طبقہ کو خوب آتا ہے اور بین الاقوامی گداگری بھی ان کے حصہ میں آئی ہے مگر معیار تعلیم بفضلہ تعالیٰ ہر دور میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کا نمایاں اور منفرد و معیاری رہا اور یہ ادارہ نہ جھکنے والا نہ بکنے والا اور بحمدہ تعالیٰ یہاں کا فارغ التحصیل رضوی بریلوی عالم دین استعداد و قابلیت کے اعتبار سے پچاس پچاس دیوبندی فارغین پر بھاری ہے جس کا مشاہدہ گذشتہ ایک صدی سے برصغیر کے عوام و خواص کر رہے ہیں ویسے بھی کتیا چھ سات بچوں کو جنم دیتی ہے اور بکری ایک دو کو جنم دیتی ہے اور بکرے بکریاں ہر روز ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ذبح ہوتے قربانی میں کام آتے ہیں اور کتوں کو کوئی نہیں کھاتا کوئی بھی ذبح نہیں کرتا لیکن حلال چیز میں برکت ہے بکریوں کے ریوڑ کے ریوڑ شہر و مضافات و دیہات میں عام پائے جاتے ہیں کسی نے کتوں کے ریوڑ نہ دیکھے ہوں گے یہی منظر اسلام اور دیگر مدارس اہل سنت سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء و فضلاء کا ہے کہ شہر و مضافات کے اکثر مدارس و مساجد میں فضلاء اہل سنت کا غلبہ و قبضہ نظر آئے گا اور وہاں کے فارغین کوئی ماسٹر و ٹیچر بنتا ہے کوئی اونا پونا پڑھ کر نیم ملاّ خطرہ ایمان بنتا ہے تو کوئی ڈاکیہ بنتا ہے کوئی سیاست کے مزے لوٹتا ہے حد یہ کہ اکثر فارغین دیوبند اپنی شکل و صورت و کردار بھی صحیح اسلامی اور سنت و شریعت

کے مطابق نہیں بنا پاتے اور ان پر مغربی فرنگی تہذیب کا غلبہ نظر آتا ہے۔

یہاں یہ بات بتانا بھی ضروری کہ کتنے ہی فضلاء دیوبند نے وہاں سے سند فضیلت حاصل کرنے ڈھابیل و فرنگی محل و سہارنپور و دیوبند و دہلی کے مدارس وہابیہ میں پڑھنے کے باوجود متعدد حضرات نے سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی، مولانا علامہ رحم الہی، سیدنا صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی۔ محدث اعظم علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قدست اسرارہم کے ایام تدریس میں بریلی شریف حاضر ہو کر تعلیم حاصل کی دورہ حدیث شریف پڑھا اور سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی اختصار کے پیش نظر ان حضرات کی مکمل فہرست پیش کرنے سے قاصر ہیں یہ ایک علیحدہ مفصل عنوان اور مستقل موضوع ہے۔

منظر اسلام کا عالمگیری علمی فیضان

دار العلوم منظر اسلام کی بنیاد تقویٰ اور خلوص نیت اور بے لوث خدمت دین و تعلیم دین کے فروغ کے جذبہ پر رکھی گئی تھی اور یقیناً منظر اسلام کے عالمگیر علمی روحانی فیضان میں امام اہل سنت مجدد دین وملت قدس سرہ سیدنا حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا استاذ زمن مولانا حسن رضا۔ صدر الشریعت مولانا امجد علی اعظمی مولانا رحم الہی محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد۔ مفسر اعظم جیلانی میاں قائد اہل سنت رحمانی میاں قدست اسرارہم کی روحانیت کی جلوہ گری ہے۔ دور مت جایئے برصغیر پاک وہند کے مدارس دینیہ عربیہ مراکز اہل سنت پر ہی سرسری نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ دار الخیر دار الامن اجمیر شریف کے جامعہ معینیہ عثمانیہ میں جب بہار آئی جب سیدنا حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب قدس سرہ کی اجازت سے صدر الصدور صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی صدر المدرسین و شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف وہاں کی مسند صدارت پر فائز ہوئے۔ دار العلوم منظر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ مرحومہ کی عظیم و جلیل خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں یہ دار العلوم جامعہ منظر اسلام ہی کے ایک نامور فارغ التحصیل عالم و جلیل القدر محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ نے قائم فرمایا محدث اعظم پاکستان کے ذریعہ منظر اسلام کا علمی فیضان منظر اسلام سے فروغ پایا۔ مبارک پور اعظم گڑھ کی عظیم عربی یونیورسٹی حافظ ملت جلالۃ العلم مولانا حافظ عبد العزیز صاحب قدس سرہ نے قائم فرمائی جہاں سے ہزاروں علماء و فضلاء مدرسین و مناظرین واہل قلم فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے ہر خطہ میں علمی دینی خدمات انجام دے رہے ہیں حضور حافظ ملت قدس سرہ جامعہ منظر اسلام سے فارغ التحصیل و سند یافتہ تھے منظر اسلام ہی کے نامور استاد صدر المدرسین علامہ امجد علی اعظمی کے شاگرد رشید تھے اور سیدنا حجۃ الاسلام قدس سرہ کے ہاتھوں دستار بندی ہوئی تھی۔ یادگار

رضا پاکستان جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد تاجدار مسند تدریس محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کی کرامات وجلالت علمی کی روشن یادگار ہے حضرت اقدس ممدوح علیہ الرحمۃ منظر اسلام کے مہتمم اعلیٰ سیدنا امام حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کا جمال افروز چہرہ انور دیکھ کر کالج کو چھوڑ کر حجۃ الاسلام کے ہمراہ لاہور سے بریلی شریف تحصیل علم کیلئے تشریف لائے تھے ان کی دینی تعلیم کی ابتداء بھی منظر اسلام سے ہوئی اور انتہا بھی منظر اسلام سے ہوئی منظر اسلام ہی سے سیدنا حجۃ الاسلام وسیدنا صدر الشریعہ قدس سرہما کے ہاتھوں سند فراغت ودستار فضیلت حاصل کی اور منظر اسلام ہی میں ناظم تعلیمات وصدر المدرسین رہے پھر مظہر اسلام بریلی شریف قائم فرمایا اور تقسیم ہند کے بعد لائلپور کو مرکز اہل سنت ومرکز علم وعرفان بنایا اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے ہزاروں علماء کو فارغ التحصیل فرمایا اور سیکڑوں مدارس اہل سنت قائم فرمائے درحقیقت یہ منظر اسلام بریلی شریف کا علمی روحانی فیضان ہے۔ محدث اعظم نے مدرسین کی ایک بہت بڑی جماعت تیار فرمائی۔ آپ کے تلامذہ بفضلہ تعالیٰ نہ صرف برصغیر پاک وہندو بنگلہ دیش بلکہ متعدد ممالک عربیہ افریقہ مغربی اور یورپی ممالک تک میں تبلیغ دین اشاعت اہل سنت تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں اور عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کیے ہوئے دیار افرنگ میں آپ کے تلامذہ نے بکثرت مدارس دینیہ اور قادری رضوی خانقاہیں قائم کیں درحقیقت یہ منظر اسلام اور سیدنا اعلیٰ حضرت، سیدنا حجۃ الاسلام سیدنا صدر الشریعہ قدست اسرارہم اور بریلی شریف کا علمی روحانی فیضان ہے۔ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف شیخ المشائخ سیدنا شاہ الحاج یار علی قدس سرہ کی عظیم علمی یادگار ہے جہاں سے عظیم علمی دینی تدریسی وتبلیغی خدمت ہو رہی ہے الحمد یہاں بھی منظر اسلام کے فیض یافتہ وفارغ التحصیل اکابر علماء شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی امجدی اور سلطان الواعظین علامہ عبد المصطفیٰ الاعظمی قدس سرہما جیسے اکابر مدرسین نے تدریسی وتبلیغی خدمات انجام دیں۔ دار العلوم حشمت الرضا منظر اسلام بریلی شریف کے عظیم المرتبت محقق فاضل منظر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی صاحب قادری رضوی قدس سرہ کی عظیم علمی روحانی یادگار ہے۔ دار العلوم امجدیہ ناگپور ایک عظیم علمی ادارہ ہے جہاں حضور حافظ ملت قدس سرہ کے نامور تلامذہ علمی دینی مسلکی بے مثال خدمات انجام دے رہے ہیں یہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کا فیضان ہے۔ دار العلوم امجدیہ کراچی صدر الشریعت قدس سرہ کے حکم سے حضور حافظ ملت کے نامور شاگرد اور سیدنا صدر الشریعت مرید باصفا مولانا مفتی ظفر علی نعمانی رضوی نے قائم کیا جہاں صدر الشریعہ اور سیدی محدث اعظم پاکستان کے نامور تلامذہ بحر العلوم علامہ عبد المصطفیٰ ازہری رضوی قدس سرہ اور علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی، اور حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی اور محدث اعظم پاکستان کے

تلمیذ رشید حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری رضوی اندوری علیہ الرحمۃ تدریسی خدمات دیتے رہے۔

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ کے خلیفہ اعظم و تلمیذ ارشد حکیم الامت پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب قادری رضوی سرپرست اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نے قائم فرمایا جہاں مولانا مفتی عبداللطیف دیال گڑھی قادری رضوی مولانا مفتی حاکم علی رضوی علامہ ابو داؤد صاحب رضوی جیسے علماء سے سیکڑوں نامور فضلاء نے فیض حاصل کیا یہ سب محدث اعظم پاکستان کے شاگرد ہیں اس طرح یہ سب فیض منظر اسلام کا ہے حضرت علامہ ابو داؤد مولانا محمد صادق صاحب جامعہ رضوی منظر اسلام میں تقسیم ہند سے قبل زیر تعلیم رہے ہیں جب آپ کے والد گرامی بریلی چھاؤنی میں فوجی ملازمت پر تھے۔

دار العلوم شاہ عالم گجرات اہل سنت کا ایک عظیم علمی ادارہ ہے جہاں حضرت علامہ مفتی شاہ رفاقت حسین صاحب اور سلطان الواعظین علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے اس طرح یہاں سے بھی منظر اسلام کا علمی تدریسی فیضان جاری رہا۔

جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد لائلپور میں محدث اعظم پاکستان کے نامور خلفاء و تلامذہ حضرت علامہ ابو الشاہ محمد عبدالقادر قادری رضوی احمد آبادی۔ حضرت علامہ مولانا معین الدین صاحب قادری رضوی شافعی علیہ الرحمۃ نے قائم فرمایا یہ دار العلوم بھی حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے توسط سے دار العلوم منظر اسلام ہی کا فیض ہے۔

مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ:- حضرت علامہ سید شاہ محمد خلیل الکاظمی علیہ الرحمۃ کی علمی یادگار جس میں منظر اسلام کے تربیت یافتہ شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی اور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ جیسے نامور امجدی رضوی علماء نے تدریسی خدمات انجام دیں۔

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل شاگرد علامہ مولانا حسین الدین صاحب مدظلہ نے قائم فرمایا جہاں سے سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ اہل سنت کا عظیم علمی ادارہ ہے یہاں مدتوں حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فاضل و محقق شاگرد غزالی وقت علامہ سید محمد زبیر شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے تدریسی خدمات انجام دیں سیکڑوں علماء ان سے فیضیاب ہوئے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان میں ایک عظیم علمی ادارہ ہے جو امام اہل سنت حضور محدث اعظم پاکستان کے جلیل القدر شاگرد رشید اور محترم داماد شیخ المعقول شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری و مصنف تفسیر

رضوی نے قائم فرمایا جو آجکل محدث اعظم قدس سرہ کے نامور شاگرد وخلیفہ علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری رضوی ہزاروی کی زیر نگرانی بام عروج پر ہے ہزاروں طلباء زیر تعلیم ہیں اور ہزاروں علماء یہاں سے فیض یاب وفارغ التحصیل ہو چکے ہیں حضور محدث اعظم پاکستان کے توسط سے یہ سب جامعہ رضویہ منظر اسلام کا علمی روحانی فیضان ہے۔

جامعہ نوریہ رضویہ بھکھی گجرات :- گجرات پنجاب میں اہل سنت کا قدیمی مرکزی ادارہ جسے حضور محدث اعظم پاکستان کے بحر العلوم شاگرد نامور محدث نامور مدرس حافظ العلوم حافظ الحدیث علامہ سید محمد جلال الدین قدس سرہ نے قائم فرمایا جہاں ہزاروں فاضل ومحقق مدرس ومناظر علماء فارغ التحصیل ہوئے حضور محدث اعظم پاکستان جب بریلی شریف سے ہجرت فرما کر پاکستان آئے تو ابتداً یہیں قیام فرمایا تھا۔ حضور حافظ العلوم علامہ جلال الدین بریلی شریف کے فارغ التحصیل ہیں جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور۔ حضور محدث اعظم پاکستان کے نامور شاگرد رشید شیخ التفسیر مولانا علامہ فیض احمد اویسی رضوی نے قائم فرمایا جس سے ہزاروں علماء فیض یاب ہوئے تدریس ومناظرہ تصنیف وتالیف میں علامہ اویسی رضوی نے ایک اہم کردار ادا کیا حضرت مولانا موصوف چھوٹی بڑی سولہ سو سے زائد کتابوں کے عظیم مصنف ہیں فقیر راقم الحروف کی گزارش پر حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ نے مولانا اویسی مدظلہ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت بھی عطا فرمائی۔

جامعہ قطبیہ رضویہ جھنگ۔ نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم ،پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کے عظیم وجلیل فاضل محقق شاگرد رشید ہیں استاذ الاساتذہ تمام مذاہب باطلہ کے مقابلہ میں زبردست مناظر ہیں حضرت علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہ ، اور آجکل کے صلح کلی لیڈر طاہر القادری کے استاد ہیں ہزاروں علماء نے آپ سے علمی روحانی فیض حاصل کیا مولانا بہت ذہین طالب علم تھے دورہ حدیث شریف کیلئے دیوبند جانا چاہتے تھے آپ کے والد ماجد علامہ قطب الدین جھنگوی اور امیر ملت پیر سید جماعت علی صاحب علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین قادری رضوی مراد آبادی کی خدمت میں بھیج دیا حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے دار العلوم بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت میں تحصیل علم ودورۂ حدیث شریف کیلئے بھیج دیا آجکل محدث اعظم کی عظیم سنی رضوی مسجد میں خطیب ہیں یہ فیض بھی در حقیقت منظر اسلام ہی کا ہے۔

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد میں محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محترم داماد اور تلمیذ رشید نے قائم فرمایا آپ ایک عظیم عبقری مدرس عظیم معقولی عظیم محدث اپنے عہد کے سب سے بڑے استاذ العلماء ہیں

قرآن عظیم کی تفسیر رضوی اور بخاری شریف کی عظیم شرح تفہیم البخاری تحریر فرمائی ہے ۳۶ رسال جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد میں دورہ حدیث شریف پڑھایا۔ آپ کا علمی تدریسی فیض بھی منظر اسلام کے بحر کی ایک لہر ہے مرکزی دار العلوم انجمن حزب الاحناف لاہور۔ جامعہ میاں شیر محمد شرق پور شریف اور مدرسہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں صدر المدرسین کے فرائض انجادے چکے ہیں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے بانی ہیں۔

شمس العلوم جامعہ رضویہ تواں جنڈانوالہ میانوالی۔ استاذ العلماء استاذ الاساتذہ علامہ منظور احمد صاحب نے قائم فرمایا جہاں سے سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہوئے مولانا کے اکثر تلامذہ اعلیٰ درجہ کے مدرس واستاذ العلماء ہیں مولانا محمد منظور احمد نے نامور دیوبندی مدرسین سے پڑھا اور پھر تاجدار مسند تدریس حضور محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ہی کے ہوکر رہ گئے تمام اشکال دور ہوگئے خانیوال کہروڑ پکا او کاڑہ کے مرکزی مدرسہ میں تدریس کے فرائض انجام دے چکے ہیں محدث اعظم پاکستان کے توسط سے یہ فیض بھی منظر اسلام ہی کا ہے۔

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد لائلپور۔ یہ جامعہ حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ نے سیدی محدث اعظم پاکستان کے حکم پر محمد پورہ لائلپور میں قائم فرمایا تھا حضرت علامہ مفتی امین صاحب مدظلہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے نامور شاگرد اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد لائلپور کے مفتی تھے آجکل یہ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد میں عظیم دار العلوم کی شکل میں بے مثال تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے مشہور مناظر اہل سنت مولانا سعید احمد اسعد آپ کے نامور فرزند ہیں۔ علامہ پیرزادہ سید مراتب علی شاہ صاحب نے جامعہ رضویہ قمر المدارس لاہور روڈ گوجرانوالہ میں اور علامہ مولانا شمس الزماں قادری رضوی نے سمن آباد لاہور میں جامعہ رضویہ غوث العلوم اور حضرت علامہ مفتی محمد حسین قادری رضوی نے سکھر سندھ میں جامعہ غوثیہ رضویہ قائم فرمایا جن سے سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ یہ سب محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کے توسط سے منظر اسلام کا علمی روحانی فیض ہے سیکڑوں پاکستانی مدارس اہل سنت میں چند مرکزی مدارس کا اجمالی تعارف کرایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ سری لنکا میں مولانا عبد القادر قادری رضوی احمد آباد نے۔ پورٹ لوئس ماریشس اور مانچسٹر، انگلینڈ، ڈربن افریقہ وفرانس میں مولانا محمد ابراہیم خوشتر رضوی نے حضرت صاحبزادہ محمد فضل رسول رضوی نے نیوجرسی امریکہ میں مولانا غلام یٰسین رضوی کشمیری اور مولانا حافظ نعمت علی چشتی سیالوی فاضل جامعہ رضویہ نے آزاد کشمیر میں مولانا محمد حبیب الرحمٰن رضوی نے افغانستان علامہ محمد نصر اللہ خان افغانی اور مولانا عبد الوہاب رضوی نے جو مدارس اہل سنت قائم فرمائے ان کی تفصیلات وہ

خود فراہم کریں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ بنگلہ دیش میں مولانا علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی مولانا محمد ادریس قادری رضوی نے عظیم دینی تعلیمی رضوی دار العلوم قائم فرمائے یہ سب در حقیقت محدث اعظم پاکستان کے توسط سے دار العلوم منظر اسلام کا فیض ہے۔

دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے فیض یافتہ و فارغ التحصیل ایک عالم دین محدث اعظم علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ کے فیض کی یہ ایک جھلک ہے منظر اسلام کے فارغ التحصیل اکابر علماء میں جلالۃ العلم حافظ ملت علامہ عبد العزیز مبارکپوری مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن الہ آبادی۔ علامی غلام جیلانی اعظمی علامہ غلام جیلانی میرٹھی علامہ مفتی رفاقت حسین علامہ شمس الدین جونپوری کے کثیر تلامذہ کی خدمات بہت ہی زیادہ ہیں۔
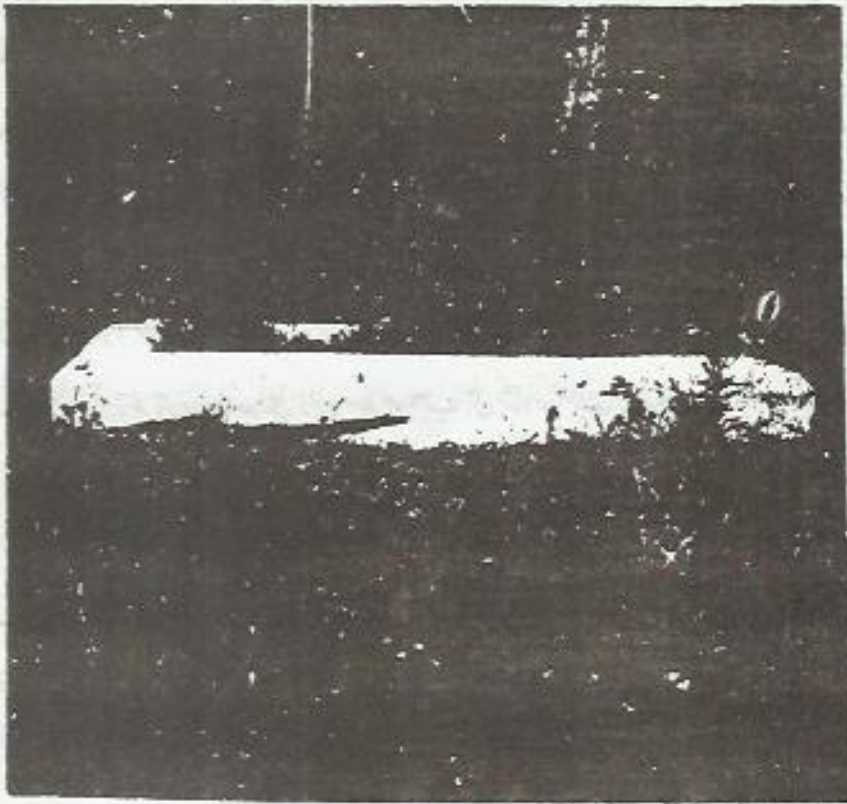
مزار مبارک حضرت مولانا مفتی شاہ محمد ظہور الحسن صاحب مجددی رامپوری

سابق صدر مدرس جامعۃ منظر اسلام بریلی شریف

Manzare-Islam

Excerpt from Devotional Islam & Politics in British India-------By Dr. Mrs. Usha Sanyal, Columbia (U.S.A.)

Ahmad Riza had founded a school in 1904, called the Madarsa Manzar-al-Islam, though known more often as the Madarsa Ahle-Sunnat Wa Jama'at.

When Zafarud-Din Bihari First Came to Bareilly in 1904-5 desiring to become Ahmad Riz's student,. the latter advised him to study at an existing Madarsa, the Madarsa Dar al- I sha' at, and help out in his spare time in the work of the Darul- Ifta. When the Madarsa Dar al-Isha'at turned out, some time later, to be under deobandi influence, Zafarud-Din Bihari took the initiative in establishing the Madarsa Manzaral-Islam, with help from Ahmad Raza's brother Hasan Riza (1859-1908), and elder son Hamid Riza (1875-1943). Ahmad Riza's consent to the creation of the madarsa was obtained by asking a sayyid to recommend the idea to him. A local ra'is donated space for the new school in his house.

In subsequent years, it was Hamid Riza who was most closely associated with the madarsa in his capacity of muhtamim, or manager and chief administrator.

Ahmad Riza was the Sarparast, rector or Patron, helping the Madarsa financially to some extent (no figures are indicated). Once a year, he addressed the gathering of Ulama, Pirs, and wealthy residents of the town at the madarsa's dastarbandi cermonies. Zafarud-Din, the first student to graduate, also taught at the madarsa for sometime.

For the period for which I consulted newspaper reports (1908-17), the number of students graduating at any one time was usually between four and ten. Ahle Sunnat Ulama, Sufi, Shaikhs and local ruasa were invited to attend, to give sermons (Waz), to read na'ts (Poetry in prase of the Prophet) and to participate in the milad that some times followed at the end. space per mitting, local residents also came to listen and participate. The venue was a mosque near Ahmad Riza's house, known as Masjid Bibi ji.

Lists of the names of the participants in some of the early dastarbandi ceremonies tells us something of the School's range of influence during these years.

In 1908, those attending included Ulama from Haidrabad, Pilibhit, Muradabad, Badaun , Allahabad and Rampur.

In 1922 the madarsa's annual dastar-bandi ceremonies were held in the khanqahe Aliyya Rizwiyya.

منظر اسلام

(ڈاکٹر مسز اوشاسانیال کولمبیا (متحدہ ریاست ہائے امریکہ) کے ڈاکٹریٹ مقالہ۔ روایتی اسلام اور برطانوی سیاست سے اقتباس)

ترجمہ از---------ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

احمد رضا (اعلیٰ حضرت) نے ۱۹۰۴ء میں منظر اسلام کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جسے عام طور سے مدرسہ اہل سنت وجماعت کے نام سے جانا جاتا ہے۔

جب ۵۔۱۹۰۴ء میں ظفر الدین بہاری (ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری) امام احمد رضا سے تلمیذی اختیار کرنے کی غرض سے بریلی آئے تو امام احمد رضا نے انہیں مدرسہ دار الاشاعت میں پڑھنے اور خالی اوقات میں اپنے پاس فتویٰ نویسی سیکھنے کا مشورہ دیا بعد میں جب مدرسہ دار الاشاعت دیوبندیوں کے زیر اثر آگیا تو ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری نے امام احمد رضا کے بھائی حسن رضا (استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں ۱۸۵۹ء۔۱۹۰۸ء) اور ان کے بڑے صاحبزادے حامد رضا خان (حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان ۱۸۷۵ء۔۱۹۴۳ء) کی مدد سے مدرسہ کے قیام میں پہل کی۔ ایک سید صاحب کی سفارش پر احمد رضا (امام احمد رضا) سے مدرسے کے قیام کی رضامندی حاصل کی گئی، ایک مقامی رئیس نے مدرسے کے قیام کیلئے جگہ وقف کی۔

بعد کے سالوں میں حامد رضا (حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں) نے مدرسہ کا اہتمام وانصرام سنبھالا۔ احمد رضا (امام احمد رضا) مدرسہ کے سرپرست تھے اور کافی حد تک اس کے اخراجات خود اٹھایا کرتے تھے وہ سال میں ایک بار مدرسہ کے جلسۂ دستاربندی میں عوام وخواص اور علماء ومشائخ وغیرہ سے خطاب بھی فرماتے تھے۔ ظفر الدین بہاری (ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری) اس مدرسہ کے سب سے پہلے فاضل تھے جنہوں نے بعد میں کچھ مدت کیلئے تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔

۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۷ء کی اخباری رپورٹوں (دبدبہ سکندری رامپور) سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر سال چار سے دس فاضلین کی دستاربندی ہوتی تھی جس میں علماء ومشائخ اور عوام وخواص شریک ہوتے تھے جلسۂ دستار بندی میں نعت خوانی مولود خوانی اور تقاریر وغیرہ ہوتی تھیں۔

یہ جلسہ امام احمد رضا کے دولت کدے سے تھوڑی دور پر واقع مسجد بی بی جی میں منعقد ہوتا تھا۔
جلسۂ دستار بندی کے ابتدائی سالوں میں شرکت کرنے والے معززین علماء پیران طریقت اور مشائخ سے مدرسہ کے اثرا
اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۹۰۸ء میں اس مدرسہ کے جلسۂ دستار بندی میں حیدرآباد، پیلی بھیت، مرادآباد، بدایوں، الہ آباد، اور رام پو
وغیرہ کے علماء و مشائخ نے شرکت کی ۱۹۲۲ء (امام احمد رضا کے وصال ۱۹۲۱ء کے بعد) مدرسہ کا جلسۂ دستار فضیلت خا
عالیہ رضویہ میں منعقد ہونے لگا۔

منقبت

بارگاہ حضور مفسر اعظم ہند جیلانی میاں علیہ الرحمہ والرضوان مہتمم ثانی دار العلوم منظر اسلام

از: محمد امجد رضا خاں جنرل سکریٹری تحریک اسلامی ہند پٹنہ

منظر اوصاف خوباں شاہ جیلانی میاں
منظر انوار رحماں شاہ جیلانی میاں

لائق صد رشک ترے جملہ اوصاف جمیل
ہر صفت رخشاں درخشاں شاہ جیلانی میاں

محو حیرت بزم ہستی کے ہیں جملہ خوب رو
کتنا دلکش روئے تاباں شاہ جیلانی میاں

تم گلستان رضا کے وہ شگفتہ پھول ہو
تم پہ نازاں خود گلستاں شاہ جیلانی میاں

اہل گنگشی کی زباں پر ہے سدا تیرا ہی نام
چارہ ساز درد مندان شاہ جیلانی میاں

یہ رضا کا باغ ہے اور تم ہو اسکے باغباں
ہم ہیں طوطی نغمہ سنجاں شاہ جیلانی میاں

رحم کن برحال امجد تاکہ ماند تابد
خنداں خنداں زیر احساں شاہ جیلانی میاں

منظر اسلام میری نظر میں

حضرت مولانا شبنم کمالی صاحب دار العلوم فدائیہ خانقاہ سمر قندیہ رحم گنج دربھنگہ (بہار)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی یادگاریں تو بہت سی ہیں۔ امام اہل سنت کی جملہ تصانیف چاہے وہ قرآن حکیم کا ترجمہ ہو یا کلام کا مجموعہ، ان کے فتادے ہوں یا عنوانات پر ان کی تحریر کردہ کتابیں، انکے ملفوظات ہوں یا ان کی بیش قیمت ہدایات سبھی ان کی یادگاریں ہیں۔ ان تمام کی اہمیت اور افادیت تسلیم شدہ ہے لیکن آج میں ان کی اس یادگار جمیل کا ذکر جمیل کرنے چلا ہوں جس نے پوری دنیا کو ہزاروں علماء، فضلاء، مقتیان کرام، محدثین عظام، خطباء ذوی الاحترام اور اساتذہ عالی مقام عطا کئے ہیں۔ جس کی عظمت ورفعت کا سکہ عالم اسلام کے قلوب پر پہلے بھی قائم تھا اور آج بھی تابانیوں اور درخشانیوں کے ساتھ قائم ہے میری مراد الجامعۃ الرضویہ بریلی شریف سے ہے۔

امام اہل سنت نے دار العلوم اہل سنت وجماعت منظر اسلام کی بنیاد جس مقصد خاص کی خاطر رکھی وہ مسلک حق و صداقت کا فروغ تھا۔ اس کی اشاعت واستحکام میں بنیادی عنصر عظمت حبیب کبریا اور محبت سید الانبیاء ﷺ ہی کا عنصر تھا۔ کیونکہ جب تک دلوں میں عظمت ومحبت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا چراغ پوری قوت وتوانائی کے ساتھ روشن نہ ہو۔ اللہ عزوجل کا صحیح معنوں میں عرفان ممکن نہیں بلکہ عبادت الٰہی واطاعت شریعت کا مفہوم ہی ناقص رہتا ہے نہ خالق کائنات سے رابطہ مستحکم ہوتا ہے نہ اولیاء اللہ سے تعلق استوار ہوتا ہے اور نہ فرائض واحکام سے واسطہ مضبوط ہوتا ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ☆ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اسی بنیادی عقیدہ اور محکم نظریہ کے پیش نظر منظر اسلام کی بنیاد رکھی گئی جس کا ظاہری سبب اپنے اس عزیز ترین شاگرد کی تعلیم تھی جسے امام اہل سنت نے اپنے خطوط میں الولد الاعز کے خطاب سے مخاطب کیا ہے اور جسے ملک العلماء کا لقب عطا فرمایا تھا یعنی ملک العلماء فاضل بہار حضرت مولانا ظفر الدین صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ہی کے دار العلوم منظر اسلام کے تلمیذ اول قرار پائے۔ پھر یہ سلسلہ موج مارتے ہوئے سمندر کی طرح چل پڑا۔ ملک اور بیرون ملک سے ہزاروں تشنگان علوم آتے رہے۔ ان لوگوں نے صرف یہی نہیں کہ اپنی اپنی تشنگی بجھائی اور سیراب ہو گئے۔ بلکہ ان میں اکثر وبیشتر فارغین خود بھی علم کے دریا بن گئے اور اکناف واطراف عالم میں ہزاروں طالبان علم کو بہرہ ور کرتے رہے بلکہ

یوں کہئے کہ انکو بھی علم وعمل کا دریا بناتے رہے۔ اس وقت سے آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ان شاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ اللہ تعالی ہمیشہ اس پر اپنا فضل خاص فرمائے اور اس کی فیض رسانی ابد تک باقی رہے آمین۔

مساجد سے تعلق : لوگ کہتے ہیں کہ شہر بریلی مسجدوں کا شہر ہے۔ واقعی دوسرے شہروں کی بنسبت یہاں مسجدیں بہت زیادہ ہیں۔ ذرا آنکھیں بند کیجئے اور چشم تصور سے اس حسین منظر کا مشاہدہ کیجئے جب شہر بریلی کی اکثر مساجد کی منظر اسلام کے طلباء امامت کی ذمہ داری انتہائی حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ اسی مسجد میں ان کا قیام بھی ہوتا تھا اور منظر اسلام میں درس کے وقت پوری پابندی کے ساتھ حاضری دیکر حصول علم کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے تھے ان میں سے بہت سی مسجدوں میں دو تین طلباء بھی رہتے تھے اور یہ سبھی مل کر مسجد کے متعلق امور کو انجام دیدیا کرتے تھے۔ اس سے فائدہ یہ ہوتا تھا کہ جہاں طلباء کی روزمرہ کی ضرورتیں پوری ہو جاتی تھیں وہیں نمازیوں اور محلہ کے لوگوں سے ان کے گہرے روابط بھی ہوتے تھے۔ اس طرح ہر محلہ کے تمام مسلمان حسن عقیدہ اور حسن عمل کی دولت کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام گزارتے تھے۔ یہ سلسلہ منظر اسلام کی بنیاد اور قیام کے وقت سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے مگر پہلے اور اب میں فرق یہ ہے کہ پہلے شہر بریلی میں منظر اسلام اہل سنت کا واحد ادارہ تھا لیکن کچھ عرصہ کے بعد دوسرے ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ پھر اس کے طویل عرصہ کے بعد تیسرے ادارہ کا وجود مسعود ہوا اور ہر ادارہ کے طلباء نے جب مسجد میں جگہ حاصل کرنا شروع کیں۔ تو منظر اسلام کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی نے دار العلوم کی طرف سے طلباء کے طعام وقیام کا باضابطہ نظم فرمادیا۔ تاکہ مسجدوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کو محرومی کا سامنا کرنا پڑے۔ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ اس کام میں کافی رقوم کا صرفہ ہوتا ہے مگر حضرت سبحانی میاں مدظلہ العالی کے جذبات صادقہ اور ہمت عالیہ کی جس قدر تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اللہ عزوجل پر توکل کرتے ہوئے یہ کام حسن وخوبی اور خلوص ومحبت کے ساتھ جاری ہے۔

مرکز اہل سنت منظر اسلام کے سابق طلباء جو دستار فضیلت اور سند فراغت پاکر خدمت دین میں مصروف ہوئے ان کی تعداد کثیر در کثیر ہے، ان میں بہت سے حضرات اپنے وقت کے جید عالم، عظیم مدرس، بہترین مفتی اور شاندار خطیب ہوئے مجھے ان کا شمار کرانا مقصد نہیں صرف یہ کہنا ہے کہ ان حضرات نے غیر منقسم ہندوستان میں تحریروں، تقریروں اور درس وتدریس سے سنیت کا علم بلند کیا۔ مسلک حق کی بھرپور اشاعت کی بد عقیدگی، گمراہی وہابیت اور نجدیت کا قلعہ قمع کرنے کیلئے ہزاروں علماء کی مضبوط اور مستحکم فوج تیار کی۔ پھر ایک دور ایسا بھی آیا کہ سنی مدارس

دینیہ کا پورے ہندوستان میں بول بالا ہو گیا۔ سیکڑوں مدارس قائم ہوئے ۔ سنی انجمنیں اور تنظیمیں مختلف ناموں کے ساتھ وجود میں آئیں۔ ملک اور بیرون ملک میں حق و صداقت کا آفتاب روشن ہوتا گیا۔ یہ مثل بہت مشہور ہے کہ چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے منظر اسلام کے نام سے جو علم دین کا چراغ روشن کیا تھا اسی چراغ سے پہلے تو کسی واسطہ کے بغیر سیکڑوں چراغ روشن ہوئے پھر واسطہ در واسطہ لاکھوں چراغ جل کر اپنی روشنی پھیلاتے رہے۔ اور آج بھی یہ سلسلہ آن بان کے ساتھ جاری ہے۔ اس لئے یہ کہنا بجا اور حق ہے کہ منظر اسلام کو جس طرح مرکز ہونے کا حق پہلے سے حاصل تھا آج بھی حاصل ہے۔ اس کی مرکزیت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ ایک باپ کے چند بیٹے ہوں پھر ان بیٹوں کے بہت سے بیٹے ہوں۔ اگر بیٹے اور پوتے علم و فضل۔ شان و شوکت اور جاہ جلال میں بہتر سے بہتر اور بلند سے بلند درجے حاصل کرلیں تو یہ انتہائی خوشی کی بات ہے لیکن ایسا تو نہیں ہوتا کہ جو باپ ہے وہ بیٹا یعنی اپنے بیٹوں کا بیٹا ہو جائے۔ باپ بہر حال باپ ہی رہے گا۔ اور اس کی عظمت و رفعت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اس حقیقت و صداقت کی روشنی میں منظر اسلام آج بھی اہل سنت و جماعت کا تعلیمی مرکز ہے اور انشاء اللہ قیامت تک اس کی مرکزیت برقرار رہے گی۔

قدیم اساتذہ کرام: جس طرح میں نے منظر اسلام کے کچھ قدیم فارغین کو دیکھنے کا شرف حاصل کیا ہے اسی طرح بعض قدیم مدرسین حضرات کو بھی دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان میں سے دو شخصیت ایسی ہیں جن کی مجلسوں میں بیٹھنے اور ان سے باتیں کرنے کے مواقع بھی مجھے حاصل ہوئے ہیں۔ میری مراد حضرت مولانا محمد احمد جہانگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد احسان علی صاحب فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ حضرت مولانا محمد احسان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے مولد و مسکن موضع پوکھریرہ ضلع سیتامڑھی بہار سے متصل باتھ اصلی کے ایک محلہ فیض پور کے رہنے والے تھے۔ ان کا پوکھریرہ سے بہت ہی گہرا تعلق تھا۔ ان سے بار بار ملاقات ہوئی، انکی زبان سے علمی نکات سننے کے مواقع بھی ملے۔ ان کے تبحر علمی اور قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جب ان کی آنکھوں کی بینائی تقریبا ختم ہو گئی تھی تو بخاری شریف اور دیگر کتابوں کا درس اپنے حافظہ کی بنیاد پر دیتے تھے اور ہزاروں احادیث کریمہ ان کے ذہن و دماغ میں اچھی طرح محفوظ تھی۔ پھر موتیابند کا آپریشن کرانے کے بعد جب آنکھوں کی روشنی بحال ہو گئی تو درس کا سلسلہ آخر عمر تک جاری رہا۔ میری تحریر کا مطلب یہ ہے کہ ابتداء سے آج تک ہر دور میں یہاں کے اساتذۂ کرام ذی استعداد، صاحب صلاحیت اور لائق و فائق رہے۔

موجودہ اساتذہ: ۔دور موجودہ میں بھی جو اساتذہ یہاں خدمت درس میں مصروف ہیں وہ بہر حال منتخب ہیں، سبھی حضرات اپنے اپنے فن کے ماہر تو ہیں ہی اس کے علاوہ دیگر فنون پر انہیں پوری طرح دسترس حاصل ہے یہاں کا شعبۂ افتاء

عالم اسلام میں اپنا ایک انفرادی اور ممتاز مقام رکھتا ہے۔اس کیلئے مفتیان کرام کی ایک تعداد موجود ہے ۔اس کے علا
تقریبا ہر مدرس افتاء، تصنیف و تالیف تقریر و تحریر کی بہترین صلاحیت رکھتے ہیں اور ان میں بعض حضرات ادب، صحافت
شاعری، مناظرہ، اور تنقید کے فنون میں صاحب کمال ہیں۔آپ یوں کہہ لیجئے کہ یہاں کا ہر ذرہ اپنی اپنی جگہ پر مہتاب وآفتاب ہے۔

شعبئہ اہتمام :۔اس معاملے میں اپنے کو میں خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ "منظر اسلام" کے پہلے مہتمم اور ناظم اع
سے آج تک کے تمام مہتمم حضرات کو دیکھنے کی سعادت مجھے حاصل ہے۔ حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ
علیہ۔ حضرت مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت ریحان ملت مولانا ریحان رضا
خان صاحب رحمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ، میرے موضع پوکھریرہ ضلع سیتامڑھی (بہار) میں باربار تشریف لے گئے ۔ حضرت
حجۃ الاسلام نے اعلیٰ حضرت کی حیات ظاہری ہی میں اعلیٰ حضرت کے حکم سے ان کی نیابت کے طور پر جو پہلا سفر کیا تھا
میرے موضع پوکھریرا ہی کا سفر تھا۔اسی طرح تینوں مذکورہ بالا حضرات نے ازراہ کرم پوکھریرہ میں جانے کا سلسلہ تاحیات
باقی رکھا۔ان تینوں بزرگوں کے اہتمام وانصرام کے واقعات یا تو علماء کرام کی زبانی سننے کو ملے یا پھر کتابوں میں دیکھے لیکن
موجودہ مہتمم صاحب قبلہ حضرت مولانا سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی سجادہ نشین کے اہتمام وانصر
کو زیادہ قریب سے باربار دیکھنے کے مواقع میسر ہوئے۔ تعمیر اور تنظیم کے اعتبار سے یقینا یہ ایک زریں دور ہے۔ موجو
مہتمم صاحب قبلہ نے اپنی سجادگی اور اہتمام کی مختصر مدت میں اسلامیہ انٹر کالج کے ایک دروازے پر باب مفتی اعظم ہند
تعمیر، مزار اعلیٰ حضرت کے اندرونی اور بالائی حصے کی تزئین وتحسین و توسیع، رضا مسجد وخانقاہ کی عمارت میں سنگ کاری، ا
ازسر نو تزئین وتحسین، اور اسی طرح کے دوسرے امور کو انجام دینے کے ساتھ منظر اسلام پر خصوصی توجہ ڈالی پہلے عمارت
دو منزلہ تھی اسے صرف کثیر کے بعد سہ منزلہ بنادیا تیسری منزل کی تعمیر بھی قابل دید اور لائق صد تحسین ہے۔ منظر
اسلام کا محل وقوع ایسی جگہ ہے جس کے متصل، خانقاہ عالیہ، مزار شریف اعلیٰ حضرت، اور افریقی دارالاقامہ۔اس کے
چاروں طرف کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں منظر اسلام کیلئے قریب میں الگ سے عمارت بنائی جاسکے اس عمارت کی توسیع ہو
اس لئے تیسری منزل کی تعمیر عمل میں آئی۔ پھر اسے مزار اعلیٰ حضرت اور رضا مسجد سے قرب کی وجہ سے جو خصو
سعادت نصیب ہے۔ پھر فیضان روحانی کا جو نزول جاری ہے اس سے دور رہ کر وہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔اس لئے یہ اپنی جگہ پر
طرح درست ہے۔ خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے ☆☆ کہ دروے بود قیل و قال محمد ﷺ

دستار فراغت :۔اتر پردیش کے اکثر مدارس الہ آباد بورڈ کیساتھ ملحق ہیں لیکن ان مدار

اسلامیہ کے ذمہ دار حضرات نے اپنی امتیازی حیثیت کا سودا نہیں کیا ہے ۔ منظر اسلام کے مہتمم اور مجلس منتظمہ نے بھی انتہائی غور و فکر کے بعد کچھ خاص مصلحتوں کے پیش نظر اس ادارہ کو بھی یوپی مدرسہ بورڈ سے ملحق کرادیا ہے مگر اپنی خصوصیات اور اصل مقصد کی بقا کو ہر حال میں مقدم رکھا ہے طلباء ہر سال تمام درجوں کے امتحانات میں پوری تیاری کے ساتھ شریک ہو کر کامیابی حاصل کرتے ہیں اس کے علاوہ جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات میں شامل ہو کر امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک اچھی بات ہےکہ طلباء اپنی اصل تعلیم میں فروغ و استحکام کیساتھ ہی کچھ دوسرے تعلیمی اداروں کی بھی اسناد حاصل کرلیں، اس سے جہاں عہد حاضر میں کسب معاش کی دنیاوی سہولتیں مل جاتی ہیں وہیں طرح طرح کی نصابی کتابوں کے مطالعہ سے علمی لیاقت و استعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے معلومات بھی بڑھتی رہتی ہے ہر صاحب فکرو نظر اسے ایک مستحسن فعل سمجھے گا اور سمجھتا ہے۔

ہر سال عرس حامدی کے موقع سے جمادی الاولیٰ کی ۱۷ ر تاریخ کو یہاں کے فارغین طلباء دستار فضیلت جبہ اور سند فراغت حاصل کرتے ہیں اس حسین اور دلکش منظر کو دیکھنے کا شرف مجھے بھی دو مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ ختم بخاری شریف کی تقریب سعید میں بھی شرکت کی سعادت میسر ہوئی۔ میں نے بعض طلباء کی تعلیمی استعداد اور فکری صلاحیت کا جائزہ بھی لیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ واقعی یہ اساتذۂ کرام کی شفقت و محبت اور اپنی محنت اور ذوق و شوق کے نتیجے میں ستائش کے مستحق ہیں۔

تکمیل مقصد :- ہندوستان میں اہل سنت کے مدارس ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں ہر مدرسہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی تعلیمات کی روشنی میں عقائد و نظریات صالحہ پر مستحکم ہے کوئی مدرسہ ان میں ایسا نہیں جس میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان مرکز اہل سنت بریلی شریف اور دار العلوم اہل سنت منظر اسلام کا ہمیشہ ذکر خیر نہ ہوتا ہو یا اچھے انداز میں ان کا چرچا نہ ہوتا ہو ان مدارس دینیہ میں بہت سے مدارس میں انتہا تک تعلیم ہوتی ہے ان مدارس کے بہت سے طلباء بعد فراغت یا اپنے فراغت کے سال ہی یہ چاہتے ہیں کہ حصول برکت کیلئے منظر اسلام سے بھی دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کریں تاکہ اس مرکز سے انکی نسبت اور تعلق مستحکم ہو جائے اور فیضان اعلیٰ حضرت سے مستفید ہوتے رہیں ان حضرات کی خواہشات اور جذبات کا خیال کرتے ہوئے اراکین مجلس منتظمہ اور مہتمم صاحب قبلہ نے ایک خصوصی انتظام کیا ہے جس کے تحت پہلے انہیں داخلہ لینا پڑتا ہے پھر باضابطہ تحریری اور تقریری طور پر امتحانات کی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے جب امیدوار حضرات دونوں امتحانوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو انہیں بھی دستار اور سند عطا کی جاتی ہے

اس طرح ان مدارس کی حیثیت منظر اسلام سے ملحقہ شاخ جیسی ہوتی ہے جن کا منظر اسلام سے رابطہ مضبوط اور استوار ہوتا ہے ان باتوں پر غور کرنے سے یہ نظریہ صحیح اور درست معلوم ہوگا کہ منظر اسلام کی بنیاد جس مقصد کی خاطر رکھی گئی تھی وہ مقصد پچھلے سو برسوں سے پورا ہوتا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اس کا علمی وروحانی فیضان اپنا اثر دکھاتا رہے گا۔

حرف آخر: موجودہ مہتمم حضرت سجادہ نشین مدظلہ العالی نے اپنی قلبی وابستگی اور جدوجہد سے تھوڑے عرصہ میں منظر اسلام کو نیا رنگ وروپ عطا کیا ہے ۔ عمارت میں اضافہ طلباء کے طعام وقیام کا بہترین نظم لائق وفائق اساتذہ کی تقرری درس وتدریس پر خصوصی توجہ اور منظر اسلام کے دستور وضوابط پر سختی کے ساتھ عمل میں اس کے مقام کو اور بھی ارفع واعلیٰ کر دیا ہے اللہ عزوجل انکے سایۂ عاطفت کو عرصۂ طویل تک قائم رکھے منظر اسلام جو ایک تناور درخت کی حیثیت رکھتا ہے انکی آبیاری سے ہمیشہ سرسبز وشاداب اور پھولتا پھلتا رہے اور اس کی خوشبو سارے عالم کے مسلمانوں کے دل ودماغ کو معطر کرتی رہے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔

منظر اسلام کی خشت اول

از:- (معمار ملت حضرت علامہ مولانا) شبیہ القادری پوکھریروی، بانی جامعہ غوث الوریٰ، سیوان بہار

باو ربید گر ایں جاں بود زباں داں ے
غر یب شہر سخنہائے گفتنی دارد

بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا نشست گاہی جامعہ ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا تھا۔ جہاں بیٹھ کر اعلیٰ حضرت نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام غزالی کے مشرب اور مسلک کے ترجمان اور شارح بنا کر ہزاروں ذروں کو شہ پارہ علوم وفنون میں تبدیل کر کے آفتاب عالم تاب بنادیا جیسے مولانا سلطان احمد خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا محلہ بہار پور، مولانا سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ ذخیرہ بریلی شریف، جناب حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خانصاحب خلف اکبر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جناب مولانا یقین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملوک پور، مولانا عبدالکریم محلہ ذخیرہ، جناب مولانا منور حسین صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جناب مولانا سید غلام محمد صاحب بہاری، جناب مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم جب ایسے ایسے علمی اور فنی جواہر پارے امام اہل سنت اعلیٰحضرت نے اپنی نشست گاہ سے پیدا فرمادیے اس لئے کسی دار العلوم کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے۔

رند جو ظرف اٹھالے وہی پیمانہ بنے
جس جگہ بیٹھ کے پی لے وہی میخانہ بنے

فیضان علوم محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے تشنہ علم ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ مزید سیرابئ علم کیلئے اعلیٰ حضرت کے حضور تشریف لائے تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت کی دہلیز پر علم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

یک حرف بیش نیست سراسر حدیث شوق
ایں طرفہ ترکہ ہیچ بہ پایاں نمی رسد

اس وقت ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن کا یہ وارد کتنا حسین ہوگا کہ اے

کاش اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ایک بے مثال ادارہ دینی بنام دارالعلوم کا وجود بریلی شریف میں ہو جاتا جہاں سے سارے عالم پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کا فیضان علم برستا رہتا۔

حافظا! تا روز آخر شکر ایں نعمت گزار
کاں صنم از روز اول وارد و در مان ماست

ملک العلماء کے تصور دارالعلوم کے اس وارده کو حضرت حجۃ الاسلام خلف اکبر اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کی سمع رسائی کرادی اور جناب سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں گزارش کی۔ کہ حضرت! اگر آپ نے مدرسہ کا قیام نہیں فرمایا تو بد عقیدہ لوگوں، دیوبندیوں، وہابیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا اور میں قیامت کے دن شفیع المذنبین ﷺ کی بارگاہ میں آپ کے خلاف نالش کروں گا۔ ایک آل رسول کی زبان سے یہ سنتے ہی امام احمد رضا لرزہ بر اندام ہو گئے اور یہ فرمایا کہ سید صاحب آپ کا حکم بسر و چشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے گا۔ اس کے پہلے ماہ کے سارے اخراجات میں خود ادا کروں گا پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کی ذمہ داری لیں (تذکرہ جمیل ۱۷۷) یہ تھا اعلیٰ حضرت کا مقام عشق محبوب ﷺ۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

چونکہ قیام دارالعلوم کیلئے سب سے پہلے ملک العلماء کے ذہن میں بات ٹپکی تھی اور اس وارده ذہن ملک العلماء کو بزینہ وار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت تک پہونچایا گیا جس کی منظوری اعلیٰ حضرت نے سید زادہ کے واسطے سے عطا فرمادی پھر مدرسہ منظر اسلام کی بنیاد پڑ گئی اس طرح مدرسہ منظر اسلام کے بانیوں میں ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب خلف اکبر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔

یک منعم یک منت یک نعمت یک شکر
صد شکر کہ تقدیر چنیں راندہ قلم را

اس لئے اب تو کہا جا سکتا ہے کہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ منظر اسلام کی خشت اول ہیں

اس وجہ سے کہ سب سے پہلے مدرسہ کے وجود کا تصور ملک العلماء کے ذہن پر ہی وارد ہوا تھا اور بقول حضور مفتی اعظم ہند اعلیٰحضرت نے دو شاگردوں حضرت مولانا ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الرشید عظیم آبادی سے مدرسہ کا آغاز فرمایا تھا جو اعلیٰ حضرت کی کتاب الاستمداد و مفتی اعظم ہند کے تحشیہ اور اس شعر کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے۔

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے
اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

مزید آقائے نعمت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں کہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری منظر اسلام کے بانیوں میں تھے۔ سبحان اللہ الحمد للہ! جب حضور مفتی اعظم ہند نے اس کی سند فرمادی تو دوسرے سارے لوگوں کی سندوں پر مفتی اعظم ہند کی سند بھاری و بھر کم پڑے گی۔

سارے عالم پر ہیں یہ چھائے ہوئے
مستند ہیں ان کے فرمائے ہوئے

"تذکرہ جمیل" کے مؤلف ہمارے دیرینہ کرم فرما و شفیق علامہ مولانا الحاج محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی مدظلہ العالی جو (۵۲۔۱۹۵۱ء) میں مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف میں زیر تعلیم تھے اور میں مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں زیر تعلیم تھا فرق صرف یہ تھا کہ وہ ہمارے پیش رو اور مقتدا تھے اور میں ان کا پس رو اور مقتدی تھا۔ ان کی باتیں ضرور میرے چشم ابرو پر رہیں گی بلکہ میں انکی باتوں کو اپنی بینائی پر جگہ دیتا ہوں وہ اپنی تالیف "تذکرہ جمیل" کے صفحہ نمبر ۷۶ ار پر فرماتے ہیں کہ (امام احمد رضا کے مزاج شناس احباب اور خدام نے ایک سید صاحب کو اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت تک رسائی کا واسطہ بنایا) اب یہ دریافت طلب ہے کہ وہ مزاج شناس احباب اور خدام کون تھے؟ وہی حضرات تو تھے جن کو زمانہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری کہتا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند اپنے تحشیہ کے وضاحیہ میں فرماتے ہیں کہ ملک العلماء اعلیٰحضرت امام اہل سنت کے سچے رفیق کار اور جانشین تھے الحمد للہ!

حدیث عشق ز حافظ شنو نہ از واعظ
اگر صفت بسیار در عبادت کرد

لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ملک العلماء منظر اسلام کی خشت اول ہیں :-

کچھ اس ادا سے یار نے پوچھا میر امزاج
کہنا پڑا کہ شکر ہے رب قدیر کا

غرض ملک العلماء بہاری رحمۃ اللہ علیہ مذہب رضویت میں (مذہب بمعنی دین نہیں بلکہ میں نے راہ مراد لی ہے) ہر جگہ خشت اول ہی کی حیثیت رکھتے ہیں بقول کوثر نیازی پاکستان کی مملکت کے سابق وزیر تعلیم فتاوی رضویہ عالمگیری پر بھاری ہے اور میں اپنے کو سمجھتا تھا کہ علم کا سمندر پار کر گیا ہوں لیکن فتاوی رضویہ جب پڑھنے لگا تو ایسا محسوس ہوا کہ در حقیقت علم کے سمندر تو اعلیحضرت ہی ہیں اس کے ساحل پر کھڑا ہو کر میں ابھی سیپیاں چن رہا ہوں اے ماشاء اللہ -

بلائے جاں ہے غالب اس کی ہر بات
عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا

اس فتاوی رضویہ کا پہلا سوال پانی کے سلسلے میں ملک العلماء نے اعلیٰ حضرت سے کیا تھا اور اسی پر فتاوی رضویہ کی بنیاد پڑ گئی اور آج پوری دنیا اپنے دار الافتاء کو فتاوی رضویہ سے سجا کر اپنے افتاء کے قرطاس و قلم کو رونق بخش رہی ہے اس لئے ملک العلماء ہی فتاوی رضویہ کی اساسی حیثیت اور خشت اول ہوئے

خوش چمنے است عارضت خاصہ در بہار حسن
حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سرائے تو

اعلیحضرت کی کوہ ہمالیہ جیسی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن سب سے پہلے ملک العلماء ہی نے حیات اعلیٰ حضرت لکھ کر سارے عالم میں اعلیٰ حضرت کی دھوم مچادی اور حق یہی ہے کہ اسی حیات اعلیٰ حضرت سے خوشا چینی کر کے اب سارا عالم اعلیٰ حضرت کے علم کی آخری حد کو جاننا اور چھونا چاہتا ہے اور جو بھی اعلیٰ حضرت پر کچھ لکھنے کیلئے قلم لیکر بیٹھتا ہے تو آئینہ کی طرح حیات اعلیٰ حضرت کو ضرور سامنے رکھتا ہے ورنہ اس کے قلم کی سانس ٹوٹ جائیگی اور جان نکل جائے گی اس لئے اعلیٰ حضرت کی تسخیر عالمگیر میں ملک العلماء خشت اول کی حیثیت رکھتے ہیں ملک العلماء سچے عاشق امام احمد رضا تھے جو اٹھتے بیٹھتے اعلیٰ حضرت کا نام جپتے تھے اور فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت سے عقیدت رکھنا ایمان پر خاتمہ کی دلیل ہے۔

میں آواز جرس ہوں پے بپے فریاد کرتا ہوں
جگادے کارواں کو خواب سے شاید فغاں میری

اعلیٰ حضرت بھی ملک العلماء پر کچھ کم کرم نہیں فرماتے تھے ولدی ابنی قرۃ عینی سے مخاطب کرتے اور خط لکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت اپنے ایک خط میں اپنی شفقت کا یوں اظہار فرماتے ہیں :-

مولانا مکرم تاج الدین صاحب---------السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہ فقیر کے یہاں کے اعز طلباء سے ہیں اور میرے جان عزیز ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی عام درسیات میں بفضلہ تعالیٰ عاجز نہیں علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں مفتی ہیں، واعظ ہیں، مناظر ہیں، میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب نصف و نہار ہر روز اور تاریخ کیلئے اور جملہ اوقات ماہ مبارک رمضان شریف کیلئے بھی بناتے ہیں فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کیلئے پیش کرتا ہے۔

یہ ہے اعلیٰ حضرت اور ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رضی اللہ عنہما کا مقام فضیلت۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

چمنستانِ رضا (رضی اللہ عنہ)

یادگار اعلحضرت درسگاہ علم و فن
مظہر اسلام کہتے ہیں اسے اہل سخن

بے شبہ ہے یہ وہی مرکز جہان علم کا
تا عرب پھیلی ہے جس سے روشنی علم و فن

علم حق کے جگمگائے ہیں اسی نے وہ چراغ
جس کی ضو سے مطلع انوار ہے اپنا وطن

اعلحضرت نائب غوث الوریٰ کے فیض سے
رحمت حق کی یہاں پڑتی ہی رہتی ہے کرن

اعلحضرت جو کہ ہیں سرچشمہ علم و کمال
ان کے دم سے دین کا سرسبز ہے رنگیں چمن

حجۃ الاسلام جن کے چہرۂ پر نور میں
جگمگاتا تھا قمر اور مسکرایا تھا چمن

نور چشم اعلیٰ حضرت راحت دل عاشقاں
مفتی اعظم بنام مصطفےٰ شاہ زمن

حضرت صدر الشریعہ سیدی امجد علی
ہوگیا جن سے بہار افزاء شریعت کا چمن

لکھ گئے تفسیر قرآں بے نظیر و بے مثال
حضرت صدر الافاضل صاحب خلق حسن

خود عطارد جن سے لیتا ہے ریاضی کا سبق
وہ ہیں ظفر الدین صاحب تاجدار علم و فن

شمس زہرہ مشتری مریخ عطارد اور قمر
ان کی تقویم خرد کو دیکھ کر ہیں خندہ زن

کہتے ہیں جن کو محدث اعظم ہند اہل حق
فرد تھے شان خطابت میں وہی لادیب و فطن

فخر پاک و ہند اور پروردۂ حامد رضا
سیدی سردار احمد ایک بحر علم و فن

دے دیا چیلنج شیخ نجد کو بھی آپ نے
ہے کوئی ایسی دکھائے جرأت باطل شکن

شاہ جیلانی میاں ہیں اعلحضرت کی زباں
ان کے اسلوب سخن میں تھا نرالا بانکپن

حافظ پیلی بھیتی اور منظر اسلام

از:- ڈاکٹر محمد سر تاج حسین رضوی ایڈوکیٹ بریلی

قاضی حاجی حافظ مولانا محمد خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی کا تعلق خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باعظمت اور باوقار خاندان سے تھا جس کا ذکر "ریاض نعت" میں اس طرح موجود ہے۔

(ریاض نعت۔ از حافظ پیلی بھیتی دیوان نہم)

جو میرا جد امجد ہے وہی صدیق اکبر ہے
وہ جسکی افضلیت پر ہے شاہد نص قرآنی

حافظ موصوف ۱۱ر مارچ ۱۹۶۰ء میں پیلی بھیت کے انتہائی معزز و محتشم علمی اور مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے (تذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی الدین حیدر ص ۲۹۸ ر سورتی اکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء از سید آفاق جعفری ص ۵۳ ر ڈوینٹ پرنٹنگ پریس کراچی ۱۹۸۸ء)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی بشیر الدین حسن تھا۔ آپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم اور ماموں اپنے وقت کے (ممتاز محقق) قاضی محمد ممتاز حسین ممتاز پیلی بھیتی سے حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث کیا مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے بریلی تشریف لے گئے۔ (محراب معانی۔ از سید آفاق جعفری ص ۵۴ ر ڈوینٹ پرنٹنگ پریس کراچی ۱۹۸۸ء)

موصوف کو سلسلہ نقشبندیہ کے فاضل کامل و عارف اکمل بزرگ مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ حافظ کے ہر دیوان میں آپکے مناقب ملتے ہیں جس سے انکی والہانہ وابستگی کا پتہ چلتا ہے۔ ۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء مطابق ۷ر رجب المرجب ۱۳۴۸ھ کو پیلی بھیت میں آپکا وصال ہوا آپکا مزار حضرت کلیم اللہ شاہ میاں کے قبرستان میں تھا جو ۱۹۶۱ء میں دیوان کے سیلاب کی نذر ہو گیا۔ آپ کی نماز جنازہ قبلہ حجۃ الاسلام محمد حامد رضا خاں نے پڑھائی۔ (تذکرہ محدث سورتی از خواجہ رضی الدین حیدر ص ۲۹۹ سورتی اکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء)

حافظ قاضی خلیل الدین حسن دیوان کے مشہور و معروف وکیل تھے آپ کئی مرتبہ پیلی بھیت کے صدر بھی منتخب ہوئے اس کے علاوہ آنریری مجسٹریٹ و وائس چیرمین میونسپلبورڈ پیلی بھیت کے عہدوں پر بھی فائز ہوئے۔

اردو نعتیہ شاعری میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔ آپ کے ۱۹ر نعتیہ دیوان تھے نعتیہ شاعری کے علاوہ کچھ نہ کہا آپ کے آٹھ شائع شدہ دواوین اس طرح ہیں۔

(۱) نعت مقبول خدا ۱۳۰۳ھ (۲) نغمہ روح ۱۳۰۹ھ (۳) نخانہ حجاز ۱۳۱۵ھ (۴) آئینہ پیمبر ۱۳۳۰ھ (۵) بیاض نعت ۱۳۳۳ھ (۶) نغمہ جگر دوز ۱۳۳۵ھ (۷) لذت درد ۱۳۳۸ھ (۸) میخانہ خلد ۱۳۴۰ھ۔

امیر مینائی اور داغ دہلوی بھی موصوف کے کلام سے بے حد متاثر تھے جس کا ذکر ان کے دواوین میں ملتا ہے۔ ان دواوین کے علاوہ رباعیات کے دو مجموعے نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوئے جنکے نام یہ ہیں :-

(۱) رباعیات حافظ۔ (۲) جدید رباعیات حافظ۔

حافظ پیلی بھیتی کے اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری، شاہ محمد شیر میاں علیہ الرحمہ۔

مولانا عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ، مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ اور حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ بریلوی سے دیرینہ تعلقات تھے موصوف نے مولانا حسن بریلوی کے ذوق نعت کی تعریف اس طرح کی ہے۔

حمد للہ حسن کا چھپ گیا دیوان نعتیہ
ہے عقبیٰ کیلئے روحوں کا لاثانی سفر توشہ
یہ روحانی سفر توشہ نظر آیا جو حافظ کو
کہا چھپنے کی ہے تاریخ روحانی سفر توشہ

مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے انتقال کے موقع پر آپ نے لذت درد میں تاریخ رحلت یوں فرمائی ہے۔

حسن پہنچے جو لے کر دفتر نعت
حضور کبریا شاباش بخشاش
سرا پردے سے حافظ بہر تاریخ
ندا آئی "حسن شاباش شاباش"

امام اہل سنت شاہ مولانا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر پیلی بھیتی حافظ کے "میخانہ خلد" میں تاریخی مادے ہیں۔ جنکی تاریخیں ملاحظہ فرمایئے۔

مال و بنون دودمان الباقیات الصالحات (۱۳۴۰ھ) (۱) میخانہ خلد ص ۱۶۸ ار حمت ایزد، رحمت ایزد (۱۳۴۰ھ) (۲) ایضاً۔ ص ۱۶۹ ا۔ سردار پیشوائے اہل سنت (۱۳۴۰) (۳) ایضاً۔ ص ۱۶۹۔ مقبول حق احمد رضا (۱۳۴۰ھ) (۴) ایضاً

ص ۱۶۹) علم و عمل احمد رضا (۱۳۴۰ھ) (۵) ایضاً ص ۱۷۰) اوج کو کیا سفر بست و پنجم صفر (۱۳۴۰ھ) (۶) ایضاً ص ۱۷۰) کہہ دیا "مومن حق نما" چار بار (۱۳۴۰) (۷) ایضاً ص ۱۷۲) پہنچے احمد رضا رؤف کے پاس (۱۳۴۰ھ) (۸) ایضاً ص ۱۷۲) قبلہ والا مزار احمد رضا (۱۳۴۰ھ) (۹) ایضاً ص ۱۷۳)

اسلام دشمن عناصر کے خلاف ان کا موقف شمشیر برہنہ کی طرح عیاں تھا۔ وہ ایک رباعی میں اسکو اس طرح قلمبند کرتے ہیں۔ ع

جو منکر توحید رہے وہ کافر ۔ بس ہوتے جو منکر کی سے وہ کافر
منکر کو جو منکر نہ کہے منکر ہے ۔ کافر کو جو کافر نہ کہے وہ کافر

حافظ پیلی بھیتی جماعت اہل سنت کی ایک عظیم متحرک شخصیت تھی آپ نے ملت اسلامیہ میں اتحاد قائم کرنے کیلئے بھرپور جدوجہد کی۔ اسلسلے میں آپ نے انجمن اتحاد کے نام سے ایک جماعت کی بھی داغ بیل ڈالی جس کا مقصد اصلاح قوم واتحاد قوم و فروغ تعلیم تھا۔ چودہ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ میں مطابق ۴ر فروری ۱۹۱۲ء کے سالانہ اجلاس میں آپنے ایک نظم پڑھی جس کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے

حق نے وہ حق کوشی اور اصلاح کیشی کی عطا
جس سے ہو بطلان باطل جس سے ہو فاسد فساد
ایسی دو تعلیم جو ہو دین و دنیا میں مفید
جس سے دونوں کا بھلا ہو کیا معیشت کیا معاد

وہ باعمل انسان تھے اسلئے وہ ہر منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے بے قرار رہتے تھے۔ اس کا اظہار وہ اسی غزل میں اس طرح کرتے ہیں۔

کوئی تو پورا ہو مقصد انجمن کا یہ نہیں۔ کر کے جلسہ چھاپ دی سالانہ خوشخط روید اد انجمن اتحاد کے علاوہ ان کے اندرون ملک و بیرون ملک کی اہم تنظیموں سے گہرے رابطے واسطے تھے۔ جن میں انجمن نعمانیہ لاہور، انجمن راعین، مدرسہ صولتیہ (مکہ مکرمہ) انجمن خدام الصوفیہ علی پور اور منظر اسلام بریلی شریف وغیرہ خاص ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد سیدنا مولانا محمد نقی علی خاں قدس سرہ العزیز نے ۱۹۸۹ء میں مصباح التہذیب کے نام سے مداری دروازہ بریلی شریف میں ایک مدرسہ قائم فرمایا تھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین قادری بہار پونو محلہ

بریلی شریف ص ۲۱۱) اب اس کا نام مصباح العلوم ہے۔

اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فارغ ہو کر تدریس و افتاء و تصنیف کی طرف خاص توجہ فرمائی اعلیٰ حضرت نے اس وقت تک کوئی مدرسہ قائم نہیں کیا تھا اور نہ ہی باضابطہ کسی مدرسہ میں بطور مدرس پڑھایا فقط اعلیٰ حضرت کی ذات واحد مرجع طلباء و علماء تھی جن کو علمی چشمہ سے فیضیاب ہونا ہوتا وہ اعلیحضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہو کر جاتے (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین ص ۲۱۱ قادری بکڈپو نو محلہ بریلی) قبلہ سید امیر احمد صاحب اعلیٰ حضرت قبلہ کے مخلص دوست تھے انکی خصوصی توجہ کے باعث ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء میں دار العلوم منظر اسلام قائم ہوا جس کے پہلے منتظم قبلہ سیدنا مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ ہوئے۔

۱۳۲۶ھ میں آپکی رحلت کے بعد حضرت حجۃ الاسلام سیدنا مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اس دار العلوم کے مہتمم ہوئے آپ کے وصال کے بعد دار العلوم منظر اسلام کے مہتمم کا دور وا سماء اس طرح ہیں۔

حافظ پیلی بھیتی نے دار العلوم منظر اسلام کے جلسۂ دستار بندی میں ۱۳۲۹ھ و ۱۳۳۰ھ میں شرکت کی تھی اور اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا تھا (آئینہ پیغمبر از حافظ پیلی بھیتی ص ۱۸۹ تا ۱۹۵ نظامی پریس بدایوں ۱۳۳۰ھ) موصوف نے ۲۱/ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ کے جلسہ میں اکاون اشعار پر مشتمل ایک تاریخی غزل قلم بند فرمائی ہے اس غزل کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے اس طرح کیا گیا ہے۔

سزاوار ہر حمد ہے رب عزت۔ ہے مصداق ہر مدح ختم رسالت

حمد باری تعالیٰ کے بعد نعت اقدس کے اشعار ہیں جس میں رسالت مآب نور مجسم ﷺ کی افضلیت شافع محشر ہونے اور علم غیب کے موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔

وہ اول کہ ممکن نہیں جس کا ثانی۔ وہ ثانی کے ہمسر نہیں تحت قدرت
وہ رحمت خدا کی وہ محشر کا دولہا۔ نچھاور ہو اس پر درود اور رحمت
وہ حاضر کہ غائب نہیں کوئی اس کا۔ وہ ظاہر ہے کہ ہر غیب اس کو شہادت

نعت شریف کے اشعار کے بعد خلفاء راشدین کی عظمت اور چاروں اصحاب کو حق پر ہونا قرار دیا ہے۔

وہ چاروں ہیں محبوب محبوب رب کے۔ محبّ کو نہ کیونکر ہو ان سے محبت

مناقب خلفاء راشدین کے بعد وہ ائمہ کرام و علماء کرام کے مقام و مرتبے کو آشکار کرتے ہیں۔

ائمہ نے پھر دین حق کو سنوارا ۔ خدا کی ہوان پر رضا او ررحمت
ائمہ نے پائے جو عالم ہمارے ۔ فن فقہ کی ہے پر ان کو خدمت

اس تمہید کے بعد موصوف امام اہل سنت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توصیف و تعریف بڑے حسین پیرائے میں کرتے ہیں۔(آئینہ پیغمبراز حافظ پیلی بھیتی ص ۱۹۰ نظامی پریس بدایوں ۱۳۳۰ھ)

زمانے کو ہے اس زمانے میں روشن ۔ کہ یہ فتح و نصرت ہے کس کی بدولت
وہ عالم وہ فاضل وہ احمد رضا خاں ۔ وہ سر خیل و سر لشکر اہل سنت
وہ محسن ہمارا وہ مفتی وہ معطی ۔ وہ شان کریمی وہ جان سخاوت

دارالعلوم منظر اسلام کو قبلہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے قائم فرمایااور وہاں بلا کسی عوض کے علم کے دریا بہائے اسکو قبلہ حافظ صاحب نے اس طرح قلمبند فرمایاہے۔(ایضاص ۱۹۰)

کیامدرسہ دین کا جس نے قائم ۔ ہوئی علم دین پڑھنے والوں کی کثرت
دیا دین حق مفت ہم ناکسوں کو۔ یہ احسان اس کا یہ اسکی ہے منت

کسی ادارے کوجاری ساری رکھنے کیلئے زر کی ہمیشہ ضرورت محسوس ہوتی ہے یہ ضرورت دارالعلوم منظر اسلام کے ابتدائی دور میں کچھ زیادہ ہی شدت سے محسوس کی گئی اسی لئے ۱۳۲۹ھ کے اجلاس میں حافظ پیلی بھیتی نے عوام سے بھر پور تعاون کرنیکی اپیل کی جس کے کچھ اشعار حسب ذیل ہیں۔

حمایت کا ہے وقت کچھ خرچ کرو۔ وہ شئی جس کی پاتے ہو دل میں محبت
ملے ذرہ ذرہ تو ہو بحر اعظم ۔ جڑے قطرہ قطرہ تو ہو بحر رحمت
رضائے خدا و نبی کے مقابل ۔ یہ کیا مال ہے جس کو کہتے ہو دولت
کریں گے اگر ہم حمایت میں سستی ۔ قیامت کے دن اور ہوگی قیامت

اس اجلاس مقدس کی تاریخ میں وہ اس طرح قلمبند کرتے ہیں ۔

یونہی جلسے دستار بندی کے دیکھیں ۔ نظر آئے ہر سال جاہ فضیلت
پڑھی جائے ہر سال تاریخ گوئی ۔ ہے اس سن کی تاریخ جاہ فضیلت

اس دارالعلوم کی جشن دستار بندی کی شان و شوکت کا بیان موصوف نے بڑے ہی دلچسپ انداز میں فرمایا۔

کہ دستار بندی گو ہے سیدھی سادی ۔ مگر اس میں طرہ ہے ایک شان و شوکت

فضیلت کی دستار کا ہے جو گنبد ۔ صدا اس میں گونجی مبارک سلامت

فضیلت کی دستار باندھی یہ سر پر ۔ کہ دستار نے سر سے پائی فضیلت

علمائے کرام کے اس لشکر مبارک پر اعلیٰ حضرت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس مقدس قافلے کی حوصلہ افزائی کچھ اس طرح کر کے قلمبند کرتے ہیں۔

سفیہان عالم کے ہو کر مقابل ۔ بپا پے بڑھا لشکر اہل سنت

ملا مصرع سال حافظ کو پورا ۔ بپا پے بڑھا لشکر اہل سنت

حضرت حافظ نے دارالعلوم منظر اسلام ۱۳۲۹ھ کے اجلاس دستار فضیلت میں سن تاریخ جاہ فضیلت قلمبند فرمائی تھی اور ۱۳۳۰ھ کے اجلاس میں آپ اسمیں معمولی تبدیلی کر کے اوج فضیلت بیان فرمائی اس کے کچھ اشعار اس طرح ہیں۔

تم کو مبارک اور سلامت ۔ اہل سنت اوج فضیلت

آج بندھی ہیں وہ دستاریں ۔ جنکی رفعت اوج فضیلت

حافظ نے بیساختہ لکھا سال فضیلت اوج فضیلت (آئینہ پیغمبر از حافظ پیلی بھیتی ص ۱۹۴ نظامی پریس بدایوں ۱۳۳۰ھ

اس کے علاوہ آپنے اور دو سن تاریخ بھی اس اجلاس میں پڑھے تھے جن میں علمائے کرام کی سربلندی اور ان کی سلامتی اور ترقی کی دعا نہایت ہی پر اثر انداز میں فرمائی ہے۔

رہے دستار بندی یاد حافظ ۔ ہے تاریخی عدد دستار دستار (ایضاً ص ۱۹۴)

مدرسہ علم اہل سنت کا ۔ ہے مقام ترقی علماء

سکھائے ترقی اسلام ۔ ہیں بنام ترقی علماء

رکھے اس مدرسے کے دم سے خدا ۔ زندہ نام ترقی علماء

لوح محفوظ تک پہنچ کے رہے ۔ اوج بام ترقی علماء

رہے اس مدرسے میں سال بسال ۔ التزام ترقی علماء

مصرع سال حال ہے حافظ ۔ التزام ترقی علماء

(ایضاً ص ۱۹۴، ۱۹۵) یہ غزل سن تاریخ پندرہ اشعار پر مشتمل ہے

لوح تاریخی جلوہ گاہ جشن سو سالہ کے سو مادّے ۲۰۰۱ء

مستخرجہ:- خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند الحاج قاری محمد امانت رسول رضوی نوری پیلی بھیتی

کلاہ شرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۴۲۲ھ سایہ عاطفت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۱۴۲۲ھ

آداب اسلام اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارک وسلم ۱۴۲۲ھ

عطائے الٰہی جشن صد سالہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

یاد سبحان جشن صد سالہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

محب مولیٰ جشن صد سالہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

جمال نبی جشن صد سالہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

باب سلام جشن صد سالہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

مہِ کامل جشن صد سالہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

....

حامیٔ علم و دانش جامعہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

زینت چمن جامعہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

محبت علی جامعہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

جمال رسول مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

....

درِ مکنون مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

شاہ نواز مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

رہنمائے دین مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

جائے رونق مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

زیب شان مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

کوکب کامرانی مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

عروج کامل مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۱ء

منبع فیض چشمہ پاکیزہ جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

....

موجب رضا قدر افزا جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

چشمہ عنایت جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

گلدستہ نشاط جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ

حسن سرشار جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ

باوضع جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ

نور چراغ جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ

مشفق قدر داں جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ

عظمت اولیا جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ

....

حقایق آگاہ یاد گار اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

جلوہ آرا یادگار اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

ناصر عالم اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

گل افشاں اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

شفائے کامل اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

تاج محل اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

....

تاجدار مرکز اہل سنت ۱۴۲۲ھ

راحت مرکز اہل سنت ۱۴۲۲ھ

والا صفات مرکز اہل سنت ۱۴۲۲ھ

زرق برق مرکز اہل سنت ۱۴۲۲ھ

تلاوت قرآن مرکز اہل سنت ۲۰۰۱ء

والا نظر مرکز اہل سنت ۲۰۰۱ء

....

صنعت پروردگار حجۃ الاسلام ۱۴۲۲ھ

طلب بخشش حجۃ الاسلام ۱۴۲۲ھ

....

نشان مفتی اعظم ہند ۲۰۰۱ء

عرفان مفتی اعظم ہند ۲۰۰۱ء

حاصل الامر مفتی اعظم ہند ۲۰۰۱ء

کاشف مفتی اعظم ہند ۲۰۰۱ء

کوکب جہاں افروز مفتی اعظم ہند ۲۰۰۱ء

لمعۂ نور مفتی اعظم ہند ۲۰۰۱ء

....

پناہ الٰہ شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

باکمال شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

ہم بزم شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

عطیہ شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

کوئے پناہ شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

جمال زیبا شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء
دل و جاں شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۱ء

....

چشم جہاں شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۲ھ
اصحاب فکر شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۲ھ
طلعت یوسف الحاج سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۲ھ
گلشن شاداب سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۲ھ
فکر ایمان شاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۲ھ
عقیدت آگین الحاج سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۲ھ

....

معدن حیا حضرت رحمانی میاں ۲۰۰۱ء
اہل جناں حضرت الحاج رحمانی میاں۔ ۲۰۰۱ء
اوج فلک حضرت الحاج رحمانی میاں ۲۰۰۱ء
محب ملک حضرت الحاج رحمانی میاں ۲۰۰۱ء
مقبول شہر ریحان ملت ۱۴۲۲ھ
کارشناساں ریحان ملت ۱۴۲۲ھ
مثل سیماب ریحان ملت ۱۴۲۲ھ

....

مدد الٰہ حضور ازہری میاں ۱۴۲۲ھ
حمد ایزدی حضور ازہری میاں ۱۴۲۲ھ
عالم آگاہ حضرت ازہری میاں صاحب ۲۰۰۱ء
احل قلب حضرت ازہری میاں صاحب ۲۰۰۱ء

....

میر میراں مفسر اعظم ہند ۲۰۰۱ء

امیر مکرم مفسر اعظم ہند ۲۰۰۱ء

مشہور مفسر اعظم ہند ۲۰۰۱ء

سودائے عشق مفسر اعظم ہند ۲۰۰۱ء

....

بجزم قدوم مرشد ان مارہرہ جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

بجزم معلی مرشدان مارہرہ جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

بجزم مسلک مرشدان مارہرہ جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

بجزم والا نسب مرشدان مارہرہ جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

اجماع بفیض مارہرہ جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

....

بفیضان تاج اولیا کالپی جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

بفیضان کالپی مدحت جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

....

بفیض اصحاب یکتام بلگرام جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

بفیض بلگرام اصحاب صفا جشن صد سالہ ۲۰۰۱ء

....

گنبد عرس رضوی ۱۴۲۲ھ

طاؤس عرس رضوی ۱۴۲۲ھ

چمن رسول عرس رضوی نوری ۲۰۰۱ء

والا شان عرس رضوی نوری ۲۰۰۱ء

نور مجلس عرس رضوی نوری ۱۴۰۱ء

نجم منور عرس رضوی نوری ۱۴۰۱ء

زیب کامل عرس رضوی نوری ریحانی ۱۴۰۱ء

زیب کلام عرس رضوی نوری ریحانی ۱۴۰۱ء

زیب کمال عرس رضوی نوری ریحانی ۱۴۰۱ء

ماہ دین عرس رضوی نوری ریحانی ۱۴۰۱ء

حق عرس رضوی نوری ریحانی ۱۴۰۱ء

بفرمائش نایاب مولوی محمد احسن رضا ۱۴۰۱ء

مساعی جمیلہ قاری امانت رسول برکاتی ۱۴۰۱ء

شانِ تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا

(از عالمی مبلغ اسلام ترجمان مسلک اعلیٰحضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی مانچسٹر یوکے)

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا
ہند تو ہند عرب میں ہوا شہرہ تیرا

نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا
کام اونچا ہے تیرا اے شہہ والا تیرا

کار تجدید ادا کرتا تھا خامہ تیرا
سر پہ باطل کے اٹھا کرتا تھا تیغا تیرا

کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا
غوث اعظم کو کیا آقا و مولیٰ تیرا

تیرے اچھوں نے کیا ہے بڑا اچھا تیرا
پھر بھلا کیا کوئی بدخواہ کرے گا تیرا

نسبت آل رسولی بھی عجب نسبت ہے
نوٹ تک لے گیا تجھ کو یہ وسیلہ تیرا

دین حق کا تو مجدد ہے زمانے کا امام
اہل حق چلتے ہیں جس پہ وہ ہے رستہ تیرا

تجھ پہ ہے اک تن بے سایہ کا ایسا سایہ
پھیلتا جاتا ہے ہر سمت اجالا تیرا

اس زمانے میں کوئی تجھ سا نہ دیکھا نہ سنا
غوث اعظم کی کرامت تھی سراپا تیرا

ہر جگہ منظر اسلام نظر آتا ہے
تیرا گھر کوچہ و بازار محلہ تیرا

مسلک حق کی ضمانت ہے تیرا نام رضا
شان تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا

مصطفےٰ کا ترے خادم ترے حامد کا غلام
خوشتر ہدیۂ دربار ہے تیرا تیرا

دار العلوم

منظر اسلام اور علامہ شمس بریلوی

(ستارۂ امتیاز)

۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۵ء کے زمانے کے چند واقعات بزبان شمس بریلوی

از :--------------------پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی صدیقی (م ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء) ابن مولوی ماسٹر ابو الحسن صدیقی عاصی بریلوی (م ۱۹۳۷ء) ابن مولانا حکیم محمد ابراہیم بدایونی نیا شہر بریلی محلہ ذخیرہ کے اس مکان میں ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے جس مکان میں امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ مکان دراصل امام احمد رضا محدث بریلوی کے جد امجد مولانا مولوی مفتی محمد رضا علی خاں نقشبندی بریلوی (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء) کا تھا جس کو بعد میں حضرت شمس بریلوی کے والد ماجد نے خرید لیا تھا۔

حضرت علامہ شمس بریلوی کے والد ماجد اپنے زمانے کے قابل قدر استاد، بے مثل شاعر اور بریلی کی مشہور صاحب علم شخصیت تھے۔ آپ کی سگی خالہ امام احمد رضا بریلوی کے جد امجد مفتی محمد رضا علی خاں کی دوسری زوجہ تھیں اس طرح علامہ شمس بریلوی کا خاندان رضا سے قریبی تعلق تھا۔

حضرت علامہ شمس بریلوی رسم بسم اللہ شریف کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے اس وقت مولوی احسان علی صاحب مونگیری شیخ الحدیث تھے۔ ابتداء میں مولوی حافظ عبد الکریم چتوڑ گڑھی صاحب خلیفہ اعلیٰ حضرت سے قرآن پاک کے پانچ ابتدائی پارے حفظ کئے اور پھر اس وقت کے جید و ممتاز علماء سے درسی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ان میں مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی، مولانا رحم الٰہی خلیفہ اعلیٰ حضرت کے نام قابل ذکر ہیں البتہ شاعری میں مولوی سید قاسم علی خواہاں بریلوی سے اصلاح لی اور بعد میں ان کے بیٹے سید شایان بریلوی کی اصلاح فرمائی۔ علامہ شمس

بریلوی نے دورۂ حدیث کے علاوہ تمام درسی کتب منظر اسلام کے مدرسے میں پڑھیں اس کے علاوہ الہ آباد بورڈ فارسی زبان میں منشی، منشی کامل اور ادیب کامل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے دوران طالب علمی اپنے ہم عصر طلباء میں شعر گوئی، مضمون نگاری، انشاپردازی اور علمی مباحث میں ہمیشہ ممتاز رہے۔

حضرت علامہ شمس بریلوی نے ۱۹۳۵ء میں بعمر ۱۶/ سال اپنی قابلیت، ادبی صلاحیت بالخصوص فارسی زبان وادب میں مہارت کے سبب دارالعلوم منظر اسلام میں شعبہ فارسی میں مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دینا شروع کیں اس وقت حضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی (م ۱۹۴۸ء) منظر اسلام کی مسند حدیث پر شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے تھے۔ جب کہ مولوی سردار احمد لائل پوری (م ۱۹۶۲ء) مفتی وقار الدین قادری (م ۱۹۹۳ء) اور مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری اسی دارالعلوم میں درس نظامی کی تکمیل فرمارہے تھے جو بعد میں دنیائے علم کے تابندہ تارے اور جہان رضویت کے درخشندہ ماہتاب و آفتاب بن کر چمکے اور آج وہ علاقے ان سے چمک رہے ہیں۔

علامہ شمس بریلوی نے دارالعلوم منظر اسلام میں شعبہ فارسی میں ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۵ء خدمت انجام دی آخر میں آپ شعبہ فارسی کے صدر مدرس بھی بن گئے تھے مگر معاشی حالات کے باعث آپ مدرسہ منظر اسلام چھوڑ کر بریلی کے اسلامیہ کالج میں استاد کی حیثیت سے ۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۴ء خدمت انجام دیتے رہے جبکہ آپ ۱۹۵۴ء ہی میں پاکستان تشریف لے آئے اور گورنمنٹ اسکول نزد کراچی ایئرپورٹ میں ملازمت اختیار کی اور ۱۹۷۵ء میں ریٹائرڈ ہوگئے۔ آپ نے ۱۹۸۰ء میں سید ریاست علی قادری (م ۱۹۹۱ء) اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے ساتھ مل کر "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل" کی بنیاد ڈالی اور پھر امام احمد رضا کی شخصیت اور مختلف پہلوؤں پر ۱۰/ سے زیادہ ضخیم مقالات تحریر کئے اور سب سے بڑا کام امام احمد رضا کی شاعری پر تحقیقی و ادبی جائزہ لکھ کر ادبی دنیا سے زبردست خراج عقیدت حاصل کیا جو شہرت کا باعث بھی بنا جبکہ مقالہ سرور کونین ﷺ لکھ کر حکومت پاکستان سے صدارتی ایوارڈ ۱۹۸۶ء میں حاصل کیا اور ۱۹۹۵ء میں حکومت پاکستان نے آپ کی قلمی علمی و ادبی خدمت کے باعث ستارہ امتیاز کا ایوارڈ عطا کیا آپ کا وصال کراچی میں ۱۲/ مارچ ۱۹۹۷ء / ۳/ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ بروز بدھ رات نو بجے ہوا اور کراچی کے تخی حسن قبرستان میں تدفین ہوئی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے حسب وصیت نماز جنازہ دارالعلوم امجدیہ میں بروز جمعہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت فرمائی۔

علامہ شمس بریلوی کی علمی، ادبی خدمات پر یہاں تفصیلی تبصرہ مقصود نہیں بلکہ یہاں صرف ان کی دارالعلوم منظر

اسلام سے وابستگی کے حوالے سے چند سطور تحریر کر رہا ہوں جو ملفوظات کی صورت میں احقر نے جمع کی ہیں۔ راقم السطور کا تعلق علامہ صاحب سے ۱۹۸۳ء سے ہے اور وصال تک ان سے متعدد بار ملاقاتیں ہوئیں اس دوران احقر کو آپ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا آپ کی شخصیت پر تفصیلی گفتگو کسی اور تحریر میں کروں گا یہاں صرف اتنا بتاتا چلوں کہ علامہ سچے پکے حنفی بریلوی مسلمان تھے۔ رواداری کے پابند، سچے کھرے، مخلص اور وفادار تھے ساتھ ہی وقت اور وعدہ کے انتہائی پابند۔ زبان و قلم میں محتاط انتہائی حساس طبیعت کے مالک تھے۔ مہمان نوازی آپ کی امتیازی شان تھی دوستوں سے ہمیشہ اچھی توقعات رکھتے تھے ان سب خوبیوں کے باوجود گوشہ نشین تھے۔

راقم السطور نے علامہ بریلوی کے آخری چند سالوں کی نشستوں کو قلم بند کر لیا جو جلد ہی "ملفوظات شمس" کے نام سے شائع کی جائیں گی یہاں صرف ان ملفوظات کو پیش کر رہا ہوں جو دار العلوم منظر اسلام کے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ واقعات احقر نے خود ان سے سن کر قلمبند کئے تھے ممکن ہے ان واقعات کو اور بھی افراد جانتے ہوں اور ان واقعات میں کہیں کہیں فرق بھی معلوم ہو لہٰذا اس کو بحث و مباحثہ کی شکل نہ دی جائے بلکہ اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ تاریخی واقعات میں عموماً ایک سے زیادہ ایک واقعہ کی روایت ہوتی ہے جو جس راوی کو بہتر جانے اس کی روایت کو صحیح جانے آیئے اب چند واقعات بزبان حضرت شمس ملاحظہ کریں۔

راقم السطور یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو ہندوستان سے آئے ہوئے نوجوان عالم دین مولوی عبد الحمید شافعی ملباری کو لے کر حضرت شمس بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولوی عبد الحمید نے اس نشست میں حضرت علامہ بریلوی سے ان کے ابتدائی زندگی اور دار العلوم منظر اسلام کی بابت کچھ معلومات چاہیں تو حضرت شمس بریلوی نے فرمایا:-

"احقر حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) کا شاگرد ہے حضرت اس پچمدان سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور آپ کو (عبد الحمید) یہ بتا رہا ہوں کہ حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ کے وصال پر میں اپنے والد مرحوم و مغفور کے انتقال سے زیادہ رویا تھا۔ احقر حضرت حامد میاں کی جناب میں بہت منہ لگا ہوا تھا اور بلا تکلف ان کے پاس پہنچ جاتا جبکہ بڑے بڑے علماء ان کی آمد کے منتظر رہا کرتے تھے در اصل حضرت علیہ الرحمۃ نے اس احقر کے ساتھ ہمیشہ شفقت فرمائی اسی وجہ سے ایسی جسارت کر لیتا تھا۔ آپ کے صاحبزادگان مولانا ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں (۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) اور مولانا حماد رضا عرف نعمانی میاں سے اس احقر کے بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ مولانا نعمانی میاں کو تو اس احقر نے پڑھایا بھی ہے"۔

ہمارے مدریسی زمانے میں مولوی امداد حسن صدیقی تلمری "نور الانوار" پڑھایا کرتے تھے جو اس کتاب کے بہت ہی ماہر سمجھے جاتے تھے۔ جتنے عرصے تک احقر منظر اسلام میں مدرس رہا اور بعد میں صدر شعبہ فارسی بھی رہا اتنے عرصہ میں (۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۵ء) میرے سامنے دار العلوم کے پانچ صدر مدرس تبدیل ہوئے۔ ان میں ایک مولانا حکیم امجد علی اعظمی بھی تھے جو پہلے اعلیٰ حضرت کے زمانے میں بھی رہے اور ۱۹۲۵ء میں بعد وصال اعلیٰ حضرت آپ دار العلوم منظر اسلام چھوڑ کر چلے گئے اور پھر دوبارہ ۱۹۳۷ء میں صدر مدرس بن کر تشریف لائے دوران گفتگو حضرت شمس صاحب نے بہار شریعت کی اول اشاعت کا واقعہ بھی بیان فرمایا:-

"ایک دن حسب معمول مدرسہ (منظر اسلام) پہنچا تو مدرسہ کے خادم نے بتایا کہ مولوی (شمس الحسن) صاحب ایک صاحب لاہور سے آپ سے ملنے کیلئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں جب مہمان خانے پہنچا تو اندر ایک صاحب حسن دین (منیجر شیخ غلام علی اینڈ سنز) بیٹھے ہوئے تھے سلام مصافحہ اور خیریت طلبی کے بعد انہوں نے بتایا کہ انہوں نے اپنے مالک پبلشرز (جو کہ شیعہ ہے) کو حضور اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن "کنز الایمان" چھاپنے کیلئے راضی کر لیا ہے مگر شرط یہ لگا دی ہے کہ تم پہلے مولوی امجد علی صاحب کی "بہار شریعت" لاؤ اس کی بہت مانگ ہے پہلے ہم اس کو شائع کریں گے لہٰذا اس کام کیلئے لاہور سے یہاں آیا ہوں۔ اس نے مزید بتایا کہ اس نے مولانا امجد علی صاحب سے اس موضوع پر بات کی ہے مگر پبلشرز کی طرف سے پیش کی گئی خدمت پر وہ تیار نہیں ہیں آپ کے چونکہ ان سے بہت گہرے مراسم ہیں لہٰذا اس معاملے میں آپ ہماری ان سے سفارش کر دیں تاکہ وہ تیار ہو جائیں ہم آپ کے بہت ممنون ہوں گے۔

اس واقعہ پر حضرت شمس بریلوی نے راقم السطور کی طرف خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ میاں مجید اللہ! یہ وہ زمانہ تھا جب ۵/روپے من دودھ اور ۵/آنے سیر چھوٹے یعنی بکرے کا گوشت ملتا تھا۔ البتہ پہلی جنگ عظیم کے بعد اتنی مہنگائی ہو گئی تھی کہ ۳/روپے من گیہوں ۴۴/روپے من ہو چکا تھا اس وقت تنخواہیں ۲۰/ سے ۶۰/روپے کے درمیان ہوا کرتی تھیں۔ مولانا امجد علی صاحب کو بحیثیت شیخ الحدیث ۶۰/روپے ماہوار ملتے تھے جب کہ احقر کو ۲۲/روپے اور مولوی اعجاز ولی خاں (م ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء) کو ۳۰/روپے ماہوار ملتے تھے۔

بہر کیف میں جوش میں آکر حسن دین صاحب کو مولانا امجد علی صاحب قبلہ کے کمرے میں لے گیا اس وقت وہ دار الحدیث میں "قراۃ التلمیذ علیٰ شیخ" میں مصروف تھے۔ سبق ختم ہونے کے بعد میں نے عرض کیا کہ لاہور سے یہ صاحب بہار شریعت کے سلسلے میں آئے ہیں میں نے دوران گفتگو زور لگانے کیلئے یہ بات بھی کہہ دی کہ ان دنوں "بہشتی

زیور" دو آنے کی مل رہی ہے اور آپ کی کتاب کی اب سخت ضرورت ہے کہ جلد از جلد بڑے پیمانے پر اس کی اشاعت ہو لہٰذا آپ اس کی اشاعت کی اجازت دے دیں مگر حضرت اس وقت تیار نہ ہوئے اور میں ناراض ہو کر باہر آگیا اور حسن دین سے معذرت کر لی کہ حضرت ابھی اشاعت کیلئے تیار نہیں۔ اس واقعہ کے کچھ عرصے کے بعد مولانا امجد علی اعظمی صاحب مدرسہ منظر اسلام دوبارہ چھوڑ کر چلے گئے پھر انتقال سے قبل عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کیلئے بریلی تشریف لائے تو مجھے دیکھتے ہی گلے لگا لیا اور فرمایا مولوی شمس الحسن تم اب تک ناراض ہو۔ بات آئی گئی ہو گئی حضرت نے کچھ دیر بعد مجھ کو پھر بلوایا اور کہا تم اس مینیجر حسن دین سے کہو کہ اس کو شائع کردے میں نے دوبارہ کوشش کی معاہدہ ہو گیا اور "بہار شریعت" پہلی دفعہ لاہور سے شائع ہوئی مگر غضب یہ ہوا کہ اس نے پہلا ایڈیشن ردی کاغذ پر چھاپا جس کا مجھے بہت افسوس ہوا کہ اتنی خوبصورت کتاب کتنی بے دردی سے اور ردی کاغذ پر شائع ہوئی کاش اس وقت ہمارے پاس رقم ہوتی تو اس کو شایان شان شائع کرتے۔

حضرت شمس صاحب نے اسی مجلس میں مزید خانقاہ و منظر اسلام سے متعلق بتایا کہ :-

"میرے زمانۂ مدرسہ میں اعلیٰ حضرت کے مزار کا گنبد تیار ہو گیا تھا اور ۱۹۴۲ء تک مدرسہ منظر اسلام صرف ایک منزل پر قائم رہا"

آپ نے مزید حالات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

"مولانا ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں کے صاحبزادے مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں (م ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء) میرے شاگرد تھے۔ حضرت جیلانی میاں مجھ سے اپنے بچوں کی پڑھائی کی بابت اکثر پوچھا کرتے تھے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ بچے گھر پر پڑھنے جائیں تو ان سے کام بھی لیا کریں تاکہ انہیں کام کی عادت پڑے اور احساس ہو کہ کام کرنا کس کو کہتے ہیں اور یہ سیکھیں کہ بزرگوں اور بڑوں کی خدمت ہی سے عزت ملتی ہے"۔

مجلس ۲۴/ جولائی ۱۹۹۶ء:-

آپ نے اس مجلس میں فرمایا کہ مجید اللہ! افسوس ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تقاریر کو قلمبند نہیں کیا گیا اس زمانے میں کیسٹ ٹیپ تو موجود نہ تھے مگر اس سے قبل بھی لوگ اپنے اسلاف کی پوری تقاریر نوٹ کر لیتے

تھے مگر اعلیٰ حضرت کی صرف ایک تقریر محفوظ کی جا سکی اور یہ رسالہ کی صورت میں شائع بھی ہوئی جس کا عنوان "**المیلاد النبویہ فی الفاظ الرضویہ**" ہے غالباً یہ تقریر مولوی سید ایوب علی رضوی مرحوم (م ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) نے

قلمبند کی تھی جو بعد میں اعلیٰ حضرت کو دکھا کر ان کے زمانے میں شائع بھی ہو گئی تھی کاش کہ اعلیٰ حضرت کی اکثر تقاریر قلمبند کر لی جاتیں تو ایک اور علمی ذخیرہ ہمارے درمیان موجود ہوتا۔

اس مجلس میں آپ نے دارالعلوم منظر اسلام سے متعلق کچھ معلومات فراہم کیں آپ نے فرمایا:۔

"ہم دارالعلوم منظر اسلام کے کئی مدرسین اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کے کئی افراد اکثر بعد نماز ظہر جمع ہوتے اور دوپہر کا کھانا یا تو عزو میاں کے یہاں اکٹھا ہو کر کھاتے یا پھر جماعت رضائے مصطفیٰ ﷺ کے دفتر میں یا کبھی کبھی حسنی پریس میں بھی کھایا کرتے تھے۔ ہمارے اس گروہ میں مولانا حکیم حسنین رضا مولوی سردار ولی خاں (م ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء) عزو میاں، مولوی تقدس علی (م ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء) جیلانی میاں کے علاوہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے منشی اور روح رواں مولوی خدایار خاں بھی شامل ہوتے تھے۔ ہم لوگ مختلف معاملات پر گفتگو کرتے تھے مگر افسوس! کہ اس وقت اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی طرف بھرپور توجہ نہیں دی گئی کہ ان کی جلد از جلد اشاعت کر دی جاتی وقت گزرتا گیا اور پھر تقریباً ۵۰ برس کے بعد مجید اللہ صاحب آپ کے "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل" کے مخلصین کا کام ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کتب کی نہ صرف اشاعت کا سلسلہ شروع کیا بلکہ اعلیٰ حضرت کے مقام کو صحیح سمت کے ساتھ دنیا کے سامنے متعارف کرایا خداوند تعالیٰ آپ تمام مخلص اور کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ کاش اول وقت میں اس نوعیت کا کام ہو گیا ہوتا تو آج دنیا کے سامنے اہل سنت کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا پھر ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے اسے یہ کام آپ لوگوں سے لینا تھا خاص کر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے غیر رضوی ہوتے ہوئے وہ کام کیا جو کئی ادارے مل کر انجام نہیں دے سکتے تھے افسوس کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور تعلیمات امام احمد رضا کے اس فروغ کے باوجود پروفیسر صاحب اور آپ لوگوں کے خلاف بھی آواز اٹھائی جاتی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ مجید اللہ آپ لوگ کام کرتے رہئے نہ کسی کی آواز پر بددل ہوں اور نہ کام کرنے سے پیچھے ہٹیں اللہ تعالیٰ سب کی نیتوں سے واقف ہے آپ سب کی نیتیں پاک صاف ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے ادارہ کو مزید ترقی عطا کرے۔ (آمین)

اسی نشست میں آپ نے مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے متعلق بتایا کہ وہ آپ سے بہت پیار فرماتے تھے ان کے متعلق فرمایا کہ ان کی کئی صاحبزادیاں تھیں بڑی صاحبزادی مولانا تقدس علی خاں کے نکاح میں تھیں اور ان سے دو چھوٹی صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے مولانا شاہد علی خاں سے منسوب ہوئیں اور بقیہ دو چھوٹی صاحبزادیاں حضرت کے پھوپھا کے دو صاحبزادوں جناب شہود میاں اور جناب مشاہد میاں سے منسوب ہوئیں تھیں۔

مجلس جولائی ۱۹۹۴ء:-

احقر سالانہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء کو دعوت نامہ لے کر حاضر خدمت ہوا بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ اگر صحت نے اجازت دی تو ضرور حاضر ہوں گا ورنہ معذرت چاہوں گا۔ باتوں باتوں میں تذکرہ چھڑ گیا کہ اعلیٰ حضرت کے عرس کے موقعہ پر بریلی شریف میں نعتیہ مشاعرہ بھی ہوا کرتا تھا اسی بابت فرمایا کہ جب میں دار العلوم منظر اسلام (قائم شدہ ۱۳۲۲ھ) بریلی شریف میں مدرس تھا تو ۱۹۳۷ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر نعتیہ مشاعرہ کی بنیاد ڈالی گئی اور جب تک (۱۹۴۵ء) تک میں دار العلوم سے وابستہ رہا تو اس مشاعرہ کی ذمہ داری اور بندوبست میں ہی کرتا رہا یہ مشاعرہ بریلی ٹاؤن میں منعقد کیا جاتا تھا۔

حضرت شمس بریلوی صاحب نے نعتیہ مشاعرہ کے حوالے سے ایک واقعہ بھی سنایا ملاحظہ کیجئے:-

"آپ نے فرمایا کہ سالانہ نعتیہ مشاعرہ کا ناظم یہ فقیر ہی ہوا کرتا تھا اور شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری (م ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء) عموماً مشاعرہ کی صدارت فرماتے تھے مشاعرہ کے دوران شاعر کے سامنے ایک سرخ رنگ کا بلب رکھا ہوتا تھا جس کا بٹن حضرت مفتی اعظم کے پاس ہوتا اگر کوئی شاعر کسی

طرح بھی کوئی غلطی کرتا بالخصوص کلام میں اگر کسی طرح شرعی گرفت ہوتی تو مفتی اعظم بٹن کے ذریعہ بلب روشن فرمادیتے شاعر کلام پڑھتے ہوئے خود رک جاتا اور مفتی اعظم اس شاعر کی چاہے وہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو کلام میں اصلاح فرماتے۔

اسی دوران حضرت شمس بریلوی کو ۱۹۴۳ء کے نعتیہ مشاعرہ میں اپنی پڑھی ہوئی نعت کے چند اشعار یاد آگئے جو انہوں نے سنائے ملاحظہ کیجئے:-

بیٹھا ہوں دل میں عشق کی دولت لئے ہوئے
جنت سے دور حاصل جنت لئے ہوئے
رضواں کے پاس چند بہاریں ہیں خلد کی
طیبہ کی ہر بہار ہے جنت لئے ہوئے

حضرت شمس بریلوی نے ۱۹۴۴ء کے عرس اعلیٰ حضرت کے موقعہ پر نعتیہ مشاعرے کا ایک اور واقعہ بھی بتایا یہ مشاعرہ اس وقت اعلیٰ حضرت کے مزار کی چھت پر منعقد ہوا تھا جس میں ہزار سے زیادہ لوگ موجود تھے اور مفتی اعظم ہند

اس کی صدارت فرما رہے تھے اس نعتیہ مشاعرہ کا "مصرعہ طرح" اس طرح تھا۔

نذر ساقی آج ہم نے زہد و تقویٰ کر دیا

آپ نے بتایا کہ اس مشاعرے میں حسن اتفاق سے کئی شعراء نے غلطیاں کیں اور اس دفعہ لال بلب بار بار روشن ہوا مگر جب میری باری آئی اور میں نے نعتیہ غزل پیش کی تو ایک دفعہ بھی بلب روشن نہ ہوا اور مفتی اعظم ہند نے بھی بہت داد دی اور میرے اس شعر پر گلے میں گجرا بھی ڈالا۔

ہر خلش تجدید ایماں ہر چسک تمہید دیں
نذر یوں ایمان اے درد تمنا کر دیا

عرس رضوی کے موقع پر نعتیہ مشاعرہ سے متعلق علامہ شمس بریلوی صاحب نے مزید بتایا کہ :-

"کئی سال عرس رضوی کا مشاعرہ اسلامیہ انٹر کالج کے میدان میں ہوا، اسی مشاعرہ سے متاثر ہو کر شہر میں اور نعتیہ مشاعرے ہونے لگے"۔

آپ نے منظر اسلام کے متعلق اس نشست میں مزید معلومات فراہم کیں :-

"آپ نے فرمایا! (ڈاکٹر صاحب) فقیر کو دار العلوم منظر اسلام میں ۳۲ روپے ماہوار ملتے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے سبب منگائی بہت بڑھ گئی تھی اتنے پیسوں میں گزارا مشکل ہو گیا تھا لہٰذا فقیر نے منظر اسلام چھوڑ کر اسلامیہ انٹر کالج بریلی کے شعبہ فارسی میں ملازمت اختیار کر لی"

آپ نے منظر اسلام کی مالی حالت سے متعلق ارشاد فرمایا کہ :-

"مالی اعتبار سے اس کی حالت ان دنوں (۱۹۴۵ء) اچھی نہیں تھی۔ صرف دو سو روپے ماہوار حیدر آباد دکن سے امداد ملتی تھی اور کبھی کبھی جونا گڑھ اور کاٹھیاوار، گجرات کے علاقوں سے امداد آجاتی تھی۔ منشی فاضل کے طلبہ کو یوپی گورنمنٹ سے ۵۰ روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ (آپ نے مزید بتایا کہ) اس زمانے میں دار العلوم منظر اسلام کے شیخ الحدیث کو ۷۰ تا ۱۰۰ روپے ماہوار پیش کئے جاتے تھے۔ مولوی اعجاز ولی خاں کو ۳۰ روپے اور مولوی تقدس علی خان کو ۴۰ روپے ماہوار ملتے تھے"۔

حضرت نے مزید ارشاد فرمایا کہ :-

"انہوں نے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۵ء منظر اسلام میں پڑھایا اور آخر میں شعبہ فارسی کا صدر بھی بنا دیا گیا تھا میرے آخری

زمانے میں مولانا تقدس علی خاں شیخ الحدیث تھے اور اس زمانے میں مولانا سردار احمد، مفتی وقار الدین اور علامہ عبد المصطفیٰ الازہری درس نظامی کی تکمیل کر رہے تھے۔

حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی صدیقی علیہ الرحمہ دار العلوم منظر اسلام کے تلمیذ بھی ہیں اور مدرس بھی آپ کے کارناموں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ابتداء میں دار العلوم منظر اسلام میں تعلیم کا کتنا اعلیٰ معیار تھا جس کے باعث علامہ ایک بہترین مدرس بننے کے ساتھ ساتھ ایک بہت مستند قلم کار بھی بنے جس کا بیّن ثبوت آپ کے ۵۰؍ سے زیادہ تصانیف و تالیفات وتراجم کتب ہیں جبکہ آپ کا غزلیہ دیوان ہجرت کے دوران تلف ہو گیا اس کے باوجود شہر کراچی کے تمام شعراء آپ کو استاذ الاساتذہ ہی کہتے تھے۔

حضرت شمس بریلوی نے قلمی دنیا میں مقدمہ نگاری کی حیثیت سے ایک منفرد مقام حاصل کیا آپ نے تصوف کی اکثر وبیشتر کتب کا نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ ہر کتاب پر ایک ضخیم مقدمہ لکھ کر اس کتاب کی اہمیت کو اور بلندی عطا فرمائی آپ نے جن کتابوں پر مقدمہ لکھا ان میں چند نام ملاحظہ کریں:۔

☆كشف المحجوب☆مكاشفة القلوب ☆مدارج النبوة☆فوائد الفواد☆خصائص كبرىٰ☆كليات جامی☆غنية الطالبين ☆تاريخ الخلفاء☆عوارف المعارف☆نفحات الانس وغیرہ وغیرہ۔

علامہ شمس بریلوی صاحب نے "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل سے وابستگی کے دوران بحیثیت سرپرست اعلیٰ جہاں مفید مشوروں سے نوازا وہاں انتہائی مفید مقالات قلمبند کر کے اہل علم سے بالعموم اور محبان رضویہ سے بالخصوص خراج عقیدت حاصل کیا اب ملاحظہ کیجئے تلمیذ و مدرس منظر اسلام کی امام احمد رضا پر تحقیقی مقالات وکتب:۔

☆کلام رضا (حدائق بخشش) کا تحقیقی وادبی جائزہ معہ مقدمہ

☆امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری معہ مقدمہ، جلد اول ودوم

☆فتاویٰ رضویہ کا فقہی مقام "معارف رضا" شمارہ ۱۹۸۱ء

☆امام احمد رضا کے حواشی کا تحقیقی جائزہ شمارہ ۱۹۸۶ء

☆شرح قصیدہ در رضا بر اصطلاح نجوم وفلکیات (حدائق بخشش حصہ سوم) معارف رضا ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء

☆محدث بریلوی اور مولوی میاں نذیر حسین دہلوی معارف رضا ۱۹۹۱ء

☆مقدمہ ترتیب کلام ذوق نعت از مولانا حسن رضا بریلوی

☆ فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ عالمگیریہ (زیر طبع)

☆ آفتاب افکار رضا "مثنوی کی بحر میں اعلیٰ حضرت کے علوم و فنون پر ۵ رہزار اشعار میں تعارف و تبصرہ (زیر طبع) چند سو اشعار قسطوار ماہنامہ معارف رضا میں شائع ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ شمس بریلوی کی پہلی تصنیف انشاء ابو الفضل ہے جو ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی آپ نے یہ شرح دوران طالب علمی لکھی تھی جو انوار بک ڈپو لکھنؤ سے شائع ہوئی آپ کی آخری تصنیف "آفتاب افکار رضا" ہے جو ۱۹۹۶ء میں مکمل ہوئی اور جو زیر طبع ہے اس طرح آپ نے ۶۰ ر سال مسلسل تصنیف و تالیف و تراجم کا سلسلہ جاری رکھا جو منظر اسلام کیلئے ایک اعزاز کی بات ہے۔ ایسی ہی شخصیات کو اس موقعہ پر خراج عقیدت پیش کرنے کی ضرورت ہے اور کیا ہی اچھا ہو کہ ایک تذکرہ تیار کیا جائے جس میں منظر اسلام کے تلامذہ کے احوال جمع کئے جائیں جنھوں نے اپنے پیچھے رشحات قلم کے خزانے چھوڑے ہیں اس قسم کے تذکرے دنیا کے سامنے پیش کر کے منظر اسلام کی اہمیت کو اجاگر کرایا جا سکتا ہے کہ اس دار العلوم نے کیسے کیسے اہل قلم پیدا کئے ہیں مجھے امید ہے کہ منظر اسلام کے اس صد سالہ جشن کے موقع پر اس قسم کے کام کا بیڑا ضرور اٹھایا جائے گا اس مضمون کو حضرت شمس کی اس رباعی پر ختم کروں گا جو انہوں نے آخری ملاقات میں ۲۴ ر فروری ۱۹۹۷ء کو انتقال سے چند روز پہلے احقر کو سنائی تھی۔

در راہ بقا باغ و صحرا بگذشت
تلخی و خوشی و زشت و زیبا بگذشت
ہیہات ہیہات کہ بیشتر عمر فانی
بے طاعت ایزد تعالیٰ بگذشت

(بقیہ معائنہ جات صفحہ ۳۵۲ کا)

۹۲/۷/۱۸:۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ فقیر کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ امسال درجہ حدیث میں اکتالیس طلبہ شامل ہیں مولیٰ تعالیٰ اس مدرسہ منظر اسلام کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین المکین علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر ابو الوجاہت عبید الضیا۔ محمد وجیہ الدین قادری رضوی غفرلہ المولی القوی، ۲۵ ر صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۸ ر جولائی ۱۹۶۳ء یوم پنجشنبہ۔

نوری تربیت گاہ منظر اسلام

از :- مولانا محمد توصیف رضا خان صاحب بریلی شریف

منظر اسلام کے قیام سے تقریباً ایک دہائی قبل مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق دس نکات پیش فرمائے تھے۔ اس تعلیمی منصوبہ کا سب سے اہم نکتہ ۳ ہے جو عشق رسول ﷺ پر مبنی ہے۔ بلاشبہ زندگی اور بندگی ہر ایک میں اسی عشق کی بدولت نکھار ہے، یہی ایمان کی جان ہے۔ اور اس عشق کے بغیر علم کو جلا نہیں مل سکتی۔ حضرت امام احمد رضا کے نکات میں حصول علم کیلئے خلوص وللٰہیت اور علماء و اولیاء، اساتذہ والدین غرضیکہ ہر مسلمان کا احترام اور محبت بھی شامل ہے۔ ان تمام امور کو دھیان میں رکھ کر جب طلبہ کی تعلیم و تربیت کیجائے گی تو یقیناً ان میں کا ہر فرد ایک نمونہ بن کر نکلے گا۔ جو پورے معاشرہ کو حقیقی معنی میں ایک صالح صحتمند مسلم معاشرہ بنانے میں خود وقف کر دے گا۔ اور قوم کی صلاح و فلاح میں اسے ہر حال کامیابی ملے گی۔

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ۱۹۰۴ء میں جب حضرت ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک اور حجۃ الاسلام اور حضرت استاذ زمن رحمۃ اللہ علیہما کے مشوروں نیز سید امیر احمد قدس سرہ کی سفارش پر "منظر اسلام" کا قیام فرمایا تو ظاہر ہے کہ خود ان کے اپنے تعلیمی نکات ان کے پیش نظر رہے ہوں گے۔

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ اس دار العلوم کے فارغ اول ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندر امام احمد رضا کے تعلیمی و تربیتی نظریات کا پورا پورا انور اور پوری پوری خوشبو رچی بسی تھی وہ بیک وقت جید عالم دین، مدبر و مفکر، دانشور، خطیب و مقرر، ادیب و مصنف، استاذ و مدرس، اور دینی علوم کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ بالخصوص تکسیر، توقیت، شماریات، ہیئت وغیرہ میں ماہر تھے۔ حیات اعلیٰ حضرت سے لیکر اب تک جو علماء اس دار العلوم سے فارغ ہوئے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت جس انداز میں ہوئی ہے وہ حضرت امام احمد رضا ہی کے نظریات میں ہوئی ہے۔ اور فارغین نمونہ بن کر نکلے ہیں۔

منظر اسلام کے اساتذہ اور ممتحن بھی اپنے اپنے زمانے کے ماہرین تعلیم اور علم و فضل اور آسمان کے آفتاب و ماہتاب تھے اور الحمد للہ ناظمین منظر اسلام خانوادہ رضا کے شہزادگان سے ظاہر ہے نوری ماحول، نوری دیکھ بھال، اور اہتمام

میں تعلیم وتربیت کی نورانیت اور فارغ ہونے والے علماء، قراء، حفاظ کی چمک دمک کا کیا عالم ہوگا؟

ہاں! منظر اسلام کے ناظمین، اساتذہ اور فارغین سب کے سب ہر اعتبار سے اسلاف کا نمونہ دین کے سپاہی۔

آج دنیائے سنیت کو جن علماء، فضلاء۔ اور پیران طریقت پر فخر وناز ہے۔ اور جن کا شمار مشاہیر عالم میں ہوتا ہے۔ وہ سب کے سب اسی دارالعلوم منظر اسلام سے متعلق تھے۔ مثلاً ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب، صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب، حضرت مولانا حامد علی فاروقی صاحب، شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خانصاحب، حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب، حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، حضرت مفتی تقدس علی خان صاحب، حضرت مفتی وقار الدین صاحب وغیر ہم رحمۃ اللہ علیہم!

اساتذۂ کرام میں مندرجہ بالا اساتذۂ منظر اسلام و فارغین منظر اسلام کے علاوہ حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری، حضرت مولانا ظہور الحسین رامپوری، حضرت مولانا نور الحسین رامپوری، حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب، حضرت محدث احسان علی صاحب، حضرت مفتی جہانگیر صاحب وغیر ہم علیہم الرحمہ

اللہ اکبر یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے مریدین، خلفاء اور تلامذہ سے برصغیر سے لیکر مشرق و مغرب امریکہ وافریقہ میں دین اور علم دین کا پرچم بلند ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ناظمین منظر اسلام میں سب کے سب خانوادۂ رضا کے چشم وچراغ ہی تھے۔ تو سبحان اللہ، ماشاء اللہ یہ حضرات ناموران عالم میں تو ہیں ہی۔ ان میں کا ہر ایک بیک وقت مرشد وہادی، استاذ، خطیب وادیب، مہتمم و منتظم سب کچھ تھا۔ ان حضرات کے اسماء سنکر ہی عقیدت کی جبین جھک جاتی ہے۔ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں، دلماد حجۃ الاسلام حضرت مفتی تقدس علی خان، مفسر اعظم حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خان، ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خان قدس سرہم۔

ان ناظمین منظر اسلام کے خلفاء، مریدین اور تلامذہ کی ایک کثیر تعداد بھارت، نیپال، بنگلہ دیش، پاکستان، اور لنکا سے لیکر برطانیہ، ہالینڈ، سورینام، افریقہ، موریشس، اسٹریلیا اور متحدہ ریاست ہائے امریکہ تک پھیلی ہوئی "منظر اسلام" کا حسین منظر دکھا کر ایمان واعمال کی درستگی سے لیکر سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کی درستگی اور پختگی میں مصروف ہے۔

یوں تو اعلیٰ حضرت کی حیات ظاہری ہی میں سارا زمانہ ان سے واقف تھا اور انہیں کے حوالے سے منظر اسلام سے بھی متعارف تھا لیکن باقاعدہ غیر ممالک اور عالم اسلام وانسانیت کی قدیم و عظیم یونیورسٹی جامعہ ازہر سے رابطہ میرے جد امجد سرکار مفسر اعظم ہند نے کرلیا۔ ازہر سے عربی زبان وادب کے عالم۔ مولانا عبدالتواب علیہ الرحمہ کو منظر اسلام میں لائے اور شعبہ عربی ادب کا انہیں صدر بنایا بعد میں میرے والد ماجد حضرت ریحان ملت قدس سرہ العزیز نے اسے خصوصیت کے ساتھ افریقی وامریکی ممالک میں متعارف کرالیا۔ افریقہ اور موریشس کے طلبہ یہاں سے پڑھ کر اور فارغ ہو کر گئے۔ تعمیری امور میں بھی تیزی آئی۔ عصری تعلیم سے اسے جوڑ کر اس کا حلقہ۔ حلقۂ دانش تک پہونچایا اور ایک طرح سے اسے ایک یونیورسٹی کی شکل میں تبدیل کر دیا۔

آج ہمارے برادر اکبر مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں کے دور اہتمام میں جامعہ منظر اسلام نے اپنا سو سالہ سفر خوش اسلوبی سے طے کرلیا۔ اللہ عزوجل اسے مزید ترقی اور اونچائی کے راستے پر گامزن کرے آمین۔
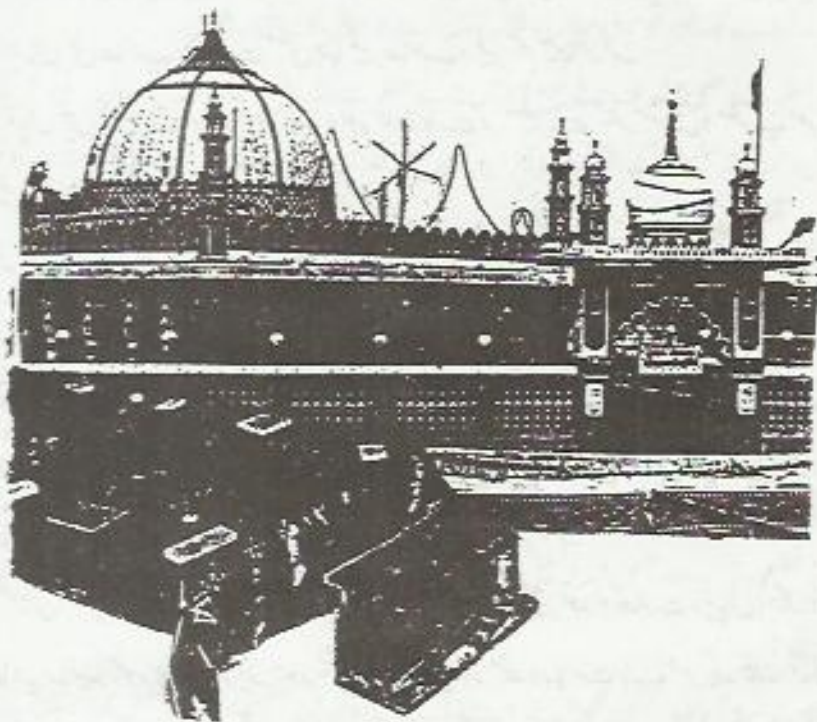
مزار مبارک: علامہ ابراہیم ترکی بابا راجکوٹ ـــ خلیفہ مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منظر اسلام

اپنے دور قیام کی اہم ضرورت

از قلم :- محقق اہل سنت مولانا جلال الدین قادری کھاریاں ضلع گجرات پاکستان

منظر اسلام بریلی کے قیام کی ضرورت اور اہمیت کو جاننے کیلئے ضروری ہے کہ اس کے دور قیام کے مذہبی، معاشرتی اور سیاسی حالات کا جائزہ مد نظر ہو۔ اس کیلئے درج ذیل سطور کا مطالعہ انشاء اللہ معاون ہوگا۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ خیزی میں ہندوستانیوں کو بالعموم اور اسلامیان ہند کو بالخصوص عظیم شکست و ریخت سے دوچار ہونا پڑا۔ بر صغیر میں مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت اور اقتدار ختم ہوا۔ سفید فام اور سیاہ دل انگریز نے یہاں کے باشندوں پر جو مظالم کئے ان کا اصل نشانہ مسلمان تھے چونکہ مسلمانوں سے حکومت چھینی گئی تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر انہیں ہی ظلم و ستم کا نشانہ بننا تھا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ جہاد آزادی میں علماء کرام اور مشائخ عظام نے بھر پور حصہ لیا تھا فتویٰ جہاد کی اشاعت کے ساتھ میدان کارزار میں بھی وہ عملاً شریک ہوئے۔ انگریز کے غاصبانہ تسلط کے بعد علماء کا وجود ان کیلئے سب سے بڑا کانٹا تھا سو علماء اسلام میں سے اکثر کو تختہ دار پر چڑھا کر شہید کیا گیا۔ بعض کو عبور دریائے شور کی سزا ہوئی اور وہیں مصائب و آلام برداشت کرتے ہوئے جاں بحق ہو گئے ان کے املاک ضبط ہوئے۔ مدارس، مساجد، اور خانقاہوں کے اوقاف ضبط کر لئے گئے۔ علمی ذخائر کتابوں کو لوٹ لیا گیا، بعض علمی ذخائر جلا دیئے گئے۔ نوادرات علیہ کو بر عظیم سے باہر منتقل کر دیا گیا۔ اسطرح علمائے اسلام کو مالی، معاشی، معاشرتی، اور علمی طور پر بے دست و پا اور محروم الحال کر دینے کی ہر مذموم کوشش کی گئی۔

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو :-

(ا) کمپنی کی حکومت، مصنفہ باری، مطبوعہ مکتبہ اردو، لاہور، ۱۹۶۴ء بار سوم

(ب) باغی ہندوستان، مولفہ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، مترجم عبد الشاہد خاں مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاہور بار دوم ۱۹۷۴ء

(ج) ۱۸۵۷ء جہاد آزادی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی، بار اول

(د) تاریخ روہیل کھنڈ معہ تاریخ بریلی، مولفہ مولوی عبد العزیز خاں بریلوی مطبوعہ مہران اکیڈمی کراچی

جہاد آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد علمائے حق پر ایک اور وار ہوا۔ یہ وار پہلے وار سے شدید تھا۔ ہوا یوں کہ علمائے سوء نے مشکل حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے بجائے حالات سے صلح کر لی اور مصلحت کوشی کا راستہ اختیار کیا حاکمان وقت جابر، غاصب انگریز سے وفاداری کا رویہ اپنا لیا بلکہ خوشامد کا وہ رویہ اختیار کیا جسے تاریخ عالم کا المناک باب اور حیرت انگیز باب قرار دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ غاصب حکمرانوں کی وفاداری، وفاشعاری اور اطاعت گزاری کے لئے ان علماء سوء نے (العیاذ باللہ) قرآن مجید کی آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ کی ایسی تاویلات کیں جو گمراہی، بے دینی، اور کفر سے کم نہ تھیں۔ انگریزوں کی حمایت و نصرت کے ثبوت کیلئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر آیات و احادیث کی دور از کار تاویلات فاسدہ کیں۔

(۲) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:۔

(ا) تفسیر القرآن از سر سید احمد خاں مطبوعہ ۱۲۹۶ھ تا ۱۳۰۹ھ

(ب) رسالہ طعام اہل کتاب از سر سید احمد خاں مرتبہ ۱۲۸۵ھ

(ج) حیات جاوید از الطاف حسین حالی شائع کردہ انجم ترقی ادب ہند دہلی ۱۹۳۹ء)

ظالموں کیلئے قصائد پڑھے جانے لگے

(۳) الف:۔ ستارہ قیصری مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ قادیان)

(ب) سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ھ

کتابیں لکھی گئیں مضامین کا انبار لگ گیا خوشامدی ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دھن میں اپنے ناپاک کارنامے گنوانے لگے۔

(۴) الف:۔ تذکرۃ الرشید مصنفہ عاشق علی میرٹھی مطبوعہ کراچی

(ب) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی مطبوعہ دہلی

انگریز کی ناپاک جوتیوں کو چاٹنے کو فخر دین و ایمان بنایا جانے لگا اس سے اسلامی غیرت ملی کا جنازہ نکل گیا (۵) مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (ا) مخزن احمدی مصنفہ سید محمد علی مطبوعہ مفید عام آگرہ (ب) سرگزشت حجاز مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۴۵ھ (ج) حیات شبلی مصنفہ سلیمان منصور پوری مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۳ء (د) خطبات سلیمانی شائع کردہ مسلمان کمپنی سوہدرہ (ضلع گوجرانوالہ) ۱۹۷۲ء (ح) شبلی نامہ مصنفہ محمد اکرام (و) مقالات سر سید حصہ نہم مجلس ترقی ادب مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء

ایک خوشامدی کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو کس طرح حقائق کو مسخ کیا گیا ہے "یہ بات سچ ہے کہ ہم نے

ہندوستان میں کئی صدیوں تک شہنشاہی کی یہ بھی سچ ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کی شان و شوکت کو بھول نہیں سکتے لیکن اگر یہ خیال کسی شخص کے دل میں ہو کہ ہم مسلمانوں کو انگلش نیشن کے ساتھ اس وجہ سے کہ انہوں نے ہماری جگہ ہندوستان کی حکومت حاصل کی کچھ حسد و رشک ہے تو وہ خیال محض بے بنیاد ہوگا وہ زمانہ جس میں انگریزی حکومت ہندوستان میں قائم ہوئی ایسا زمانہ تھا کہ بیچاری انڈیا بیوہ ہو چکی تھی اس کو ایک شوہر کی ضرورت تھی اس نے خود انگلش نیشن کو اپنا شوہر بنانا پسند کیا تھا تاکہ کاسیل کے عہد نامہ کے مطابق وہ دونوں مل کر ایک تن ہوں.........‘‘ (۶) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی مطبوعہ دہلی ۱۹۳۹ء جلد دوم ص ۴۲ نوٹ :۔ جب غیرت ملی رخصت ہو جائے تو اسی طرح کی ناپاک تشبیہات ہی نوک قلم پر جاری ہوتی ہیں وطن کو بیوہ بنا کر اس کیلئے غیر کفو غیر مسلم شوہر تلاش کرنا یقیناً بازار حسن میں بھی ناپسند ہے فقیر قادری عفی عنہ۔

جہاد آزادی ۱۸۵۷ء کا معرکہ ٹھنڈا ہوا تو مختلف شہروں میں تعلیمی ادارے قائم ہونے لگے فروغ علم کی تحریک چلنے لگی بعض ادارے علوم اسلامیہ کی اشاعت و تدریس کیلئے اور بعض میں جدید علوم کے ساتھ غیر ملکیوں کی زبان انگریزی کی تدریس واشاعت شامل کی گئی ظاہر ہے علوم خواہ قدیم ہوں یا جدید عربی فارسی اردو ہو یا انگریزی ہر علم پڑھنے اور پڑھانے پر کوئی قدغن نہیں اور نہ اسے معیوب سمجھا جا سکتا ہے اسلامی نقطہ نظر سے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہر طرف علم و فن کی اشاعت کے چرچے ہونے لگے مدارس، کلیات اور جامعات بننے لگے ان سے تعاون کیلئے عوامی سطح پر چندہ جمع ہونے لگا عوامی دلچسپی بڑھنے لگی درس وتدریس کے ایک طرف چٹائی والے مدارس قائم ہوئے جن میں قرآن وحدیث اور دیگر علوم اسلامیہ کی تدریس کے مصارف کوڑیوں میں تھے دوسری طرف عظیم الشان عمارات میں امارت کے نشان قائم ہونے لگے اس کی تدریس پر لاکھوں کے مصارف ہونے لگے اگر ان تعلیمی اداروں میں مقصد تعلیم صرف جہالت کو دور کرنا اور صحیح اسلامی روح سے متعارف کرانا ہوتا اگر مقصد صرف اتنا ہوتا کہ مسلمان اپنی تہذیب وتمدن کو اپنا سکیں اور بحیثیت مسلمان زندہ رہ سکیں اگر مقصد صرف اتنا ہوتا کہ مسلمان اپنی عظمت رفتہ کو بازیاب کرانے کی طرف متوجہ ہوں اگر مقصد صرف اتنا ہوتا کہ کس حوالے سے اپنی غلامی کی زندگی کو خیرباد کہکے آزادی کی فضاء میں سانس لے سکیں تو ان اداروں کی تعلیم وتدریس اور تربیت پر کسی صاحب نظر کو اختلاف نہ ہوتا کوئی صاحب علم ودانش ان کی مخالفت نہ کرتا ہر اہل حق ان مقاصد کے حصول کیلئے ہر طرح سے امداد واعانت پر آمادہ ہوتا.......... مگر انتہائی دکھ اور تاسف سے یہ حقیقت تسلیم کی جا چکی ہے کہ اہل نظر وبصیرت نے ایسے اداروں کے قیام پر خدشات کا اظہار کیا جن کے مقاصد الفاظ اور معانی میں

تضاد تھا جو کچھ کہا جانے لگا غرض اس کے سوا کچھ اور تھی ان اداروں کے بانیوں نے اتنا شور مچایا کہ حقیقت کا معلوم کر لینا آسان نہ رہا مخالفین پر بڑا الزام یہ تھا کہ یہ لوگ علم کے فروغ کے نہ صرف دشمن ہیں بلکہ خود جاہل ہیں طبقہ جہلاء کی نمائندگی کر رہے ہیں (۷) ملاحظہ ہو۔ فاضل بریلوی کا حافظہ مولفہ انوار احمد شائع کردہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۴۰۳ھ آیئے ہم اس اجمال کو تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں تاکہ صورت حال واضح ہو اور مغالطوں کے دبیز پردے چھٹ کر حقیقت سامنے آئے۔

مولانا سید محمد عابد حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے محرم الحرام ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء کو دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی (۸) الف:۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ۱۵۵ (ب) ماہنامہ الرشید، ساہی وال۔ مجریہ فروری ،مارچ ۱۹۷۶ء ص ۱۳۷ (ج) تذکرۃ العابدین، مصنفہ نذیر احمد دیوبندی، مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء بار اول ص ۷/ ومابعد بحوالہ ماہنامہ جہان رضا لاہور مارچ، اپریل ۹۸ء۔

مولوی ملا محمود کا تقرر بحیثیت مدرس ہوا درج ذیل حضرات مجلس مشاورت کے اراکین نامزد ہوئے ان کا تقرر ان کے شیخ طریقت میاں راج شاہ قادری سے اظہار تعلق کی خاطر عمل میں لایا گیا۔

(۹) صوفیائے میوات، مولفہ محمد حبیب الرحمٰن میواتی ص ۵۲۱

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی فضل الرحمٰن

مولوی ذوالفقار علی

مولوی مہتاب علی

منشی فضل حق

مولانا حاجی سید محمد عابد حسین اہل شوریٰ کے سرپرست اور مہتمم مدرسہ مقرر ہوئے۔

حاجی محمد عابد حسین کی شخصیت دیوبند کے علاقے میں بڑی مقتدر تھی مذہبی اور روحانی اعتبار سے ان کا پایا بہت بلند تھا باشندگان دیوبند ان کا بڑا احترام کرتے تھے اس لئے مدرسہ کے قیام اور اس کی تعمیر و ترقی کے سلسلے میں انہیں کوئی دقت پیش نہ آئی حاجی محمد عابد حسین کی خوبیوں کا اعتراف مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے ان الفاظ سے کیا۔

مدرسہ دیوبند کو سلطان روم بھی بغیر حاجی محمد عابد صاحب کی مدد کے نہیں چلا سکتا تھا (۱۰) سوانح قاسمی، مصنفہ

مولوی ذوالفقار علی دیوبندی ص ۲۵۳ نوٹ :۔ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم، ہمدرد یونیورسٹی دہلی نے اپنے وقیع مقالے "دارالعلوم دیوبند کا اصل بانی کون ؟ میں پختہ دلائل سے ثابت کیا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا بانی حضرت مولانا حاجی سید محمد عابد حسین قادری چشتی علیہ الرحمہ ہیں۔ ملاحظہ ہو! ماہنامہ جہان رضا لاہور مجریہ اپریل، مئی ۱۹۹۸ء مزید وضاحت حضرت مولانا مفتی محمد علیم الدین مجددی، صاحبزادہ محمد الیاس قادری فاضلی (ملکوال ضلع گجرات) اور جناب طارق سلطان پوری (حسن ابدال) نے اپنے مضامین میں کی۔ اس حیرت انگیز انکشاف پر مثبت رد عمل کیا گیا۔ ماہنامہ جہان رضا لاہور مجریہ اگست ۱۹۹۸ء حاجی سید محمد عابد حسین قادری چشتی سلسلے میں حضرت میاں راج شاہ سے مجاز وماذون تھے صاحب تقوی تھے انہیں معمولات پر کار بند تھے جو مشائخ طریقت اور علماء اہل سنت میں مقبول اور رائج ہیں میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے تھے بزرگان دین کی نذر ونیاز کرتے تھے (ماہنامہ البلاغ کراچی مجریہ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ ص ۴۹ مضمون سید انظر شاہ استاد دارالعلوم دیوبند۔

حاجی صاحب ممدوح کے پیش نظر اس درس گاہ کو عظیم دینی دارالعلوم بنانا تھا بطور مہتمم۔ جس تقوی امانت، دیانت اعتدال پسندی حق پروری حق پسندی اور مسلک حق سے وابستگی کی ضرورت تھی وہ آپ میں موجود تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کی کوششوں سے دارالعلوم کی تعمیر میں اس دور میں ایک لاکھ روپیہ کی خطیر رقم صرف ہوئی دارالعلوم کی زمین کا بیع نامہ آپ کے نام سے ہوا (۱۲) تذکرۃ العابدین، مصنفہ مولوی نذیر احمد دیوبندی ص ۷۳ مزید تفصیل ماہنامہ جہان رضا، لاہور مجریہ مارچ، اپریل ۱۹۹۸ء میں ملاحظہ ہو۔

حاجی محمد عابد حسین علیہ الرحمہ نے دارالعلوم دیوبند کو اس لئے قائم کیا کہ اس سے دین حق کی ترویج ہو۔ اسلامی علوم وفنون کی تدریس ہو، اسلامی اقدار کا تحفظ ہو، مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بحالی کی صورت نکل آئے ....

لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ حاجی صاحب ممدوح کے خلوص اور للّٰہیت کے برعکس ادارہ سے وابستہ دیگر حضرات کچھ اور کھیل رہے تھے۔ دیگر حضرات نے در پردہ حاجی صاحب کے مقاصد کو پس پشت ڈال کر دارالعلوم کو انگریزی حکومت کے منشا اور اس کی رضا کی خاطر چلانا چاہا اور اس کیلئے انہوں نے باقاعدہ سوچے سمجھے منصوبے پر عمل شروع کر دیا تو حاجی محمد عابد حسین کی للّٰہیت نے ان کا ساتھ دینا گوارہ نہ کیا۔ اس طرح حاجی محمد عابد حسین نے دارالعلوم سے اپنا تعلق ختم کر لیا۔ (۱۳) تذکرۃ العابدین، مرتبہ مولوی نذیر احمد دیوبندی، ص ۷۶

حاجی سید محمد عابد حسین چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دارالعلوم اہل سنت پر دیوبندی علماء نے جس منصوبے سے قبضہ کیا نیز ان کے اس قبضہ کے اغراض کیا تھے اس کیلئے اس دور کا جائزہ لئے بغیر بات سمجھ میں نہیں آسکتی۔ آگے

پڑھنے سے پہلے چند سطور میں اس کا اجمال پڑھ لیں۔

مولوی محمود الحسن دیوبندی کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (م ۱۹۰۴) ایک عرصہ تک انگریزی کی ملازمت بطور مدرس بریلی کالج میں کرتے رہے پھر ڈپٹی انسپکٹر مدارس بنادیے گئے۔ اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے والد مولوی فضل الرحمٰن دیوبندی (م ۱۸۹۱ء) بریلی میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے اور اسی عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

مدرسہ دیوبند کے پہلے صدر مدرس مولوی یعقوب علی بھی انگریزی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ یہ مولوی مملوک علی کے صاحبزادے تھے، بنارس، بریلی، سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر رہے۔ اجمیر کالج میں بھی پڑھاتے رہے۔

(۱۴) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری، مطبوعہ جاوید پریس، کراچی۔ بار اول ۱۹۶۶ء ص ۳۸ تا ۱۹۲۔

مولوی یعقوب علی دیوبندی کی انگریزی حکومت سے وفاداری اور اطاعت شعاری کو اہل حدیث عالم مولوی عبدالخالق قدوسی نے بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا۔

"قیام مدرسہ (دیوبند) کے بعد سب سے پہلے صدر مدرس کی حیثیت سے جس شخص کا تقرر ہوا وہ مولانا مملوک علی کے صاحبزادے مولانا محمد یعقوب نانوتوی تھے۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ بزرگ بھی ۱۸۵۷ء کے وقت اس عہدہ (ڈپٹی انسپکٹر) پر فائز تھے (۱۵) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری، ص ۲۱۷

یہ حضرات انگریز کے بہی خواہ تھے۔ اپنی وفاداری کے باعث انگریزی حکام کی نظروں میں محبوب بن چکے تھے۔ اپنے اس کامیاب تجربہ کی روشنی میں اس مدرسہ کو اسی روش پر لیجانا چاہتے تھے جو انگریز حکومت کی عین منشا کے مطابق تھا

(۱۶) دارالعلوم کا اصل بانی کون تھا؟ از ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم، ہمدرد یونیورسٹی دہلی، جہان رضا لاہور مجریہ، مارچ، اپریل ۱۹۹۸ء ص ۵۸

انگریزی حکومت نے اپنے وظیفہ خوار مولویوں کی کارکردگی خفیہ طور پر معائنہ کی جس سے انہیں اطمینان ہو گیا کہ جس مقصد کیلئے ہمارے یہ وفادار، وظیفہ خوار مولوی مدرسہ چلا رہے ہیں اس میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ ہمارا مقصد حاصل ہو رہا ہے یا نہیں، دیوبندی مکتبہ فکر کے عظیم دانشور پروفیسر محمد ایوب قادری کی زبانی یہ کہانی سنئے،

"اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ ۳۱ رجنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر جان اسٹریچی کے ایک

خفیہ معتمد مسٹر جان پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔
"جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔
یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار ہے" (۱۷) اخبار انجمن پنجاب، لاہور مجریہ ۱۹ر فروری ۱۸۷۵ء رحوالہ تاریخ صحافت اردو جلد دوم (حصہ اول) از مولانا امداد صابری مطبوعہ دہلی سال طباعت ندارد حوالہ۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ ص ۲۱۷

اس رپورٹ پر ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم، دہلی بڑے محتاط انداز میں تبصرہ کرتے ہیں "یہ واضح رہے کہ مدرسہ (دیوبند) سے وابستہ علمائے کرام کا مقصد اگر خالص اشاعت دین حق ہوتا تو برٹش گورنمنٹ کے زیر اہتمام اس بے خفیہ معائنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اس معائنہ سے تو اس رچی ہوئی سازش کا پتہ چلتا ہے جو ان علماء کرام اور برٹش گورنمنٹ کے باہم سمجھوتے سے عمل میں آئی تھی۔ (۱۸) ماہنامہ جہان رضا لاہور۔ مجریہ مارچ، اپریل ۱۹۹۸ء ص ۶۰　نوٹ:۔ اس سلسلہ میں مولانا عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری کا تبصرہ پڑھنے کیلئے "فیضان امام ربانی" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۸۷ کا مطالعہ کریں اور حقیقت حال سے واقفیت حاصل کریں۔　جب انگریز فکر و نظر کے حامل علماء نے مدرسہ دیوبند میں قدم جما لئے تو مدرسہ دیوبند کے بانی حاجی سید محمد عابد حسین مدرسہ سے کنارہ کش ہو گئے۔ ان کے مستعفی ہوتے ہی مدرسہ کی باگ ڈور پوری طرح مولوی قاسم نانوتوی ان کے رفقاء کے ہاتھ میں آگئی۔ اس طرح نظریاتی جنگ میں انگریز نواز علماء کی مخالفت کا خدشہ دور ہو گیا اب وہ پوری طرح اپنے مقصد میں آزاد تھے .... اور انگریز کا مقصد ظاہر ہے اسلام دشمنی ہے وہ تعلیم کے بہانے اپنا مقصد پورا کر رہا تھا اس نظریاتی جنگ کی "عکس" ہندی علامہ سید انظر شاہ استاد دار العلوم دیوبند نے ان الفاظ میں کی ہے۔
"میرے نزدیک اس کی واقعیت صرف اتنی نہیں کہ عمارت کے مختصر یا وسیع کرنے پر دونوں بزرگوں کا اختلاف تھا، جیسا کہ میں اپنے بزرگوں سے برابر سنتا رہا ہوں۔ مجھے عرض کرنے دیجئے کہ یہ آویزش خالص "نظریاتی جنگ" تھی میں تفصیلات میں تو ہرگز نہیں جاؤنگا اس لئے کہ وہ ایک دلخراش تاریخ کا باب ہے لیکن اپنے علم و مطالعہ کی بنیاد پر اتنا ضرور عرض کرونگا کہ جو دیوبند حضرت حاجی عابد حسین المغفور رحمۃ اللہ علیہ کی زیر تربیت بن رہا تھا وہ یقیناً اس دیوبند سے مختلف ہوتا جس کا تعارف اور شہرت عالم اسلامی سے گزر کر اقصائے عالم میں پہنچ چکی ہے"۔ (۱۹) ماہنامہ البلاغ کراچی مجریہ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ ص ۴۹ رحوالہ ماہنامہ جہان رضا لاہور مجریہ مارچ، اپریل ۱۹۹۸ء ص ۶۱، ۶۲

دارالعلوم دیوبند کے قیام کے اولین برسوں کی داستان ذرا لمبی ہوگئی ہے مگر اس طوالت میں ہم معذور ہیں۔ اس اجمالی طوالت کے ذریعے ہی قابضان دارالعلوم کے عزائم کھلتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے وابستہ حضرات نے انگریزی مفادات کا تحفظ کیا ہے۔ انتہائی دکھ کے ساتھ اس تاریخی حقیقت کو بیان کرنا ضروری ہے کہ براعظم پاک وہند میں فرقہ بندی کی ابتداء دارالعلوم سے وابستہ علماء نے کی ہے۔ تاریخ کا طالب علم اسے خوبی جانتا ہے۔ دارالعلوم سے وابستہ حضرات کی پالیسی کا تسلسل ابھی تک قائم ہے ہندو مسلم متحدہ قومیت کا نعرہ انہی حضرات کی ایجاد تازہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں متعصب وزیراعظم اندرا گاندھی کو صدارت کیلئے دعوت دے کر اسی پالیسی کا اعادہ کیا ہے۔

اس المناک داستان کو یہیں چھوڑ کر ہم ذرا آگے بڑھتے ہیں انگریز مخالف علماء کے ہاتھوں سرزمین بریلی میں قائم ہونے والی ایک دینی درسگاہ کا انجام دیکھتے ہیں۔

حضرت مولانا نقی علی خاں (والد ماجد امام احمد رضا) قدس سرہ نے بریلی کے اکابر وعمائد کے مشورہ اور معاونت سے ایک مدرسہ باسم تاریخی "مصباح التہذیب" ۱۲۸۹ھ ۱۸۷۲ء میں قائم کیا۔ باشندگان شہر کہنہ (بریلی) نے اس مدرسہ کے قیام میں خاص طور سے حصہ لیا (۲۰) الف :۔ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مصنفہ مولانا ظفرالدین بہاری مطبوعہ کراچی بار اول ص ۲۱۱ (ب) تاریخ روہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی مولفہ عبدالعزیز خاں (تقدیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی) مطبوعہ مہران اکیڈمی کراچی بار اول ۱۹۶۳ء ص ۲۵۷

(ج) مولانا محمد احسن نانوتوی مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ جاوید پریس کراچی بار اول ۱۹۶۶ء ص ۸۲

نوٹ :۔ پروفیسر محمد ایوب قادری نے مصباح التہذیب کے بانی کے طور پر بلاوجہ مولانا نقی علی خاں کا انکار کیا ہے۔

"مصباح التہذیب" کے سب سے پہلے مہتمم مولانا مرزا غلام قادر بیگ تھے (۲۱) مولانا محمد احسن نانوتوی، مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ ص ۸۲، نوٹ :۔ مولانا مرزا غلام قادر بیگ سنی عالم دین تھے۔ عمر بھر درس وتدریس میں بسر کی۔ امام احمد رضا بریلوی نے درسیات کی ابتدائی کتابیں آپ سے پڑھیں۔

مدرسہ مصباح التہذیب میں اہل سنت وجماعت کے مسلک پر تعلیم جاری تھی کہ مولوی محمد احسن نانوتوی نے عقائد اہل سنت کے خلاف امکان نظیر کے مسئلہ کو ہوا دی جس سے علماء میں زبردست اختلاف پیدا ہوا (۲۲) امکان نظیر اور امتناع نظیر کے مسئلہ کو جاننے اور اس کو فتنہ کی آگاہی کیلئے ملاحظہ ہو۔ (ا) تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال (۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء) مطبوعہ بہارستان لکھنؤ۔ (ب) امتناع النظیر مصنفہ مولانا محمد فضل حق خیرآبادی (ج) تحقیقات محمدیہ

حل اوہام مجدیہ، مصنفہ مولانا فضل مجید بدایونی (د) قول الفصیح مصنفہ فصیح الدین بدایونی (ح) فتاوی بے نظیر در نفی آنحضرت بشیر ونذیر (و) قسطاس فی موازنہ اثر ابن عباس۔ مولفہ شیخ محمد تھانوی، نوٹ :۔ سنی اور دیوبندی اختلاف کی ابتداء کو پروفیسر محمد ایوب قادری کی زبانی سنئے "یہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلہ میں علماء بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن نانوتوی کی بڑی شد ومد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خاں کر رہے تھے اور بدایوں میں مولوی عبد القادر بدایونی بن مولانا فضل رسول بدایونی سر خیل جماعت تھے۔ یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطۂ آغاز تھا جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔ مولانا محمد احسن نانوتوی، مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۹۴۔

مولوی احسن نانوتوی انگریز گورنمنٹ کے ملازم تھے۔ علمائے اہل سنت اور دیوبندی علماء کے درمیان اختلافات کی بنیاد رکھنے میں انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ انہی کے ایماء پر "تحذیر الناس" ایسی کتاب لکھی گئی جس میں سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کی نفی کی گئی۔ (۲۳) پروفیسر محمد ایوب قادری نے اس دور کے اختلاف اور واقعات کو اپنی تالیف مولانا محمد احسن نانوتوی، مطبوعہ کراچی (ص ۸۱ وما بعد میں) بیان کر دیا ہے۔

اہل سنت وجماعت کے مسلک کے مدرسہ مصباح التہذیب میں تحذیر الناسی عقائد مسلط کر کے مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ اور ان کے رفقاء کو مدرسہ سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیا۔ ان حضرات کے پیش نظر خلوص وللٰہیت سے اسلامی علوم کی ترویج وتدریس تھی۔ کوئی ذاتی غرض اور نمود ونمائش نہ تھی۔ اس لئے اہل سنت کے یہ علماء مدرسہ مصباح التہذیب سے الگ ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ مدرسہ ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں ختم ہو گیا (۲۴) مولانا محمد احسن نانوتوی۔ مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۸۶

مدرسہ مصباح التہذیب تحذیر الناسی عقائد کی بھینٹ چڑھا۔ مولوی احسن نانوتوی باوجود کوشش کے اس کو جاری نہ رکھ سکے۔ اور اپنی بات پالنے کیلئے ایک نیا مدرسہ مصباح العلوم قائم کیا اس کا افتتاح اپنے ہم عقیدہ اور ہم وطن مولوی محمد قاسم نانوتوی (مصنف تحذیر الناس) سے کرایا۔ (۲۵) (ا) مولانا محمد احسن نانوتوی۔ مصنفہ پروفیسر محمد ایوب قادری ص ۸۳ (ب) تاریخ روہیل کھنڈ مصنفہ مولوی عبد العزیز خاں بریلوی ص ۲۵۷ (ج) حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ مولانا ظفر الدین بہاری ص ۲۱۱

یاد رہے عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اس بر عظیم میں اس عقیدہ کا انکار انگریز نواز علماء نے کیا اور تحذیر

الناس میں امکان اجرائے نبوت کا دعوی کیا اور انگریز کے خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی نے اس امکان کو وقوع میں بدل ڈالا۔ یہ سب کچھ انگریزی گورنمنٹ کی حمایت میں ہوا تاریخ کی اس دلخراش حقیقت سے انکار ممکن نہیں (۲۶) اجرائے نبوت کے امکان کے دعوی اور پھر امکان کو وقوع میں بدلنے کی داستان اگرچہ بڑی طویل ہے مگر اس کے تمام آثار و نشان موجود ہیں۔ محققین نے ان آثار و نشانات کو تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر دیا ہے۔ اس فتنہ نے دیوبندیت اور قادیانیت کو جنم دیا ہے۔ علمی سطح پر اس کی گرفت ہوتی رہی ہے۔ سیاسی طور پر اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سب سے اعلیٰ ادارہ پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں اس پر ضرب کاری لگا دی ہے یہ فیصلہ بڑی بحث و تمحیص اور غور و خوض کے بعد ہوا جس میں امکان اجرائے نبوت اور وقوع نبوت کے دعویداروں کو کافر خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

دار العلوم دیوبند اور مصباح العلوم بریلی کا حال آپ نے پڑھ لیا اب ذرا دیگر مدارس انبیٹہ، سہارنپور اور گنگوہ وغیرہ کا حال بھی پڑھ لیجئے تاکہ آپ جان سکیں کہ یہ مدارس بھی انگریز نواز پالیسی کا تسلسل ہیں سر سید احمد خان نے لکھا۔

ہمارے مدرسہ انبیٹہ اور ضلع کے کل مدارس دیوبند سہارنپور اور گنگوہ کو بڑی تسلی ہے کہ سب مدرسے اس مدرسۃ العلوم مسلمانان (علیگڑھ) سے جس کے قائم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے مستفیض ہو نگے گویا علی گڑھ ہمارے مدرسوں کے طلباء کا قصر امید ہے (۲۷) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی حصہ دوم ص ۵۳

ان مدعیان علم نے انگریز کی رضا جوئی کیلئے بڑے جتن کئے ذرا ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

۲۴ رمئی ۱۸۷۵ء جو کہ ملکہ (وکٹوریہ) کی سال گرہ کا دن تھا مدرسہ (علی گڑھ) کالج کے افتتاح کی تاریخ قرار پائی تاریخ مذکورہ پر سر سید بھی بنارس سے علی گڑھ آگئے اور ایک جلسہ میں جس کے صدر انجمن مولوی کریم مرحوم ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ تھے رسم افتتاح عمل میں آئی اور یکم جون ۱۸۷۵ء سے جماعت بندی ہو کر تعلیم شروع ہوگئی (۲۸) حیات جاوید مصنفہ الطاف حسین حالی حصہ اول ص ۱۶۸، ۱۶۹۔

"تحذیر الناس" عقائد کے علماء نے مدارس اہل سنت وجماعت پر جس طرح قبضہ کیا اسی طرح بعض مساجد اہل سنت وجماعت بھی ان کی یلغار سے محفوظ نہ رہیں تاریخ کا طالب علم اگر اس پہلو پر تحقیق کا آغاز کرے تو اسے حیرت انگیز انکشافات سامنے آئیں گے۔ (۲۹) نوٹ:۔ اورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ کی قائم کردہ بادشاہی مسجد، لاہور میں ہمیشہ علماء اہل سنت ہی امام و خطیب رہے ہیں چند برسوں سے دیوبندی علماء نے محکمہ اوقاف کی ملی بھگت سے اس پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اس طرح کثیر مساجد اور مدارس دیوبندیوں کے زیر تسلط آچکے ہیں۔ منڈی بہاء الدین کی بڑے مینار والی مسجد اور

ملکوال میں مسجد بزم توحید امیر حزب اللہ حضرت پیر سید فضل شاہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ ہیں۔ اب ان پر قبضہ دیوبندی گروپ کا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

اسی دور میں فروغ تعلیم کی ایک اور تحریک چلی اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ قدیم اسلامی تعلیم کا نصاب حالات کے تقاضوں کے مطابق تبدیل کیا جائے اس کی اصلاح کے ساتھ جدید تعلیم کو اس میں جگہ دی جائے تاکہ دینی اور دنیاوی تعلیم ایک ہو جائے یہ مقصد کسی حد تک قابل تعریف تھا لیکن اندرون خانہ کچھ اور ہی ملحوظ تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابتدا میں اس کے خوشنما نعرہ کے پیش نظر بہت سے جید علماء کرام اس میں شامل ہو گئے مگر جب ان پر اندرونی حالات منکشف ہوتے گئے یہ حضرات اس سے الگ ہوتے گئے نوبت بایں جا رسید کہ سوائے چند ایک کے اس کے باقی ارکان بھی اس سے جدا ہو گئے یہ تحریک ندوۃ العلماء کے نام سے ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۳ء میں قائم ہوئی اس مذہبی و تعلیمی تنظیم کا مرکز مدرسہ فیض عام کانپور تھا۔ ندوہ کا قیام بظاہر تو بڑا خوش آئند تھا لیکن درون خانہ یہ جلد ہی مختلف النوع مذہبی اختلاف کا گڑھ بن گیا ندوہ کے اجلاسوں میں غیر مقلدوں، رافضیوں اور نیچریوں نے نہ صرف بڑی تعداد میں شرکت کی بلکہ اتحاد بین المسلمین کے نعرے کا سہارا لیکر ندوہ پر قبضہ کر لیا اور ندوہ کے پلیٹ فارم کو اپنے عقائد کے پرچار کیلئے استعمال کرنا شروع کیا اس سے مذہبی اختلاف بڑھا اور تفرقہ بازی کو ہوا ملی (۳۰) ندوہ کی حمایت اور مخالفت میں بڑی تعداد میں کتابیں لکھی گئیں، رسالے شائع ہوئے، اشتہار تقسیم ہوئے، مراسلت ہوئی، جلسے ہوئے، تقریریں ہوئیں، ندوۃ العلماء کی حمایت اور مخالفت کا جائزہ ایک بسیط مقالہ کا متقاضی ہے سرسری جائزہ کیلئے ملاحظہ ہو (ا) یادگار شبلی، مولفہ ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ۱۹۷۱ء (ب) ندوۃ العلماء کی بین الاقوامی کانفرنس، مضمون نگار سید حسن مثنیٰ ندوی مطبوعہ روزنامہ حریت کراچی ۱۳ر نومبر ۱۹۷۵ء (ج) حیات شبلی، مولفہ سید سلیمان ندوی مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۳ء (د) سیوف العنوہ علی زمائم الندوہ، مولفہ سید امیر احمد مجددی فضل رحمانی مطبوعہ بریلی ۱۳۱۵ھ (ہ) سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ھ (و) مکتوب علماء و کلام اہل صفاء، مرتبہ سید محمد عبد الکریم قادری مطبوعہ بریلی ۱۳۱۴ھ (ز) ہمارے گنج گراں مایہ از پروفیسر انصار حسین کانپوری مطبوعہ ماہنامہ پیام حق کراچی جولائی ۱۹۵۸ء (ح) تذکرہ محدث سورتی مولفہ خواجہ رضی حیدر مطبوعہ سورتی اکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء

مذہبی اختلافات کو ہوا دینے اور ان کی سرپرستی کرنے کے ساتھ غاصب انگریز حکمرانوں کی مدح سرائی ندوہ کے مقاصد میں شامل تھا اس پر پوری طرح عمل ہوا حکمرانوں کے قصائد پڑھے جانے لگے ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

گورنمنٹ وکٹوریہ شاد باد۔۔۔۔۔۔۔۔۔دلش خرم و ملکش آباد باد

فلک پر ہیں جب تک ستارے چمکتے۔۔۔۔۔۔زمیں پر ہیں جب تک جگنوں چمکتے

رہے لارڈ ائگلن کا اقبال یاور۔۔۔۔۔۔مدارج ہوں لیفٹینینٹ صاحب کے برتر (۳۱) سیوف العنوہ علی ذمائم الندوہ رحوالہ تذکرہ محدث سورتی۔ ص ۱۰۶

بر سر ما ظل عدالت نما۔۔۔۔۔۔۔۔قیصرہ ملکہ وکٹوریہ (۳۲) سکین ونورہ برد کا کل پریشان ندوہ، مرتبہ سید محمد عبدالکریم قادری برکاتی مطبوعہ تحفہ حنفیہ ۱۳۱۸ھ ص ۱۸

مزید برآں ندوہ کی تعلیم میں تقدس اور تقوی کا عنصر مفقود تھا طلباء کی وضع قطع اسلامی درسگاہ کے طلباء سے قطعاً مختلف تھی بلکہ خود ان کے اساتذہ اور مہتمم (جن میں علامہ شبلی بھی شامل ہیں) مذہبی پابندیوں سے آزاد اور آزاد خیال تھے (۳۳) مکاتیب شبلی حصہ اول ص ۱۹۵ / حوالہ تذکرہ محدث سورتی ص ۱۲۰

غیر منقسم ہندوستان میں جہاد آزادی کے بعد انگریزوں کی غارت گری کے نتیجے میں تعلیمی انحطاط کے دور میں جو مدارس قائم ہوئے ان میں سے بعض کا حال آپنے پڑھ لیا بظاہر ان مدارس اسلامیہ میں قرآن وحدیث اور دیگر علوم کی تعلیم جاری ہوئی مگر غرض انگریز کی خوشنودی تھی ان مدارس کے ذریعے ایسے افراد تیار کرنا مقصود تھا جو انگریزی وفاداری کو مزید استوار کرسکیں ہر ذی شعور یہ جانتا ہے کہ اس قسم کی تعلیم سے جہالت بھلی ہے مگر جہالت ہر طرح سے ناپسندیدہ ہے ضرورت اس امر کی تھی کہ بر عظیم کے مرکزی علاقہ میں ایک ایسی درسگاہ قائم ہو جس کے اثرات پورے ملک پر ہوں اور جو مذکورہ بالا تمام عیوب سے پاک ہو اس کا مہتمم اور اس کے اساتذہ عمدہ شہرت کے ساتھ ساتھ خلوص، للہیت، لگن، محنت اور دل سوزی کے جذبات سے سرشار ہوں قدرت نے اس کیلئے بریلی کی سرزمین کا انتخاب کیا اس سرزمین سے اٹھنے والی ہر تحریک کا اثر پورے ملک پر ہوتا تھا (۳۴) یوپی کا علاقہ پورے متحدہ ہندوستان میں علمی اور سیاسی لحاظ سے موثر علاقہ ہے یہاں سے اٹھنے والی ہر علمی اور سیاسی تحریک کا اثر پورے ہندوستان پر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی نے اپنے کتاب "اقبال کے آخری دو سال" مطبوعہ کراچی (ص ۲۴۴) اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

مہتمم اور بانی کے طور پر امام المحدثین عمدۃ المتکلمین زبدۃ العلماء الراسخین امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کو منتخب فرمایا جن کا علمی رسوخ عرب وعجم میں مسلم تھا جس کے اخلاص وللہیت کی قسم کھائی جاسکتی تھی جس کی دین حق سے وابستگی ایک معیار تھا جو مرجع علماء اعلام تھا جو اپنے تلامذہ پر باپ سے زیادہ شفیق و مہربان تھا یہود، ہنود، نصاریٰ اور ہر بے دین کیلئے

نبرد آزما تھا اپنے متنوع علوم کو خدمت دین اور محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا خادم سمجھتا تھا جو اپنی علمی توانائیاں عظمت مصطفیٰ ﷺ کیلئے وقف کر چکا تھا جس کا مطمح نظر دین حق کی سربلندی تھا جو انگریزی تسلط کا سب سے زیادہ دشمن تھا جس کی تعلیم و تربیت کا اثر یہ تھا کہ اس کی بارگاہ کے حاضری دینے والے بھی صحیح العقیدہ بن چکے تھے جس کو دیکھنے سننے والے سچے عاشق مصطفیٰ ﷺ بن چکے تھے جس کی تعلیم و تربیت سے تلامذہ امت مرحومہ کے امام بنے محدث بنے، فقیہ بنے، مصنف بے مثال بنے، سلطان الواعظین بنے، صدر الافاضل بنے، صدر الشریعہ، حجتہ الاسلام بنے، مفتی اعظم بنے غرض کے وہ تعلیم و تربیت کا امام تھا اسی کے مقدس ہاتھوں عالم اسلام کے ممتاز جامعہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی گئی یہ اس کے اخلاص و تقوی کی برکت ہے کہ یہ جامعہ آج اپنا صد سالہ جشن منا رہا ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ و کرمہ ﷺ منظر اسلام کی تقریب بنیاد یوں ہوئی کہ مولوی غلام یٰسین خام سرائی دیوبندی نے اہلسنت کے روپ میں مصباح العلوم بریلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اس مدرسے میں ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری بطور طالب علم زیر تعلیم تھے وہ امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں بھی حاضری دیتے تھے انہیں کے ذریعہ یہ بات کھلی کہ مولوی غلام یٰسین در پردہ دیوبندی ہے مولانا ظفر الدین نے امام احمد رضا کے برادر خرد مولانا حسن رضا اور خلف اکبر مولانا حامد رضا کو ہم خیال کر کے حضرت حکیم سید محمد امیر بریلوی کو ان کی سیادت کے پیش نظر منتخب کیا کہ امام احمد رضا سید ہونے کی وجہ سے انکی بات نہ ٹالیں گے حضرت حکیم موصوف نے سب کی طرف سے امام احمد رضا سے مدرسہ قائم کرنے کی درخواست پیش کی امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی گوناگوں تصنیفی مصروفیات اور تحریر فتاوی کی وجہ سے معذرت کر لی اس پر حکیم موصوف نے کہا کہ قیامت کے دن اگر پوچھا گیا کہ بریلی میں دیوبندیت کو کس نے فروغ دیا تو میں آپ کا نام لونگا امام احمد رضا نے دریافت فرمایا وہ کیونکر؟ حکیم موصوف نے فرمایا کہ آپ اہل سنت کا مدرسہ قائم نہیں کرتے اس لئے امام احمد رضا نے فرمایا کہ میں اپنی بے پناہ تصنیفی مصروفیات کی بناء پر چندہ کی فراہمی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا حکیم موصوف نے فوراً عرض کیا ہم لوگ مدرسہ قائم کرتے ہیں آپ تائید فرمادیں امام احمد رضا نے اپنی تائید کا اظہار فرمادیا جناب رحیم یار خاں کے مکان پر مولانا ظفر الدین اور مولانا عبد الرشید عظیم آبادی دو طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح ۱۳۲۲ھ میں ہوا امام احمد رضا قدس سرہ نے بخاری شریف کے درس سے مدرسہ کا افتتاح کیا منظر اسلام مدرسہ کا تاریخی نام ۱۳۲۲ھ مولانا حسن رضا نے تجویز فرمایا (۳۵) ملاحظہ ہو۔ (ا) تذکرہ علماء اہل سنت، مرتبہ مولانا محمود احمد قادری، مطبوعہ اسلام آباد (بہار، انڈیا) ص ۱۱۰، ۱۱۱ (ب) حیات اعلیٰ حضرت، مولفہ مولانا ظفر الدین بہاری مطبوعہ کراچی۔ ص ۲۱۱ (ج)

حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ سیالکوٹ، ص ۲۱۲

امام احمد رضا قدس سرہ نے جس جامعہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی اس نے تعلیمی مقاصد کو احسن انداز میں پورا کیا جس طرح امام احمد رضا مرجع علماء تھے بر عظیم پاک وہند و بنگلہ دیش کے ہر گوشہ کے طلباء کے علاوہ عرب و عجم افریقہ، بغداد، افغانستان، روس، اور دیگر ممالک سے طلباء نے منظر اسلام میں آکر اپنی علمی پیاس بجھائی منظر اسلام کے اساتذہ کی تعلیم و تربیت کا فیض تھا یہ حضرات خود علم کا مینار اور مرکز بنے۔

یہ کیسا حسین اتفاق ہے کہ منظر اسلام کو امام احمد رضا قدس سرہ جیسا مہتمم اور شیخ الجامعہ ملا جس کا علم و عرفان اور عشق مصطفیٰ علیہ ایک معیار تھا امام احمد رضا کے علم و عرفان اور عشق مصطفیٰ علیہ کی دولت سے منظر اسلام کو وہ عروج نصیب ہوا جو اس جیسے اداروں کیلئے قدرت کی طرف سے ودیعت تھا امام احمد رضا قدس سرہ کی بدولت منظر اسلام نے ایک مرکزی دارالعلوم کی حیثیت اختیار کرلی اور منظر اسلام اسم بامسمیٰ بن گیا۔

مولائے کریم جل وعلیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم علیہ کے صدقہ اور محبوب بندوں کے طفیل اسے روز بروز ترقی عطا ہو اور اس کا فیض تا قیام قیامت باقی رہے آمین۔

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا کی مختصر سوانح

[illegible]

حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری سے

[illegible]

بہارِ حدیث

• سود کھانے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت ہے۔

• دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔

• مزدور کی اجرت طے کئے بغیر اسے کام پر نہ لگایا جائے۔

• پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

• اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کے بجائے تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

مرسلہ: محمد حسن رضا خاں نوری

عہد رضا میں

دینی تعلیم کی اہمیت اور معیار تعلیم

از ـــــــ ڈاکٹر حسن رضا خاں ڈائرکٹر ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ

ہندوستان کی تاریخ کا جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ بات یقین کے اجالے میں آجاتی ہے کہ ہندوستان کی علمی تاریخ اس قدر روشن ہے کہ جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے تعلیم اور توسیع واشاعت کے متعلق اگر دیکھا جائے تو یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ مسلمان جس ملک میں گئے ان کے ایک ہاتھ میں فتح ونصرت کی تلوار اور دوسرے ہاتھ میں علم وفن کا چراغ ہوتا تھا جو ملک ان کے زیر نگیں آیا فضل وکمال، علم وہنر کی بزم چراغاں برپا کردی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ مسلمان جب جزیرۃ العرب سے باہر نکلے تو ان کے ایک ہاتھ میں فتح ونصرت کا علم تھا اور دوسرے ہاتھ میں قلم۔ جس ملک کو فتح کیا وہاں بساط رزم پلٹ کر بزم علم وفن آراستہ کردی جہاں گئے وہاں کی دنیا بدل دی انھیں کی بدولت ایران سرچشمہ علم وفن بن گیا، ان کی توجہ سے مصر طرابلس، الجزائر کے وحشی دنیا کے معلم بن گئے اندلس میں ایسی شمع روشن کی کہ جس سے پورا یوروپ روشن ہوگیا اور دنیا کے سامنے ہم فخر سے کہنے لگے۔

قفس کی تیلیوں سے لیکے شاخ آشیاں تک ہے

مری دنیا یہاں سے ہے میری دنیا وہاں تک ہے

مسلمانوں نے عالم کو منوادیا کہ علم صحرا میں ہمارا رفیق ہے تنہائی میں ہمارا مونس، علم خوشی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور مصیبت میں ہمت قائم رکھتا ہے۔ دوستوں میں علم ہماری زینت کا باعث ہے اور دشمنوں کے خلاف ڈھال کا کام دیتا ہے علم ہی انسان کو مینارہ نور بنادیتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے دیگر اقوام سے بھی علوم حاصل کئے ہیں لیکن مسلمانوں کا کمال یہ ہے کہ ان کی خامیوں کو دور کیا۔ پھر اپنی تحقیق سے مفید اضافے کئے اور انہیں رتبہ کمال تک پہونچادیا ارسطو وافلاطون سے فلسفہ وحکمت

حاصل کئے لیکن ان علوم میں وہ کمال پیدا کیا کہ خود استاد بن گئے ابن سینا ابن رشد امام غزالی، فارابی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے حکماء پیدا ہوئے جنھوں نے ان سارے علوم کو دین اسلام کا خادم بنادیا اور انھیں علوم کے ذریعہ اسلام کی برتری اور حقانیت سارے عالم پر ثابت کردی۔

ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کی تاریخی حیثیت :-

یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ مسلمانوں کیلئے حصول علم دین زندگی کو باوقار بنانے کیلئے لازمی جز ہے تعلیم و تعلم کو ایک مسلمان باعث برکت اور موجب فلاح دارین سمجھتا ہے اس کار خیر میں سعی پیہم اسلامی تشخص کیلئے انتہائی ضروری ہے اسی جذبۂ خیر کے تحت شہاب الدین غوری نے ۵۸۷ھ میں اجمیر شریف میں متعدد مدرسے قائم کئے (تاج الماثر حسن نظامی نیشاپوری) محمد تغلق کے زمانہ کی ایک عصری تصنیف میں ہندوستان کے سیاحوں کی زبانی منقول ہے صرف ہندوستان کے پائے تخت دہلی میں اس وقت ایک ہزار مدرسے تھے جن میں ایک شافعیوں کا تھا اور باقی سب حنفیوں کے (صبح الاعشیٰ قلقشندی جلد ۵ / ص ۶۹) یہ تو آغاز کا حال تھا انجام تو حیرت ناک ہے اورنگزیب عالمگیر کے زمانے کا ایک یورپین سیاح کپتان الگزنڈر ہملٹن سندھ کے ایک شہر ٹھٹھہ کے متعلق لکھتا ہے کہ شہر ٹھٹھہ میں مختلف علم و فن کے چار سو مدرسے ہیں (ہندوستان عہد عالمگیری میں۔ مرزا سمیع اللہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان اپنے مذہبی مذاق کی بنا پر ہمیشہ تعلیم و تعلم کو کار خیر خیال کرتے رہے ہیں اس لئے ہندوستان میں مسلمانوں نے مدارس اسلامیہ کے قیام میں نمایاں حصہ لیا۔

چند مشہور مدارس کا تذکرہ پیش ہے جس سے مسلمانوں کی ہندوستان میں علمی کارگزاریوں کا اندازہ آسانی سے ہو جاتا ہے اور عہد رضا میں دینی تعلیم کی اہمیت کا جائزہ آسانی سے لیا جاسکتا ہے۔

سندھ کے مدرسے :-

(۱) مدرسہ فیروزیہ۔ ناصر الدین قباچہ نے ۶۲۴ھ میں قائم کیا منہاج الدین ابو عمرو عثمان بن محمد بن عثمان جوزانی صدر تھے۔

(۲) مدرسہ ملتان۔ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کی خانقاہ میں مدرسہ قائم ہوا۔ شیخ موسیٰ درس دیتے۔

(۳) مدرسہ سیوستان۔ ۷۳۴ھ میں ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں ذکر کیا ہے میں اس شہر کے بڑے مدرسہ میں اترا اور اس کی چھت پر سوتا تھا۔

(۴) مدرسہ بھکر۔ نجم الدین محمد رفیع سندھی (م ۱۰۶۱ھ) نے اپنے شیخ معین الدین کی حیات میں بنوایا تھا۔

کشمیر کے مدرسے :-

(۵) مدرسہ قطب الدین پورہ۔ سلطان قطب الدین کشمیری م ۷۹۶ھ نے بنایا۔

(۶) مدرسہ سلطان زین العابدین۔ تاریخ کشمیر۔

(۷) مدرسہ سری نگر۔ مرزا برہان الدین تونی نے ۱۱۱۰ھ اور ۱۱۱۳ھ کے درمیان بنایا۔

پنجاب کی درسگاہیں:۔

(۸) مدرسہ لاہور۔ علامہ محمد فاضل بدخشی نے ۱۰۴۳ھ میں بنوایا (ماثر الاکرام)

(۹) مدرسہ سیالکوٹ۔ علامہ عبد الحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی نے قائم کیا۔

(۱۰) مدرسہ تھانیسر۔ شیخ عبد الرحیم نے تعمیر کیا۔

(۱۱) مدرسہ نارنول۔ شیخ نظام الدین نے نارنول کی خانقاہ (م ۹۳۷ھ) میں بنوایا

دہلی کی دانش گاہیں:۔

(۱۲) مدرسہ معزیہ۔ قطب الدین ایبک نے اسکی بنیاد ڈالی۔

(۱۳) مدرسہ ناصریہ۔ سلطان شمس الدین التمش نے بنایا۔

(۱۴) مدرسہ فیروزیہ۔ فیروز شاہ دہلی نے ۷۵۵ھ میں بنایا۔

(۱۵) مدرسہ علامہ تلنبی۔ (منتخب التواریخ)

(۱۶) مدرسہ مولانا سماء الدین۔ ۹۰۱ھ میں قائم ہوا۔

(۱۷) مدرسہ شیخ فرید شکر گنج۔ شیخ علاء الدین نے بنوایا۔

(۱۸) مدرسہ ماہم بیگم۔ اکبری دائی ماہم آنجہ نے بنوایا تھا۔

(۱۹) مدرسہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ جہانگیر نے بنوایا

(۲۰) مدرسہ شاہجہانی۔ شاہجہاں نے ۱۰۶۰ھ اور ۱۰۷۶ھ کے درمیان بنوایا تھا۔

(۲۱) مدرسہ فتح پوری بیگم۔ شاہجہاں کی بیوی فتح پوری بیگم نے ۱۰۶۰ھ میں بنوایا۔

(۲۲) مدرسہ اکبر آبادی بیگم۔ شاہجہاں کی دوسری زوجہ نے ۱۰۶۰ھ میں بنوایا۔

(۲۳) مدرسہ میر جملہ۔ میر جملہ نے بنوایا۔

(۲۴) مدرسہ عنایت اللہ خان۔

(۲۵) مدرسہ غازی الدین خان۔ وزیر غازی الدین خان نے ۱۱۶۵ھ میں بنوایا۔

(۲۶) مدرسہ والدہ غازی الدین خان۔ غازی الدین خان کی والدہ نے بنوایا۔

(۲۷) مدرسہ حضرت شاہ ولی اللہ۔

(۲۸) مدرسہ بازار دریبہ۔ نواب روشن الدولہ نے ۱۱۳۴ھ میں بنوایا۔

(۲۹) مدرسہ ارادتمند خان۔ ۱۱۳۵ھ میں تعمیر ہوا۔

(۳۰) مدرسہ شاہ حسین ۱۱۴۸ھ میں تعمیر ہوا۔

آگرہ کی تعلیم گاہیں :-

(۳۱) مدرسہ شیخ رفیع الدین۔ یہ مدرسہ آگرہ میں شیخ رفیع الدین حسینی شیرازی محدث سے منسوب ہے۔

(۳۲) مدرسہ زینیہ۔ شیخ زین الدین خوافی (م ۹۴۱ھ) نے بنوایا۔

(۳۳) مدرسہ مفتی ابوالفتح۔ مفتی ابوالفتح ابن عبدالغفور تھانیسری نے ۹۸۶ھ میں بنوایا۔

(۳۴) مدرسہ اکبر آباد۔ شہنشاہ اکبر نے بنوایا۔

(۳۵) مدرسہ خس۔ مولانا علاء الدین لاری نے ۹۶۹ھ میں پھونس سے بنایا۔

(۳۶) مدرسہ جامع مسجد۔ شاہجہاں کی بیٹی جہاں آرا بیگم نے بنوایا۔

(۳۷) مدرسہ اکبر۔ شہنشاہ اکبر نے بنایا۔

(۳۸) مدرسہ ابوالفضل۔ علامہ ابوالفضل کی طرف منسوب ہے۔

(۳۹) مدرسۃ البنات۔ یہ مدرسہ فتح پور کے محلوں کے قریب ہے۔

(۴۰) مدرسہ گوالیار۔ امیر رحیم داد نے بنایا۔

(۴۱) مدرسہ قنوج۔ شیخ علی اصغر قنوجی نے بنوایا۔

(۴۲) مدرسہ فرخ آباد۔ نواب محمد خان بنگش نے بنوایا۔

جونپور، بہار اور بنگال کے مدرسے :-

(۴۳) مدرسہ قاضی شہاب الدین۔ ابراہیم شرقی نے بنوایا۔

(۴۴) مدرسہ راجی بیگم۔ شاہ محمود کی زوجہ راجی بیگم نے بنوایا۔

(۴۵) مدرسہ عزیز اللہ۔ جنید برلاس نے بنوایا۔

(۴۶) مدرسہ شیخ محمد افضل۔ شیخ محمد افضل عثمانی کا مدرسہ ہے صاحب شمس بازغہ اور صاحب مناظرہ رشیدیہ جیسے نابغۂ روزگار یہاں سے نکلے۔

(۴۷) مدرسہ شیخ رشید۔

(۴۸) مدرسہ بنارس۔ شیخ نظام نے بنا قائم کی۔

(۴۹) مدرسہ پٹنہ۔ نواب صیف الدین خاں نے ۷۰ا؁ھ میں بنوایا۔

(۵۰) مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ۔ الحاج نور الہدیٰ نے بنایا۔

(۵۱) مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرہ۔ مولانا مجیبؔ نے اس کی بنا ڈالی۔

(۵۲) مدرسہ داناپور۔ نواب آصف نے بنا ڈالی۔

(۵۳) مدرسہ مجیبیہ خانقاہ پھلواری شریف۔

(۵۴) مدرسہ شاہ آباد۔

(۵۵) مدرسہ اورنگ آباد۔

(۵۶) مدارس رنگ پور۔ اختیار خلجی۔

مالوہ اور خاندیش کی تعلیم گاہیں:-

(۵۷) مدرسہ مندو، ہوشنگ، شاہ غوری نے بنایا۔

(۵۸) مدرسہ محمودیہ۔ محمود شاہ خلجی نے مندو میں ۸۴۹؁ھ میں بنایا۔

(۵۹) مدرسہ غیاثیہ۔ غیاث الدین بن محمود کبیر خلجی نے بنایا۔

(۶۰) مدرسہ ظفر آباد۔ سلطان غیاث الدین خلجی نے بنایا۔

(۶۱) مدرسہ اجین۔ محمود شاہ خلجی نے بنایا۔

(۶۲) مدرسہ سارنگ۔ محمود شاہ خلجی نے بنایا۔

(۶۳) مدرسہ رائسین۔ خاتم الملک مالوہ کے شہر رائسین میں ۸۹۰؁ھ میں بنوایا۔

(۶۴) مدرسہ عادل پور۔ عادل شاہ برہان پور نے بنایا۔

(۶۵)م مدرسہ برہان پور۔ جس میں شیخ طاہر بن یوسف سندھی درس دیتے تھے۔

گجرات میں مدرسے :-

(۶۶)مدرسہ عثمانپور۔ شیخ عثمان نے بنایا۔

(۶۷)مدرسہ نہروالہ۔ مولانا قاسم بن محمد نہرو درس دیتے تھے۔

(۶۸)مدرسہ احمد آباد۔ سرکھیز میں بنایا گیا۔

(۶۹)مدرسہ محمد طاہر پٹنی۔

(۷۰)مدرسہ علامہ وجیہ الدین۔

(۷۱)مدرسہ احمد آباد۔ سیف خاں جہانگیری نے ۱۰۳۲ھ میں بنوایا۔

(۷۲)مدرسہ شیخ الاسلام خاں۔ مولانا اکرام الدین نے ۱۰۵۹ھ میں بنوایا۔

(۷۳)مدرسہ زاہد بیگ سورت میں حاجی زاہد بیگ نے ۱۰۴۱ھ میں بنوایا۔

(۷۴)مدرسہ ظفریاب خاں۔ ظفریاب نے سورت میں بنایا۔

اودھ کے تعلیمی ادارے :-

(۷۵)مدرسہ لکھنو۔ شیخ محمد بن ابی البقاء محمد اعظم نے بنایا۔

(۷۶)مدرسہ امیٹھی۔ حسن سہارنپوری نے قائم کیا۔

(۷۷)مدرسہ ملا جیون۔ عبدالقادر بن احمد امیٹھی نے بنایا۔

(۷۸)مدرسہ شاہ پیر۔

(۷۹)مدرسہ فرنگی محل۔ استاذ العلماء ملا نظام الدین عالمگیر نے فرنگی تاجر سے خرید کر دیا۔

(۸۰)مدرسہ منصوریہ۔ ملا حمد اللہ بن شکر اللہ نے ۱۱۳۶ھ میں بنایا۔

(۸۱)مدرسہ بلگرام۔ علامہ عبدالجلیل بلگرامی نے بنایا۔

(۸۲)مدرسہ قاضی قطب الدین۔

(۸۳)مدرسہ سلطانیہ۔

(۸۴)مدرسہ امجد علی شاہ، نواب امجد علی شاہ نے لکھنو میں قائم کیا۔

(۸۵) مدرسہ سلون۔ ضلع رائے بریلی کا ایک قصبہ ہے۔

روہیل کھنڈ کے تعلیمی مراکز:-

(۸۶) مدرسہ معزیہ۔ ۶۳۰ھ میں بدایوں میں قطب الدین ایبک نے بنایا۔

(۸۷) مدرسہ فتح خان۔ فتح خاں نے آنولہ میں بنایا۔

(۸۸) مدرسہ ضابطہ خاں۔ نواب ضابطہ خاں نے مرادآباد میں بنایا۔

(۸۹) مدرسہ حافظ رحمت خاں۔ شاہجہاں پور نہر کے کنارے بنایا۔

(۹۰) مدرسہ بریلی۔ حافظ رحمت خان نے بریلی میں بنایا۔

(۹۱) مدرسہ اہل سنت۔ حضرت علامہ نقی علی خاں نے بریلی میں قائم کیا۔

(۹۲) مدرسہ پیلی بھیت۔ حافظ رحمت خاں نے ۱۱۸۱ھ میں قائم کیا۔

دکن کے علمی مراکز:-

(۹۳) مدرسہ ایلچپور۔ ۷۹۰ھ میں صفدر خان نے بنایا۔

(۹۴) مدرسہ محمود گاوان۔ وزیر عماد الدین محمود گیلانی نے بنایا۔

(۹۵) مدرسہ طاہریہ۔ یہ مدرسہ احمد نگر میں قلعہ کے اندر ہے۔

(۹۶) مدرسہ برہانیہ۔ احمد نگر میں برہان نظام شاہ نے ۹۲۹ھ میں بنوایا۔

(۹۷) مدرسہ عالیہ بیجاپور۔ علی عادل شاہ نے بنایا۔

(۹۸) مدرسہ علویہ۔ علی محمد نے بیجاپور میں بنوایا۔

(۹۹) مدرسہ حیدرآباد۔ محمد قلی صاحب شاہ نے ۱۰۰۶ھ میں بنوایا۔

(۱۰۰) مدرسہ حیات نگر۔ حیات النساء عبداللہ قطب شاہ کی والدہ نے بنوایا۔

(۱۰۱) مدرسہ گولکنڈہ۔ محمد بن خاتون عامل نے بنوایا۔

(۱۰۲) مدرسہ اورنگ آباد۔ محمد غیاث الدین خاں نے ۱۱۳۸ھ میں بنایا۔

(۱۰۳) مدرسہ مدراس۔ نواب محمد علی خاں نے بنوایا۔

(۱۰۴) مدرسہ نظامیہ۔ عثماں خاں نے بنایا۔

۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد انگریزوں کے قدم پورے طور سے جم گئے مسلم مفکرین علماء و دانشوروں نے بروقت قابل ستائش اہم قدم اٹھایا ہمارے اکابر نے یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کے سیاسی زوال کے سبب اب انگریز اور مسلم دشمن مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے، مسلمانوں کی مذہبی زندگی کی تاراجی کیلئے نت نئے فتنے برپا کریں گے اور مفتوحہ قوم اپنے ملی قومی اور مذہبی خصائص و روایات کو کیسے بچائے گی ہمارے مفکرین نے دور بینی کا بھرپور ثبوت دیا کہ سیاسی اقتدار کی محرومی کے بعد تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ تھا جس سے اپنی قومیت کا تحفظ کیا جاسکتا تھا اس لئے ان لوگوں نے ہر علاقے میں مدارس اسلامیہ کا جال بچھا دیا الحمد للہ اس کے اثرات آج تک قائم ہیں مدارس کے ذریعہ قوم و ملت کی بھرپور آبیاری ہوئی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان اپنے اسلامی تشخص کے ساتھ زندہ ہے۔

انگریزی حکومت عیسائیت کی ترویج و اشاعت میں جٹ گئی اس نے انگریزی اسکولوں کے نصاب تعلیم میں بائبل کو لازمی قرار دیا جو طلباء انگریزی پڑھتے تھے آسانی سے عیسائیت قبول کر لیتے ہندوستان کی ہندی قوم نے انگریزی تعلیم کو قبول کر لیا کہ نوکری حاصل کرنے کا یہی آسان ذریعہ ہے اور انگریزی حکومت کی خوشنودی بھی اس سے حاصل ہو جائیگی جس سے خوب سے خوب فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے ۔ مگر اس کا اثر یہ ہوا کہ اونچے کلاس کے ہندو اور آدی باسی کی بڑی آبادی آسانی سے عیسائی ہو گئی۔ اس وقت علماء کرام نے اپنی فکری بصیرت کا ثبوت دیا کہ انگریزی تعلیم کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا جس کا مسلم قوم نے بھرپور استقبال کیا ڈاکٹر نذیر احمد نے لکھا ہے کہ ان کے والد سے پرنسپل نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے لڑکے کو انگریزی بھی پڑھائی جائے تو انہوں نے فرمایا مجھے اپنے لڑکے کا مر جانا منظور ہے لیکن انگریزی پڑھانا منظور نہیں ہے اس کے باوجود اس زمانہ میں ایسے کچھ دانشور آگئے جنھوں نے سوچا کہ قوم کی جہاں ذہنی سطح بلند رہے وہیں اقتصادی حالات بھی بہتر رہیں ان لوگوں نے ایسے ادارے قائم کئے جہاں عصری تعلیم یافتہ جدید تعلیم کے حصول کیلئے انگریزی زبان کی حیثیت سے پڑھیں گے مگر نصاب تعلیم دینیات بھی لازمی ہوگی اس نظریہ کی تکمیل کیلئے دو بڑے ادارے وجود میں آگئے ایک مسلم علی گڑھ یونیورسٹی دوسرا اعثمانیہ یونیورسٹی۔

سرسید احمد کے نزدیک تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ قوم کی ذہنی سطح بلند ہو اور معاشرتی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے امرتسر میں ۱۸۸۴ء میں انہوں نے تقریر کی کہ اگر تم آسمان کے تارے ہو گئے۔

تو کیا۔ جب تم علم اور اسلام کے نمونہ ہو گے جب ہی ہماری قوم کی عزت ہوگی مسلمانوں کو لازم ہے کہ عربی فارسی کی تحصیل کو نہ چھوڑیں۔ یہ ہمارے باپ دادا کی مقدس زبان ہے اور ہمارے قدیم ملک کی زبان ہے جو فصاحت وبلاغت میں

لاثانی ہے۔ مگر افراط و تفریط نہ ہو اس زبان میں ہمارے مذہب کی ہدایتیں ہیں لیکن جب کہ ہماری معاش، ہماری بہتری ، ہماری زندگی بہ آرام بسر ہونے کے ذرائع انگریزی زبان سیکھنے میں ہیں تو ہم کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اس نظریئے کے تحت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا نصاب تعلیم مرتب ہوا اور موجودہ شعبے قائم ہو گئے۔

عثمانیہ یونیورسٹی ایک ایسی یونیورسٹی قائم ہوئی جس میں علوم وفنون کے طور طریقے، رنگ ڈھنگ، مشرقیت کے اجزائے عناصر شریک کئے گئے۔ دینیات کی تعلیم کے ساتھ جدید جتنے شعبے تعلیم گاہوں کے تھے اس کو شامل کیا دوسری زبانوں میں جو علمی شاہکار تھے ان کو اردو زبان میں منتقل کیا عثمانیہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں مسلم الثبوت، ہدایہ، بخا ری اور ترمذی شامل ہے اس نصاب تعلیم سے اس ادارہ کا معیار تعلیم سمجھ میں آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا دور تعلیمی عروج کا دور تھا اس عہد میں جدید وقدیم دونوں علوم کے بے شمار ماہرین اپنا علمی جوہر پیش کر رہے تھے۔ اور علم کی آڑ میں باطل تحریکوں اور گمراہ کن نظریات کو زور وشور سے پیش کرنے کیلئے حکومت کی سرپرستی بھی حاصل تھی اسلامی تشخص کو پامال کرنے کیلئے بے دریغ پریس پر خرچ ہو رہا تھا ایسے وقت میں اعلیٰ حضرت کے اسلامی عقائد اور تعلیم کی احیائی ایک مستحسن کوشش جامعہ منظر اسلام کی شکل میں ایک جامع یونیورسٹی قائم ہو گئی جہاں سے بے شمار علمی وروحانی شخصیتیں وجود میں آ گئیں۔ یہ اعلیٰ حضرت کے فیض رسانی کا کمال تھا کہ صدر الافاضل، صدر الشریعہ، ملک العلماء، مولانا عبد العلیم صدیقی، حجۃ الاسلام، عبید السلام، مولانا عبد السلام، مولانا عبد الرحیم، حضور مفتی اعظم ہند اور برہان ملت جیسے بے شمار نابغہ روزگار کو علم اور دین روشن کا مینار بنادیا۔ جنہوں نے دنیا کے ایک بڑے خطے کو اپنی فیض رسانی سے بقعہ نور بنادیا اور اس دور کے ملحدانہ نظریات کا مقابلہ کرنے کا سامان فراہم کردیا اور نوع انسانی کو اسلام کے چشمۂ صافی سے روشناس کردیا۔ جو اعلیٰ حضرت کا سب سے بڑا کارنامہ ہے اور اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے آپ نے اپنی علمی تحریروں سے مغرب زدہ ذہنوں کی صفائی اور سائنس ہی کے ذریعہ سائنس کے مارے ہوئے لوگوں کو ہدایت کی روشنی عطا کردی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اعلیحضرت کے عہد میں ہندوستان کے مراکز کی حیثیت دہلی، اجمیر، بدایوں، ٹونک ، لکھنو، بریلی، جونپور، اور خیر آباد کو حاصل تھی جہاں علماء کی عظیم ترین شخصیتیں ہمہ وقت تعلیم وتربیت میں لگی ہوئی تھیں۔ اور اپنی تعلیمی سرگرمیوں سے ہمہ جہت ترقی کے منازل روز وشب طے فرمارہی تھیں وہیں اسی عہد میں مدارس کے قیام کی ایسی تحریک چل پڑی تھی کہ اکثر بستی اور ہر شہر میں تعلیمی ادارے قائم ہو گئے جہاں باضابطہ طور پر دینی تعلیم کے حصول کی آسانیاں ہو گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر جگہ علماء وجود میں آ گئے جو علمی تشنگی رکھنے والے کسی شخص کیلئے حصول

فیض کا ذریعہ بن سکیں۔

اعلیٰ حضرت کے عہد میں نصاب تعلیم کو دیکھنے کے بعد ہندوستان کے معیار تعلیم کی بلندی کا پتہ چلتا ہے اس عہد کا نصاب تعلیم مندرجہ ذیل ہے پڑھیے اور اپنی تعلیمی معیار پر فخر کیجئے۔

(۱) صرف، میزان، منشعب، پنج گنج۔ زبدہ، دستور المبتدی، صرف میر، علم الصیغہ، فصول اکبری، شافیہ۔

(۲) نحو۔ نحو میر، مائۃ عامل، شرح مائۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی۔

(۳) بلاغت۔ مختصر المعانی، مطول تا ما انا قلت۔

(۴) ادب۔ نفحۃ الیمن، سبعہ معلقہ، دیوان متنبی، مقامات حریری، حماسہ۔

(۵) فقہ۔ شرح وقایہ اولین، ہدایہ آخرین۔

(۶) اصول فقہ۔ نور الانوار، توضیح تلویح، مسلم الثبوت۔

(۷) منطق۔ صغری، کبری، ایسا غوجی، قال اقول، میزان منطق، تہذیب شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی، ملا حسن، حمد اللہ، قاضی مبارک، میر زاہد رسالہ، حاشیہ غلام یحیٰی میر زاہد، ملا جلال، اور کین یمین، بحر العلوم، شرح مسلم، حاشیہ عبد العلی بر میر زاہد رسالہ اور شرح ملا مبین بھی داخل نصاب تھیں۔

(۸) حکمت۔ میبذی، صدرا، شمس بازغہ۔

(۹) کلام۔ شرح عقائد نسفی، خیالی میر زاہد امور عامہ۔

(۱۰) ریاضی۔ تحریر اقلیدس مقالہ اولی، خلاصۃ الحساب، تصریح، شرح تشریح، شرح چغمنی۔

(۱۱) فرائض۔ شریفیہ۔

(۱۲) مناظرہ۔ رشیدیہ۔

(۱۳) تفسیر۔ جلالین، بیضاوی۔

(۱۴) اصول حدیث۔ شرح نخبۃ الفکر۔

(۱۵) حدیث۔ بخاری، مسلم، مؤطا ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

مذکورہ شواہد سے ہم یقین کے اجالے میں آگئے ہیں کہ عہد رضا میں دینی تعلیم کی اہمیت ساری دنیاوی تعلیم سے زیادہ تھی اور معیار تعلیم اتنا اونچا کہ اکثر طلباء درسی تعلیم سے فراغت کے بعد علم کا قطب مینار سمجھے جاتے تھے تو ان کے اساتذہ کا کیا کہنا۔

بانئ منظر اسلام امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم و تربیت

تحریر :- صفی احمد رضوی، سابق مدرس منظر اسلام حال مقیم انگلینڈ

ایک ہمہ جہت شخصیت :-

اگر ہم کسی ایسے بڑے انسان کے بارے میں سوچیں جو کشور علم وفن کا تاجدار، میدان تصنیف وتالیف کا شہسوار، فقاہت ومہارت میں یکتائے روزگار ہو جو حامئ کتاب وسنت ماحئ ضلالت وبدعت اور قاطع وہابیت ونجدیت ہو جو نہ صرف قرآن مبین کا حافظ بلکہ کتب دینیہ قدیمہ متداولہ کا بھی حافظ اور عقائد اہل سنت کا محافظ ہو جو نہایت ذہین وفطین پر خلوص مبلغ دین اور عاشق سید انبیاء ومرسلین ہو جو محسن اہل اسلام نائب رسول انام اور بانئ منظر اسلام ہو تو بلاشبہ ہمارے سامنے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی ذات عالی صفات جلوہ گر ہو جائیگی بیشک امام موصوف یکتائے زمانہ اور علم وفن میں یگانہ تھے ملک سخن کے شاہ حق پرست حق گو اور حق آگاہ تھے اگر یہ کہا جائے کہ آپکی شخصیت چلتی پھرتی دار العلوم تھی تو بالکل درست ہوگا کیونکہ طالبان علوم دور دور سے آکر دار العلوم میں علم وحکمت کے موتی چنا کرتے ہیں امام موصوف صرف بریلی میں مسند نشیں تھے، اور طالبان علم ودانش اور متلاشیان حق وصداقت اطراف عالم سے آآکر آپ کے چشمۂ علم ودانش سے سیراب ہوا کرتے تھے آپ نے اسلام کے کھلے دشمنوں اور گندم نما جو فروشوں کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت کا ایسا کارنامہ سرانجام دیا جس کو دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی نیز دین حق کی تبلیغ واشاعت کیلئے اپنے فرزندان ذیشان اہل خاندان اور دیگر صاحبان علم وعرفان کی ایسی ٹیم تیار کی جو آپکے نقش قدم پر چلتی رہی۔ کارواں بنتا رہا۔ حق کا آفتاب ضو فشاں ہوتا رہا اور باطل کے بادل چھٹتے رہے اور اب عالم یہ ہے کہ پوری دنیا میں امام احمد رضا کی دینی وعلمی خدمات کو سراہا جارہا ہے اور آپ کا نام عزت واحترام کے ساتھ لیا جارہا ہے۔

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

جامع شریعت وطریقت :-

حضور غوث اعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مشائخ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک

مشائخ شریعت دوسرے مشائخ طریقت حصول فضل وشرف کے یہی دو دروازے ہیں اور ان دونوں دروازوں پر حاضری ضروری ہے (حوالہ فتح ربانی مجلس ۴۴)
مگر کچھ ایسی شخصیات ہوتی ہیں جو شریعت وطریقت دونوں کا سنگم ہوا کرتی ہیں جن پر خدا کا خاص فضل ہوا کرتا ہے جنکو خدا علم شریعت وطریقت کی اشاعت و تبلیغ کیلئے قائم کرتا ہے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ عنداللہ عالم وہ ہے جو علم ظاہر وباطن کا جاننے والا ہوتا ہے ان العالم عند اللہ من علم الظاھر والباطن (فتوحات مکیہ باب ۳۵۴)۔
آیئے دیکھیں کہ امام احمد رضا جنھوں نے اپنی کتابوں میں شیخ اکبر کو وارث مصطفیٰ اور سید المکاشفین کے القاب سے یاد کیا ہے اس معیار پر کتنے پورے اترتے ہیں امام احمد رضا کے اقوال وارشاد پڑھئے اور ان کے سلسلۂ تصوف پر نظر ڈالئے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ علم ظاہر اور علم باطن دونوں کے جامع تھے آپ شیخ شریعت بھی تھے اور شیخ طریقت بھی مگر آپ پر شریعت غالب رہی کیونکہ آپکا عہد خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرنے کا متقاضی تھا۔

امام احمد رضا اور وحدت الوجود:۔

سلاسل تصوف کے تمام اکابر جس مسلک خداری پر گامزن رہے ہیں وہ وحدت الوجود ہے قدیم ترین صوفی حضرت ذوالنون مصری م ۲۴۵ھ نے اس مسلک کو ھوالکل سے تعبیر فرمایا ہے۔(نفحات الانس جامی)
ہمہ اوست اسی کا ترجمہ ہے حضرت ابن عربی نے اس کو وحدت الوجود کا نام دیکر آسان تر کردیا ہے امام احمد رضا بھی اسی مسلک کے قائل تھے جیسا کہ فرماتے ہیں کہ اسماء مظہر صفات ہے اور صفات مظہر ذات اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے اگرچہ بواسطہ یا بوسائط (ملفوظ ج ۱) وجود ہستئی بذات واجب تعالیٰ کیلئے ہے اس کے سوا جتنی موجودات ہیں سب اسی کی ظل وپرتو ہیں تو حقیقۃ وجود ایک ہی ٹھہرا (ایضا)
امام احمد رضا کا یہ قول سورۂ حدید کی تیسری آیت کی تفسیر ہے جس میں اللہ نے فرمایا ہے وہی اول آخر ظاہر باطن ہے۔

حضور غوث الثقلین فرماتے ہیں کہ:۔

"اللہ اپنی صفات کے ساتھ ظاہر ہے اور ذات کے ساتھ باطن ہے ذات کو صفات سے اور صفات کو افعال سے چھپایا ہے ظھر بصفاتہ وبطن بذاتہ حجب الذات بالصفات وحجب الصفات بالافعال" (فتوح الغیب مقالہ ۲۷)
امام احمد رضا حضور غوث اعظم کے صرف عاشق صادق ہی نہیں تھے بلکہ ان کے رموز معرفت سے آشناء بھی تھے

امام احمد رضا کے قول کو غوث اعظم کے قول کے آئینے میں دیکھئے اور پھر ارشاد ابن عربی کی تصدیق کیجئے کہ عند اللہ عالم وہ ہے جو علم شریعت اور علم طریقت کا جامع ہو۔

علم باطن کا ادنیٰ درجہ:-

امام احمد رضا سے یہ سوال کیا گیا کہ علم باطن کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟ تو جواب ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے کہ صبح کر اس حالت میں تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائیگا۔ (ملفوظ ج اول)

امام احمد رضا کے ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اولیاء کرام صوفیاء اسلام اور ارباب فقر و معرفت کے مسلک حق رسی سے واقف تھے جبھی تو ان کی تصدیق کی ان سے محبت کی اور محبت کرنے کا درس دیا امام موصوف کے کتب ورسائل ان کے قول وفکر کے صحیح ترجمان ہیں آپ کے دور پر فتن میں اولیاء دشمنی اور بد عقیدگی کی آندھیاں چل رہی تھیں مگر یہ امام احمد رضا تھے جنھوں نے علوم شریعت وطریقت کا چراغ جلائے رکھا انہوں نے طریقت اور علماء طریقت کی حمایت کیوں فرمائی؟ اس لئے کہ وہ خود بھی عالم طریقت تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ میں عقد وحدت الوجود پر ایمان رکھتا ہوں وحدت الوجود کی حقیقت میرے نزدیک اس طرح روشن ہے جس طرح سورج نصف نہار میں روشن ہوتا ہے۔ اناباللہ مومن بو حدت الوجود و حقیقتہاجلیۃ عندی کالشمس علیٰ رابعۃالنہار۔

مستند معتمد حاشیہ معتقد حلول واتحاد کا ابطال:-

اس وضاحت کے باوجود امام نے قائلین حلول واتحاد کا رد وابطال بھی فرمایا ہے یقیناً جو لوگ حلول واتحاد کے قائل ہیں وہ اسلامی صوفی نہیں ہیں بلکہ وہ غیر موحد اور زندیق ہیں محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں جابجا فرمایا ہے کہ قائلین حلول واتحاد جاہل اور غیر موحد ہیں۔ انا الحق کہنے کی توجیہ اولیا اسلام اور ان کے مسلک ومشرب کے مخالفین خوش عقیدہ مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو حسین بن منصور حلاج نے انا الحق کہا ہے کیا وہ ‌نڈا تھے؟

امام احمد رضا نے یہاں نہایت معقول بات فرمائی ہے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرات منصور و تبریز و سرمد نے ایسے الفاظ کہے جن سے خدائی ثابت ہوتی ہے تو دار پر آئے اور کھال کھینچی گئی لیکن وہ ولی اللہ گنے

جاتے ہیں اور فرعون شداد ہامان نمرود نے دعویٰ کیا تو مخلد فی النار ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے جواب میں امام احمد رضا نے فرمایا کہ:

ان کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور انہوں نے خود نہ کہا اس نے کہا جسے کہنا شایاں ہے آواز بھی مسموع ہوئی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا انی انا اللہ میں اللہ ہی ہوں رب سارے جہاں کا کیا درخت نے کہا تھا حاشا بلکہ اللہ نے یوں ہی یہ حضرات اس وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔ (احکام شریعت)

حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری م ۶۲۷ھ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں فرمایا ہے مجھے اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ لوگ درخت سے انی انا اللہ کی صدا کو تو جائز قرار دیتے ہیں اور اگر یہی جملہ حسین بن منصور کی زبان سے نکل گیا تو خلاف شرع بتاتے ہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے جس طرح حضرت عمر کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اسی طرح آپ کی زبان سے بھی کلام کیا اور یہی جواب حلول و اتحاد کے غلط تصورات کو بھی دور کر سکتا ہے۔

مولوی معنوی صاحب المثنوی حضرت جلال الدین رومی نے فرمایا ہے کہ جب درخت سے انی انا اللہ کی آواز مسلم ہے تو فانی فی اللہ باقی باللہ کی زبان سے انا الحق کی آواز غیر مسلم اور قابل گرفت کیونکر ہو سکتی ہے

چوں روا باشد انا اللہ از درخت کے روا نبود کہ گوید نیک بخت

شاہ عبد الرحمن لکھنوی موحد کا ارشاد:-

حضرت مولانا شاہ عبد الرحمن لکھنوی نے فرمایا ہے کہ حضرت حسین بن منصور حلاج سے انا اللہ کہنا ثابت نہیں بلکہ آپ سے انا الحق کہنا ثابت ہے اور حق کا نام ذات الٰہی کیلئے مخصوص نہیں بلکہ دوسروں پر بھی بولا جا سکتا ہے جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا اس لئے حسین ابن منصور حلاج کا انا الحق قابل مواخذہ نہیں تھا علاوہ ازیں یہ جملہ ان کی زبان سے بیخودی میں نکلا کرتا تھا۔ (انوار الرحمن)

حضرت موحد لکھنوی کا یہ کلام خوب ہے بخاری شریف میں ہے کہ جنت حق ہے دوزخ حق ہے قیامت حق ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے اسماء غیر مخصوصہ کا اطلاق ماسوا اللہ پر ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ صاحبان ہوا و ہوس انا الحق کی صدا لگاتے پھریں اور اکابر طریقت کے اقوال کو اپنی سند بنا لیں ایسے لوگوں کی امام احمد رضا نے خوب

گرفت فرمائی ہے۔

امام احمد رضا کے اقوال وارشادات مثلاً مجاہدہ، قلب جاری، صلاح وفلاح، تقویٰ وطہارت، دل کے کبیرہ گناہ فلاح باطن اور ان جیسے دیگر مسائل تصوف کو اگر تفصیل سے لکھا جائے تو امام احمد رضا کی روحانی حیات پر مشتمل ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اخیر میں ہم ان کا ایک قیمتی بیان پیش کر کے بات ختم کرتے ہیں۔

فلاح باطن کا مفہوم :-

امام احمد رضا نے فلاح باطن کے سلسلے میں نہایت قیمتی بات لکھی ہے جس کی قدر و قیمت وہ لوگ جانتے ہیں جو اہل دل ہیں، راہ سلوک کے مسافر ہیں، فرماتے ہیں کہ قلب وقالب رذائل سے متخلی اور فضائل سے متجلی کر کے بقایائے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ لامقصود الااللہ، پھر لامشہود الااللہ، پھر لاموجود الااللہ، متخلی ہو، یعنی اولا ارادہ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو، پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے باقی سب ظلال و پرتو یہ منتہائے فلاح وفلاح احسان ہے فلاح تقوی میں عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہونچا اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ اور غم بھی ان کے پاس نہیں آتا الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون فتاویٰ افریقہ

ارشادات غوث اعظم :-

امام احمد رضا نے تین اہم باتیں ارشاد فرمائیں (۱) اولا ارادہ غیر سے خالی ہو حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ جب تو مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ خلوت کا ارادہ کرے تو اپنے وجود سے خالی ہو جا اذاا ردت ان تخلو مع المولیٰ فاخل عن وجودک (فتح ربانی مجلس ۲۰)

(۲) غیر نظر سے معدوم ہو حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ مردان حق نہ غیر اللہ کو دیکھتے ہیں نہ غیر اللہ سے سنتے ہیں القوم لا یبصرون غیراللہ ولا یسمعون من غیرہ (ایضا مجلس ۱۲)

(۳) پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ راہ سلوک میں، میں اور ہم، بالکل نہیں بلکہ تو ہی تو ہے، کیونکہ وہی اول آخر ظاہر باطن ہے، ما فی ھذہ الطریق انا ولا نحن الا انت انت (ایضا ملفوظات)

امام احمد رضا کے اقوال تصوف کو حضور غوث اعظم کے اقوال عارفانہ کے آئینہ میں دیکھئے کہ کیسی مطابقت و موافقت

پائی جاتی ہے سچ فرمایا شیخ اکبر نے کہ عالم ربانی وہ ہوتا ہے جو علم ظاہر و علم باطن کا جاننے والا ہوتا ہے بیشک امام احمد رضا مجمع البحرین تھے۔

امام نے آج سے ایک صدی پیشتر دارالعلوم منظر اسلام قائم فرمایا جو آج تک دینی و علمی خدمات سر انجام دیتا آرہا ہے آج ضرورت ہے کہ منظر اسلام کے نصاب میں کتب تصوف کو بھی شامل کر لیا جائے تاکہ اس مرکز سے فارغ ہونے والے جامع شریعت و طریقت ہوں۔

ساری دنیا میں ہے چرچا منظر اسلام کا

از :---------- شہیر رضوی کھیروی

دیکھ کر پیارا نظارہ منظر اسلام کا
دل ہوا عاشق ہمارا منظر اسلام کا
غوث اعظم کے تصدق اعلیٰ حضرت کے طفیل
سلسلہ جاری رہے گا منظر اسلا م کا
مفتی اعظم کے صدقے علمیت کی شکل میں
مجھ کو بھی تحفہ ملے گا منظر اسلام کا
شاہ والا حضرت سبحان رضا کی فکر نے
حسن اور زیادہ نکھارا منظر اسلام کا
اک بریلی میں ہی بس ہوتا نہیں ہے تذکرہ
ساری دنیا میں ہے چرچا منظر اسلام کا
سارا عالم اس کی خوشبو سے معطر ہوگیا
گلستاں کچھ ایسا مہکا منظر اسلام کا
انشاء اللہ سنیوں کی بزم میں یوں ہی شہیر
تذکرہ ہوتا رہے گا منظر اسلا م کا

منظر اسلام اور مفسر اعظم ہند قدس سرہ

از قلم :--------- (مفتی) عبدالواجد قادری، ادارۂ القرآن اسلامک فونڈیشن نیدرلینڈ

منظر اسلام کا پس منظر :- ہندوستان کی سرزمین پر جس وقت مسلمانوں کا کوئی باضابطہ، دینی اور تعلیمی مرکز نہیں تھا، اس وقت دہلی، لکھنؤ (فرنگی محل) خیرآباد اور بدایوں کی محدود درسگاہوں میں طالبان علوم دینیہ اپنی دینی و علمی پیاس بجھانے کو حاضر ہوتے، اور علوم تفاسیر واحادیث نیز فقہ اسلامی سے سیراب ہو کر ملک کے مختلف گوشوں کو علمی فیاضیوں سے مالامال کرتے تھے، اور جب مذکورہ درسگاہوں کی لو مدھم ہونے لگی تو اسلامی علوم وفنون کے شائقین اور باذوق حضرات کو کربناک دشواریوں سے دوچار ہونا پڑا، انھیں ایام میں ہندوستان کے معتبر عالم علوم ربانی بقیۃ السلف سند الخلف مفتی دوراں حضرت علامہ مولانا نقی علی خانصاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے شفاف دل میں یہ جذبہ بیکراں پیدا ہوا کہ ایک ایسے باضابطہ دینی ادارہ کی بنیاد رکھی جائے جس سے مذہب حق اہل سنت وجماعت کو ماحولیاتی مسموم فضاؤں سے بچایا جا سکے اور اسکے ذریعہ صالح مبلغین کو علوم وفنون دینیہ سے آراستہ کر کے اسلامیان ہند کے بنیادی عقائد واعمال کو کفر وبد مذہبیت کی آلودگی سے محفوظ رکھا جا سکے۔ چنانچہ اسی جذبۂ صادق کے سہارے حضرت موصوف نے "مصباح التہذیب" کے نام سے ایک دینی وملی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب نہ دار العلوم دیوبند کا وجود تھا، نہ مدرسہ اہل حدیث امرتسر و دہلی کا نشان تھا اور نہ ہی ندوۃ العلماء لکھنؤ کا نام لوگوں کے حاشیہ خیال میں آیا تھا۔ لیکن بریلی کی سرزمین پر اسلامی تہذیب کا چراغ جل رہا تھا جس سے شہر اور شہر کا قرب وجوار روشن تھا حضرت موصوف کے علاوہ علامہ علمی اور دوسرے مقامی بزرگ اساتذۂ کرام علوم وفنون کے گوہر لٹا رہے تھے۔ مگر "مصباح التہذیب" کا فیضان زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہا جس کی ایک خاص وجہ یہ ہوئی کہ بانی "مصباح التہذیب" علیہ الرحمہ کو تصنیف وتالیف، فتویٰ نویسی اور درس وتدریس وغیرہ سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی تھی کہ وہ "مصباح التہذیب" کے شعبۂ مالیات کی طرف توجہ دیتے ہاں ذاتی طور پر جس قدر ممکن تھا مالی تعاون فرماتے رہے۔ بیرونی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا پھر بھی مصباح التہذیب اور اس کے بانی مبانی نے عالم اسلام کو ایسی نادرو انمول شخصیتیں عطا کیں جن کے احسانات سے آج بھی اہل سنت کے سر جھکے ہوئے ہیں ان نادر شخصیتوں میں امام اہل سنت

مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کا اسم گرامی تسبیح کے دانوں میں امام کی طرح نمایاں ہے۔ اگرچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی فراغت علمی ۱۲۸۶ھ میں ہو چکی تھی مگر آپ ہی کے ارشاد گرامی کے مطابق "فراغت علمی کے بعد افتاء نویسی میں مہارت کاملہ حاصل کرنے کیلئے ایک راسخ العلم متبحر مفتی کی ضرورت میں سات سال تک مزید زانوئے ادب تہہ کرنا پڑا" وہ راسخ العلم مفتی و فقیہ النفس اور طبیب حاذق آپ کے والد گرامی علیہ الرحمہ والرضوان ہی کی ذات گرامی تھی جو ان دنوں اپنے علم و فضل سے "مصباح التہذیب" کو مصباح بنا رہے تھے۔

صاحب خطبہ علمی :- مجدد اعظم کے علاوہ حضرت علامہ علمی علیہ الرحمہ کے علمی فیضان سے کون مسلمان واقف نہیں ہے جنہوں نے خطبہ علمی لکھ کر تمام عجمی مسلمانوں بلکہ عالموں پر احسان فرمایا ہے۔ آپ بھی اگرچہ مصباح التہذیب کے قیام سے پہلے ہی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے جد امجد اعرف العرفاء حضرت علامہ مولانا شاہ رضا علیخاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے فیض صحبت سے مستفیض و مستفید ہو کر فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ مگر مدرسہ مذکورہ میں درس و تدریس کے دوران آپ نے بارہ مہینوں کے جمعات واعیاد کے خطبوں کو نہایت رواں اور سہل عربی میں جمع فرمایا اور پھر ان خطبوں کو وعظ و نصائح پر مشتمل اردو اشعار سے مزین کیا تاکہ سامعین خطبہ کو قبل خطبہ سنا دیا جایا کرے۔ آج خطبہ علمی (جو دراصل "مصباح التہذیب" کی دین ہے) نہ صرف برصغیر ہندوپاک وبنگلہ دیش، میں بے امتیاز مسلک مقبول عام ہے بلکہ یورپ وامریکہ اور افریقہ تک کی مساجد میں عموماً خطبہ علمی کے خطبات گونج رہے ہیں۔ اسی طرح مصباح التہذیب نے کئی دوسرے رہنمایان مذہب وملت سے بھی مسلمانوں کو سرفراز کیا جو ماضی کے مورخین کی ستم ظریفیوں کے نذر ہو گئے۔

:- مصباح التہذیب کے بعد بریلی کی سرزمین پر کوئی باقاعدہ دارالعلوم یا دینی جامعہ نہیں تھا جبکہ ملک کے مختلف شہروں اور بڑی آبادیوں میں بدمذہبوں کے بڑے بڑے مدارس قائم ہو چکے تھے اور اس کے مسموم اثرات سے اسلامیان ہند متاثر بھی ہونے لگے تھے۔ ہاں بدمذہبوں کے مقابلہ میں بعض دینی ذوق رکھنے والے سنی مخیر حضرات نے بعض علاقوں میں مدارس ومکاتب قائم کیا لیکن بدمذہبیت کے تباہ کن سیلابی یلغار کو کما حقہ روک نہیں پائے اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ بدمذہبوں کے مدارس کے استحکام ووسعت کے پس پردہ سامراجی طاقت وتعاون کا عمل دخل تھا۔ جس کے اثرات کو زائل کر دینا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ پھر بھی صحیح العقیدہ حضرات اپنے اپنے طور پر بدمذہبوں سے برسر پیکار رہے۔ لیکن کوئی ایسی اجتماعی دینی قوت یکجا نہیں کر سکے جس کے ذریعہ بدمذہبوں اور اس کے معاونین فرنگ کو منھ توڑ

علمی جواب دیا جاسکے۔ اور اس بات کا شدید احساس اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے احباب و مخلصین اور متوسلین حضرات کو تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس اہم دینی ضرورت کی طرف توجہ مبذول فرمائیں لیکن عظیم البرکت اعلیٰ حضرت کو قدرت جل شانہ نے جس عظیم الشان کام کیلئے پیدا فرمایا تھا آپ اس میں شب و روز ہمہ تن مصروف عمل تھے ایک طرف کتاب و سنت کی اسلامی و ایمانی تشریحات و توضیحات سے اسلامیان ہند کے مشام ایمان کو معطر اور جان ایمان کے عشق و محبت کا متوالا بنا رہے تھے تو دوسری طرف بدمذہبوں کی توہین آمیز تحریروں، ان کی دسیسہ کاریوں کا مسکت و منھ توڑ جواب لکھ رہے تھے جو ان کی لمبی زبانوں کو ہمیشہ کیلئے انہیں کے تالوؤں سے چپکا دے۔ تیسری جانب فقہ اسلامی کے ظاہری اختلافات کو توافق و تطابق کا وہ زرین وہمرنگ لباس پہنا رہے تھے جس میں فقہ حنفی اپنے تمام تر دلائل و براہین کے ساتھ فقہ اربعہ میں ممتاز و بے مثال نظر آئے اور یہ کام کسی فرد واحد یا کسی ایک شخصیت کا نہیں بلکہ اس کیلئے علماء راسخین کی پوری تنظیم یا اکیڈمی چاہئے تھی لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تن تنہا اس سنگلاخ زمین میں وہ نمایاں کردار ادا کیا جو اصحاب ترجیح اور مجتہدین فی المسائل کی جماعت کرتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی مصروفیات یہیں پر ختم نہیں ہوتیں بلکہ چوتھی طرف پورے برصغیر، وسط ایشیاء اور افریقی ممالک سے آئے ہوئے بیشمار فقہی و غیر فقہ سوالات کے جوابات اس سرعت کے ساتھ دے رہے تھے کہ آج اس کا معتدبہ مجموعہ بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل جا طور پر، "اسلامی انسائیکلو پیڈیا" کہلاتا ہے گویا اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمہ چومکھی لڑائی میں مصروف جہاد تھے اور ہر محاذ پر نہایت کامیابی کے ساتھ پیش قدمی فرما رہے تھے۔ ایسے حالات و مصروفیات میں کسی مدرسہ کے قیام کی طرف ذہن کا مبذول ہونا عادتاً مستبعد ہی ہوتا ہے۔ مگر آپ کے مخلصین احباب اور متوسلین حضرات کی جماعت اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ہمہ وقت بے چین رہتی تھی۔ پر آپ کی مصروفیات کے پیش نظر کسی کو عرض مدعا کی جرأت نہیں ہوتی حالانکہ اعلیٰ حضرت کے مخلص احباب میں ایسی شخصیتیں بھی موجود تھیں جن کو چلتا پھرتا اسلامی جامعہ یا اسلامی لائبریری کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہے مثلاً حضور صدر الافاضل، حضور صدر الشریعہ، شیر اسلام حضرت پیر جماعت علی شاہ، حضور محدث اعظم ہند، اور اعلیٰ حضرت کے شہزادگان والاشان علیہم الرحمہ والرضوان، لیکن یہ سب ہی حضرات یہ چاہتے تھے کہ کسی بھی ادارہ کے قیام سے قبل آپ کی صوابدید معلوم کرلی جائے تاکہ آپ کی روحانی توجہات کا وہ مرکز بن جائے۔

ایک سید کی سفارش :- بالآخر اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمۃ کے مزاج شناس احباب و متوسلین نے حضرت قبلہ سید امیر احمد صاحب کو اس سلسلہ میں واسطہ بنایا۔ حضرت قبلہ سید صاحب آپ کے خوشہ چینوں میں سے تھے۔ اکثر و

بیشتر دیگر احباب کے ساتھ خدمت میں موجود رہتے۔ ایک دن موقع پاکر حضرت سید صاحب نے نہ صرف ایک دینی مدرسہ کے قیام کا تذکرہ کر دیا بلکہ پر زور سفارش کرتے ہوئے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ "حضرت! اگر آپ نے اہل سنت و جماعت کی بقا اور اس کی ترویج و اشاعت کیلئے مدرسہ قائم نہیں فرمایا اور بد مذہبوں وہابیوں، دیوبندیوں، مرزائیوں وغیرھم کی تعداد میں یونہی اضافہ ہوتا رہا تو میں قیامت کے دن آپ کے آقاو مولیٰ جان ایمان شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کیخلاف نالش کروں گا" یہ سننا تھا اور وہ بھی ایک سید زادہ کی زبان سے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ لرزہ براندام ہو گئے۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور اسی حال میں قال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا سید صاحب آپ کا حکم میرے سر اور آنکھوں پر مدرسہ ضرور قائم کیا جائے میں اسکے لئے زیادہ وقت تو نہیں دے پاؤں گا البتہ جب بھی ضرورت پڑے گی میں اس سے الگ نہیں رہوں گا ہاں اس کے پہلے ماہ کا کل خرچ میں خود ادا کروں گا پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کے اخراجات کو سنبھال لیں۔

منظر اسلام کا قیام:- اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی رائے عالی اور مدرسہ کے قیام سے متعلق آمادگی کا علم ہو جانے کے بعد آپ کے احباب و متوسلین کو بے حد خوشی حاصل ہوئی اور پھر شہر بریلی میں "مصباح التہذیب" کے بعد ۱۳۲۲ھ میں منظر اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور یہ تاریخی نام آپ کے برادر عزیز حضرت علامہ استاذ زمن جناب حسن رضا خاں نے تجویز فرمایا۔

مہتمم اول:- مدرسہ کو باضابطہ اصولی طور پر چلانے کیلئے اس کے اصول و ضوابط تیار ہوئے مجلس مشاورت ورکنگ کمیٹی کا وجود عمل میں آیا۔ اور مخصوص عہدیداروں کا انتخاب ہوا، نائب اعلیٰ حضرت خلف اکبر حضور حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا علیہ رحمۃ السلام منظر اسلام کے پہلے سربراہ اور استاذ زمن علامہ حسن علیہ رحمۃ ذی المنن پہلے منتظم ہوئے، مدرسہ نے جس حسن سرعت و کامیابی کے ساتھ منزل ارتقاء کی طرف بڑھنا شروع کیا کہ حیرت معلوم ہوتی ہے۔ منظر اسلام کے صرف تین سالہ مناظر گزرے تھے کہ اس کے درس و تدریس، تربیت اخلاق و تہذیب اور حسن اہتمام نے ملک بھر کے علماء اور عوام کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ابو الفضل اولنا علامہ شاہ سلامت اللہ صاحب مجددی رامپوری ملقب بہ سراج الدین علیہ الرحمہ (م ۱۳۲۸) نے استاذ زمن حضرت حسن کے دور اہتمام میں منظر اسلام کا معائنہ فرمایا۔ طلباء مدرسہ کا تحریری و تقریری امتحان لیا پھر اپنی تفصیلی رپورٹ تحریری شکل میں حضور سربراہ اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی۔ اس رپورٹ کے اقتباسات سے آپ بھی لطف اندوز ہوتے چلیں تاکہ اس ابتدائی دور کے منظر اسلام کے اعلیٰ کارکردگی کا صحیح اندازہ آپ لگا سکیں حضرت سراج الملۃ والدین علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

"تمام ہندوستان میں اس وقت جو دبدبہ و شوکت، جاہ و حشمت، اقبال و ہمت، قوت و ثروت ظاہری و معنوی، علمی و عملی حق تعالیٰ نے جناب حامیٔ دین وارث بر حق حضرت خاتم النبیین ﷺ، مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کو عطا فرمایا ہے۔ وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ ان کی سعی بلیغ مقبول فی الدین اور ان کی تصانیف مبارکہ رد مبطلین سے مدلل اور مبرہن ہے ---------- حضرت کے فیضان کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند ارجمند صاحب ہمت بلند جامع انحاء سعادت ماحی بدعت، حامل لوائے شریعت، قرۃ العین العلماء مولوی حامد رضا خاں صاحب طولعمرہ و زید قدرہ نے ایک مدرسہ خاص اہل سنت کے بنام منظر اسلام (۱۳۲۲ھ) بنیاد ڈالی، جس کی صرف بریلی والوں کیلئے نہیں بلکہ تمام اہل سنت ہندوستان کیلئے اشد ضرورت تھی، اس کے وجوہ اور خوبیاں روداد مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل ہوں گی ------ بتقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور، حسب الطلب فقیر راقم الحروف یہاں حاضر ہوا احوال مدرسہ و مدرسین، اور مبلغ علوم طلبہ اور طرز تعلیم سے واقف ہوا۔ ہر قسم کے طلبہ مبتدی و متوسط اور منتہی کے متعدد جلسہ امتحان میں شریک ہو کر علوم دینیہ ضروریہ معقول و منقول ہے خصوصا علم تفسیر و حدیث، فقہ و سیر، اصول و قواعد وغیرہ میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔

الحمد للہ کہ ببرکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلبہ علوم دین کو مستعد اور اس بشارت کے مبشر پایا لا یزال اللہ یغرس فی ھذا الدین غرسا یستعملھم فی طاعتہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس دین حق زرخیز زمین میں ایسے پودے لگاتا رہے گا جس کی آبیاری کرنے والوں سے اپنی طاعت میں کام لے گا) بالخصوص منتہی طلبہ کی علوہ ہمت اور حسن تقریر مطالب، نیز تحریرات فتاویٰ جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادمانی ہوئی۔ حضرت سراج الملۃ والدین آگے تحریر فرماتے ہیں ---------- اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو حسن ترقی روز افزوں عطا فرمائے، ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم دفتر جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب دام مجدہم سے امید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ایسے برکات جاری ہوں جو تمام اطراف و جوانب کے ظلمات و کدورت کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ منیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنفیہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہوا۔

استاذ الاساتذہ سراج الدین علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا معائنہ کے اقتباس کو بار بار پڑھئے تو اس سے یہ روشن ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے تجدیدی کاموں میں شب و روز اس طرح منہمک تھے کہ دوسرے کاموں کی انجام دہی ممکن ہی نہ تھی اور یقیناً اس دور میں وہ کام ہزاروں مدارس کے قیام سے زیادہ اہم تھا۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت

نے اپنے مشن کو جاری رکھتے ہوئے قیام مدرسہ کیلئے اپنی رضامندی کا اظہار فرمادیا اور اس کے پہلے ماہ کا کل خرچ بھی اپنے اوپر لے لیا۔ آپ کے احباب و مخلصین نے حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کی سربراہی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی دعاؤں کے سایہ میں مدرسہ منظر اسلام قائم کیا جس کے بانی حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام قرار پائے اور نظامت علیا کی ذمہ داری استاذ زمن علامہ حسن علیہ الرحمہ کے تدبیر کشا ہاتھوں میں دیدی گئی جنہوں نے اپنی مختصر سی مدت نظامت میں (۱۳۲۲ھ تا ۱۳۲۵ھ) منظر اسلام کو شاہراہ ترقی پر ایسا گامزن کردیا کہ اس کے مبتدی اور متوسط طلبا کی راسخ العلم علماء کی بارگاہوں میں بہر نوع پذیرائی ہونے لگی اور اس کے منتہی طلباء اپنی فراغت علمی سے قبل ہی اپنی تحریرات فتاوٰی اور متداول کتب معقول و منقول کے مطالب و عبارات مغلقہ کی تفہیم و تقریر میں مثال نہیں رکھتے تھے۔

معائنہ مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منظر اسلام نے اپنی سہ سالہ کم عمری میں ہندوستان کے مدارس عربیہ میں ایک امتیازی مقام حاصل کرلیا تھا۔ جس کی نظیر اقلیم ہند میں نہیں تھی۔ پھر ایک عالم ربانی، مجددی ولی کامل حضرت سراج الملۃ والدین کی دلی تمنائیں اور دعائیں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئیں کہ وابستگان مدرسہ اور فارغین مدرسہ ھذا کے ذریعہ نہ صرف اطراف وجوانب کی ظلمتیں اور کدورتیں کافور ہوئیں بلکہ اس کے نور علم و عمل نے دنیا کے بیشتر براعظموں کو روشن و تابناک بنادیا۔

مہتمم ثانی :- ۱۳۲۶ھ میں مدرسہ کے مہتمم اول استاذ زمن علامہ حسن بریلوی علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کے بعد، سربراہی کے علاوہ مدرسہ کے اہتمام کی بھی پوری ذمہ داری حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام پر آئی۔ حضور حجۃ الاسلام نے اہتمام و نظامت کے علاوہ باضابطہ درس و تدریس کا بھی سلسلہ جاری فرمایا۔ مدرسہ کے مدرس اول حضرت علامہ مولانا رحم الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مستعفی ہوجانے کے بعد کتب معقول و منقول کے ساتھ ساتھ دورہ حدیث کی کتابیں بھی آپ کے زیر درس آگئیں اور آپ نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو نہ صرف باحسن وجوہ انجام دینا شروع کیا بلکہ مدرسہ کے ہر شعبہ کو آگے سے آگے بڑھانے کی سعی بلیغ فرماتے رہے۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے زمانہ میں فارغین مدرسہ کی دستار فضیلت کے مواقع پر متحدہ ہندوستان کے مشہور و معروف اور جید علماء کرام کے علاوہ اساطین ملک وملت اور مخیر اہل ثروت حضرات اجلاس میں شریک ہوتے اور فارغین کے جبہ و دستار کے وجد آفرین نظارہ سے محظوظ ہوتے تھے۔ ابتداءً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ خود حجۃ الاسلام کے تلامذۂ کرام کو اسناد و دعاء سے نوازتے رہے لیکن وصال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بعد بر صغیر کے مجاہد جلیل شیخ طریقت حضرت علامہ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، شیخ المشائخ

سجادہ نشین حضور خواجہ غریب نواز حضرت دیوان صاحب، اور دیگر عمائد واساطین ملت تشریف لاتے رہے اور فارغ التحصیل طلباء مدرسہ کے سروں پر دستار فضیلت باندھتے رہے۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام ۱۳۲۲ھ سے تاحین حیات مدرسہ کی سرپرستی، نظامت واہتمام اور دارالحدیث کو اپنی مسلسل جدوجہد سے چار چاند لگائے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۳۶۲ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

مہتمم ثالث :- حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام نے اپنے دور اہتمام ہی میں اپنے داماد حضرت علامہ مفتی تقدس علی خانصاحب علیہ الرحمہ کو اپنا نائب مہتمم نامزد فرمادیا تھا۔ لہٰذا حضرت کے وصال پر ملال کے بعد آپ دارالعلوم منظر اسلام کے تیسرے مہتمم وناظم ہو گئے۔ آپ کے دور نظامت میں مدرسہ کے اندر کوئی قابل ذکر اضافہ تو نہیں ہوا البتہ آپ نے نہایت حوصلہ مندی اور جرأت کے ساتھ مدرسہ کو اس معیار سے گرنے نہیں دیا۔ آپ نے بھی حسب سابق اہتمام کے علاوہ درس وتدریس کا شغل جاری رکھا، آپ کے دور نظامت میں دارالعلوم کی آمدنی نسبتاً محدود ہوتی گئی جس کا اثر اگرچہ دارالعلوم کے اخراجات پر پڑا اور بعض مدرسین مستعفی ہوئے پھر بھی دارالعلوم اپنے پرانے آن بان کے ساتھ چلتا رہا۔ آزادی اور پھر تقسیم ہند کے بعد برصغیر میں جو افراتفری مچی اس کی تباہی وبربادی کا کون انکار کر سکتا ہے اس کی وجہ سے نہ صرف منظر اسلام بلکہ ملک بھر کے مدارس دینیہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اسی دوران حضرت مہتمم ثالث نے ترک وطن کا ارادہ فرمالیا۔ اور نقل وطن کر کے مغربی پاکستان چلے گئے۔ اور نہایت عجلت میں دارالعلوم کا اہتمام اور دفتر کا چارج فیاض نامی ایک شخص کو دے گئے۔ جس نے حکومتی اہل کاروں سے مل ملا کر مدرسہ کا اہتمام باضابطہ طور پر اپنے نام رجسٹرڈ کرالیا۔ اس کے بعد مدرسہ کی مجلس مشاورت ورکنگ کمیٹی کے افراد سے یک گونہ بے نیاز ولا پرواہ ہو کر مدرسہ میں ڈکٹیٹر شپ چلانا شروع کر دیا۔ فیاض صاحب کے اس طرز نظامت سے حضور حجۃ الاسلام کے مریدوں اور متوسلین رضویہ کو روحانی تکلیف پہنچی اور اپنی اپنی ناگواریوں کی شکایتیں حضور مفتی اعظم تک پہنچانے لگے۔ ادھر دارالعلوم کے مخلص اور بہی خواہ مدرسین نے یکے بعد دیگرے دارالعلوم کو خیر آباد کہنا شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں کثیر طلباء منتشر ہو گئے اور دارالعلوم زبوں حالی کا شکار ہو گیا۔ ادھر مفتی اعظم تک مسلسل شکایتوں کا سلسلہ جاری وساری رہا۔ حضرت نے دارالعلوم کے بہی خواہوں کو تسلی دیتے ہوئے فیاض کے خلاف کاروائی کا حکم دیا۔ معاملہ قانونی چارہ جوئی تک پہنچا۔ فیاض صاحب کے خلاف قانونی کاروائی کرنے والے حامدی و رضوی مخلصین ومعاونین نے حضور مفتی اعظم ہند کے نام کو آگے رکھا۔ گویا فیاض کے خلاف یہ مقدمہ دارالعلوم کے اصل حقدار اور دیگر آراضیات ومکانات کے جائز متولی کی طرف سے دائر ہوا، چند ہی تاریخوں کے بعد فیاض کو مدرسہ چھوڑنا پڑا۔

مہتمم رابع:۔ حضرت مفسر اعظم ہند کو عوامی حمایت اور رضوی وحامدی متوسلین کی اعانت پہلے ہی حاصل ہو چکی تھی اور اب قانونی طور پر بھی دار العلوم کا اہتمام اور دیگر آراضیات کی تولیت مل گئی۔

مفسر اعظم ہند قدس سرہ:۔ حضور مفسر اعظم ہند کی ولادت باسعادت دس ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کو بریلی میں ہوئی۔ چونکہ خاندان اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت علیہ الرحمہ میں یہ پہلی اولاد نرینہ تھی یعنی حامد منی انا من حامد کا وہ پہلا پوتا تھا جو آگے چل کر تناور وبار آور درخت سر سبز بننے والا تھا اسلئے آپ کی پیدائش کی بے حد خوشی نہ صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ یا آپ کے والدین کریمین کو ہوئی بلکہ جملہ متوسلین رضویہ مسرور وشاداں تھے۔ آپ کی پیدائش مبارک پر مدرسین دار العلوم اور طلباء کرام کی ضیافت کا نہایت پر تکلف انتظام خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا استاذ زمن علامہ حسن بریلوی نے اس موقع پر بڑے یادگار اشعار کہے انہیں اشعار میں ایک مصرع یہ بھی تھا۔ علم وعمر، اقبال وطالع دے خدا ۔۔۔۔ یہ مصرع اسقدر برجستہ اور برمحل تھا کہ اسی کے اعداد ابجد سے آپ کی تاریخ ولادت نکل آئی، آپ کو خاندان رضا میں یہ امتیازی خصوصیت حاصل ہے کہ خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ۱۴ رشعبان المعظم ۱۳۲۹ھ بروز چہار شنبہ آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی۔ اسی وقت بیعت واجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ کے حق میں ارشاد فرمایا کہ "میرا یہ پوتا میری زبان ہوگا" آپ کی ابتدائی تعلیم، علوم وفنون کی چہار دیواری میں والدہ کریمہ اور جدہ محترمہ کی نگرانی میں ہوئی۔ سات سال کی عمر میں دار العلوم منظر اسلام میں داخل کیے گئے۔

دار العلوم کے ممتاز اساتذہ کرام اور محدثین عظام کے زیر شفقت آپ کی تعلیمی وتہذیبی تربیت ہوتی رہی اور آپ پروان چڑھتے رہے، علوم اسلامیہ اور فنون مروجہ کے حصول کے دوران ہی ۱۳۴۰ھ ر ۱۹۲۱ء میں آپ کے جد کریم لطف عمیم مجدد اعظم امام اہل سنت علیہ الرحمہ والرضوان کا سایہ کرم بظاہر آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ پھر تقریباً ۱۹ رسال کی عمر شریف میں حضور حجۃ الاسلام، حضور ملک العلماء بہاری، مجاہد ملت اڑیسوی، استاذ الاساتذہ مولانا رحم الٰہی منگلوری، حضرت علامہ مولانا احسان علی صاحب محدث بہاری، ابو المعالی حضرت مولانا ارار حسین تلہری علیہم الرحمہ کی موجودگی میں ۱۳۴۴ھ، ۱۹۲۵ء کے جلسہ دستار فضیلت کے پر مسرت موقع پر آپ کے سر دستار فضیلت رکھی گئی اور اسی مبارک ساعت میں علماء ربانیین اور مشائخ کرام کی شہادت وموجودگی میں حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام نے آپ کو خصوصی طور پر اپنی نیابت وخلافت سے سرفراز فرمایا بائیس سال کی عمر شریف میں ۲۶ رربیع الثانی ۱۳۴۷ھ ر ۱۹۲۸ء کو آپ کی باضابطہ شادی ورخصتی ہوئی۔ حالانکہ آپ کا نکاح عالم صغر سنی ہی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے دوسرے صاحبزادہ

بلند اقبال، ولی کامل حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ دونوں صاحبزادوں کی موجودگی میں باندھ چکے تھے ------- فراغتِ علمی اور شادی کے بعد، والد بزرگوار اور عم باوقار علیھما رحمۃ الغفار کی موجودگی میں آپ کی توجہ منظر اسلام کے اہتمام وانتظام کی طرف نہیں ہوئی بلکہ بیشتر وقت سیر وسیاحت اور کچھ آبائی جاگیر کی دیکھ ریکھ میں خرچ ہوتا۔ ہاں جب بریلی شریف میں قیام ہوتا تو دار العلوم میں بھی تشریف لے جاتے تفاسیر واحادیث کی سماعت فرماتے اور اساتذہ کرام کے ساتھ علمی مذاق کا دور چلتا جب ۱۳۶۲ھ میں حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کا وصال ہو گیا اور مدرسہ کے مہتمم ثالث مولانا مفتی تقدس علیخانصاحب علیہ الرحمہ نقل وطن کر کے پاکستان چلے گئے اور مدرسہ کی تعلیمی وانتظامی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی تو احباب و مخلصین اور متوسلین رضویہ نے آپ کو مجبور کر دیا تاکہ روبزوال دار العلوم کو بچایا جائے کیونکہ وہ اعلیٰ حضرت کی یادگاروں میں ایک عظیم یادگار ہے۔

منظر اسلام اور مفسر اعظم :- منظر اسلام آپ کے آباؤ اجداد کا لگایا ہوا شجر بار دار اسلام کا شاداب گلزار تھا جس کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، استاذ زمن علامہ حسن بریلوی، حضور حجۃ الاسلام، اور مفتی تقدس علی خاں علیھم الرحمۃ نے اپنے خون دل سے سینچا تھا۔ لیکن ان مقدس شخصیتوں کے جدا ہو جانے کے بعد دار العلوم کا نا اہلوں کے ہاتھ میں چلے جانے کے بعد وہی حال ہوا جو ہندوستان کے اکثر مدارس دینیہ کا ہو رہا ہے ---- چند ہی سالوں بلکہ چند ہی مہینوں میں دار العلوم کے تمام شعبے خزاں رسید ہو گئے دار العلوم کے لائق وفائق اور قابل صد افتخار حضرات اساتذہ کرام مستعفی ہو کر کچھ ملک سے باہر چلے گئے اور کچھ ملک کے دیگر مدارس عربیہ میں منتقل ہو گئے۔ طلباء اور ملازمین نے بھی دوسرے مدرسوں کی طرف رخ کیا۔ جلسۂ دستار فضیلت کی روح پرور کیفیت اور عرس رضوی کا روحانی سماں جو ہر سال متوسلین رضویہ اور عام زائرین کو دعوت نظارہ دیتا اور اپنی فیاضیوں سے نوازتا تھا۔ نا اہلوں کے انتظام واہتمام کی وجہ سے محدود تر ہو گیا۔ جس دار العلوم کے مبتدئی ومتوسط طلباء کے صرف ونحو، منطق وفلسفہ، تاریخ وہیت اور دینیات وادب پر علماء متجرین کو بجا طور پر ناز تھا۔ اور جس کے منتہی طلباء کی تفسیر واحادیث اور اس کے فنون میں کامل مہارت اور ان کے تفقہ وفتویٰ نویسی پر علماء ذی شان اور مفتیان عظام کو بجا طور پر فخر تھا۔ اب اسی دار العلوم میں درجۂ حفظ وقرأت اور کافیہ وقدوری تک کی پڑھائی ہونے لگی۔ یوں دار العلوم کی آمدنی حضور حجۃ الاسلام کے پردہ فرمانے کے بعد ہی سے کم ہو گئی تھی مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ آمدنی کلیۃً بند نہیں ہوئی تھی، دار العلوم کی رہی سہی پونجی کو پوری فیاضی کے ساتھ فیاض صاحب نے خرد برد کر دیا۔ بہر حال جو حال بے ہنر مالی کے باغ کا ہونا چاہیے وہی حال نااہل مہتمم کے دار العلوم کا ہوا، ایسی صورت حال میں منظر اسلام صحیح پناہ گاہ

کی تلاش میں فریاد کرتا ہوا حضور مفسر اعظم کی شفقت بھری گود میں آگیا۔اور حضرت اقدس نے اسے کمال محبت و شفقت سے اپنے سینے سے لگالیا۔اب وہ دارالعلوم جو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی اشکبار آنکھوں سے ٹپکا تھا اور قلیل مدت میں اپنی تابناکیوں سے ہندوستان کے ظلم و جہل کو روشنی سے بدلتا ہوا دنیائے سنیت کو جلا بخشتا ہوا پھر زمین پر آگیا تھا۔زبان رضا نے اسے لوریاں سنائیں اپنی آنکھوں سے لگایا اور اس کی جدید شیرازہ بندی کیلئے اپنے شب و روز، صبح و شام اور سفر و حضر ایک کر ڈالا۔آپ چاہتے تھے کہ وہ دارالعلوم جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کو حضور پر نور شافع محشر ﷺ کے حضور ایک سید زادے کی نالش سے بچانے والا اور انعام دیکر اس دلانے والا ہے وہ پھر سے اپنے سابقہ روایات کے ساتھ زندہ پائندہ ہو جائے اور اس کی بنیادیں اس قدر مضبوط و مستحکم ہو جائیں کہ پھر کسی نااہل کی نااہلیت کا شکار نہ ہونے پائے۔چنانچہ سب سے پہلے آپ نے اس کے دفتری نظام کو ٹھیک کیا اس میں دو دو تین تین منشیوں اور کلرکوں کا تقرر کیا۔اس کے بعد منتی، تجربہ کار اور لائق و فائق اساتذہ کی طرف دھیان دیا۔بعض نئے اور پرانے اساتذہ میں سے استاذ العلماء محدث بہاری حضرت مولانا احسان علی صاحب فیض پوری کو انوار العلوم دامودر پور سے دوبارہ بلا کر منصب محدثیت پر فائز کیا---- پھر جب دارالعلوم میں ان کہنہ مشق جید اساتذہ کرام کے زیر سایہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوا تو قرب و جوار اور دور دراز کے باذوق طلباء خود بخود دارالعلوم کی جانب کشاں کشاں آنا شروع ہو گئے۔جب دارالعلوم میں درس و تدریس، تعلیم و تعلم کا معاملہ اطمینان بخش ہو گیا تو آپ نے شعبۂ مالیات کی طرف توجہ دینی شروع کی۔

منظر اسلام کے ذرائع آمدنی:-دارالعلوم کے شعبۂ مالیات کو مضبوط بنانے کیلئے حضور مفسر اعظم ہند نے کئی جتن کئے۔مثلاً ملک گیر تبلیغی و اصلاحی دورہ جس میں آپ نے دارالعلوم کے مقاصد قیام اور اس کی نشاۃ ثانیہ کو عامۃ مسلمین کے سامنے رکھا،اور ان کے خوابیدہ ضمیروں کو جھنجھوڑتے ہوئے انہیں دارالعلوم کے تعاون کیلئے آمادہ کیا۔ تصحیح عقائد اور اعمال صالحہ کی اصلاح پر مشتمل مضامین کی اشاعت رسالوں اور کتابچوں کی شکل میں کی، تاکہ اس کا کلی منافع دار العلوم کے شعبہ مالیات میں جائے۔اس کا طریق کار یہ تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں کتابچوں کی اشاعت ہوتی جسے آپ اپنے مخیر اور متدین مریدوں اور متوسلین رضویہ میں سو دو سو کی تعداد میں دیدیتے اور وہ حضرات کتابچوں کو فروخت کر کے یا مفت تقسیم کر کے اس کی کل قیمت بواسطہ مفسر اعظم ہند دارالعلوم کی تحویل میں جمع کرا دیتے تھے۔ مسلمانوں کا نادار و پسماندہ طبقہ جو اپنی غربت کی وجہ سے اپنے ماحول میں جلسہ جلوس کا اہتمام نہیں کر پاتے تھے وہاں ذاتی مصارف سے جلسہ دینی کا اہتمام و انتظام جس میں بجائے نذرانے والے مقررین کے خود تقریر فرماتے یا اپنے شاگردوں کو تقاریر کا حکم دیدیتے اس طرح وہ پر

خلوص جلسے نہایت کامیاب ہوتے، پھر غرباء ونادار حضرات اپنی خوشی سے جو رقم اکھٹی کرتے اسے آپ کے ذریعہ دار العلوم کی نذر کر دیا کرتے تھے۔ لاوڈ اسپیکر، دری، اور ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کا خصوصی انتظام کیا کہ جن بستیوں اور آبادیوں میں کم مسلمان ہیں وہاں جاکر محافل میلاد شریف، محافل درود خوانی، محافل ذکر اور چھوٹے موٹے جلسوں کا اہتمام کریں اور انجانے لوگوں کو دین حق اور مذہب اہل سنت سے قریب کر سکیں یہ سب پروگرام اپنے نتائج کے اعتبار سے نہایت کامیاب ہوتے اور لوگ بطیب خاطر دار العلوم کی ماہانہ اور سالانہ ممبری قبول کرنے کیلئے خود پیش قدمی کرتے جس سے دار العلوم کی مستقل آمدنی میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔

ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" کا اجراء: -اس ماہنامہ کا اجراء بھی دار العلوم کے مفاد میں ہوا کہ اس کے ذریعہ عوام وخواص مسلمین کو دار العلوم کے احوال وکیفیات کی مسلسل خبریں ملتی رہیں اور مدرسہ کی آمدو خرچ سے عامۃ مسلمین آگاہ ہوتے رہیں۔

تعویذات نویسی کی طرف حضور مفسر اعظم ہند کا میلان بہت کم رہا لیکن عوامی مطالبات کے پیش نظر اس کام کیلئے آپ اپنے کسی مرید یا شاگرد کو ساتھ رکھتے مگر انہیں تاکید ہوتی تھی کہ کسی حاجتمند سے روپیہ پیسہ کا مطالبہ ہرگز نہیں کیا جائے ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے دیں تو اسے دار العلوم کیلئے قبول کر لیا جائے۔ لہٰذا دعاء تعویذ کے ذریعہ جو فتوحات ہوئیں وہ بھی دار العلوم کے شعبہ مالیات میں جمع کر دی جاتیں۔ سفراء اور محصلین چندہ کی بھی آپ نے تقرری فرمائی۔ سفراء میں زیادہ تر فارغ التحصیل علماء ہوتے جو اپنی تقریروں کے ذریعہ دین حق کی اشاعت بھی کرتے اور حسب موقع دار العلوم کیلئے امدادی رقوم بھی جمع فرماتے۔ اکثر سفراء اور محصلین کی تنخواہیں مقرر ہوتیں، موسم خیر کے علاوہ عام دنوں میں بھی ملک کے مختلف علاقوں اور صوبجات سے بذریعہ منی آرڈر امدادی رقوم دار العلوم کے دفتر میں آتی رہتی تھیں۔

دار العلوم کی پیداوار: -حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے وصال کے بعد کئی سالوں تک دستار فضیلت کا جلسہ نہیں ہو سکا ہاں حفاظ وقراء کی دستار بندیاں ہوتی رہیں۔ حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمہ والرضوان کی دلی تمنا تھی کہ دار العلوم میں ماضی کے ایام لوٹ آئیں اور دستار فضیلت کا وہی پر کیف منظر پھر اہل سنت وجماعت کو دعوت نظارہ دینے لگے چنانچہ آپ نے دورۂ حدیث کی طرف توجہ فرمائی، حضرت مولانا احسان علی علیہ الرحمہ کے علاوہ خود آپ مستقل طور پر دار الحدیث میں بیٹھنے لگے، مسلم شریف، ابن ماجہ اور ترمذی دورۂ حدیث والوں کو پڑھاتے جبکہ محدث بہاری بخاری شریف، ابوداؤد شریف، اور نسائی شریف کا دورہ کراتے، نظام الاسباق میں ردوبدل بھی ہوتا لیکن جو بھی کتابیں آپ کے زیر

درس آتیں نہایت ہی خندہ پیشانی اور انشراح قلب کے ساتھ پڑھاتے۔ سال بھر کوشش کرنے کے بعد فارغ التحصیل ہونے والوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ حضور حجۃ السلام علیہ رحمۃ السلام کے عرس مبارک کے موقع پر نہایت شان و شوکت سے جلسہ دستار فضیلت کا بھی انعقاد ہوا۔ اس کے بعد ہر سال علماء اور حفاظ و قراء کی دستار بندی پابندی کے ساتھ ہونے لگی فارغ التحصیل ہونے والے علماء کرام کا کئی کئی دنوں تک امتحان لیا جاتا اور اچھے نمبرات حاصل کرنے پر انہیں اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ علیہ الرحمہ کی گرانقدر تصانیف انعام میں دی جاتیں اور اعلیٰ قسم کے جبہ دستار سے نوازا جاتا۔ ممتحنین حضرات میں کبھی حضور محدث اعظم ہند کبھی امام النحو علامہ غلام جیلانی میرٹھی کبھی فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی اجمل حسین سنبھلی کبھی حضور مجاہد ملت اور کبھی مولانا حافظ مصلح الدین علیہم الرحمۃ وغیرھم تشریف لاتے اس طرح زرین عہد ماضی کی یادیں پھر تازہ ہونے لگیں اور بے چین دلوں کو چین آنے لگا۔ جو لوگ کل تک دارالعلوم کی شکایت کرتے تھے وہی لوگ مداحوں اور معاونین میں شامل ہو گئے۔

حضور مفسر اعظم ہند کا طریقئہ اہتمام:۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب دارالعلوم منظر اسلام کی عمارت بغیر کسی منزل کے تھی، عمارت کی پیشانی پر "دارالعلوم منظر اسلام سوداگران بریلی" کا قد آدم بورڈ لگا ہوا تھا، جسکے ذیل میں "یادگار اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ" لکھا ہوا تھا۔ جو راہگیر بھی سڑک سے گزرتا بورڈ پر اس کی نگاہ ضرور پڑتی۔ سڑک سے تین چار زینوں کی بلندی پر مدرسہ کی عمارت شروع ہوتی تھی سب سے پہلے کمرہ میں دارالعلوم کا دفتر تھا جس میں منشی طفیل، حافظ انعام اللہ تسنیم بریلوی صاحبان بیٹھتے اور دارالعلوم کی تمام آمدنی و خرچ کا حساب رجسٹروں میں درج کیا کرتے تھے، دفتر کے بعد دارالعلوم کا ایک بڑا سا چوبی دروازہ تھا جسکو مذکورہ منشی حضرات ہی کھول دیا کرتے تھے۔ دروازہ کے بعد ایک وسیع و عریض صحن تھا جس کے شمالی جانب شرقاً و غرباً ایک دالان تھا جسمیں مغربی جانب دارالعلوم کی تجوری رہتی اور بقیہ حصوں میں طلباء اپنے اسباق کتب کا مطالعہ یا آپس میں بیٹھ کر تکرار اسباق کیا کرتے تھے۔ صحن کے مغربی سمت میں ایک وسیع ہال برآمدہ کے ساتھ تھا جو حضرت بحر العلوم مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ کی درسگاہ تھی، بحر العلومی درسگاہ سے متصل جنوب کی جانب شیخ الحدیث یا مہتمم صاحب قبلہ کی درسگاہ تھی۔ حضور شیخ الحدیث مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کی جلوہ گاہ سے قریب ہی مشرقی جانب حضرت محدث بہاری استاذ العلماء حضرت مولانا احسان علی صاحب علیہ الرحمہ جلوہ بار ہوتے تھے اور کبھی اسی درسگاہ میں حضور مفسر اعظم ہند بھی درس تفسیر و حدیث دیا کرتے تھے۔ اور دونوں محدثین کی درسگاہوں کے درمیان ایک گلی تھی جس کا دروازہ سڑک کی طرف کھلتا تھا۔ اور صحن سے متصل

مشرق وشمال کی جانب فاضل معقولات ومنقولات علامہ مفتی جہانگیر صاحب علیہ الرحمہ کی درسگاہ تھی، بقیہ مدرسین مثلاً مولانا بشیر الدین احمد وغیرہم صحن دار العلوم میں کھلی چھت کے نیچے اپنی اپنی درسگاہیں قائم کرتے تھے دیگر مدرسین ومعلمین روضہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی چھت پر کتب خانہ حامدی یا اس سے متصل حصوں میں حفظ وقرائت اور ابتدائی صرف ونحو نیز پرائمری درجات میں مصروف رہا کرتے تھے۔ بس یہ تھیں دار العلوم منظر اسلام کی درسگاہیں۔۔۔۔

ان دنوں میں حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کا مستقل قیام خواجہ قطب میں تھا جو دار العلوم سے تقریباً ایک فرلانگ کی دوری پر واقع ہے۔ حضرت موصوف روزانہ نماز صبح کے بعد اوراد ووظائف میں مصروف رہتے، چند منٹوں کے لئے اندرون خانہ تشریف لے جاتے تھے پھر واپس آکر دالان عام میں رونق افروز ہوتے جہاں پر باہر سے آئے ہوئے مہمان اور شہر کے خصوصی حضرات آپ سے ملاقات کرتے، حضرت انہیں لوگوں سے مصروف گفتگو رہتے اسی اثناء میں اندر حویلی سے چائے ناشتہ آجاتا پھر چائے نوشی کے بعد آپ عمامہ وعبا وغیرہ زیب تن فرماتے بائیں ہاتھ میں عصاء اور دائیں ہاتھ میں قدرے بڑے دانوں کی تسبیح کے ساتھ پیدل مکان سے روانہ ہوتے۔ خواجہ قطب سے دار العلوم تک اپنے پرائے مسلم غیر مسلم جو بھی راستے میں سامنے آجاتا وہ آپ کے قدموں کو چومتا بعض لوگ مصافحہ کے بعد دست بوسی بھی کرتے آپ سب کیلئے انکے حسب حال دعاء فرماتے اور آہستہ آہستہ درود اسم اعظم پڑھتے ہوئے سوداگری محلہ میں داخل ہوتے۔ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ نہایت اخلاص وزاری کے ساتھ فاتحہ خوانی میں مصروف رہتے۔ اندرون روضہ عالیہ آپ عموماً حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے پائیتں کھڑے ہوتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ دروازہ ہی پر کھڑے کھڑے فاتحہ پڑھ لیتے اور حاجی کفایت اللہ کو صفائی وستھرائی کی تاکید فرماکر دار العلوم کی طرف روانہ ہوجاتے۔ دار العلوم میں آنے کے بعد سب سے پہلے تھوڑی دیر کیلئے دفتر میں تشریف رکھتے منشی حضرات سے یومیہ آمد وخرچ کا رجسٹر طلب فرماکر اس کا معائنہ کرتے اور دستخط فرماکر منشی کے حوالے کردیتے۔ کبھی کلرکوں کو سرزنش فرماتے اور کبھی مٹھائی منگواکر فاتحہ کے بعد انہیں پیار ومحبت سے کھلاتے بھی تھے پھر انہیں ضروری ہدایات دینے کے بعد دفتر میں یومیہ آمدنی کا بقیہ حصہ ان سے وصول فرماکر رجسٹر پر دستخط کرتے اور اس رقم کو اپنے ہاتھوں سے تجوری کے حوالے فرمادیتے۔۔۔۔ دفتری امور سے فارغ ہوکر سیدھے حضرت بحر العلوم کی درسگاہ میں تشریف لاتے جہاں پہلے ہی سے اساتذہ وطلبہ موجود ہوتے۔ آپ کے آتے ہی تمام حاضرین کھڑے ہوکر ترانۂ صبحگاہی میں مصروف ہوجاتے۔ بڑے ہی والہانہ انداز میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کا مشہور سلام ”مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام“ پڑھا جاتا سلام کے اختتام پر حضور مفسر اعظم

ہند علیہ الرحمہ نہایت ہی الحاح وزاری کے ساتھ دیر تک دعاء فرماتے۔ پھر کبھی ضروری ہدایات کیلئے دارالعلوم کے مدرس اول بحر العلوم کی درسگاہ میں بیٹھتے اور کبھی دعاء کے فوراً بعد اپنی درسگاہ میں تشریف لے آتے جب کبھی آپ کے پاس درس کی گھنٹی خالی ہوتی تو آپ دوسرے معلمین کی درسگاہوں میں تشریف لے جاتے اور ان کے طرز درس وافہام کو بغور ملاحظہ فرماتے ، کبھی کبھی ان درجات کو بھی دیکھ آتے جو روضہ اعلیٰ حضرت کی چھت اور کتب خانہ حامدی وغیرہ میں قائم ہوا کرتے تھے۔ سلام صبحگاہی کے بعد تمام معلمین ومتعلمین تعلیم وتعلم میں مصروف ہوجایا کرتے تھے، چونکہ دارالعلوم کے اکثر طلباء شہر کی مسجدوں میں امامت وخطابت کے مناصب پر مامور ہوا کرتے تھے بعض بعض مسجدوں میں دو دو تین تین طلبہ رہا کرتے تھے اس طرح ہزاروں طالبعلموں کی گنجائش مساجد میں ہوجایا کرتی تھی ان حضرات کی آمد میں کبھی دیر سویر ہوجایا کرتی تھی تو حضور مفسر اعظم ہند باز پرس فرماتے تھے۔ دارالعلوم کے درس وتدریس کا سلسلہ بارہ ایک بجے دن تک رہتا، اور جمعہ کے دن عام چھٹی ہوتی۔

ہر مدرس اپنے اپنے نظام الاسباق کا پابند ہوتا اور مہینہ میں ایک بار اپنی تدریسی رپورٹ حضور مفسر اعظم ہند کی خدمت میں پیش کرنی ضروری ہوتی جس سے معلوم ہوتا کہ کس جماعت کے طلبہ نے کتنی ترقی کی ہے اور کون کون طالبعلم درس سے غیر حاضر رہتا ہے۔ پھر آپ اسی رپورٹ کے مطابق مدرسین یا طلبہ کو ہدایات دیا کرتے تھے۔۔۔ حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ خود اپنے نظام الاسباق کی سختی سے پابندی فرماتے اگر دو چار دنوں کیلئے کہیں تقریری وتبلیغی پروگرام میں جانا ناگزیر ہوتا تو آپ ضرور تشریف لے جاتے لیکن واپس آنے کے بعد وقت کی پرواہ کئے بغیر ناغہ شدہ اسباق کو پڑھانا آپ ضروری اور اپنی ذمہ داری خیال فرماتے تھے تاکہ سال کے اختتام پر کسی جماعت کی کوئی کتاب باقی نہ رہنے پائے۔ حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان اپنے نظام الاسباق کے علاوہ فیضان عام کیلئے کبھی تفسیر جلالین، کبھی مشکوٰۃ المصابیح، کبھی الشفاء ، اور کبھی کتاب التوحید (للنجدی) کا عام درس دیا کرتے تھے جس کا انداز مناظرانہ اور مباحثانہ ہوا کرتا تھا اس خاص درس میں دورۂ حدیث کے علاوہ متوسطین ومبتدئین طلباء بھی شریک ہوا کرتے تھے بلکہ بعض اساتذۂ کرام بھی شامل درس ہوا کرتے تھے۔ حالانکہ مذکورہ کتابوں کا بالاستیعاب درس دوسرے مدرسین حضرات کے پاس ہوا کرتا تھا، لیکن مفسر اعظم کے درس کی بات ہی نرالی تھی۔

اوقات درس کے بعد مدرسین وطلباء اور ملازمین دارالعلوم اپنی اپنی حاجتیں ضرورتیں حضور مفسر اعظم ہند کی خدمت میں پیش کرتے اور حضرت والا ہر ایک کے الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے اور پریشانیوں کو دور کرنے کی علی الفور

کوشش فرماتے۔ مدرسین اور طلباء اور ملازمین کو آپ کی حق گوئی وولورسی پر پورا پورا بھروسہ تھا اس لئے وہ نجی معاملات میں بھی آپ سے مشوروں کے طالب ہوتے............ مہینے کے اختتام پر درس و تدریس سے فارغ ہونے کے بعد مدرسین وملازمین کو آپ اپنی درس گاہ اور کبھی دار العلوم کے دفتر میں بلاتے ان کی زبانی ان کی کارگزاریوں کو سنتے۔ پھر حسب ضرورت تجوری سے روپیہ نکال کر ان کی تنخواہیں ادا فرماتے اور کچھ نصیحتوں سے بھی سرفراز کرتے.............

دورۂ حدیث کے طلباء اور وہ طلباء جن کی مہمانی مسجد وغیرہ کہیں نہیں ہو پاتی ان سب کیلئے پچاس پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ کے طور پر مقرر تھا اور اس زمانے میں اتنا روپیہ ایک شخص کے ماہانہ اخراجات کیلئے کافی ہوا کرتا تھا۔ ان وظیفوں کی ادائیگی بھی عموماً مہینے کے اختتام پر ہی ہوا کرتی تھی.......... حضرت موصوف کے دور اہتمام میں کبھی کبھی ایسا وقت بھی آیا کہ مہینہ ختم ہو گیا اور دار العلوم کی تجوری بالکل خالی رہی۔ دریں اثناء بعض ان مدرسین سے تو معذرت طلب کر لی جاتی جنہیں مساجد کے ذریعہ کچھ یافت ہو جاتی تھی لیکن دیگر مدرسین وملازمین وطلباء کیلئے آپ بہت زیادہ پریشان اور فکر مند ہو جایا کرتے اور کسی بھی جائز صورت سے وقت پر ان کے مشاہروں اور وظیفوں کی ادائیگی کیلئے بے چین رہا کرتے اور کوئی نہ کوئی آمدنی کی سبیل اللہ جل شانہ پیدا فرما دیتا جس سے مشاہروں اور وظیفوں کی ادائیگی آسانی کے ساتھ ہو جایا کرتی تھی۔ ایک دوبار ایسا بھی ہوا کہ مشاہروں اور وظیفوں کی ادائیگی کیلئے اہل خانہ کے زیورات اور گھر کے قیمتی اثاثہ کو فروخت کرنا پڑا۔ لیکن اہل خانہ کی پیشانیوں پر بل تک نہیں آیا "جزاھن اللہ سبحانہ خیر الجزاء" بلکہ ایک عظیم کار خیر سمجھ کر اپنے زیورات اور اثاثہ خانہ کو حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حوالے کرتی رہیں............ کبھی کبھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک درود اسم اعظم کا سایہ مجھ پر ہے مدرسے کے اخراجات کیلئے بظاہر نفسیاتی طور پر متفکر تو ہو سکتا ہوں مگر بعونہ تبارک وتعالیٰ کسی غیر کے آگے دست سوال پھیلانے کی نوبت نہیں آسکتی ہے.......... حضرت ٹھنڈے ٹھنڈے مشروبات کو زیادہ پسند فرماتے تھے اسی لئے کئی بار نمونیہ جیسی موذی بیماری سے آپ کو دوچار ہونا پڑا مگر علالت کے عالم میں دار العلوم کا خیال اور درود اسم اعظم کا وظیفہ جاری رہا جب علالت نے طول کھینچا اور گویائی تقریباً بند ہو گئی کہ سنت نوافل نمازیں بھی کسی دوسرے کی اقتداء میں پڑھنے کی نوبت آئی اس وقت کلمہ طیبہ، درود اسم اعظم صاف طور پر ادا فرماتے رہے۔ بقیہ باتیں تحریری طور پر ہوا کرتی تھیں، حضرت بحر العلوم اور مفتی جہانگیر صاحبان علیہما الرحمہ والرضوان روزانہ آپ سے ملنے کیلئے خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دار العلوم سے متعلق حضرت کی ہدایات پر سختی سے عمل کرتے اور دوسرے مدرسین وملازمین کو عمل کرنے پر مجبور کرتے۔

تعمیرات :- حضور حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ السلام کے دور گرامی میں عمارت دار العلوم یا روضہ امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے بالائی حصہ میں کتب خانہ حامدی اور وسیع وعریض چھت بنوائی گئی وہی سب عمارتیں حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ کے وقت تک رہیں عمارتوں میں کوئی اضافہ یا توسیع نہیں ہوئی البتہ ۷۶-۱۳۷۵ھ، ۱۹۵۷ء کے اوائل میں جب مصر کے جامعہ ازہر سے عربی ادب کے اساتذہ کے آنے کی باتیں مکمل ہوگئیں تو حضور والا کو ان اساتذہ کی قیام گاہ و درس گاہ کی فکر ہوئی۔ غور و فکر کے بعد یہ طے پایا کہ روضہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی چھت بہت وسیع ہے کیوں نہ اسی پر کمرے بنا دیئے جائیں یہ اس وقت کی بات ہے جب سوداگران محلہ میں مسجد رضا، دار العلوم، روضہ امام اہل سنت اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی قیام گاہ کے علاوہ کوئی دوسری جگہ یا دوسرا امکان کسی مسلمان کا نہیں تھا، چنانچہ مذکورہ چھت کے مشرقی کنارہ پر دو پختہ خوبصورت کمرے بنائے گئے جس کے ساتھ غسل خانہ اور لیٹرین ملے ہوئے تھے۔ جامعہ ازہر سے بجائے دو کے صرف ایک استاذ آئے جن کا نام عبد التواب تھا ان کی قیام گاہ و درسگاہ یہی دونوں کمرے قرار پائے۔

منظر اسلام آپ کے اہتمام سے محروم ہوتا ہے :- حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے آخری دنوں میں آپ کے خلف اکبر ریحان ملت حضرت علامہ الحاج شاہ ریحان رضا خاں صاحب قبلہ عرف رحمانی میاں علیہ الرحمہ اکثر و بیشتر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور دار العلوم سے متعلق گفتگو فرماتے حضرت والد نے اپنے خلف اکبر کو دار العلوم کے مد و جزر سے آگاہ فرمایا اور تاکید فرمائی کہ میرے بعد اس گلشن سدا بہار پر خزاں کا کوئی اثر نہیں ہونا چاہئے، جس طرح مجھے اس یادگار اعلیٰ حضرت کیلئے سب کچھ قربان کر دینا پڑا۔ اگر دار العلوم تم سے بھی قربانی کا مطالبہ کرے تو تم کسی طرح گریز مت کرنا اور اعلیٰ حضرت کی یادگار سے بے نیاز مت ہونا پھر حضور مفسر اعظم ہند قدس اللہ سبحانہ سرہ نے اپنے صاحبزادہ اکبر کو خاندانی روایات کے مطابق اہتمام دار العلوم سجادۂ اعلیٰ حضرت اور دیگر آراضیات موقوفہ کا متولی قرار دیا۔ اور عرس اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کو شایان شان طریق پر منانے کا حکم دیا۔

حضرت کی کمزوری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی تاآنکہ جون کی بارہ تاریخ اور صفر المظفر کی گیارہ تاریخ آئی شدید کمزوری کے باوجود صبح علی الصباح بیدار ہوئے استنجا اور وضو فرمایا اور نماز فجر سے فارغ ہو کر جائے مصلی کے بستر پر لیٹ کر اوراد و وظائف میں مشغول ہوگئے اسی اثناء میں حضرت رحمانی میاں قبلہ علیہ الرحمہ اور آپ کی چھوٹی صاحبزادی آپ کی خدمت میں باریاب ہوئیں۔ حضور مفسر اعظم علیہ الرحمۃ نے دونوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنے ہاتھ پاؤں سیدھے کر لیے، لبوں پر مسکراہٹ جاری ہوگئی کسے خبر تھی کہ یہ مسکراہٹ وصال یار کا استقبال ہے ڈاکٹر اقبال نے ٹھیک ہی کہا ہے۔

نشان مرد مومن باتو گویم ☆ چوں مرگ آید تبسم بر لب او

اور آپ کے صاحبزادہ باوقار علوم وفنون اسلامیہ کے تاجدار حضرت علامہ الحاج شاہ اختر رضا خان صاحب زید مجدہ ولطفہ جو اس وقت جامعہ ازہر مصر میں مصروف تعلم تھے وہیں سے پکار اٹھے۔

مثل گل ہنگام رخصت مسکراتے ہی رہے

بڑے صاحبزادے اور چھوٹی صاحبزادی نے خیریت دریافت کی تو اثبات میں صرف سر ہلا دیا۔ عین اسی وقت آپ کے سر مبارک سے ڈیڑھ فٹ بلند ایک دائرہ نما سبز روشنی چمکی جس سے منور شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اسی شعاع کی ایک کرن آپ کی پیشانی پر اور دوسری کرن آپ کے نورانی چہرے پر چھائی اور ایسا محسوس ہوا کہ اس کے انوار آنکھوں میں اتر رہے ہیں یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ریحان ملت نے عرض کیا "ابا! کیا بات ہے؟" حضرت والد نے دوبارہ اثبات میں سر ہلا دیا اور چہرہ کو قبلہ رخ کر لیا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ علیہا الرحمہ خمیرہ اور دودھ کی پیالی لیکر حاضر ہوئیں جس کا صرف ایک چمچہ حلق سے نیچے اتر سکا پھر آپ نے آنکھیں بند کر لیں البتہ لب ہلتے رہے۔ آپ کے پرنور چہرے کی رنگت اور بھی زیادہ نکھر گئی پھر لبوں کا ہلنا بھی موقوف ہو گیا اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے۔

۱۱/ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۳/ جون ۱۹۶۵ء بروز اتوار بعد نماز فجر آپ کے جنازہ کا جلوس خواجہ قطب سے نو محلہ مسجد کیلئے روانہ ہوا، لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ نو محلہ مسجد کی افتادہ زمین جو کسی میدان سے کم نہیں ہے اس میں نماز جنازہ کی صف بندی دشوار ہو گئی۔ لہٰذا اسلامیہ کالج کے وسیع گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی پھر وہ جلوس وہاں سے محلہ سوداگران میں آیا اور آپ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کے پہلو میں ہمیشہ کیلئے سلا دیا گیا۔ علیہ رحمۃ واسعۃ کاملۃ الی یوم القیمۃ

نام سے احمد رضا کے جس کے دل میں ہے جلن
ہے وہی انسان دنیا میں پر اگندہ ذہن
کام آنے کا نہیں ہے اس کا کچھ حسن عمل
وہ اٹھائے گا بہت ہی حشر میں رنج و محن

از: مولانا اسرائیل رضوی انصاری

منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان

از........................ مولانا عیسی رضوی، الجامعۃ الرضویہ منظر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج

علم خالق بے عدیل وشیل کی ایک عظیم امانت اور اس کا بے مثل عطیہ ہے۔ شاہکار فطرت نے انسان اول کو اس کا حامل وامین بنایا اور اس کی تکریم میں وعلم آدم الاسماء کلھا فرمایا جس پر فرشتوں نے اپنی لاعلمی اور عدم معلوماتی کا اعتراف واظہار کیا اور اس کے علم پر رشک کناں ہوئے اور اس کی عظمت وبلندی کو سجدہ کیا یہ ایسا امتیازی وصف تھا جس کے باعث صناع عالم نے انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر امانت وخلافت کا عظیم اور مبارک تاج رکھا اور انھیں اپنا قرب عطا کیا۔ جب کہ فرشتوں نے یہ سمجھا تھا کہ ہم ہی اس کے، مقرب اور اس کی طاعت وبندگی بجالاتے ہیں ہمارے علاوہ کوئی بھی اس کی امانت کا امین ومحافظ نہیں ہو سکتا مگر ان کے نزدیک آب وگل کی تقدیس اس وقت ظاہر ہوئی جب آدم کو مسجود ملائکہ بنایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو صفت علم سے ممتاز کیا گیا اور سکان ملکوت پر تفضیل دی گئی اور وہ نبوت سے سرفراز ہوئے انھیں انسانی مخلوق میں انسان اول ہونے کا بھی تمغہ فخر وکمال حاصل ہے جس سے نسل انسانی کی افزائش وترقی ہوئی اور اس کی اولاد سے کائنات کا چپہ چپہ بھر گیا جہاں انگنت وبیشمار انسان بنے وہیں پر ان کی ہدایت ورہنمائی کیلئے انھیں میں سے داعی و پیغامبر بھیجے گئے اور انھیں بھی نبوت کے ساتھ اس وصف علم سے آراستہ ومرصع کیا گیا پیغمبروں نے اپنی قوم اور قبیلے میں جہاں پر توحید کی معرفت وپہچان کرائی وہیں پر اس امانت کو بھی ان کے سامنے رکھا ان میں سے جو نیک اور صالح لوگ تھے انھوں نے اسے قبول کیا اور اپنی نجات وعافیت کا ذریعہ سمجھا اور وہ ابدی سعادت سے سرخرو ہوئے اور جو شقی اور بدبخت لوگ تھے انھوں نے اس کی قدر نہ کی جس سے وہ ذلیل وخوار اور دائمی عذاب میں مبتلا ہوئے کیونکہ علم عزت وتکریم کا سبب ہے اور جہل ہلاکت وپستی کا خدا کی طرف سے جو داعی مامور ومتعین ہوئے ان کا دستور العمل اور منشور یہی رہا کہ انھوں نے بندگان خدا کو علم ومعرفت سے آگاہ وآشنا کیا۔

خلاق کائنات نے علم کا امین وحامل سب سے پہلے انبیاء کرام کو بنایا پھر ان کی امتوں میں یہ کرامت ودیعت کی اور یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ نبی آخر الزماں ﷺ کو خالق حقیقی نے ماکان و مایکون اور اولین وآخرین

کے علوم و معارف عطا فرمائے حکم خداوندی سے انہوں نے اپنی امت کیلئے علم و حکمت کے دروازے کھول دیئے اور انکی امت اس پر سختی سے عامل و کاربند ہوئی کیونکہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد اب کسی نبی یا رسول کی آمد نہیں ہوگی اس لئے اس آخری پیغمبر کی امت نے تعلیم نبوی سے اپنے کو اس کا آخری حامل و محافظ سمجھا اور اس کی ترویج و اشاعت کیلئے مختلف وسائل و ذرائع کا سہارا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو علم و حکمت سے آراستہ کیا اور انہیں علم عطا کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی قرآن کریم میں جا بجا اور مختلف مقامات پر اس کا بیان اس طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امانت کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ارشاد فرمایا و علم آدم الاسماء کلها اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے (سورہ بقرہ آیت ۳۱)

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے فرمایا ولقد آتینا داؤ د و سلیمان علما اور بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا (سورہ نمل آیت ۱۵)

اور فرماتا ہے وکلا اتینا حکما و علما اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا (سورہ انبیاء آیت ۷۹)

حضرت داؤد علیہ السلام کے علم و اعجاز کے بارے میں فرمایا وعلمنا ہ صنعة لبوس لکم اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا (سورہ انبیاء آیت ۸۰)

حضرت لوط علیہ السلام کیلئے ارشاد ہوا ولوطا آتیناہ حکما و علما اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا (سورہ انبیاء آیت ۷۴)

حضرت خضر علیہ السلام کے علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعلمناہ من لد نا علما اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا کیا (سورہ کہف آیت ۶۵)

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کی طرف نسبت فرمایا ولقد اتینا لقمان الحکمة اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی (سورہ لقمان آیت ۱۲)

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تعبیر رویا کا علم عطا فرمایا اس پر ارشاد ہے " ذلکما مما علمنی ربی " یہ ان علموں میں سے ہے جو مجھے میرے رب نے سکھایا (سورہ یوسف آیت ۳۷)

اور فرماتا ہے اتیناہ حکما و علما ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا (سورہ یوسف آیت ۲۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت (سورہ آل عمران آیت ۴۹)

حضور سرور کائنات ﷺ کو جمیع ماکان وما یکون کا علم عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا و علمک مالم تکن تعلم اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے (سورہ نساء آیت ۱۱۳)

اور فرماتا ہے الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا (سورہ رحمٰن آیت ۱ر تا ۴)

اور فرماتا ہے علم الانسان مالم یعلم آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (سورہ علق آیت ۵)

تخلیق انسان کے بعد اس کی پہلی تربیت گاہ خالق بے عدیل وشیل کی بارگاہ عظمت ہے جہاں سے حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو علم وحکمت اور تدبر ودانائی سے براہ راست آراستہ کیا گیا اور وہ مخلوق کی رہنمائی کیلئے منصب رشد وہدایت پر متمکن و فائز ہوئے اس کارگاہ ہستی میں انسانی وجود کے دوام وبقا کیلئے اس علمی سلسلے کو استوار ومضبوط کیا گیا تاکہ نسل انسانی کو عروج وارتقاء اور دائمی بلندی حاصل ہو اور فوز وکامرانی اور صلاح وفلاح کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

مربی مطلق نے انبیاء کرام کو علم وحکمت عطا کرنے کا انتساب اپنی ذات کی طرف کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ وہ عظیم وجلیل امانت ہے جس کے عطا کے بغیر کوئی اس کا امین ونگراں بذات خود نہیں ہو سکتا اور اس امانت کو سونپنے کیلئے ایسی تربیت کی بھی ضرورت ہے جسے حق تعالیٰ از خود انجام دے اور اس کی نسبت بھی اپنی طرف کرے تاکہ انبیاء کرام کا تقدس و کمال اور ان کا مقام ومرتبہ عام انسانوں پر ظاہر وواضح ہو جائے کہ یہ انسانوں کا وہ عظیم گروہ ہے کہ اللہ عزوجل کی تعلیم گاہ کے سوا کہیں سے جس کی رہنمائی نہیں ہو سکتی۔

اس لئے بارگاہ عزوجل مجدہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو ایسا علم عطا ہوا جس سے انہیں تمام اشیاء کے نام آگئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم پر ایسی قدرت ومہارت دی گئی کہ وہ پرندوں کی بولی سمجھتے اور لوہے سے زرہیں بناتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم وحکمت کا ایسا کمال عطا فرمایا کہ پوری دنیا کو ان کے تابع فرمان اور مسخر کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کو ایسا علم دیا گیا جس سے وہ قوم کی سرکشی پر آگاہ ہو گئے اور اس سے نجات حاصل کی حضرت خضر علیہ السلام کو ایسا علم لدنی عطا کیا جس سے اولوالعزم پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اکتساب واستفادہ کیا۔ حضرت لقمان علیہ السلام کو ایسی حکمت ودانائی عطا فرمائی۔ کہ زمانہ حیران وششدر رہ گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب کا ملکہ اور علم وحکمت کا ایسا خزانہ

دیا۔ جس سے پورا مصر ان کا تابعدار و گرویدہ ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا علم و حکمت کا گراں بہا جوہر عطا کیا جس سے انہوں نے لاعلاج مریضوں کو صحت یاب اور مردوں کو زندہ کیا اور گھروں کی چیزوں کے نام بتا دیئے۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ کیلئے بارگاہ عزت سے یہ اعلان ہوا کہ ہم نے سب کچھ سکھا دیا۔ جو نہ جانتے تھے ہم نے قرآن و بیان سکھایا اور ایک انسان کامل کو علم و حکمت کا پیکر مجسم بنا دیا۔

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے اپنے دور میں اپنی امت اور بندگان خدا کی تعلیم و تربیت اور ان کی اصلاح کیلئے تربیت گاہیں قائم فرمائیں اور انہیں پیغام خداوندی کیلئے مرکز قرار دیا جہاں سے علوم و فنون و حکمت و دانائی کے ہزاروں لاکھوں چشمے پھوٹے جن سے انسانی مخلوق سیر اب ہوئی اور حتی المقدور فائدہ اٹھایا۔ پیغمبران عظام نے اس راہ میں جن صعوبتوں اور دشواریوں کا سامنا کیا ہے وہ سب ان کے کارناموں کے ساتھ تاریخ کے سینوں میں محفوظ ہیں یہ کوئی قصۂ پارینہ اور بے بنیاد روایت نہیں بلکہ یہ ایک انمٹ حقیقت اور قرآن عظیم کا متفقہ فیصلہ ہے۔

انبیاء کرام کے بعد جب حضور سید الانبیاء ﷺ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم و حکمت اور حقائق و معارف سے آگاہ اور مزین فرمایا مگر ظاہری تعلیم کیلئے غار حرا کو درسگاہ بنایا گیا اور جبرئیل علیہ السلام کی زبان سے پہلے سبق میں فرمایا اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے۔ بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (سورہ علق آیت ۱ تا ۵)

غار حرا بزم گیتی کی وہ تعلیم گاہ ہے جس میں خلاق عالم نے حضور سید المرسلین ﷺ کو ظاہری طور پر پڑھنے کی ترغیب دی اور ایک انسان کامل کو تعلیم کا حکم فرمایا اور ناموس اکبر کے ذریعہ پیغام خداوندی کا سلسلہ شروع ہوا گو کہ انبیاء عظام علیہم السلام کیلئے اس بات کا تو ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم و حکمت سے سرفراز فرمایا مگر یہ حقیقت تاریخ کے پردوں میں مضمر و پنہاں ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت ربانی کا مرکز و مقام کہاں تھا لیکن یہ فخر تاجدار کون و مکاں ﷺ کو حاصل ہے کہ ان کی تعلیم کے ساتھ اس مقام کو بھی ابدی بلندی بخشی گئی اور وہ تاریخی حیثیت کا حامل ہو گیا جہاں پر تعلیم ربانی کا آغاز ہوا اس اعتبار سے غار حرا اسلام کی پہلی درسگاہ اور اسلامی اقدار کا ایک معزز مقام ہے جس میں جبرئیل امین نے خدا کی طرف سے پیغام لانے کا فریضہ انجام دیا اور حضور سرور کونین ﷺ کی رہنمائی کی۔ گو کہ اس تعلیم گاہ کا درسی افتتاح حضرت روح القدس نے کیا مگر حقیقی استاذ خدائے علیم و خبیر ہی ہے حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں ادبنی ربی فاحسن تادیبی رب تعالیٰ

نے مجھے ادب دیا تو اچھا ادب سکھایا (کنزالعمال)

اعلان نبوت کے بعد سرور کونین ﷺ کی زندگی دو ادوار پر منقسم ہوتی ہے ایک مکی زندگی اور دوسری مدنی زندگی مکی زندگی میں اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے اگرچہ بیشمار اذیت ناک صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس راہ میں ہزاروں موانع حائل ہوئے اس کے باوجود حضور اقدس ﷺ نے عملی تربیت اور درس توحید و رسالت کیلئے دار ارقم کو منتخب فرمایا جہاں پر جاں نثار صحابہ جمع ہوتے اور رسول اللہ ﷺ انہیں خدا کا پیغام سناتے۔

جب مدنی زندگی کا آغاز ہوا تو سید المرسلین ﷺ نے مسجد نبوی کو اعلائے کلمۃ اللہ اور صحابہ کی تعلیم و تربیت کا مرکز و مرجع قرار دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ رسول اللہ کے پیغام حق اور عمل مستقیم نے صدیوں کے اصنام پرستوں کو توحید کی لذتوں سے آشنا کر دیا اور عرب کے بدوؤں کو لا الہ الا اللہ کی صدائے دلنواز کے ذریعہ بتوں کی پرستش سے بیزار و متنفر کر دیا اور جہاں پر ابوبکر و عمر نے کسب فیض اور نبوی تعلیم سے استفادہ کیا وہیں پر عرب کے صحرا نشین بھی توحید و رسالت کے درس اور عملی استقامت سے سرشار و شاداں ہو گئے۔ اسلام میں مسجد نبوی کی درسگاہی اور تربیتی عظمت مسلم ہے جہاں سے تاجدار کائنات ﷺ نے وحی خداوندی کے ذریعہ خلق خدا کو ایمان و عقیدہ، فرائض و واجبات، سنن و مستحبات، علم و فضل، حکمت و دانائی، شعور و ادراک، فکر و آگہی، رشد و ہدایت، عبادت و ریاضت، طاعت و بندگی، اخلاق و عمل، گفتار و کردار، طہارت و پاکیزگی، زہد و بندگی، خوف و خشیت، تقویٰ و پرہیزگاری، اخوت و مساوات، ہمسائیگی و بھائی چارگی، ہمدردی و صلہ رحمی، حقوق والدین، حقوق اولاد، حقوق زوجین، حقوق عباد، ذکر و فکر، جلال و جمال، صلاح و فلاح، فوز و کامرانی صنعت و حرفت، تجارت و معیشت، اخلاص و محبت، صداقت و راستبازی، امانت و دیانت، عدل و انصاف، رحم و کرم، جود و سخا، صبر و رضا، ایثار و قربانی، جوش و جذبہ، رافت و نرمی، معاشرت و حسن سلوک، لطف و کرم، عفت و عصمت، شفقت و رحمت، نظافت و صفائی، تزکیۂ قلوب و اذہان، خلوص و للہیت، تہذیب و تمدن، وقار و تمکنت، قناعت و سنجیدگی، عہد و وعدہ، آداب و اصول غرض کہ تمام معاملات میں احکام مذہب و محاسن دین سے آراستہ و پیراستہ کر دیا خصوصاً صحابہ کرام کو اپنی زندگی کا کامل نمونہ اور عکس متوازی بنا دیا۔ اور اس تعلیم گاہ محبت اور اسکے آفاقی فیضان کرم کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب حضور اقدس ﷺ پیدا ہوئے تھے تو کے میں صرف سترہ لکھنے والے موجود تھے لیکن جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے ہاتھوں میں قلم دے چکے تھے یہ الذی علم بالقلم کا عملی مظاہرہ اور علم الانسان ما لم یعلم کا اعجاز تھا۔ حیات اقدس کا یہ گوشہ بھی فراموش کرنے کے لائق نہیں ہے کہ اسی درسگاہ جلیل

میں عرب کے مختلف قبائل وفود کی شکل میں آتے اور دینی رہنمائی حاصل کرتے ، بادیہ نشین بھی آتے اور اپنی تشنگی رفع کرتے ، اسکے علاوہ مسجد قباء بھی حضور سرور کونین ﷺ ہر دوشنبہ کو تشریف لے جاتے اور وہاں کے بسنے والے صحابہ کو خدا کا پیغام سناتے اور کاشانہ نبوت تو عظیم تربیتی مرکز اور تعلیمی گہوارہ تھا ہی جس جگہ سے تشنگان علوم نبویہ سیراب وشاد کام ہوتے ، بالخصوص وہاں پر مستورات وخواتین کو تعلیم و تعلم کا موقع دیا جاتا اور احکام خداوندی کے ذریعہ ان کی تربیت و اصلاح کی جاتی ، یہاں تک کہ حضور سرور عالم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس کی تربیتی ذمہ داری ازواج مطہرات نے سنبھالی اور احکام و فرامین کے پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ، اس بات پر تاریخ شاہد ہے کہ ازواج مطہرات کی موجودگی میں اگر کوئی مشکل و مغلق مسئلہ در پیش ہوا تو کاشانہ نبوی کی طرف بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے رجوع کیا یہاں تک کہ ابوبکر و عمر اور عثمان و علی نے زمانہ رسالت ہی میں اصحاب صفہ نے مسجد نبوی کے چبوترے کو عملی اور تجرباتی درسگاہ قرار دیا تھا۔ جس میں ۱۵۰ اصحابہ صفائی قلب ، تطہیر باطن ، طہارت وپاکیزگی ، زہد و تقویٰ ، اخلاق و عمل ، تزکیہ قلوب و اذہان ، اور ذکر و فکر میں مصروف تھے اور رسول اللہ ﷺ اسکے معلم و مربی تھے ، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم ۔ میں تمہارے لئے تمہارے والد کے مثل ہوں تم سب کو علم سکھاتا ہوں (رواہ احمد و ابوداؤد و نسائی ، حوالہ امام احمد رضا اور علم حدیث جلد دوم) اور فرماتے ہیں ﷺ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں محاسن اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں (موطاء امام مالک ، حوالہ امام احمد رضا اور علم حدیث جلد چہارم)

قرن اول میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بھی مسجد نبوی کو اپنی پیغام رسانی کا ذریعہ قرار دیا تھا ، جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں احکام خداوندی و فرامین نبوی سنایا کرتے اور حسب ضرورت صحابہ کو جمع کرکے مسائل شرعیہ کے ذریعہ اسلامی مملکتوں میں رونما ہونے والے واقعات اور دیگر جنگی فتوحات کا حال بیان فرمایا کرتے (حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم نے بعد میں اس کام کیلئے کوفہ کو منتخب کیا تھا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تذکیر (اور درس و تدریس) کیلئے پنج شنبہ کا دن مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانش کدہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعلیم کی غرض سے جانا بھی مشہور و معروف اور ناقابل تردید حقیقت ہے ، بزم سے لیکر رزم تک صحابہ کرام کی مجلسیں قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دلنواز سے گونجتی رہتیں اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو احادیث نبوی سنایا اور یاد کرایا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیثیں لکھا کرتے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زبانی یاد رکھتے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف ایک حدیث کیلئے سفر کر کے مصر کے ایک فرماں روا کے پاس جانا بھی ثابت ہے اور ابو شاہ یمنی کی گذارش پر رسول اللہ کے فرمان نامہ کی کتابت کا واقعہ بھی شاہد ہے۔

عہد نبوی اور دور صحابہ میں گو کہ علمی مراکز اور تعلیم گاہیں آج کی طرح باضابطہ قائم نہیں تھیں کیونکہ صحابہ کرام نے براہ راست فیض صحبت اور صاحب شریعت ہی سے اکتساب علم کیا اور اپنے ذہن و حافظہ پر وثوق و اعتماد کر کے اس تعلیمی سلسلہ کو زبانی حد تک محدود رکھا اہل عرب کا حافظہ چونکہ نہایت قوی اور تیز ہوتا تھا کہ ایک ایک آدمی کو مختلف شعراء کے صدہا ہزارہا اشعار اور انکے نام و نسب یاد ہوتے جس پر وہ فخر و مباہات کرتے تھے اسی طرح صحابہ کرام کو سیکڑوں ہزاروں احادیث یاد تھیں انہیں اپنے حفظ و ضبط پر یقین کامل تھا صحابہ کے زمانے میں احادیث و مسائل کی تعلیم انفرادی طور پر زیادہ رائج تھی بعض صحابہ نے اپنے کاشانہ اور در دولت ہی کو حدیث کی تشہیر و ترویج کیلئے متعین و منتخب کر رکھا تھا اور بعض حفظ و ضبط کیلئے کوشاں اور منہمک تھے اور کچھ عرصہ کے بعد عمر بن عبد العزیز کے حکم سے تدوین حدیث کیلئے ایک ادارہ قائم ہوا تھا جس کے معلم اعلیٰ اور نگراں کار محمد بن حزم تھے۔

مگر عہد صحابہ کے بعد پہلی صدی ہجری کے اختتام اور دوسری صدی ہجری کے آغاز و اوائل میں باضابطہ اور باقرینہ طور پر درسگاہیں قائم ہو چکی تھیں اور ان میں تعلیم و تعلم کا رواج عام ہو گیا تھا ان درسگاہوں کا تعلیمی اثر یہ ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد امام مالک، امام احمد، امام اوزاعی، امام زفر عبد اللہ بن مبارک وغیرہ علوم اسلامیہ کے تاجدار اور ائمہ فقہ پیدا ہوئے جنہوں نے قرآن و حدیث سے مسائل شرعیہ کا اجتہاد و استنباط کیا اور ہر ایک اپنی جگہ آفتاب و مہتاب بن کر چمکے ان نفوس قدسیہ نے جن تعلیم گاہوں اور بلند بارگاہوں سے تحصیل علوم کیا انکی شان تو حید تخیل سے بھی ماورئی ہے پھر ائمہ فقہ نے جو مراکز علم قائم کئے وہاں سے ہزاروں لاکھوں طلباء نے علم و فن حاصل کیا صرف امام اعظم کے تلامذہ کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے جب کہ دوسرے ائمہ نے بھی اپنی حیات کے آخری لمحات تک تعلیم و تعلم کے اس سلسلۃ الذہب کو تسلسل کے ساتھ جاری اور باقی رکھا۔

محدثین اور ائمہ حدیث کے دور ترقی میں علم حدیث اور روایت حدیث کو ایسا عروج و ارتقاء اور فروغ و استحکام ملا کہ بڑے بڑے اسلامی شہروں میں اشاعت حدیث کیلئے ادارے اور مراکز قائم ہوئے جہاں سے محدثین کی جماعت نکلی امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام جعفر ابن عساکر و ابن حبان وغیرہ ماہ و نجوم اور اقلیم حدیث کے شہریار پیدا ہوئے اور حدیث و تدوین حدیث کی ایسی خدمات انجام دیں جن کی مثال اقوام عالم کی تاریخ میں

نہیں ملتی اور انہوں نے جو دانش گاہیں قائم فرمائیں ان میں تشنگان علم حدیث حاضر ہوتے اور سیرابی حاصل کرتے صرف امام بخاری نے جو شاگرد اور تلامذہ چھوڑے وہ تقریباً ایک لاکھ ہیں اور دیگر ائمہ حدیث کے شاگردوں کا اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

ائمہ فقہ وحدیث نے اپنے پیچھے جو علمی اثاثہ چھوڑا اس کے فروغ واستحکام اور اس کی تعمیر وترقی کیلئے بلاد اسلامیہ کوفہ، بصرہ، بغداد، دمشق، قاہرہ، روم، اندلس، قسطنطنیہ، غرناطہ، اشبیلیہ، قرطبہ، بخارہ، سمرقند، مراکش، تاشقند، آزربائیجان، وغیرہ میں بڑی بڑی تعلیم گاہیں اور درسگاہیں استوار ہوئیں جہاں پر علم وفضل کے مینار بلند ہوئے جن کی تابندہ شعاعیں عالم کے خطے خطے میں پہونچیں اور ظلمت کدہ کائنات کو منور وتابناک کردیا اور انفس وآفاق میں اجالا پھیلا دیا۔

تعلیم گاہوں سے علماء فقہاء محدثین نے علم ظاہر حاصل کیا اور صوفیاء، صلحاء، اتقیاء وغیرہ کیلئے خانقاہی نظام قائم ہوا علم باطن اور طریقت کے اسرار ورموز کیلئے خانقاہوں کو تربیتی مرکز قرار دیا گیا جہاں سے جنید وبایزید خرقانی وشبلی اور عبد القادر جیلانی ومعین الدین سنجری وغیرہ کشور ولایت کے تاجدار وشہریار پیدا ہوئے جن کے فیض نظر اور نقوش قدم نے عصیان شعاروں کے مقدر بدل دئے اور انہیں اوج کمال عطا کیا خانقاہی تعلیم صرف باطنی صفائی اور طریقت کے رموز پیام تک محدود نہ رہی بلکہ اس کا دائرہ تربیت وسیع ہوا تو زندگی کے ہر شعبے میں اس کی روشنی پہنچی اور خانقاہوں کے سائے میں خلق خدا کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی۔

تعلیمی مراکز اور درسگاہوں کا وجود وبرکت اور انکی حیثیت واہمیت ہر دور ہر عہد اور ہر زمانے میں مسلم وباعظمت رہی جہاں پر قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ مرتب ہوئی اقوام عالم کے نشیب وفراز کی داستان لکھی گئی۔ علم وحکمت کو رواج دیا گیا۔ عہد ماضی کے جلیل القدر انسانوں کے کارنامے لکھے گئے انقلاب زمانہ کا حال سپرد قلم ہوا اور مستقبل کیلئے لائحہ عمل تیار کیا گیا علوم وفنون کی ترقیاں انہیں درسگاہوں کی یادگار اور ان کی رہین منت ہیں اور انہیں علمی مراکز کا تعلیمی نتیجہ ہے کہ سقراط، افلاطون، البیرونی، ابن رشد، ابن سینا فارابی، ارسطو (نیوٹن کپلر گیلی لیو) رازی وغزالی وغیرہ جیسے افراد پیدا ہوئے جن کے ذکر سے تاریخ کی زلفیں سنواری گئیں اور ان کے تابندہ نقوش سے آج بھی تاریخ کے صفحات فروزاں ہیں۔

کسی بھی قوم کو عروج وترقی علم وعمل تہذیب وثقافت اخلاق وکردار محنت وجانفشانی اور زندگی کے آداب واصول پر عمل استقامت سے ہوتی ہے وہ قوم صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہے جس کا علمی سرمایہ ختم ہو جاتا ہے اس قوم کو تاریخ کے اوراق سے نکال دیا جاتا ہے جس کا علمی جوہر معدوم وفنا ہو جائے وہ قوم تاریکی کے دبیز پردوں میں گم ہو جاتی ہے جس کا چراغ علم وہنر گل ہو جاتا ہے قوم علم وفضل اور کارناموں سے زندہ رہتی ہے اور پہچانی جاتی ہے علم وہنر اور فضل وشرف کی بنیاد پر

قوموں کی تاریخ کو زیب داستان اور حوالہ قلم کیا جاتا ہے جو قوم شعور وادراک اور علمی آگہی کے مینار تعمیر کرتی ہے وہ ماضی میں بھی زندہ رہتی ہے اور مستقبل میں بھی وہ مشعل راہ اور زندۂ جاوید مثال ہوتی ہے قوموں کا ثبات ودوام علم اور صرف علم سے ہے۔

جسکا ذریعہ تعلیم جتنا مستحکم اور موثر ہوگا اس کا علم اتنا ہی استوار اور مضبوط ہوگا اسکی آفاقی وسعتوں کا اندازہ تاریخ جاننے والوں کو خوبی ہے کہ دنیا کے پردے پر عرصہ کائنات میں جہاں اور جس جگہ بھی معیاری اور آفاقی درسگاہ رہی وہاں کا علم وفضل، تہذیب وتمدن، عادات واطوار، اخلاق وکردار اتنا ہی بلند اور مرجع خلائق رہا بغداد کے جامعہ نظامیہ کا حال کس پر مخفی ہے کہ جس کی علمی شوکت کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہرا رہا ہے اور جہاں سے ایسے ایسے جلیل القدر علماء، صلحاء، صوفیاء، اور اولیاء نکلے جو بیک وقت شریعت وطریقت دونوں کے سنگم اور حسین امتزاج تھے۔ یہی وجہ ہے بغداد کئی صدی تک تہذیب وثقافت اور تعلیم وتربیت کا مرکز رہا۔ بعض صحابہ نے بھی وہاں سکونت اختیار کی خلفاء بنو امیہ نے اسے اپنا دار الخلافہ قرار دیا اور بغداد تعلیم وتہذیب ہی کا اثر تھا کہ بار بار ٹوٹنے اور اجڑنے کے باوجود دنیا کے نقشے پر ابھرتا رہا۔

اس طویل تمہید اور تاریخی حقائق وشواہد اور اسلامی اقدار وروایات کی جھلکیوں کی روشنی میں گہوارۂ علم وادب یادگار اعلیٰ حضرت مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام رضا نگر سوداگران بریلی شریف کا گہرائی سے جائزہ لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ منظر اسلام عہد ہائے ماضی کی تعلیم گاہوں کا نمونہ اور اسلاف واکابر کی عظیم یادگار ہے اور اس درسگاہ جلیل میں حضرت آدم کی امانت اور اس کی جھلکیاں موجود ہیں۔ حضرت داؤد کے علم کی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ حضرت سلیمان کے علم وحکمت کی فرمانروائی مضمر ہے۔ حضرت لوط کے علم کی ضیاء باریاں پائی جاتی ہیں۔ حضرت خضر کے علم لدنی کا جلوہ موجزن ہے حضرت یوسف کے علم تعبیر کی تعلیم موجود ہے اس درسگاہ میں حضرت لقمان کی حکمت ودانائی کا سبق سکھایا جاتا ہے حضرت عیسیٰ کے علم وحکمت کی گوہر فشانیاں پائی جاتی ہیں (علیہم الصلاۃ والسلام) اور اس درسگاہ سے حضور سرور کونین ﷺ کے علوم پاک کے سچے جانشین اور نائبین کی کھیپ تیار ہوتی ہے اور علماء کا قافلہ نکلتا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء علماء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ونائب ہیں (ابن ماجہ حوالہ امام احمد رضا اور علم حدیث جلد اول)

اس درسگاہ میں مسجد نبوی کی تعلیمی جھلک موجود ہے اصحاب صفہ کے تزکیۂ قلوب کے مثل صفائی باطن کی تعلیم دی جاتی ہے صحابہ کرام کی علمی مملکت کے راز ورموز بتائے جاتے ہیں سلمان وبوذر کے زہد واتقاء کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ وابو یوسف کے تفقہ کی روشنی میں مسائل کا حل سکھایا جاتا ہے۔ ائمہ فقہ کے فرمودات، اقوال کے بموجب

فقہ اسلامی کا درس دیا جاتا ہے۔ اس درس گاہ میں امام بخاری و مسلم کی جمع کردہ حدیثوں کی تعلیم سے آشنا کیا جاتا ہے ائمہ حدیث کی مرتب کردہ احادیث کو رواج دیا جاتا ہے۔ خانقاہی نظام تعلیم کو فروغ دیا جاتا ہے۔ شریعت و طریقت کے اسرار و احکام سکھائے جاتے ہیں۔ اسلام اور اقوام عالم کی تاریخ سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ منظر اسلام کا یہی وہ دینی علمی فیضان ہے جس سے قومیں سیراب و مستفیض ہوئیں اور اپنے بخت خوابیدہ کو جگایا اور منظر اسلام کے فیضان و عمل سے قوم نے علوم و فنون کے پر فضا ماحول میں سانس لینا سیکھا اور اپنی آبائی قدروں کو زندہ و تابندہ کیا منظر اسلام کا وجود برکت مسلمانوں کیلئے ایک عظیم امانت ہے منظر اسلام قوم و ملت کی منفرد اور مائیہ ناز درسگاہ ہے۔

منظر اسلام کا وجود وقت کی اہم ضرورت اور وقت کا شدید تقاضا تھا اس کے علمی فیضان کا دور اس وقت شروع ہوا جب کہ بساط ہند پر باطل فرقے اپنی تمامتر فتنہ سامانیوں کے ساتھ تسلط جمارہے تھے اور ہندوستان کی مختلف ریاستوں اور متعدد اضلاع میں وہ اپنے پنجے گاڑ چکے تھے۔ اہل سنت وجماعت کے سرکردہ علماء ان کے فتنوں کی سرکوبی کیلئے کمربستہ تھے خصوصاً سرخیل علماء، مجدد ملت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ان کے رد و ابطال کیلئے صف آراء اور تیار تھے اور تحریر و تقریر کے ذریعہ ان فتنوں کا استیصال اور بطلان کر رہے تھے۔ امام احمد رضا نے اپنی شوکت علمی اور تجدیدی کارناموں سے ان طوفانی فتنوں کا رخ موڑ دیا ایسا طوفان جو بوے بڑوں کو بہالے گیا اور جبہ و دستار والے بھی اس کی زد سے محفوظ و سلامت نہ رہ سکے ایسے نازک وقت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت فرمائی اور منظر اسلام اور اپنے تجدیدی کارناموں سے انہیں ضلالت و گمرہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا۔

امام احمد رضا نے یکہ و تنہا اپنے علمی جاہ و جلال سے ان فتنوں کا جواب دیا اور طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کیا اور ہر میدان میں ان سے نبرد آزمائی کی اور انہیں پسپا کیا مگر اس ضرورت کو بھی کھلے دل سے محسوس کیا کہ تحریری خدمات کے ساتھ اس علمی فیضان کو عام سے عام تر کرنے کیلئے معاشرے میں ایسے افراد و انسان پیدا کئے جائیں جنکے ذریعہ علمی ترقی میں مزید بالیدگیاں پیدا ہوں اور ان افراد کو دینی فکر و آگہی سے آراستہ اور مالا مال کر دیا جائے جو ہر محاذ پر تقریر و تحریر کے ذریعہ معاشرے میں ناسور کی طرح پھیلی ہوئی بد عقیدگی کا قلع قمع اور اسے تاراج کر دیں اور دین و مذہب پر ہونے والے تمام حملوں کا علمی انداز سے مقابلہ کریں اسی احساس و عواطف کی بنا پر اعلیحضرت امام احمد رضا نے اپنی یادگار اور دینی علمی فیضان کا سلسلہ دراز کرنے کیلئے منظر اسلام کی تعمیر کی اور دینی علمی فیضان کیلئے راہیں ہموار فرمائیں اور باذوق و باشعور لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا اپنے اس مقصد میں کامیابیوں کا اندازہ منظر اسلام کے فیضان و ترقی اور اسکی سو سالہ تاریخ سے لگایا جاسکتا ہے۔

منظر اسلام کے ذریعہ دین وسنت پر ہونے والے تمام حملوں کا مقابلہ اور ان کا دنداں شکن جواب دیا گیا فرق باطلہ کی سر کوبی کی گئی، ضلالت وبدعت اور بد عقیدگی کے دبیز پردوں کو تار تار کردیا گیا، دین ومذہب کی ترویج واشاعت کی گئی، فرزندان توحید کو علوم وفنون سے آراستہ وپیراستہ کیا گیا اورانہیں عملی تربیت دی گئی۔ منظر اسلام سے ایسے افراد ورجال پیدا ہوئے جو امام احمد رضا کے سچے جانشین اوران کے علوم ومعارف کے امین ووارث ہوئے۔ جن کی علمی قیادت ورہنمائی پر زمانے کو ناز ہے اور جن کی تحریر وتقریر اور نمایاں کردار نے حوادثات کا رخ موڑدیا اور ایسا انقلاب برپا کیا جس سے پندارو خیال کے بند دریچے کھل گئے۔ منظر اسلام سے علم وفضل کے ایسے رواں اور سیال چشمے پھوٹے جن سے علم وفن کا گلستاں لالہ زار بن گیا اوراسے حیات نو کی سوغات تازہ ملی۔

منظر اسلام وہ فیض بار وہ ممتاز درس گاہ ہے جہاں سے مدرسین، مبلغین، مصنفین، محدثین، مناظرین، ادباء، فضلاء، اور تنظیمی صلاحیت رکھنے والے افراد پیدا ہوئے اور آفاق کی وسعتوں میں پھیل گئے اوراس کے بام ودر سے علوم وفنون کے ایسے شہنشاہ اور تاجور پیدا ہوئے کہ عالم میں جن کی علمی حکمرانی تسلیم کی گئی اور جنکی سعی وجستجو نے علم وفن کے دریا بہادیئے۔

کسی بھی تعلیم گاہ کی ظاہری وباطنی خوبیوں کیلئے یہ لازمی عنصر ہیکہ اس کے مقاصد نیک اوراس کے رجحانات اچھے ہوں ورنہ نتائج کے اعتبار سے اس کے ثمرات وفوائد ظاہر نہیں ہونگے اور وہ سعی لاحاصل کے مترادف ہوگی۔ ادارہ اگر اپنے بنیادی خطوط پر گامزن ہو تو اس کی ترقی کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے اوراس کے عروج وارتقاء کی راہ میں موانع حائل نہیں ہونگے اور وہ اپنے محامد ومحاسن کے اعتبار سے متعارف ومشہور ہوتا رہے گا۔ اس کے آداب واصول اگر بنیادی خطوط سے متجاوز نہیں ہیں تو یہی چیزیں اس کے فروغ واستحکام کی ضامن ہوجاتی ہیں اور اسکا مستقبل تابناک ہوجاتا ہے۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو ایک معیاری درسگاہ کو یہ فرائض انجام دینے پڑتے ہیں جو اس کے بنیادی اصول ہوتے ہیں۔

(۱) طلباء کو مختلف علوم وفنون میں کامل بنانا اوران میں مہارت پیدا کرنا۔

(۲) طلبہ کی اصلاح وتربیت کرنا اور علمی عملی جسمانی یا اخلاقی حیثیت سے طلباء میں جو خرابیاں جڑ پکڑنے لگتی ہیں ان کی اصلاح کرنا۔

(۳) پسندیدہ عادات واطوار کا حامل بنانا اور بلند کردار کا مالک کرنا

(۴) طلباء کی اندرونی صلاحیتوں کو صحیح رخ پرڈالنا نیز انہیں ان عملی واخلاقی اوصاف سے متصف کرنا جو انفرادی اجتماعی

اور عائلی ذمہ داریوں کو حسن وخوبی انجام دینے میں معاون ہوں۔

(۵) طلباء کے اندر برے بھلے کی تمیز، حق سے محبت اور باطل سے نفرت۔ بھلائیوں کے پھیلانے اور برائیوں کے مٹانے کا جذبہ بیدار کرنا تاکہ وہ معاشرے کے ناپسندیدہ رجحانات کا مقابلہ کر سکیں خود اس کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔

(۶) بنی نوع انسان کے کارآمد تجربات اور اسلاف سے ملے ہوئے علمی فنی اور ثقافتی ورثہ کا تحفظ اور ان میں مناسب اضافہ کر کے دوسروں تک پہونچانا۔

(۷) ہمارے اسلاف واکابر نے مختلف علوم وفنون کا جو ورثہ چھوڑا ہے تعلیم گاہ کا فرض ہے اس کو ضائع ہونے سے بچائے اور اپنی تحقیق وتجربے سے اسے اگلی نسلوں کو منتقل کرے۔

(۸) طلباء میں یہ جذبہ ابھارنا کہ وہ اپنے علم پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیں۔

(۹) سماج کو علم وفضل کی ایک کسوٹی اور معیار فراہم کرنا نیز طلباء کے مابین ذہنی، جسمانی، معاشرتی، اور اخلاقی اعتبار سے جو فرق ہوتا ہے اسے ملحوظ رکھتے ہوئے ان پر انفرادی توجہ دینا تاکہ ہر طالب علم اپنی بساط وصلاحیت کے مطابق آگے بڑھ سکے اور اپنے لئے راہ عمل متعین کرے۔

(۱۰) تعلیم گاہ کے جو اصول وقوانین ہوں ان کا تعلیم کے رواج وتشہیر اور اس کے مقصد میں مثبت اثر کیلئے نافذ العمل ہونا۔ تلک عشرة کاملة بادی النظر میں تعلیم کے یہ مقاصد ہو سکتے ہیں۔

- سماج کا بے نفس خادم بنانا۔
- مملکت کا اچھا شہری بنانا۔
- شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ استوار کرنا۔
- انفرادیت کی نشو ونما اور خودی کی تکمیل کرنا۔

غرض کہ تعلیم کا مقصد اللہ کا صالح بندہ بنانا یعنی طلباء کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ان کے طبعی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالنا اور انہیں دینی جسمانی عملی اور اخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانا کہ اللہ کا شکر گزار بندے بن کر رہیں کائنات میں اس کی مرضی کے مطابق تصرف کریں نیز انفرادی، عائلی اور اجتماعی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں ان کے خالق ومالک کی طرف سے عائد ہوتی ہیں ان سے وہ کماحقہ عہدہ برآ ہو سکیں تعلیم کا یہی صحیح جامع اور بنیادی مقصد ہے۔

اور دنیا میں آج جو تعلیمی نظام برپا ہے اس کا خواہ کچھ بھی نام رکھ دیا جائے لیکن اس کا منبع و سرچشمہ اسلام اور اسکا تعلیمی نظریہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ مقصد تعلیم کے بارے میں کچھ یوروپی مفکرین کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں جن سے واضح ہو جائیگا کہ تعبیر و الفاظ اگرچہ انکے ہیں مگر ان میں اسلام کا تصور تعلیم غالب ہے

(۱) تعلیم کا مقصد پر خلوص نیکی بذریعہ شادمانی کا حصول (ارسطو)

(۲) تعلیم کا مقصد مثالی انسان کی تکمیل ہے (پین)

(۳) تعلیم سے مراد ہے مکمل انسان کی تربیت (کامینیس)

(۴) تعلیم سے مراد ہے شعوری یا ارادی ارتقاء (ڈیوڈسن)

(۵) تعلیم ایک ہنر ہے جس سے ماہران خصوصی نہیں بلکہ انسان بنائے جاتے ہیں (مانٹین)

(۶) سنگ مرمر کے ٹکڑے کیلئے جس طرح سنگ تراشی ہے ویسے ہی انسانی روح کیلئے تعلیم ہے (ایڈیسن)

(۷) تعلیم کا مقصد علم سے بھر دینا نہیں ہے بلکہ قوت کی تربیت کرنا ہے (آرکٹ)

(۸) تعلیم کا مقصد کھری پر خلوص، بے عیب، اور پاک صاف زندگی بسر کرنے کے قابل بنانا ہے۔ (فروبل)

(۹) تعلیم سے مراد تجربہ کی ازسر نو تشکیل ہے جس میں فرد کو اپنی قوتوں پر زیادہ تسلط پانے کے قابل بناتے ہوئے اس کے تجربے میں وسعت پیدا کی جاتی ہے اور اسے سماجی لحاظ سے زیادہ مفید بنایا جاتا ہے (ڈی وی)

(۱۰) عام طور پر انسانیت کا اعلیٰ ترین مقصد اخلاق تسلیم کیا جاتا ہے اور ماہرین تعلیم بھی (ہربارٹ) (بحوالہ فن تعلیم و تربیت)

تعلیم کے یہ بنیادی مقاصد اور تعلیم گاہ کے ان فرائض و ذمہ داریوں کے پیش نظر ہم منظر اسلام کے بارے میں صرف اتنا کہیں گے کہ اس نے ہمیشہ اپنی تعلیم و فرائض میں مذہبی علوم اور اسلام کا تصور و نظریہ پیش کیا ہے جو ایک دینی ادارے کا نصب العین اور اس کا دستور العمل ہے۔

منظر اسلام کا اولین مقصد رنگ و نسل کا امتیاز کئے بغیر دینی تعلیم کو فروغ دینا اور اسے عام کرنا اور فرزندان اسلام کو دینی علوم و فنون اور زندگی کے آداب و محاسن سے آراستہ اور آگاہ کرنا ہے۔

عہد ماضی میں تعلیم نہایت محدود و مخصوص پیمانے پر ہوتی تھی اور اس کا دائرہ نہایت تنگ و تار تھا کہ تعلیم صرف مالداروں اور اہل ثروت کا منصبی حق تھا تعلیم صرف شاہی محلوں اور تہذیب یافتہ اونچے گھرانوں میں ہوتی تھی اس لئے غریبوں اور غلاموں سے تعلیم کا حق چھین لیا گیا تھا اور انہیں جہالت کی پستیوں میں ڈھکیل دیا گیا تھا تعلیم کو وقار و تمکنت کی

بجائے فخر و غرور کا تمغہ سمجھا جاتا تھا تعلیم یافتہ لوگ ناخواندہ اور جاہل افراد کو ذلیل وخوار سمجھتے تھے گویا تعلیم وتمدن کے باوجود وہ جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے اور تعلیم رنگ و نسل میں بٹی ہوئی تھی۔ تعلیم خاندان و قبیلے میں تقسیم ہو رہی تھی اور نسلی تعصب و منافرت میں آبادیاں جکڑی ہوئی تھیں۔

لیکن جب اسلام کا سحاب رحمت برسا تو عہد ماضی کی تمام کثافتوں کو دھو دیا اور رنگ و نسل کے امتیاز و تفریق کو مٹا دیا اور اس کی صدائے عام، پیغام دلنواز سے تاریک دلوں کے نہاں خانے میں اجالا پھیلا قرآن نے آواز دی فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون.

کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ بچیں (سورہ توبہ آیت ۱۲۲)

خدا کا یہ فرمان عام ہے حق تعلم اور تفقہ میں کسی شاہی محل اور متمدن قوم کی کوئی تخصیص و تعین نہیں ہے اور نہ حصول تعلیم میں امیر و غریب اور آقا و غلام کا بیان ہے بلکہ ہر گروہ ہر فریق اور تمام انسانی شعوب و قبائل کو دینی تعلیم اور فقہ سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قبائل عرب میں سے ہر ہر قبیلہ سے جماعتیں سید عالم ﷺ کے حضور حاضر ہوتیں اور وہ حضور کے دین کے مسائل سیکھتے اور تفقہ حاصل کرتے اور اپنے لئے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کیلئے حضور انہیں اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیتے اور نماز، زکوۃ وغیرہ کی تعلیم کیلئے انہیں ان کی قوم پر مامور فرماتے جب وہ لوگ اپنی قوم پر پہنچتے تو اعلان کر دیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہیں اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے یہاں تک کہ لوگ اپنے والدین کو چھوڑ دیتے اور رسول اللہ ﷺ انہیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرماتے (خزائن العرفان ص ۲۹۹)

حضور اقدس ﷺ نے پیغام سنایا کہ تعلموا العلم وعلموه الناس علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ (بیہقی)

اور فرماتے ہیں ﷺ طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة ہر مسلمان مرد و عورت پر علم دین کا طلب کرنا اور سیکھنا فرض ہے (رواه البيهقى والمشكوة وابن ماجه)

ان فرمودات گرامی میں بھی بادشاہ اور رعایا آقا اور غلام کی کوئی تخصیص و تقید نہیں ہے کہ تعلیم و تعلم میں فرق مراتب کا اعتبار کیا جائے اور اس امتیاز و فرق کو بھی مٹا دیا جائے کہ مرد تو علم سیکھیں اور عورت نہ سیکھیں یا عورت تو تعلیم سے

آراستہ ہو مگر مرد اس حق سے محروم رہے بلکہ مرد و عورت دونوں صنف انسان کو ضروری علم سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسلام نے جہاں پر اپنے آفاقی پیغام سے رنگ و نسل، کالے گورے، اور عربی و عجمی کے امتیاز و تفریق کا خاتمہ کیا ہے کہ الاالافضل لعربی علی عجمی ولالعجمی علی عربی ولالاسود علی ابیض . سن لو! کہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت و برتری نہیں ہے اور کالے کو گورے پر کوئی تفوق حاصل نہیں ہے (کنز العمال) اور تعصب و تنگ نظری سے بچنے اور باز رہنے کی تاکید کی ہے کہ لیس منا من دعاالی عصبیة ولیس منا من قاتل عصبیة ولیس منامن مات علی عصبیة جو تعصب کی طرف بلائے وہ ہم میں سے نہیں اور وہ ہم میں سے نہیں جو بیجا عصبیت وحمایت میں قتل و قتال کرے اور جو تعصب پر قائم رہ کر مرجائے وہ ہم میں سے نہیں (ابوداؤد)

وہیں پر تعلیمی میدان میں بھی اسلام نے سب کو ایک نظر سے دیکھا اور ہر انسان کو اس کا پیدائشی حق عطا کیا اسلام چونکہ فطری مذہب اور مکمل نظام زندگی ہے اس لئے وہ اپنی رسوم وعادات میں فطرت سے بغاوت پسند نہیں کرتا اور نہ اس کی اجازت دیتا ہے۔

اور غلاموں اور باندیوں کی تعلیم و تادیب کے بارے میں فرمایا گیا ورجل کانت عندہ امة یطاء ھا فاد بھا فاحسن تادیبھا و علمھا فاحسن تعلیمھاثم اعتقھافتزوجھا فلہ اجران .جس شخص کے پاس موطوءہ باندی ہو تو اسے وہ اچھی طرح علم و ادب سکھائے پھر اسے آزاد کر کے نکاح کرلے تو اس کیلئے دوہرا اجر ہے (بخاری اول)

اس نقطہ نظر سے منظر اسلام کے علمی فیضان وخدمات کا جائزہ لینے پر احساس و اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی سوسالہ تاریخ میں ملک و بیرون ملک مثلاً افریقہ، سری لنکا، برما، بنگلہ دیش، پاکستان، افغانستان، چین، نیپال، جارڈن، لیبیا، شام، سعودیہ عربیہ وغیرہ دنیا بھر کے طالبان علوم نے بلا تفریق امتیاز کے منظر اسلام سے علوم و فنون حاصل کئے اور دینی شعور وادراک میں کمال پیدا کیا یہاں پر جس طرح ایک ملکی اور ریاستی طالب علم کیلئے تعلیمی حق اور سہولتیں مہیا ہیں اسی طرح غیر ملکی اور دیگر ریاستوں کے طلباء کیلئے بھی وہی حق تعلیم اور وہی آسانیاں موجود و بہم ہیں یہاں کی فضا اپنے اور بیگانے کی تفریق و تمیز اور کسی بھی تعصب وحمایت سے مکدر و گرد آلود نہیں ہے کیونکہ منظر اسلام دین حق کا امین و پاسبان ہے۔ منظر اسلام مذہب حقہ کا ترجمان ہے۔ منظر اسلام امام اعظم کے علوم کا داعی و نگہبان ہے۔ منظر اسلام سے جو صدائے حق بلند ہوئی اور علم وفن کی نہریں جاری ہوئیں ان سے امیر و غریب، محتاج و تونگر، فقیر و غنی، مخدوم و خادم، حاکم و محکوم، ملکی و غیر ملکی سب یکساں اور

برابر مستفیض و سیراب ہوئے اور قومی منافرت و رنگ و نسل کے تعصب و تنگ نظری کو بالائے طاق رکھ کر منظر اسلام کی دیواروں کے سائے میں سب جمع اور متحد ہو گئے۔

علم ایک ایسا چراغ ہے جس سے ہزاروں لاکھوں چراغ جلتے ہیں مگر اس چراغ کی لو ماند نہیں پڑتی اور نہ اس کی روشنی مدھم ہوتی ہے بلکہ اس کی تابندہ شعاعیں فراز آسماں سے بات کرتی ہیں اس طرح سے اس کی روشنی عام سے عام تر ہو کر انفس و آفاق میں پہونچ جاتی ہے۔ منظر اسلام نے علم کی ایسی شمع روشن کی جس کے ارد گرد اقصائے عالم کے پروانے جمع ہوئے اور اسکی روشنی سے مستنیر و مستفیض ہو کر کائنات کا چپہ چپہ تابناک و منور کر دیا جو پروانے چراغ کا طواف کرتے ہیں صبح کو ان کی لاشوں کا انبار نظر آتا ہے لیکن منظر اسلام کی علمی شمع کے گرد جو پروانے امنڈ کر آئے اور اکتساب نور کے بعد نکلے تو انھوں نے پورے عالم میں علم و عرفان کی شمعیں روشن کیں اور گھر گھر سے جہل و نادانی کا جنازہ نکال دیا۔ شب دیجور کا چراغ صبح کی سفیدی میں اپنا نور کھو دیتا ہے اور اسکے پروانے دم توڑ دیتے ہیں مگر منظر اسلام کا چراغ علم ایک صدی گزرنے کے بعد بھی آفتاب نیمروز کی طرح جگمگا رہا ہے اور اس کے پروانوں کا ہجوم وازدحام دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

حدیث پاک میں علم نافع کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ایسے علم کو عام کرے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں تو اس کو مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ملے گا حضور سرور کونین ﷺ فرماتے ہیں اذا مات الانسا ن انقطع عنه عمله الامن ثلث من صد قة جارية اوعلم ينتفع به او ولد صا لح يد عوا له جب انسان مرجاتا ہے تو تین چیزوں کے علاوہ اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں وہ تین چیزیں یہ ہیں صدقہ جاریہ۔ علم نافع۔ اور نیک اولاد جو اس کیلئے اس کے مرنے کے بعد دعائے مغفرت کرے (مسلم و مشکوۃ)

صدقہ جاریہ سے مراد مسجد مدرسہ سبیل سرائے کنواں وغیرہ کی تعمیر ہے کہ جب تک یہ باقی رہے گی مرنے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا اور علم نافع سے مراد یہ ہے یا تو وہ کوئی دینی علمی کتاب لکھ جائے جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں یا کوئی ایسا شاگرد چھوڑے جو اس کے علم کو زندہ و باقی رکھے اور اسے دوسروں تک پہونچائے۔

اس حدیث پاک سے منظر اسلام کے عملی اصول اور علمی کارروائی پر روشنی پڑتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے جس مقصد حسن کی تکمیل و تعمیر کیلئے منظر اسلام کو پروان چڑھایا اس کے در و دیوار ظاہر و باطن اور اس کے آداب و اصول میں اسی فرمان رسول کے پیش نظر صدقہ جاریہ اور دائمی ثواب کا مفہوم بھی مضمر و پنہاں ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی آرزو و خواہش یہ تھی کہ منظر اسلام اسلام کا حقیقی منظر اور اسکی عملی تصویر ہو۔ منظر اسلام کے ساحل سے

ہمکنار ہونے والا علم وفضل کا بحر مواج ہو اور اس کے سائے میں پروان چڑھنے والا اگر ذرہ ہو تو آفتاب ہو جائے منظر اسلام کی علمی فضاؤں میں نشو ونما پانے والا ہر فرد جہل کی تاریکیوں میں علم کی شمع روشن کرے اور قوم کی دینی علمی سیادت وقیادت کا فریضہ انجام دے۔ منظر اسلام کی تاریخ نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ امام احمد رضا نے اپنے عزم وحوصلے کو اپنی زندگی ہی میں عملی جامہ پہنا دیا جس سے علم نافع کا ایک طویل اور نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہوا اس سے زیادہ علم نافع اور کیا ہو سکتا ہے کہ سو سال کے طویل عرصے میں اس سے نکلنے والا علمی چشمہ آج بھی ایسا ہی ابل رہا ہے جیسا کل موجزن تھا اور جب تک شمس وقمر لیل ونہار کی گردش رہے گی اس وقت تک اس کا فیض جاری رہے گا۔

سب سے پہلے امام احمد رضا نے اس کی درسگاہی عظمت اور تعلیمی معیار کو بلند وبالا کیا، آپ ہی نے سب سے پہلے اس کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کیں، تشنگان علوم نبویہ کو علم وآگہی سے شاد کام کیا اور عاشقان رسول مقبول علیہ السلام کو عشق وعرفان کا جام محبت پلایا پھر اسکا دائرہ تعلیم وتربیت اتنا وسیع وفراخ ہوا کہ اس کے علمی فیضان واثر کا غلغلہ کائنات کی وسعتوں میں ہونے لگا اور ایسا شہرہ ہوا کہ جس کی دھمک ایک صدی کی تکمیل پر بھی محسوس کی جارہی ہے اور آج وہ متنوع خدمات اور علم وفن کا ایسا گہرا سمندر ہے جو کبھی پایاب اور خشک نہیں ہوگا اور اس بحر ناپید اکنار سے جتنی بھی نہریں نکلیں گی وہ سب کی سب امام احمد رضا کی ذات مقدسہ سے وابستہ ہونگی۔ اور اس درسگاہ جلیل سے جتنے طلبہ فیضیاب وفارغ التحصیل ہو کر نکلے یا نکلیں گے وہ سب کے سب امام احمد رضا کے بے واسطہ وبالواسطہ روحانی تلامذہ ہونگے اور جب تک اس بزم گیتی میں ان کا ایک بھی شاگرد یا ان کے شاگرد کا شاگرد (وعلی هذا القیاس) باقی اور موجود رہے گا اسوقت تک امام احمد رضا کا نام عرصۂ کائنات میں زندہ اور مہر درخشاں کی طرح تابندہ رہے گا اور جب تک منظر اسلام کی ایک ایک اینٹ اور اس کا رنگ وروغن سلامت رہے گا اس وقت تک امام احمد رضا کی یادیں دلوں کے آفاق میں ان کے حسن کردار سے تازہ اور باقی رہے گی اور معلم و متعلم دونوں من جانب اللہ ماجور ہونگے، العالم و المتعلم شریکان فی الاجر۔ عالم اور متعلم دونوں اجر میں برابر ہیں (ابن ماجہ)

کوئی انسان اپنے صحن آرزو میں ایک پودا لگائے اور محنت ولگن سے اس کی آبیاری کرے پھر جب اس سے کوئی کونپل، پتے، ٹہنی، شاخ، اور پھول، پھل نکلے اور وہ ہرا بھرا تناور درخت بن جائے اور اس کی سیکڑوں شاخیں ادھر ادھر پھیل جائیں تو یہ بدیہی اور ظاہری بات ہے کہ اس کی ہر شاخ اور ہر ٹہنی کو اسکی جڑ سے ہی شادابی اور تازگی ملے گی، بالفرض اگر اس کی کسی شاخ کو کاٹ دیا جائے تو تنے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور نہ اس پر کوئی زد پڑے گی لیکن شاخیں تو قطع نہ کی جائیں بلکہ

اگر اس کی جڑوں ہی کو کاٹ دیا جائے تو شاخوں کا پورا نشیمن اور حسن تباہ ہو جائیگا اور اس کا سارا وجود ایک چوب خشک ہو کر رہ جائیگا۔

امام احمد رضا نے منظر اسلام کو اسلامی تعلیم و تربیت کا لہلہاتا ہوا پودا تصور کیا اور اپنے خون جگر سے اس کی آبیاری کی جب تک اس پودے کو امام احمد رضا کی آبیاری ملتی رہے گی اس وقت تک یہ کبھی پژمردہ اور خشک نہیں ہو گا اور نہ اس پر زمانے کی باد مخالف کا کوئی اثر و نفوذ ہو گا۔ بلکہ اس کی بالیدگی میں دن بدن اضافہ اور ترقی ہوتی رہے گی اور امام احمد رضا کے فیض کرامت سے اسکا فیضان روز افزوں اور دوبالا ہوتا رہے گا۔ منظر اسلام جو کل ایک ہونہار پودا تھا آج وہ ایک عظیم تناور درخت بن چکا ہے جس کی شاخیں شرق و غرب تک پھیل گئی ہیں۔

کسی گلستاں کا باغباں اگر باحوصلہ اور پر عزم ہو تو اسکی ایک کلی کو وہ دلہن اور حیات جاودانی کا مژدہ تصور کرے گا اور اسکے ایک ایک پھول کے دوام و بقاء کیلئے اپنا خون جگر نچھاور کر دیگا۔

منظر اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی امیدوں کا ایک عظیم گلشن ہے جس میں رنگا رنگ پھولوں کی بہارستان آباد ہے۔ اور یہ ایسا باغ سدا بہار ہے جس پر خزاں کبھی نہیں آئی اور نہ کبھی اس کی کلیاں پژمردہ ہوئیں بلکہ اس نشیمن کا چمن زار ہمیشہ موسم بہار کی لذتوں سے آشنا رہا اور موسم کے انقلاب و تبدیلی اور کسی بھی باد سموم اور طوفانی ہواؤں کا اس پر کبھی کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ اسکی آبادکاری میں خلوص و للہیت، عزم و حوصلہ اور جراءت و ایثار کے عناصر کار فرما تھے اور اسکی آبیاری میں عشق و محبت کا جوہر شامل تھا اس لئے سو سال کے بعد بھی اس کی تازگی و رعنائی آج بھی اپنے کمال جوبن کے ساتھ صاحبان عقل و خرد اور ارباب فکر و دانش کو دعوت نظارۂ جمال دے رہی ہے۔

ملک و بیرون ملک میں آج اسلامی تعلیم گاہوں اور درسگاہوں کی کمی نہیں ان کا اگر سروے کیا جائے تو ایک سے ایک عظیم الشان اور قابل ذکر تربیت گاہیں ملیں گی اور ان میں سے ہر ایک میں تقریبا جدید تقاضوں کے مطابق عصری سہولیات و آسانیاں بھی موجود ہیں اور تعلیم و تعلم کے میدان میں بھی کوئی کسی سے پیچھے نہیں اس نہج سے بہت کم تعلیم گاہیں ایسی ہیں جنہیں ایک دوسرے پر تفوق و برتری حاصل ہے لیکن اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے کہ منظر اسلام ہی وہ عظیم اور بلند رتبہ درسگاہ ہے جو دنیائے اہل سنت کا مرکز ہے جس کی بنیاد اور پہلی اینٹ مجدد دین و ملت امام احمد رضا کے مقدس ہاتھوں نے رکھی ہے تو اس کا جواب کہیں نہیں ملے گا کسی بھی درسگاہ کو عالیشان اور پر شکوہ بنانے کیلئے اینٹ اور گارا تو بآسانی دستیاب ہو جائیگا مگر امام احمد رضا کے مقدس ہاتھ نہیں ملیں گے۔ ان کے ہاتھوں کا تقدس و کمال نہیں ملے گا منظر اسلام اس نوعیت کا واحد

ادارہ ہے جسے مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کے درودیوار سے امام احمد رضا کا قلبی لگاؤ اور ان کا روحانی سرور وابستہ ہے، منظر اسلام اس وقت تک پھولتا پھلتا اور ہرابھرا رہے گا اور اپنے دینی علمی فیضان سے اسلام کا منظر پیش کرتا رہے گا جب تک بریلی کی مقدس سرزمین میں مجدددین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربت رہے گی۔

منظر اسلام امام احمد رضا کی سعی وکوشش اور انکی جانفشانیوں کا ثمرہ اور فیض ہے کہ اس کے صحن علم سے جیالے اور ذی وقار فرزند پیدا ہوئے اور اصحاب فضل وکمال کی عظیم فوج تیار ہوئی اور منظر اسلام کے علمی فیضان اور برکت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس کی آغوش سے علوم وفنون کے ایسے آفتاب وماہتاب پیدا ہوئے جو آج بڑی بڑی درسگاہ اور دانشگاہوں کے مسند تدریس ومنصب علیا پر فائز اور انکے صدر نشیں ہیں اور قیادت وہدایت کا بلند مینار بن کر عالم پر جلوہ بار ہیں منظر اسلام کی آغوش تربیت سے مدرسین ومعلمین کا قافلہ نکلا مصنفین کی جماعت پیدا ہوئی، مبلغین کا گروہ نکلا، مناظرین کی ٹیم تیار ہوئی، منتظمین کی فوج نکلی اور اس کی چاردیواری سے علوم وفنون کے شہنشاہ اور تاجدار پیدا ہوئے۔ غرض یہ کہ منظر اسلام سے وابستہ امام احمد رضا کی آرزوؤں کی تکمیل اس کے فارغین اور اس کے خوشہ چینوں کی شکل میں ہوئی جو اپنی اپنی جگہ مہ ونجوم ہیں اور ہر ایک خورشید وقمر بنکر علم وفضل کے آسمان ہفتم پر جگمگا رہے ہیں یہ اس کے دینی علمی فیضان کی برکت کا منہ بولتا اور واضح ثبوت ہے جسے ٹھکرایا نہیں جاسکتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے اس زوال آشنا دور میں بنیادی کاموں پر زیادہ توجہ دی اور دینی ضروریات کو مرکز نگاہ بنایا اور حقائق ومعارف کے اجالے میں قوم کو آگاہ وخبردار کیا اور اپنی تحریر وتصنیف اور وعظ وتقریر کے ذریعہ یہ سمجھایا کہ اس علمی انحطاط اور اسکی تنزلی کے دور میں دینی علوم کی ترویج واشاعت عظیم خدمت اور بے مثال کارنامہ ہے، اس لئے دین وسنت، تعلیم وتعلم اور شرعی مقتضیات کے نام پر امام احمد رضا نے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں، وہ سرمایہ دار تھے، اپنے سرمایہ ودولت کو دین کے نام پر خرچ کیا، وہ عظیم مفکر تھے اپنے افکار ونظریات پیش کئے، وہ علوم وفنون کے بادشاہ تھے۔ اپنے علمی خزانے کھول دیئے، وہ مجدد تھے اپنے تجدیدی کارناموں سے قوموں کا مزاج بدل دیا طوفانوں کا رخ موڑ دیا اور ایسا علمی انقلاب برپا کیا جس سے جہالت ونادانی کی ظلمتیں کافور ہوگئیں اور جس کے باعث ان کے علم وفضل کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہونے لگا، اور انہوں نے تن تنہا وہ علمی کارنامے انجام دیئے جو ایک ادارہ، ایک انجمن، ایک تنظیم، یا ایک بڑی جماعت برسوں کی جدوجہد اور سعی مسلسل سے انجام نہیں دے سکتی تھی اور مزید قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور فرزندان توحید کو دولت علم سے مالامال کرنے کیلئے منظر اسلام کے نام پر اس عظیم تربیت گاہ کی بنیاد ڈالی تاکہ اس میں علوم و

فنون کی تشہیر وترویج کے ساتھ دشمن سے مقابلہ اور صف آرائی کیلئے فوج تیار ہو اور اسکی فصیل سے دین کے دشمنوں کو تاخت وتاراج کرنے کیلئے لشکر کشی کی جائے۔ وہ اپنے عزائم ومقاصد میں جس حد تک کامیاب وظفریاب ہوئے ہیں۔ اسکی صد سالہ تاریخ اس بات کی شاہد وگواہ ہے۔

ان تمام سچائیوں کے باوجود دین وسنت کے فروغ واستحکام اور دینی تعلیم کو عام کرنے کیلئے آپ نے چند تجاویز پیش فرمائی ہیں جن پر عملی استقامت سے مخالف ہواؤں کا رخ بدلا جاسکتا ہے، ضلالت وبدعت کے طوفانوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے، تمام بد عقیدگی اور بے علمی کا خاتمہ عمل میں آسکتا ہے اور ان تجاویز پر عمل کر لینے سے مسلمانوں کے گھر کا ایک ایک بچہ صاحب علم اور دین ومذہب کا سچا خادم وترجمان ہو سکتا ہے۔ وہ اسلام کے عظیم اور ہونہار فرزند تھے انہوں نے افراتفری کے عالم میں بھی وہ دیکھا جو دوسرے نہ دیکھ سکے، انکی مومنانہ فراست وبلند نگاہی نے ایک صدی آگے دیکھا اور جن خدشات وخیالات کا اظہار کیا وہ حرف بحرف پورا ہوا تاریخ جاننے والوں سے یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے اسکی دس نکاتی تجاویز مع تمہید کے ملاحظہ ہوں۔ جو انہوں نے دین وسنت اور مسلک حق کی ترویج واشاعت کیلئے پیش کی ہیں چنانچہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انجمن نعمانیہ لاہور صدر ثانی مولانا شاہ محرم علی صاحب چشتی کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جو ۱۵ر جمادی الآخر ۱۳۳۰ھ کو پیش ہوا تھا۔

بڑی کمی امراء کی بے توجہی اور روپے کی ناداری ہے حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ دین کا کام بھی بے روپے کے نہ چلے گا۔ کوئی باقاعدہ عالیشان مدرسہ تو آپ کے ہاتھ میں نہیں (یہ منظر اسلام کے ابتدائی دور کی بات ہے کہ جب یہ تجاویز لکھی جارہی تھیں تو اس کے قیام کو صرف آٹھ سال ہوئے تھے) کوئی اخبار پرچے آپ کے یہاں نہیں مدرسین و واعظین، مناظرین، مصنفین کی کثرت بقدر حاجت آپ کے پاس نہیں جو کچھ کر سکتے ہیں فارغ البال نہیں، جو فارغ البال ہے وہ اہل نہیں، بعض نے خون جگر بلا کر تصانیف کیں تو وہ چھپیں کہاں سے؟ کسی طرح سے کچھ چھپا تو اشاعت کیونکر ہو؟ دیوان نہیں ناول نہیں کہ ہمارے بھائی دو آنے کی چیز پر ایک روپیہ دیکر شوق سے خریدیں یہاں تو سر چھپتا ہے روپیہ وافر ہو تو ممکن کہ یہ سب شکایات رفع ہوں۔

اولاً۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

ثانیاً۔ طلباء کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

ثالثاً۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں کہ جان توڑ کر کوشش کریں

رابعا۔ طبع طلباء کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں کچھ واعظین کچھ مصنفین کچھ مناظرین پھر تصنیف و مناظرہ میں بھی توزیع ہو کوئی کسی فن پر کوئی کسی فن پر

خامسا۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرا و تقریرا وعظا و مناظرۃ اشاعت دین و مذہب کریں مولانا (محرم علی صاحب) اس گئی گزری حالت میں تو کوئی بفضلہ تعالیٰ آپ کے سامنے نہیں آسکتا دور سے غل مچاتے اور وقت پر دم دباتے ہیں جب آپ کے اہل علم یوں ملک میں پھیلیں اس وقت کون ان کی قوت کا سامنا کر سکتا ہے۔

سادسا۔ حمایت مذہب ورد بد مذہباں میں مفید کتب ورسائل مصنفوں کو نذرانہ دیکر تصنیف کرائی جائیں۔

سابعا۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت شائع کیے جائیں۔

ثامنا۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے وعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں آپ سر کوبی اعداء کیلئے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔

تاسعا۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے وہ فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو۔ لگائے جائیں۔

عاشرا۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتا فوقتا ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہونچاتے رہیں۔

میرے خیال میں تو یہ تدابیر ہیں آپ اور جو کچھ بہتر سمجھیں افادہ فرمائیں بلحہ مولانا روپیہ ہونے کی صورت میں اپنی قوت پھیلانے کے علاوہ گمراہوں کی طاقتیں توڑنا بھی انشاء اللہ العزیز آسان ہوگا میں دیکھ رہا ہوں کہ گمراہوں کے بہت سے افراد صرف تنخواہوں کے لالچ سے زہر اگلتے پھرتے ہیں ان میں جسے دس کی جگہ بارہ دیجئے اب آپ کی سی کہے گا یا کم از کم ”ہلبقہ دوختہ بہ“، ہوگا دیکھیے یہ حدیث کا ارشاد کیسا صادق ہے کہ آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے ہوگا اور کیوں نہ ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے عالم ماکان وما یکون ﷺ کی خبر ہے (فتاوی رضویہ جلد بارہ ص ۱۳۳)

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے جس درد و کرب کا اظہار ہو رہا ہے وہ محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن بیان نہیں ہو سکتا اور نہ اس پر لفظوں کا لباس پہنایا جا سکتا ہے ان کی فکر انگیز تحریر اور دس نکاتی؛

پروگرام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سینے میں ایک درد مند اور حساس دل تھا جو قوم کی بے حسی اور اس کی دینی دوری سے مضطرب و بے چین رہتا تھا انہوں نے قوم کے زوال و تنزلی کا راز سمجھا اور اس کے بھیانک نتائج کو محسوس کرتے ہوئے اس کے تدارک واندمال کی تدابیر بتائیں۔

امام احمد رضا کی پیش کردہ تجاویز و اشاریوں پر علماء، خطباء، صلحاء، صوفیاء، اغنیاء، امراء، مفکرین، محققین اور دانشوران ملت اگر آج بھی عمل کریں اور آپسی خلش اور تنازع کو بالائے طاق رکھ کر متحد و متفق ہو جائیں تو قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو سکتی ہے مسلمانوں کا زوال اوج کمال میں بدل سکتا ہے اور اہل سنت وجماعت کی ایک نئی تاریخ ترتیب دی جا سکتی ہے بدعت و خرافات اور بد عقیدگیوں کا راج ختم ہو سکتا ہے اور امن واتحاد دین و سنت فوز و فلاح تعلیم و تعلم کی فضاء برپا ہو سکتی ہے مگر شاید یہ تحریر پر تنویر صرف کاغذ و کتاب ہی کی زینت بنی رہے گی اس لئے اسے بار بار پڑھئے اور سر دھنئے۔

امام احمد رضا صرف گفتار کے غازی نہیں تھے، بلکہ انہوں نے اپنی گفتار و اقوال کے تابندہ نقوش کی روشنی میں حسن کردار کا عملی مظاہرہ کیا اور انہوں نے جو کہا وہی کیا اور جو کیا وہی کہا ان کے قول و فعل میں یکسانیت و ہم آہنگی تھی یہی وجہ ہے انہوں نے اپنی تحریر و تصنیف کو اپنے ذاتی سرمایہ سے قوم کی میز پر پہونچایا اپنی استدلال علیہ کو اہل سنت وجماعت کے سامنے رکھا وقت ضرورت اشتہارات و پمفلیٹ شائع کئے تنظیمیں قائم فرمائیں انجمنوں کو فروغ دیا اور ارباب سنت کو ایک اسٹیج پر جمع کرنے کیلئے ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں۔ اور اپنے معاصر علماء کیلئے عمدہ اور قابل قدر القابات تجویز کئے تاکہ لوگ انکی طرف مائل و متوجہ ہوں اور انکی قدر افزائی و عزت کریں اور ان سے دینی علمی فائدہ اٹھائیں کیونکہ جب تک علماء کی عزت و تکریم ہوتی رہے گی اس وقت تک علم کی قدریں بلند ہوتی رہیں گی اور اسی حسن کردار کا عملی نتیجہ تھا کہ انہوں نے ان تجاویز کے پیش کرنے سے آٹھ سال پہلے ہی ۱۳۲۲ھ میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد رکھ دی تھی اور اپنی حیات اقدس کے آخری لمحے تک اپنے خون جگر سے اسکی آبیاری کی اور ہر ممکن کوشش سے اسے پروان چڑھایا جس سے دینی علمی فیضان کا سیلاب امنڈ اور وہ علم و فن کا بحر بیکراں بن گیا اور جس کی عرفاں انگیز فضاؤں سے دینی، ملی، مذہبی، معاشرتی، ثقافتی، اقتصادی، تحریری، تبلیغی، تصنیفی، تقریری، دعوتی، تنظیمی، فلاحی، رفاہی۔ وغیرہ سرگرمیاں اور خدمات کا سلسلہ جب سے اب تک جاری و ساری ہے منظر اسلام کا وجود و بقاء اہل سنت وجماعت کیلئے ایک قابل فخر سرمایہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا فقید المثال کارنامہ ہے امام احمد رضا کی جراءت و حوصلے نے منظر اسلام کو زندۂ جاوید بنا دیا۔ اور منظر اسلام نے ان کے عزم وارادے کی تکمیل و تزئین سے انکے روحانی سکون کا سامان فراہم کیا۔

منظر اسلام کی تاریخ وروایت سو سال پرانی اور ہمارے اسلاف واکابر کے نقوش قدم کی تابناک شعاعوں کے عین مطابق ہے جس نے اب تک اپنے تعلیمی میدان میں اگرچہ قدامت پسندی کا مظاہرہ کیا مگر اس کے ساتھ ہی آج وہ نئی سمتوں کی طرف برق رفتاری سے رواں دواں ہے اور عصر حاضر کے تعلیمی مقتضیات ولوازمات کے اعتبار سے اس میں عصری تقاضوں کے حامل سامان وسہولیات بھی موجود ہیں اور تعلیم وتعلم کی جدت طرازیاں اور نئی جہتیں بھی اس کے وسیع اور پر فضا علمی ماحول میں سازگار وہموار ہو رہی ہیں اور زمانے کی رفتار وتبدیلی کے مطابق منظر اسلام بھی ترقی اور خود اعتمادی کی شاہراہ پر گامزن ہے اور اپنے آداب واصول پر سختی سے کاربند اور عمل پیرا ہے اور اسنے اپنی تاریخ میں تعمیری وتعلیمی ترقیوں کا وہ بے مثال اور لائق عمل کارنامہ انجام دیا ہے جسے مستقبل کا مورخ جلی اور سنہری حرفوں میں لکھنے پر مجبور ہوگا۔ تاریخ کا ایک دور گزرنے کے بعد جب اس کی تاریخ لکھی جائیگی تو وہ آنے والی نسلوں کیلئے باعث حیرت واستعجاب بھی ہوگی اور باعث فرحت ومسرت بھی۔

کسی درسگاہ کا تعلیمی وقار اس کے اساتذہ اور معلمین سے بلند ہوتا ہے اور اس کی تعلیمی عظمت اسکے معلمین ومدرسین کی محنت وجانفشانی اور ان کے خلوص وللّٰہیت کی مرہون منت ہوتی ہے اساتذہ جتنے ذی علم اور فضل وکمال کے مالک ہونگے اس کا معیار تعلیم اتنا ہی اعلیٰ اور بلند ہوگا اس نہج سے دیکھا جائے تو یہ خصوصیت بھی منظر اسلام کو حاصل ہے کہ زمانہ قیام (۱۳۲۲ھ) سے لیکر اب تک ہر دور ہر عہد میں اس کے اساتذہ اور مدرسین اپنے اپنے وقت میں علم وفن کے آفتاب وماہتاب اور مرجع خلائق رہے۔

جہاں درسگاہ کی تعلیمی بلندی اور علمی فیضان وترقی کیلئے اس کے اساتذہ کا باصلاحیت وذی استعداد ہونا لازم وضروری ہے وہیں پر اس کے نظم ونسق، انتظام وانصرام، اور اہتمام وذمہ داری کیلئے باذوق وحوصلہ مند مہتمم ومنتظم کا بھی ہونا لابدی امر ہے اس اعتبار سے بھی منظر اسلام کو یہ فخر اور تمغہ کمال حاصل ہے کہ ماضی سے لیکر حال تک اس کے تمام مہتممین ومنتظمین باحوصلہ اور بلند کردار کے ساتھ علوم وفنون میں یکتائے روزگار اور منفرد رہے اور اسکے نظم ونسق، تعمیر وترقی اور تمام تر ذمہ داریوں کو اس حسن وخوبی سے انجام دیا جو ان کی حیات اقدس کا عدیم المثال کارنامہ اور قوم مسلم کیلئے قابل فخر سرمایہ ہے۔

جب کہ یہ سطریں لکھی جارہی ہیں اس وقت منظر اسلام کے مہتمم وناظم اعلیٰ گل گلزار رضویت نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحان ملت حضرت علامہ ومولانا الحاج سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں مدظلہ النورانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف ہیں آپ نے اس کی تعمیر وترقی، فروغ واستحکام اور تعلیمی میدان میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں

جو منظر اسلام کی تاریخ ترقی میں ایک روشن و تابناک باب کا اضافہ ہے ہمارا وجدان کہتا ہے کہ شہزادۂ ریحان ملت کے ان عظیم اور مثالی کارناموں سے منظر اسلام کے جملہ مہتمین بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی روح خوش ہو رہی ہوگی کیونکہ

منظر اسلام۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے افکار و نظریات کا ترجمان ہے۔

منظر اسلام۔ مسلک اعلیٰ حضرت اور ان کے مشن کا محافظ و نگہبان ہے۔

منظر اسلام۔ امام احمد رضا کے عشق و عرفاں کا چمنستان ہے۔

منظر اسلام۔ علم و ادب کا شہرستان ہے۔

منظر اسلام۔ عشق و عقیدت کی بہارستان ہے۔

منظر اسلام۔ شعور و آگہی کا بوستان ہے۔

منظر اسلام۔ علم و فضل کا عظیم گلستان ہے۔

منظر اسلام۔ نونہالان امت کیلئے تعلیم و تربیت کا دبستان ہے۔

منظر اسلام۔ ہمارے اسلاف کے کارناموں کا امین و پاسبان ہے۔

منظر اسلام۔ اصحاب فضل و کمال کیلئے باعث فیضان ہے۔

منظر اسلام۔ مینارۂ عظمت ہے۔

منظر اسلام۔ باعث رشد و ہدایت ہے۔

منظر اسلام۔ منبع علم و حکمت ہے۔

منظر اسلام اہل اسلام کی شان و شوکت ہے۔

منظر اسلام۔ اسلاف و اکابر کی روایت ہے۔

منظر اسلام۔ قوم مسلم کی امانت ہے۔

منظر اسلام۔ مرکز اہل سنت ہے۔

منظر اسلام۔ یادگار اعلیٰ حضرت ہے۔

منظر اسلام۔ اسلام کی حجت ہے۔

منظر اسلام۔ اہل ایمان کی شان ہے۔

منظر اسلام۔ تشنگان علوم نبویہ کیلئے علم و فن کا آسمان ہے۔

منظر اسلام۔ چمنستان مفسر قرآن ہے۔

منظر اسلام۔ باغ ریحان ہے۔

منظر اسلام۔ گل سبحان ہے۔

منظر اسلام۔ تیری عظمت و شوکت کو سلام۔

منظر اسلام۔ تیری خدمات و نسبت کو سلام۔

منظر اسلام۔ تیری دینی و علمی فیضان و ترقی کو سلام۔

اور اے منظر اسلام۔ ان مقدس ہستیوں کو سلام جنکا روحانی سکون و قرار تیرے بام و در سے وابستہ ہے۔

اور اے منظر اسلام۔ ان فرزندان توحید کو سلام جو تیری آغوش تربیت کا پروردہ اور تعلیم یافتہ ہے۔

اور اے منظر اسلام۔ ان قدسی صفات انسانوں کو سلام جنھوں نے صد سالہ تاریخ میں تب سے اب تک تیری حفاظت و صیانت کی اور تیرے نشو و نما کا خوشگوار فریضہ انجام دیا۔

اے یادگار اعلیٰ حضرت تیرے منارۂ عظمت کو سلام۔

تیرے ہر جزو کل کو سلام!!!

منظر اسلام

۱۳۲۲ھ

چودہویں صدی ہجری میں بر صغیر کا عظیم صفۂ اسلام تھا

از:- ابو ظفر فتح احمد عیش بستوی مصباحی ڈربن ساؤتھ افریقہ

جس طرح درس وتدریس اور تعلیم و تعلم کی عظمت و فضیلت کا مقدس رشتہ تاریخ کائنات کے ساتھ روز اول ہی سے جڑا ہوا ہے اسی طرح مدرسوں اور تعلیم گاہوں کے قیام و تعمیر کی افادیت وروایت بھی تاریخ انسانیت کا ایک حسین باب ہے جس کی اہمیت وضرورت ہمارے مذہب اسلام میں بھی نہ صرف مسلم بلکہ قائم وجاری ہے۔

حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری کے بعد صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احیائے دین کیلئے سعی بلیغ فرمائی نیز علماء عظام علیہم الرحمہ نے مذہب اسلام کی باگ ڈور سنبھالی اور دین متین کی نشر واشاعت میں اہم رول اور نمایاں کردار ادا کیا۔

پھر اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا اصل سہرا مدارس اسلامیہ کے سر جاتا ہے کیونکہ مذہب حقہ کی حفاظت وصیانت اور ترویج واشاعت کا سب سے مفید و بہترین ذریعہ ووسیلہ مدارس اسلامیہ ہی ہیں۔ یہ مدارس ہماری مذہبی اور ذاتی زندگی کے سرچشمے نیز ملی واجتماعی حیات کے مراکز ہیں:-

فیض جس کا کل جہاں میں عام ہے
وہ رضا کا منظر اسلام ہے(۱)

قیام مدارس کا مقصد ہی یہی ہے کہ مربوط و منضبط طریقہ سے تعلیم وتربیت کی جائے۔ اسلام کو علمی طور پر سمجھنے کیلئے جن علوم کی ضرورت ہے انہیں پڑھایا جائے۔ تفسیر وحدیث وفقہ میں ژرف نگاہی اور وسعت نظر پیدا کی جائے، استاد کی علمی وروحانی واخلاقی سرپرستی ور ہنمائی میں سفر علم طے کیا جائے اور معتمد کتابوں کی روشنی میں علوم اسلامیہ کو سیکھا جائے پھر ان علوم عالیہ کی تحصیل کیلئے جو علوم عالیہ ممد ومعاون ہوں انہیں بھی پڑھ کر اپنی علمی بنیادوں کو مزید مستحکم کر لیا جائے۔(۲)

اس کی ہر ہر اینٹ سے ہے جلوۂ حق آشکار
عشق دیں کا آستاں یہ منظر اسلام ہے (۳)

عربی و اسلامی مدارس مسلمانان ہند (بلکہ عالم اسلام) کیلئے شہ رگ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی حیثیت پاور ہاؤس جیسی ہے جیسے مسلم سوسائٹی میں اسلام کی برقی توانائی سپلائی کی جاتی ہے (۴)

برصغیر یعنی غیر منقسم ہندوستان میں عموماً اور دنیائے سنیت میں خصوصاً جامعہ منظر اسلام ایک مقدس اور فیض رساں ادارہ سمجھا جاتا تھا اس کی عظمت و اہمیت ابتداء ہی سے مسلم تھی اور آج بھی اس کی علمی و افادی اور مرکزی حیثیت تسلیم شدہ ہے (۵)

منظر اسلام کا تو ایک روشن آفتاب
اور سب تیرے نجوم و کہکشاں حامد رضا
آبیاری تو نے کی یوں منظر اسلام کی
بے خزاں ہے تیرا دینی گلستاں حامد رضا (۶)

جامعہ منظر اسلام کی تاسیس کے پس منظر میں ذرا جھانک کر دیکھئے سب سے پہلا داعیہ جس کے دل میں انگڑائی لی وہ ملک العلماء ہی تھے اور منظر اسلام کے مؤسس علام (اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ) اپنے ہونہار محرک اور ہنرمند مجوز کی خوبصورت تحریک و تجویز رد نہ فرماسکے اور اسی سال (۱۳۲۲ھ) میں منظر اسلام کا قیام عمل میں آگیا بعد میں یہی منظر اسلام بغداد العلم کہلایا رشک یونان و اصفہان بنا غرناطہ سبکسار اور دہلی لکھنؤ شرمسار ہوا بڑے بڑے مراکز سرنگوں ہوئے اونچی درسگاہیں اور نامور تعلیم گاہیں للچائی نظروں سے دیکھنے پر مجبور ہوگئیں۔ زمانہ شاہد ہے کہ برصغیر کے کرۂ زمین پر قدیم و جدید تعلیمی مراکز میں جو چراغ علم فروزاں ہیں اس کے روغن کا سر رشتہ مجدد اسلام اور منظر اسلام سے ضرور جڑا ہوا ہے۔ (۷)

اس وقت دنیائے اہل سنت میں جتنے ادارے اور مدارس قائم ہیں وہ سب کے سب مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مرہون منت ہیں (۸)

اہل سنت کے ہر ادارے پر
تیرا احسان منظر اسلام
شہ براہیم نے بلند کیا
تیرا ایوان منظر اسلام (۹)

پوری دنیائے سنیت کے افراد صرف دو ہی مدرسوں کو اچھی طرح سے جانتے ہیں سب سے پہلا مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف جو یادگار اعلیٰ حضرت ہے اور دوسرا الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور جو یادگار حافظ ملت ہے اور دونوں اداروں کے موجودہ پرنسپل حضور حافظ ملت کے شاگرد ہیں کون حافظ ملت ؟ وہ حافظ ملت جو منظر اسلام سے فارغ التحصیل تھے۔ حضور حافظ ملت کی کیا تخصیص! بلکہ منظر اسلام کے فارغین میں سر فہرست ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، حضور مفتی اعظم ہند، اور محدث اعظم پاکستان وغیرہم تھے (۱۰)

یادگار اعلیٰ حضرت، منظر اسلام نہ صرف مینارۂ علم وعرفان ہے بلکہ تعلیمی عروج وارتقاء اہل سنت وجماعت کیلئے طرۂ امتیاز ہے (۱۱)

بفیض مفتی اعظم ہو فارغ جو بھی منظر سے ☆ ستارہ اوج پہ چمکے نہ کیوں پھر اس کی قسمت کا (۱۲)

منظر اسلام کی تعمیر میں تیرا لہو

ہے بہ انداز نظامت شاہ رحمانی میاں (۱۳)

جامعہ منظر اسلام کے معائنہ جاتی رجسٹر میں ایک ممتحن اپنا تاثر پر از حقیقت اس طرح سے لکھتے ہوئے فخر کرتا ہے کہ درجہ دورۂ حدیث سے فارغ ہونے والے طلباء کا امتحان لیا (ماشاء اللہ طلباء کی ایک نرالی شان پائی۔ یہ سب فیضان ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت، آقائے نعمت، دریائے رحمت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ حضور حجۃ الاسلام اور حضور سیدی مرشدی قطب عالم، مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا۔ یقیناً ثمرہ ہے مخدوم ملت نبیرۂ اعلیٰحضرت جانشین ریحان ملت گل گلزار قادریت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ و متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کے حسن انتظام واہتمام اور مضبوط قیادت کا یقیناً یہ سب کچھ نتیجہ ہے مرکز اہل سنت بریلی شریف کے عظیم الشان دار العلوم منظر اسلام کے مخلص ومشفق لائق وفائق علم وفضل کے بحر دیگر اساتذۂ کرام کی کاوشوں اور جان توڑ محنتوں کا۔ رب کریم منظر اسلام کو روز افزوں ترقی واستحکام عطا فرمائے اور اس گلشن رضا کو شاد وآباد رکھے امین (۱۴)

یہ گلستان رضا پھولے پھلے رب رحیم
ہیں نگہباں جس کے سبحانی میرے رب کریم (۱۵)
یہ رضوی آستاں مسجد رضا و منظر اسلام
زمانہ کہہ رہا ہے شاہ سبحانی کی خدمت ہے (۱۶)

ماہنامہ اعلیٰحضرت کے ایڈیٹر آپ ہیں
منظر اسلام کے بھی ناظم ذیشان ہیں (۱۷)

یہ دار العلوم جو بر اعظم ہندوپاکستان میں اپنی تاریخی عظمت اور دینی خدمت کیلئے معروف ہے جہاں سے فرزندان علماء کرام علم کی دولت لیکر امت اسلامیہ ہند نہ صرف ہند بلکہ بیرون ہند اور عرب وعجم میں پھیل گئے اور حسب استطاعت فیضان علم سے امت کو مستفد فرمایا۔ یہ اسی دار العلوم کا فیضان ہے کہ ہندوپاکستان میں نہ جانے کتنے مدارس دینیہ دار العلوم قائم وجاری ہیں اور تشنگان علم ان سے سیراب ہورہے ہیں) یہ سب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم حضرت العلام مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ الوہیت اور دیار رسالت علی صاحبہا الصلوۃ میں مقبولیت کی دلیل ہے یہ دار العلوم تقریباً ایک صدی سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے اور آج بھی اس کا فیض جاری وساری ہے (۱۸)

یاخدا منظر سے یہ دریا سدا بہتے رہیں
فیض پاتے ہی رہیں ہم جیسے عاصی بیشمار
اس دعاء پر ختم کر منظر کلام تہنیت
پھول وہ کھلتے رہیں قائم رہے جن سے بہار (۱۹)

اپنا مادر علمی جامعہ رضویہ منظر اسلام کے زریں جشن صد سالہ کے سنہری موقع پر ہدیہ تبریک و خراج محبت پیش کرتے ہوئے میں اس لئے بے پناہ خوش ہوں کیونکہ منظر اسلام چودہویں صدی ہجری میں برصغیر کا عظیم صفۂ اسلام تھا اور اسی کی برکت سے میری ممتاز مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا وجود مسعود ہوا اللہ اس کے فیضان کو جاری رکھے آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

مسلک احناف کے یہ مرکزی کردار ہیں
پاک مارہرہ بریلی، اشرفیہ واہ واہ (۲۰)
حافظ ملت کا گلشن اشرفیہ جامعہ
ہے تیری زندہ کرامت مفتی اعظم زندہ باد (۲۱)

ماخوذات واقتباسات

(۱) فاروق مدنا پوری ماہنامہ اعلحضرت، اکتوبر ۲۰۰۰ء
(۲) علامہ یٰسین اختر مصباحی ماہنامہ کنز الایمان دسمبر ۲۰۰۰ء
(۳) علی احمد سیوانی ماہنامہ اعلحضرت اکتوبر ۱۹۹۹ء
(۴) علامہ یٰسین اختر مصباحی ماہنامہ کنز الایمان جنوری ۱۹۹۹ء
(۵) مولانا شبنم کمالی ماہنامہ اعلحضرت اگست ۱۹۹۸ء
(۶) مولانا شبنم کمالی ماہنامہ اعلحضرت دسمبر ۹۴/ ۱۹۹۳ء
(۷) غلام جابر شمس مصباحی ماہنامہ کنز الایمان اکتوبر ۲۰۰۰ء
(۸) مولانا اعجاز انجم لطیفی ماہنامہ اعلحضرت اگست ۱۹۹۷ء
(۹) مفتی محمد فاروق فارقی نوری ماہنامہ اعلحضرت مارچ ۱۹۹۸ء
(۱۰) مولانا محمد ظہور الاسلام نوری دیناجپوری ماہنامہ اعلحضرت دسمبر ۱۹۹۹ء
(۱۱) مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی ماہنامہ اعلحضرت دسمبر ۱۹۹۷ء
(۱۲) صادق نوری چندوسی ماہنامہ اعلحضرت دسمبر، جنوری ۹۴/ ۱۹۹۳ء
(۱۳) طاہر کانپوری ماہنامہ اعلحضرت ستمبر ۱۹۹۸ء
(۱۴) مولانا سید شاہد علی رضوی ماہنامہ اعلحضرت دسمبر، جنوری ۹۴/ ۱۹۹۳ء
(۱۵) سلیم رضوی ماہنامہ اعلحضرت اکتوبر ۱۹۹۶ء
(۱۶) سلیم الرحمٰن ماہنامہ اعلحضرت نومبر ۱۹۹۹ء
(۱۷) غلام مصطفیٰ رضوی ماہنامہ اعلحضرت دسمبر، جنوری ۹۴/ ۱۹۹۳ء
(۱۸) علامہ سید ظہیر احمد زیدی ماہنامہ اعلحضرت اکتوبر ر نومبر ۱۹۹۸ء
(۱۹) سید اعجاز علی منظر ماہنامہ اعلحضرت دسمبر، جنوری ۹۴/ ۱۹۹۳ء
(۲۰/ ۲۱) ابو ظفر فتح احمد عیش بستوی مصباحی قادری رضوی

وہ مری انمول دولت منظر اسلام ہے

نتیجۂ فکر: مولانا محمد نور الدین القادری الرجبی نانپاروی، مدرسہ جامعہ عالیہ مصطفویہ عزیز العلوم نانپارہ بہرائچ

گلستان دین و ملت منظر اسلام ہے
بوستان علم و حکمت منظر اسلام ہے
پرچم حق و صداقت منظر اسلام ہے
اہل سنت کی عدالت منظر اسلام ہے

جس سے پیدا سنیت میں ہے بہار جانفزا
مرحبا وہ نور و نکہت منظر اسلام ہے
اعلیٰ حضرت کی ہے تابندہ مبارک یادگار
وہ مری انمول دولت منظر اسلام ہے

جس سے بد دینوں کے دل میں ہوگیا غار عمیق
وہ سنانِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے
علم کا دریا رواں ہے مدتوں سے جس جگہ
وہ مبارک خاک جنت منظر اسلام ہے

رزمگاہ نجدیت میں حرف آخر جو مقام
وہ مقام پختہ حجت منظر اسلام ہے
لرزہ بر اندام جس سے اہل ندوہ آج بھی
وہ نشان خوف و ہیبت منظر اسلام ہے

جس چمن کی بوسے مہکیں عالمان سنیت
وہ چمن زار فضیلت ،منظر اسلام ہے

دشمنان اعلیٰ حضرت آج تک دہشت میں ہیں
ایسا ذی جاہ و جلالت منظر اسلام ہے

حجۃ الاسلام و نوری حضرت ریحاں رضا
سب کی کاوش درحقیقت منظر اسلام ہے

شہ ظفر ،سردار ،امجد ،بلبل ہندوستاں
جس کی کر دی خوب شہرت منظر اسلام ہے

شہ محدث اور مجاہد اور شہ حشمت علی
انکی زندہ شان و شوکت منظر اسلام ہے

حضرت سبحاں رضا توصیف و تسلیم رضا
جس کی خاطر کرتے محنت منظر اسلا م ہے

طالبان علم نبوی کی جماعت ہے یہاں
اس لئے برکت ہی برکت منظر اسلام ہے

نورؔ دیں مرکز کی مدحت کو بیاں کیسے کرے
اہل علم و فن کی مدحت منظر اسلام ہے

جشن صد سالہ مبارک ہو

از قلم :۔۔حضرت مفتی محمد فاروق صاحب فاروقؔ نوری مفتی دار الافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ ☆ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ

خدا کا فضل پیارے مصطفیٰ کی تجھ پہ رحمت ہے
جناب غوث اعظم کا کرم خواجہ کی شفقت ہے
شہ برکت کی برکت ساتھ تیرے نوری طلعت ہے

نہ کیوں ہو منظر اسلام تیرا مرتبہ بالا☆ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ

مقدر کی بلندی تیرے بانی اعلیٰ حضرت ہیں

یقیناً حجۃ الاسلام بھی بحر عنایت ہیں

شہ مفتی اعظم تیرے حق میں خاص رحمت ہیں

مفسر شاہ جیلانی میاں نے ہے تجھے پالا☆ مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ

ترا فیضان علم و فضل عالم میں نمایاں ہے

تری عزت پہ ہر اک اہل سنت دل سے قرباں ہے

ترے پاکیزہ دامان کرم میں کنز ایماں ہے

فدا ریحان ملت نے دل اپنا تجھ پہ کرڈالا☆ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ

یہ تیرا وصف کہ تو حامئی دین وشریعت ہے

یہ تیرا رعب کہ تو ماحئ کفر و ضلالت ہے

یہ تیری شان کہ تو مرکز کل اہل سنت ہے

بایں اوصاف دنیا بھر میں تیرا بول ہے بالا☆ مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ

تو ہے محبوب سبحانی ۔ ہے تجھ پہ ظل سبحانی

یہ تیرے انجم قسمت کی دیکھی جلوہ افشانی

تری توقیر و توصیف اہل سنت میں ہے لاثانی

یہ ہے تسلیم پیارے تیرا ہر سنی ہے متوالا

مبارک منظر اسلام تجھ کو جشن صد سالہ ☆ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ

تری تعمیر و تزئیں مرحبا پر کیف منظر ہے

ترقی علمی شعبہ جات کی بہتر سے بہتر ہے

ہے ذرہ میرے فارق اس کا ہر قطرہ سمندر ہے

بسعئ حضرت سبحان رضا ہر کام ہے اعلیٰ ☆ مسلسل گرد منظر ہے ترے اسلام کا ہالہ

جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز

محدث مراد آبادی ثم مبارکپوری علیہ الرحمہ

از :----------ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری استاذ شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

آپ کے والد کا نام حافظ عبد المجید ۱۳۱۴ھ قصبہ بھوج پور ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے داوا ملا عبد الرحیم صاحب نے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے نام پر آپ کا نام رکھا اور کہا میری آرزو ہے کہ یہ پڑھ کر عالم دین ہو، خدا کا کرنا کہ حضرت دہلوی کی طرح آپ بھی مرجع طلبہ ہوئے۔ حافظ قرآن ہونے کے سالہا سال بعد جامعہ نعیمیہ مراد آباد پہنچے۔ حضرت مولانا عبد العزیز خاں اشرفی فتح پوری کی خدمت میں رہے جوان دنوں مختی کتابوں کے طالب علم تھے فارسی عربی شروع کی اور حضرت استاذی مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے کافیہ کا درس لیا یہاں سے ۱۳۴۱ھ کے بعد حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی الاعظمی قدس سرہ کا شہرہ سن کر اجمیر شریف پہنچے اور پوری تندہی اور یکسوئی کے ساتھ تحصیل علم میں مصروف ہوگئے۔ ۱۳۵۱ھ میں حضرت صدر الشریعہ کی ہمراہی میں بریلی آئے شعبان ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ منظر اسلام میں دورۂ حدیث کا تکملہ کر کے فراغت پا کر سند اجازت حاصل کی۔ اسی سنہ میں اپنے پیرو مرشد قطب المشائخ مخدوم شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ کے قائم کردہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں حضرت صدر الشریعہ کے ایماء سے عہدۂ صدر المدرسین پر مامور ہوئے، درمیان میں دو سال جامعہ عربیہ ناگ پور میں صدر مدرس رہے سیکڑوں نامور علماء کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ ہزار ہا نفوس سلسلہ عالیہ اشرفیہ امجدیہ میں آپ سے داخل سلسلہ ہیں۔ آپ ہندوستان کے ان اعاظم علماء کرام میں تھے جن کے دم سے عظمتِ دین قائم ہے۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۱۰۶۳ مولفہ مولانا محمود احمد قادری)

آپ کی تصانیف میں "العذاب الشدید، اور مصباح الجدید بہت ہی معروف و مشہور ہیں۔ ابھی تک آپ ہی کے حوالہ سے یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں مقبول و محبوب ہوئے۔ حضرت علامہ بدر الدین احمد قادری گورکھپوری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سوانح امام احمد رضا میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت بارگاہ رسالت میں

ادھر ۲۵؍ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ کے دن دو بج کر ۳۸؍ منٹ پر بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قبلہ دنیائے فانی سے روانہ ہو رہے ہیں اُدھر بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ ٹھیک ۲۵؍ صفر ۱۳۴۰ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس علیہ السلام تشریف فرما ہیں، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے۔ وہ شامی بزرگ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں فداک ابی وامی میرے ماں باپ حضور پر قربان کسی کا انتظار ہے؟ سید عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کی احمد رضا کون ہیں؟ حضور نے فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول کی ملاقات کو تشریف لائے ہیں وہ ۲۵؍ صفر ۱۳۴۰ھ کو اپنی دنیا سے روانہ ہو چکا ہے۔

دار العلوم اشرفیہ ضلع اعظم گڑھ کے عظیم المرتبت محدث حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مراد آبادی واقعہ مذکورہ بالا کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ دار الخیر اجمیر شریف کی حاضری کا وہ دور طالب علمی ہے جس میں نو سال تک سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی اور استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ قبلہ علیہ الرحمہ کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا۔ اس مبارک زمانہ میں اکثر علماء مشائخ اور بزرگان دین کی زیارت میسر آتی تھی انہیں بزرگوں میں حضرت دیوان سید آل رسول صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ماموں صاحب قبلہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ دیوان صاحب کے یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ موصوف کی خدمت میں (میری) حاضری ہوا کرتی تھی۔ وہ اکثر بزرگان دین کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت موصوف نے بیان فرمایا کہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے۔ ان کی آمد کی خبر پا کر (میں نے) ان سے ملاقات کی بڑے شان و شوکت کے بزرگ تھے۔ طبیعت میں بڑا ہی استغناء تھا۔ مسلمان جس طرح

عربوں کی خدمت کیا کرتے تھے ان (شامی بزرگ) کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے۔ نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں، مجھے (روپیہ پیسے کی) ضرورت نہیں۔ مجھے ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا۔ عرض کیا حضرت یہاں ہندوستان میں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۲۵؍ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی۔ خواب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: فداك ابی و امی۔ کس کا انتظار ہے ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا مولانا احمد رضا خان صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا میں ہندوستان آیا بریلی پہنچا معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵؍ صفر ان کی تاریخ وصال تھی۔ میں نے طویل سفر ان کی ملاقات کیلئے ہی کیا تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اسی سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مقبولیت بارگاہ رسالت میں معلوم ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو عاشقان رسول یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔

(ماہنامہ پاسبان الہ آباد شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء ص ۴)

انتباہ:— میں نے استاذ گرامی حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے براہ راست واقعہ مذکورہ بالا کی تصدیق حاصل کی ہے۔ ماہنامہ پاسبان میں ان شامی بزرگ کی جائے سکونت کا ذکر نہیں تھا۔ میں نے حضرت علیہ الرحمہ سے دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا وہ شہر بیت المقدس کے باشندے تھے۔

(سوانح امام احمد رضا ص ۲۹۳ مطبوعہ فیصل آباد پاکستان از مولانا بدر الدین قادری گورکھپوری)

قطعہ

آپ کا رتبہ ہے اعلیٰ سیدی احمد رضا
کل جہاں میں بول بالا سیدی احمد رضا
آپ سے جو بھی رکھے گا بغض و کینہ بالیقیں
وہ رہے گا دل کا کالا سیدی احمد رضا

از: مولانا اسرائیل رضوی بہرائچی

مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی لاہور

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد ابن حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ ابن سید نجف علی ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء میں ہندوستان کے مشہور شہر الور کے محلہ نواب پورہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا تعلق ایک علمی وروحانی سید گھرانے سے ہے اور آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام "موسیٰ رضا" رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباء واجداد مشہد سے ہندوستان تشریف لائے اور الور قیام پذیر ہوئے۔

(محمد عبد الحکیم شرف قادری مولانا "تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۱۴۰)

تعلیم وتربیت:۔ جس طرح آپ کا تعلق ایک عظیم علمی خاندان سے ہے، اسی طرح آپ کی تربیت بھی نہایت مہتم بالشان طریقے سے ہوئی۔ قرآن مجید الور ہی کے حافظ "عبد الحکیم"، حافظ "عبد العزیز" اور حافظ "قادر علی" سے پڑھا۔

صرف ونحو کی ابتدائی کتب علامہ سید ظہور اللہ ملتانی سے اور اکثر کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں فنون کی انتہائی کتب قاضی مبارک حمد اللہ، افق المبین، صدرا، شمس بازغہ اور شرح عقائد نسفی وغیرہ جمیع کتب احادیث اور کتب طب مراد آباد میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور ۱۹۱۹ء میں مراد آباد سے سند فراغت ودستار فضیلت حاصل کی۔

امام اہل سنت سے سندات کا حصول:۔ ۱۹۱۹ء ہی میں آپ امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں بریلی حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں تقریباً دو سال تک رہے اور آپ کے حکم پر فتویٰ نویسی کے فرائض سر انجام دیتے رہے اعلیٰ حضرت نے آپ کو جمیع علوم وفنون کی سند اور وظائف وخلافت نامہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آگرہ میں خطابت:۔ جامع مسجد آگرہ میں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خطیب تھے۔ تحریک خلافت میں مولانا ابو الکلام آزاد اور مولانا عبد الماجد بدایونی وغیرہ کانگریس کے حق میں

تقریر کرتے تھے، جبکہ مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور سید صاحب موصوف کانگریس کے خلاف سرگرم عمل تھے۔

دوران تحریک پنجاب کے عوام کی دعوت پر حضرت سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کا دورہ کیا۔ لاہور کے مسلمانوں کو آپ کی تقاریر سے ایسا ذوق میسر ہوا کہ حضرت علامہ کو لوگوں کے اصرار پر لاہور آنا پڑا، چنانچہ آپ کی جگہ حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد کو جامع مسجد آگرہ میں فرائض خطابت سونپ دیے گئے۔

لاہور میں آمد:۔ ۱۹۲۲ء میں آپ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے حکم پر جامع مسجد داتا گنج بخش کی خطابت کیلئے لاہور پہنچے۔ داتا گنج بخش کی مسجد ان دنوں زیر تعمیر تھی۔ مولانا محرم علی چشتی، سید امین اندرابی اور خلیفہ مولوی تاج الدین کے مشورے سے آپ کو مسجد وزیر خاں میں علوم دینیہ کی تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔ آپ کی محنت شاقہ کی شہرت نے سارے پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ طلباء جوق در جوق آنا شروع ہو گئے اور مسجد وزیر خاں کے وسیع صحن میں دینی علوم حاصل کرنے والوں کا بے پناہ ہجوم ہو گیا۔

دار العلوم حزب الاحناف کی تاسیس:۔ مرزا ظفر علی صاحب جو ان دنوں مسجد وزیر خاں کے متولی تھے، انہیں طلباء کے اجتماع سے اختلاف تھا، چنانچہ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد وزیر خاں سے استعفی دیدیا۔

لاہور کے سنی زعماء قاضی حبیب اللہ، مولوی محمد دین، حاجی شمس الدین اور مولانا محرم علی چشتی نے انجمن حزب الاحناف ہند کی بنیاد رکھی اور ۱۵ر مارچ ۱۹۲۶ء کو باقاعدگی سے تدریس کا آغاز ہو گیا۔

دار العلوم ”حزب الاحناف“ کا ابتدائی دور بے سروسامانی کا دور تھا۔ ابتداء مسجد وزیر خاں سے ہوئی۔ وہاں سے لنڈا بازار، مکی دروازہ، مسجد دائی رنگہ اور مسجد مائی لاڈو سے ہوتے ہوئے ۱۵ر مارچ ۱۹۲۶ء کو تین گنبد والی مسجد اندرون دہلی دروازہ کو دار العلوم کے لئے منتخب کیا گیا۔ مسجد کی صفائی ہوئی اور مرمت کرائی گئی۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو روپیہ مسجد کی صفائی پر خرچ کیا اور نو ماہ میں یہ سنی دار العلوم اپنی پوری تابانیوں سے جلوہ گر ہو گیا۔

ابتدائی اساتذہ میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ علامہ ابوالبرکات، علامہ ابوالحسنات، مولانا عبد القیوم اور مولانا عبد المنان جیسے لوگ شریک تدریس تھے۔ (پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ”تذکرہ علماء اہل سنت لاہور ص ۳۲۱“)

۱۹۳۵ء میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے دار العلوم کے جملہ انتظام

وانصرام کو سنبھالا اور مسند درس حدیث پر فائز ہوئے، اور وصال تک یہ فیض جاری رہا۔

آج کل دار العلوم حزب الاحناف لال کوٹھی بیرون بھاٹی گیٹ منتقل ہو چکا ہے اور حضرت قبلہ سید ابو البرکات رحمۃ اللہ علیہ باوجود پیرانہ سالی اور صحت کے ساتھ خدمت میں حاضر ہونے والوں کو علمی و روحانی فیض سے مستفیض فرماتے رہے۔ ۹ر جنوری ۱۹۷۷ء کو تنظیم المدارس اہل سنت کی نشاۃ ثانیہ میں آپ کو تنظیم کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا اور پھر ۱۹۷۸ء کے نئے انتخاب میں آپ کو تنظیم کا سرپرست نامزد کیا گیا۔

فتنوں کا مقابلہ :- آج سے کچھ عرصہ پہلے لاہور میں طرح طرح کے فتنے اٹھے، کہیں وہابیت کے فتنہ نے سر اٹھایا کہیں نیچریت اپنے پر تول رہی تھی، کہیں مرزائیوں کی ریشہ دوانیاں تھیں، تو کہیں رافضی گمراہی کا جال بچھائے بیٹھے تھے، لیکن حنیت کے اس بحر بے کنار کے سامنے جو بھی فتنہ آیا خس وخاشاک کی طرح بہہ گیا۔

تحریرات :- آپ کا زیادہ حصہ علوم وفنون اور حدیث پاک کی تدریس میں گزرا، لیکن اس کے باوجود آپ نے میدان تحریر میں بھی کام کیا، چنانچہ مندرجہ ذیل کتب آپ نے تحریر فرمائیں۔

(۱) مناظرہ تلون۔ (۲) دبوس المقلدین، (۳) فتح المبین، (۴) مناظرہ ترن تارن، (۵) ضیاء القنادین، (۶) وہابیوں کی کہانی۔

چند مشہور تلامذہ :- حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات دامت برکاتہم العالیہ کی ساری زندگی تبلیغ دین اور علوم عربیہ کی تدریس میں گزری اور سیکڑوں تشنگان علم نے سیرابی حاصل کی۔ آپ کے چند تلامذہ جو آسمان شہرت پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکے، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

(۱) شیخ الحدیث مولانا مہر دین

(۲) حضرت مولانا قاضی سراج احمد

(۳) سلطان الواعظین حضرت مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں مدظلہ

(۴) مولانا حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۵) خطیب اہل سنت مولانا غلام دین رحمۃ اللہ علیہ

(۶) شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) فقیہ العصر مولانا مفتی محمد نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

(۸) شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ قصوری مدظلہ

(۹) شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی مدظلہ

(۱۰) استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان۔

(اقبال احمد فاروقی علامہ۔ تذکرہ علماء اہل سنت لاہور ص ۳۲۲)

(۱۱) علامہ سید محمود احمد رضوی، مدیر رضوان، لاہور

۱۹۶۹ء میں آپ شدید بیمار ہوئے۔ حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر کراچی تشریف لائے اور دارالعلوم امجدیہ کراچی میں تقریباً ایک سال تک مقیم رہے۔ راقم الحروف ہی آپ کی خدمت پر مامور تھا، آپ سے علم حدیث اور فقہ کی کئی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

طویل علالت کے بعد ۲۴ر ستمبر ۱۹۷۸ء مطابق ۲۰ر شوال ۱۳۹۸ھ علم وعمل کا یہ پیکر اس دار فانی سے رخصت ہوا اور علمی دنیا میں نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو گیا۔ آپ کی جگہ پر آپ کے بڑے صاحبزادے ممتاز عالم دین حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی مسند نشین ہوئے گذشتہ سال آپ بھی رخصت ہو گئے۔

منبع علم و فضل مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ :-

حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد افضل حسین صاحب ابن میر سید علی حسن صاحب ابن میر سید جعفر علی صاحب ابن میر سید خیرات علی صاحب، ابن میر سید منصور علی صاحب ہندستان کے موضع بولہ (صوبہ بہار) میں ۱۴ر رمضان ۱۳۳۷ھ ر ۱۳ر جون ۱۹۱۹ء بروز جمعۃ المبارک صبح صادق کے وقت تولد ہوئے۔

آپ حسینی سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل :- حضرت مفتی صاحب ایک بلند پایہ محقق، بے مثال مفتی اور علم وعرفان کا منبع تھے۔ آپ نے درس نظامی کی کتب متداولہ مدرسہ فیض الغرباء آرہ صوبہ بہار، شمس العلوم بدایوں صوبہ یوپی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف صوبہ یوپی میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب آروی، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی، حضرت مفتی محمد ابراہیم صاحب سمستی پوری، حضرت مولانا مفتی ابرار حسین صدیقی تلہری، حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری اور شیخ المحدثین علامہ مولانا مفتی محمد نورالحسین صاحب فاروقی رامپوری ابن شمس

العلماء حضرت مولانا علامہ محمد ظہور الحسین صاحب فاروقی رامپوری شارح قاضی مبارک سے پڑھنے کے بعد شعبان ۱۳۵۹ھ ستمبر ۱۹۴۰ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغ حاصل کر لی۔

علاوہ ازیں ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء میں الہ آباد بورڈ سے مولوی کا امتحان (First Division) میں پاس کیا۔

تدریس وافتاء:- فراغت کے فوراً بعد آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں منصب افتاء پر فائز ہوئے بعد ازاں تدریسی فرائض بھی انجام دینے شروع کر دیے جامعہ میں آپ نے شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی کی حیثیت سے کام کیا۔

۱۹۶۸ء میں ہندوستان سے ہجرت کے بعد پہلے پھل دوگہ ضلع گجرات میں ایک سال تک جناب برق نوشاہی کے قائم کردہ مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر حضرت مولانا مفتی معین الدین شافعی کے اصرار پر جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد تشریف لائے اور شیخ الحدیث و مفتی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

کچھ عرصہ جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر میں شیخ الحدیث، مفتی اور صدر مدرس کی حیثیت سے آپکی تقرری ہوئی لیکن ایک سال کے بعد دوبارہ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد تشریف لے گئے۔

بیعت وخلافت:- جمادی الاخریٰ ۱۳۶۷ھ / اپریل ۱۹۴۸ء میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا اور ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء میں حضرت مفتی اعظم ہند نے جمیع سلاسل طریقت اور تمام اوراد و وظائف کی اجازت دیکر خلافت سے مشرف فرمایا۔

تصانیف:- حضرت علامہ مفتی محمد افضل حسین صاحب نہ صرف یہ کہ عظیم مفتی و مدرس تھے بلکہ آپ میدان تصنیف کے بھی شاہ سوار تھے جس کا منھ بولتا ثبوت آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں۔

(۱) توضیح الافلاک ----علم ہیئت

(۲) زبدة التوقیت ----علم توقیت حساب

(۳) معیار الاوقات ----علم توقیت حساب

(٤) معیار التقویم ----علم توقیت حساب

(٥) براہین الهندسیه علی مقادیر الخطوط العشره ----علم توقیت حساب

(٦) مساحة الدائرة والبیر ----علم توقیت حساب

(٧) گھڑیال اور ان کے اوقات کی کہانی ----علم توقیت حساب

(٨) مصباح السلم شرح مسلم العلوم ----منطق

(٩) مفتاح التهذیب شرح تہذیب المنطق ----منطق

(١٠) معین اللبیب فی حل شرح التهذیب ---- منطق

(١١) تعلیقات علی القطبی ----منطق

(١٢) السعی المشکور فی مبحث الشك المشهور ----منطق

(١٣) بدایة المنطق ----منطق

(١٤) بدایة الحکمة ----علم حکمت

(١٥) التوضیح المنیرفی مبحث الثناة بالتکریر ----علم حکمت

(١٦) توضیح الحجة الاولیٰ من شرح الشیرازی ----علم حکمت

(١٧) بدایة الصرف ----علم صرف

(١٨) تکمیل الصرف ----علم صرف

(١٩) بدایة النحو ----علم نحو

(٢٠) دراسة النحو ----علم نحو

(٢١) التوضیح المقبول فی الحاصل والمحصول ----علم نحو

(٢٢) البیان الثانی فی شرح دیباجة الجامی ----علم نحو

(٢٣) الکفایة فی مبحث غیر المنصرف من الهدایه ----علم نحو

(٢٤) ترجمه عبد الرسول شرح مائة عامل منظوم ----علم نحو

(٢٥) القول الاسلم فی مبحث الحسن والقبیح من المسلم ----اصول فقه

(۲۶) مرقاۃ الفرائض ----فرائض

(۲۷) عمدۃ للفرائض ----فرائض

(۲۸) وصیت کے مسائل عسیرہ کا حل بطریق جبر و مقابلہ ----فقہ

(۲۹) رویت ہلال ----فقہ

(۳۰) حج پاسپورٹ میں فوٹو کا شرعی حکم ----فقہ

(۳۱) عید میلاد اور چراغاں ----فقہ

(۳۲) منظر الفتاویٰ ----فقہ

(۳۳) ردّ خلافت یزید ----فقہ

چند تلامذہ:—حضرت مفتی صاحب کے تلامذہ کثیر تعداد میں ہندوستان، پاکستان، افغانستان، برطانیہ اور آزاد کشمیر میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں پیہم مصروف ہیں جن میں سے چند تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب، مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف (انڈیا)

(۲) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب سابق صدر مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف (انڈیا)

(۳) مولانا محمد صابر صاحب نسیم بستوی، سابق ایڈیٹر ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف (انڈیا)

(۴) مولانا غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد، حال شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف (انڈیا)

(۵) مبلغ اسلام مولانا ابراہیم خوشتر صاحب، حال مقیم برطانیہ وافریقہ

(۶) مولانا مفتی محمد حسین صاحب قادری، سابق ایم پی سکھر (سندھ)

(۷) مولانا جلال الدین صاحب نوری، مقیم بغداد شریف، حال پروفیسر یونیورسٹی آف کراچی (پاکستان)

(۸) مولانا مفتی غلام سرور صاحب، شیخ الحدیث والادب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

(۹) مولانا محمود احمد صاحب، مدرس دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

(۱۰) مولانا صاحبزادہ سید معظم شاہ صاحب، خواجہ آباد میانوالی

(۱۱) مولانا شیر علی صاحب قندھاری، افغانستان

(۱۲) مولانا عبداللطیف صاحب، غزنوی افغانستان

اولاد:- آپ کے تین صاحبزادے سید شکیل رضا، سید عقیل رضا اور سید محمد احمد اور دو صاحبزادیاں سیدہ قمر النساء و سیدہ چمن آراء عرف سیدہ زینت النساء ہیں۔ (مکتوب حضرت مفتی صاحب بنام مرتب)

فاضل جلیل مولانا غلام جیلانی، مانسہرہ (ہزارہ):-

حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی بن مولانا غلام ربانی بن مولانا رحمت اللہ بن مولانا حافظ جیون بن مولانا امیر اللہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء میں کھواڑی (مانسہرہ) ضلع ہزارہ کے مقام پر اعوان خاندان کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

آپ کے آباؤ اجداد اپنے وقت کے جید علماء اور روحانی فیوض وبرکات کا منبع تھے آپ نے مڈل تک انگریزی تعلیم پائی اور پھر علوم عربیہ کی کتب متداولہ کی تکمیل تحصیل کی۔ ابتدائی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور مزید تعلیم کیلئے علمی سفر شروع کیا۔ موضع چھبہ ضلع ہزارہ اور جامعہ نظامیہ وزیر آباد میں کتب صرف، نحو اور منطق و معانی، فلسفہ، اصول اور فقہ کی بعض کتب پڑھنے کے بعد امور عامہ شرح مواقف میر زاہد، رسالہ قطبیہ، بیضاوی شریف مطول اور ہدایہ آخرین وغیرہا کتب جامعہ نعمانیہ لاہور میں پڑھیں جبکہ کتب حدیث، بریلی شریف میں حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قدس سرہ العزیز سے پڑھ کر ۱۳۵۱ھ / ۱۹۴۰ء میں سند فراغ و دستار فضیلت سے مشرف ہوئے۔

حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں محدث اعظم مولانا سردار احمد، استاذ العلماء مولانا محب النبی، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، مولانا عبدالعزیز اور مولانا محمد نور الحسین رحمھم اللہ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

اگرچہ بریلی شریف میں دوران تعلیم ہی آپ نے علم منطق معانی اور مناظرہ وغیرہا فنون کی کتب کا درس دینا شروع کر دیا تھا، لیکن تدریسی زندگی کا باقاعدہ آغاز فراغت کے بعد کیا۔ جامعہ نظامیہ چشتیہ وزیر آباد میں پڑھانے کے بعد کچھ عرصہ دار العلوم غوثیہ رضویہ لوگی میں ظہر سے مغرب تک تشنگان علوم اسلامیہ کو سیراب کرتے رہے اور آج کل جامعہ رضویہ فیض المالک مفتی آباد مانسہرہ کے مہتمم و خطیب کی حیثیت سے فرائض منصب ادا فرما رہے ہیں۔

۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء میں آپ محکمۂ تعلیم صوبہ سرحد سے منسلک ہو گئے مختلف ہائی اسکولوں میں پڑھاتے کے بعد آج کل گورنمنٹ ہائی اسکول اوگی میں اسلامیات، عربی، فارسی اور اردو کی تدریس فرمارہے ہیں۔

تدریس کے علاوہ آپ تبلیغ دین کے سلسلے میں ابتداء سے خطبہ جمعہ دیتے چلے آئے ہیں۔ خطابت کا آغاز جامع مسجد پولس لائن بریلی شریف سے کیا۔ پھر جامع مسجد جہانگیری، جالندھر، جموں وکشمیر اور "مرید کے" میں خطابت فرمانے کے بعد، عرصہ دراز تک اوگی سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ملوگر نامی مقام پر جمعہ پڑھاتے رہے۔ اس کے علاوہ مختلف تبلیغی و اصلاحی جلسوں میں شرکت فرماتے ہیں، بلکہ انجمن غلامان مصطفیٰ مانسہرہ اوگی کے اکثر جلسے آپ کی صدارت میں ہوتے ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ حضرت علامہ ہزاروی رحمہ اللہ کی معیت میں اور جالندھر میں قیام کے دوران مسلم لیگ کے جلسوں اور جلوسوں میں شریک ہو کر کام کرتے رہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء کے دوران آپ وزیر آباد میں مسند تدریس پر فائز تھے۔ شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمہ للہ کی گرفتاری پر آپ نے ان کی نیابت میں تحریک کو نہایت مستعدی سے آگے بڑھایا۔

حضرت علامہ غلام جیلانی گوناگوں صفات کے مالک ہیں۔ چنانچہ آپ کو ذوق شعر میں وافر حصہ ملا ہے۔ شاعری میں آپ کا تخلص ریاضؔ ہے۔ آپ کے نعتیہ کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو :-

تخلیق کائنات کی روح رواں ہیں آپ
اپنے ریاضؔ پہ بھی عنایت کی ہو نظر

آپ نے چند علمی وادبی کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں :-

(۱) تسہیل الصرف (علم صرف)
(۲) تسہیل المنطق المعروف ریاض المنطق (علم منطق)
(۳) منہاج القواعد
(۵) معراج الادب ترجمہ منہاج الادب

موخر الذکر دونوں کتابیں باقاعدہ منظور ہیں اور ہائی اسکولوں کی اعلیٰ کلاسوں کے نصاب میں شامل ہیں۔ (حضرت مولانا کے تمام کوائف آپ کے برادر خورد محمد اسحاق صاحب نے اپنے مکتوبات بنام مرتب کے ذریعہ بھیجے۔ مرتب ان کا ممنون ہے۔ (مرتب)

آپ نے حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ کے دست حق پرست پر سلسلۂ چشتیہ میں بیعت کی۔ ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء میں آپ حج بیت اللہ وزیارت روضہ رسول کریم علی الصلوٰۃ والتسلیم سے مشرف ہوئے۔

یوں تو آپ کے تلامذہ کا حلقہ کافی وسیع ہے لیکن چند قابل تلامذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) مفتی عبدالشکور ہزاروی خلف الرشید علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ

(۲) صاحبزادہ مولانا محمد منظور خلف الرشید حضرت مولانا نظام الدین ملتانی رحمہ اللہ

(۳) پیر طریقت مولانا سید محمد شبیر احمد، نظام آباد، فاضل بریلی شریف

(۴) مولانا حکیم محمد یحیٰ، فاضل بریلی شریف آپ کے چھوٹے بھائی

(۵) مولانا حبیب الرحمن فاضل بریلی شریف

(۶) مولانا محمد فاروق خطیب راولپنڈی

(۷) مولانا محمد عرفان رضوی ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول ہاڑیاں تحصیل مری

(۸) مولانا غلام سبحانی خطیب و مہتمم جامعہ رضویہ حسن ابدال

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول مدظلہ فیصل آباد:۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام رسول ابن چودھری نبی بخش ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء میں امر تسر کے مضافات میں واقع ایک گاؤں لدھڑ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد کا پیشہ زمینداری تھا اور وہ اپنے بیٹے کو ایک جید عالم دین کی حیثیت سے دیکھنے کے متمنی تھے۔

آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید، صرف ونحو اور اصول فقہ کی ابتدائی کتب امر تسر کی مسجد خیر الدین میں واقع مدرسہ نعمانیہ میں پڑھیں۔ بعد ازاں جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں علامہ مہر محمد سے فنون کی بقیہ کتب پڑھیں اور یہیں سے دورۂ حدیث کرنے کے بعد سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔

پھر صحاح ستہ کی تکرار کی غرض سے لاہور سے بریلی شریف پہنچے اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمہ اللہ سے دوبارہ کتب احادیث مکمل طور پر پڑھیں۔

"منظر اسلام" بریلی شریف سے فراغت کے بعد آپ واپس پنجاب تشریف لائے اور شرقپور شریف میں حضرت

میاں شیر محمد رحمہ اللہ کے در سے تدریس کا آغاز فرمایا۔ یہاں آپ نے چھ سال تک علوم اسلامیہ کا فیضان جاری رکھا۔

علاوہ ازیں آپ نے ہارون آباد، بھیر پور اور بورے والا میں بھی تدریسی فرائض سر انجام دیے۔ چار سال لاہور کی قدیمی درس گاہ حزب الاحناف میں منصب تدریس پر فائز رہے۔

اس دوران آپ جامع مسجد خراسیاں (مرتب محمد صدیق ہزاروی آجکل اسی مسجد خراسیاں میں خطابت و امامت کے فرائض سر انجام دے رہا ہے۔) اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں خطیب مقرر ہوئے۔ مسجد سے ملحقہ ایک باغ (باغچی نہال چند) میں ایک اسلامی درس گاہ بنانے کا ارادہ فرمایا۔ اس باغچی میں ہر وقت کھیل ہوتا تھا۔ یہ باغچی چرس و بھنگ پینے والوں کا اڈہ تھی۔ غرضیکہ کوئی ایسی برائی نہ تھی جو اس جگہ نہ ہوتی ہو لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے یہاں "جامعہ نظامیہ رضویہ" کے نام سے ایک دار العلوم کی بنیاد رکھی جو آج بحمد اللہ پاکستان کی مرکزی درسگاہوں میں سے ایک ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ نے ابھی اپنی زندگی کے چھ سال ہی طے کئے تھے کہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ کا وصال ہو گیا۔ اس حادثہ فاجعہ سے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں ایک ایسی علمی شخصیت کی ضرورت محسوس ہوئی جو سابقہ بنیادوں پر کام چلا سکے۔ آپ حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہونے کے علاوہ داماد بھی ہیں اور علم و فضل میں ایک اجل فاضل ہیں۔ اس لئے آپ نے جامعہ نظامیہ رضویہ کی نظامت اپنے قابل مخلص اور محقق تلمیذ رشید حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان (حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی سے مرتب کو شرف تلمذ ہے) کے سپرد کی اور خود جامعہ رضویہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے فرائض انجام دینے لگے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا سارا وقت درس و تدریس میں گزرتا ہے۔ تاہم آپ نے وقت نکال کر بعض کتب کا ترجمہ اور بعض درسی کتب پر گرانقدر حواشی تحریر فرمائے جو مندرجہ ذیل ہیں (پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور ص ۳۴۸ مکتبہ نبویہ لاہور)

(۱) ترجمہ جواہر البحار شریف (جواہر البحار جلد اول مترجم مطبوعہ حامدیہ لاہور سے یہ محسوس ہوتا کہ اس کتاب کا ترجمہ مولانا اختر شاہجہانپوری نے کیا ہے حالانکہ مکمل ترجمہ آپ ہی کا ہے البتہ مقدمۃ الکتاب مولانا اختر شاہجہانپوری کے قلم سے ہے۔ وضاحت نہ ہونے کے باعث قارئین اشتراک محسوس کرتے ہیں۔) (مرتب)

(۲) جامع کرامات الاولیاء

مزار مبارک محدث اعظم (پاکستان)

آستانہ مبارک حضرت محدث سورتی پیلی بھیت شریف متصل جامعہ مظہر اسلام در عہد امام احمد رضا قدس سرہ

رضا مسجد بریلی شریف

جامعہ منظر اسلام و رضا مسجد بریلی شریف

यादगार रेहाने मिल्लत रज़वी अफ़रीक़ी हॉस्टल

آرام گاہ حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

(۳) حاشیہ مسلم الثبوت مطبوعہ
(۴) حاشیہ کنز الدقائق غیر مطبوعہ
(۵) حاشیہ مسلم العلوم (غیر مطبوعہ)
(۶) تفہیم البخاری (مطبوعہ)

علاوہ ازیں اور بھی کئی کتب پر حواشی تحریر کئے جو غیر مطبوعہ ہیں۔

آپ نے بریلی شریف قیام کے دوران مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں مدظلہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ سے کثیر تعداد میں تشنگان علوم اسلامیہ نے فیض حاصل کیا جن میں سے چند مشہور علماء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں :-

(۱) مولانا حافظ احسان الحق فیصل آباد
(۲) مولانا مفتی محمد امین فیصل آباد
(۳) مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی لاہور
(۴) مولانا انوار الاسلام (مکتبہ حامدیہ) لاہور
(۵) مولانا معین الدین شافعی، فیصل آباد
(۶) مولانا عبد القادر رحمہ اللہ، فیصل آباد
(۷) مولانا سید مزمل حسین شاہ لاہور
(۸) مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری لاہور
(۹) مولانا گل احمد عتیق فیصل آباد
(۱۰) مولانا الحاج محمد علی لاہور

آپ کے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں :-

صاحبزادہ محمد فضل حق، صاحبزادہ فضل الرحمان، صاحبزادہ فضل امام

۱۹۷۸ء میں جماعت اہل سنت کی تنظیم کے موقع پر جماعت کی صوبائی شاخ صوبہ پنجاب کے صدر مقرر ہوئے۔

محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری قدس سرہ العزیز

قوم کے سردار، پاکستان کے شیخ الحدیث
ہے تری ذات گرامی، لائق صد احترام
(عزیز حاصل پوری)

شیخ الحدیث والتفسیر جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد لن چودھری میراں بخش ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم قصبہ دیالگڑھ میں حاصل کی ۱۹۲۴ء میں اسلامیہ ہائی اسکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ایم، اے کی تیاری کیلئے لاہور تشریف لائے۔ انھی دنوں مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام مسجد وزیر خاں میں عظیم الشان اجلاس ہوا (یہ اجلاس ۱۵ ر شوال المکرم ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء کو مسجد وزیر خاں لاہور میں قرار پایا تھا جس میں اہل سنت کی طرف سے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی اور دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی مناظر مقرر ہوئے تھے تاکہ حفظ الایمان براہین قاطعہ اور تحذیر الناس کی متنازعہ فیہ عبارات پر فیصلہ کن گفتگو کی جائے افسوس کہ تھانوی صاحب مقررہ تاریخ پر نہ آئے جبکہ متحدہ پاک وہند کے علماء اہل سنت کا جم غفیر لاہور پہنچ چکا تھا اور حضرت حجۃ الاسلام بھی تشریف لے آئے تھے اس موقع پر مسلک اہل سنت وجماعت کی حقانیت کا زبردست مظاہرہ ہوا۔ (آخری فیصلہ کن لاہور کا مناظرہ مطبوعہ بمبئی ۱۹۳۴ء) جس میں پاک و ہند کے کثیر التعداد علماء و مشائخ کے علاوہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی بھی شریک ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث حجۃ الاسلام کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انگریزی تعلیم کو خیر آباد کہہ کر مرکز علوم و معارف بریلی شریف چلے گئے۔ حضرت حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی سے استفادہ کیا اور آٹھ سال تک صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی مصنف "بہار شریعت" کی خدمت میں رہ کر جامعہ معینیہ اجمیر شریف سے سند فراغت حاصل کی (محمد افضل کوٹلوی مولانا نائب اعلیٰ حضرت (جامعہ قادریہ لائل پور) اجمیر شریف میں حضرت مولانا سید امیر اجمیری سے بھی مستفید ہوئے (محمد موسیٰ امر تسری حکیم اہل سنت مولانا سید امیر علوی اجمیری ضیائے حرم جولائی ۱۹۷۲) اور خلافت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ قادریہ میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی سے فیض یاب ہوئے (محمد عتیق الرحمن سیفی عاشق رسول، مکتبہ سعادت لاہور ۱۹۶۳ء ص ۱۰)

تکمیل علوم کے بعد پانچ سال تک جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں تشنگان علوم کو سیراب فرمایا۔ پھر جامعہ

رضویہ منظر اسلام بریلی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور علم حدیث کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔اس دور میں بے شمار اہل علم نے آپ سے فیض حاصل کیا(ابوالاحسان : محدث اعظم پاکستان ،ادارہ علیہ لاہور ص ۸)

قیام بریلی شریف کے دوران حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قدس سرہ نے مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور احمد نعمانی سے حفظ الایمان (از مولوی اشرف علی تھانوی) کی مشہور گستاخانہ عبارت پر ۲۰/ محرم ۲۵/اپریل (۱۹۳۵ء) کو کامیاب مناظرہ کیا(محمد حامد فقیہ شافعی مولانا مناظرہ بریلی کی مفصل روئیداد نوری کتب خانہ لاہور ص ۲۹)

یہ مناظرہ چار دن جاری رہا اور فریق مخالف کو زبردست شکست ہوئی چوتھے دن مولوی منظور احمد نعمانی نے بے باکی کی انتہا کردی اور کہا:

میں فاتحہ کو بدعت کہتا ہوں اور محرم کی سبیل لگانے اور محرم میں دودھ یا شربت پلانے کو حرام کہتا ہوں اور اس وجہ سے میں کم بخت ہوں تو میں ایسا کم بخت ہی اچھا ہوں، میں بھی بھوکا مرتا ہوں اور میرے آقا محمد رسول اللہ بھی بھوکے مرا کرتے تھے، جو حشر میرا وہ ان کا(ایضاص ۱۳۹)(العیاذ باللہ تعالیٰ)

تقسیم ملک کے بعد پاکستان تشریف لے آئے۔کچھ عرصہ بعد وزیر آباد اور ساروکی میں قیام فرمایا۔۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء کے اواخر میں لائل پور تشریف لے گئے اور بے سروسامانی کے عالم میں درس حدیث دینا شروع کیا اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی(مولانا افضل کوٹلوی، مولانا :نائب اعلیٰ حضرت ص ۱۵-۱۹)اور چودہ سال کے مختصر عرصے میں لائل پور کی کایا پلٹ دی۔ اس وقت سے جگہ جگہ سے صلوٰۃ و سلام کی روح پرور صدائیں سنائی دیتی ہیں ،ہزاروں افراد حلقہ ارادت میں داخل ہوئے سیکڑوں علماء آپ سے درس حدیث لے کر پاکستان کے گوشہ گوشہ بلکہ دیگر ممالک میں بھی دین متین کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔جامعہ رضویہ منظر اسلام لائل پور عظیم دینی درس گاہ اور لائل پور کی سب سے بڑی مسجد سنی رضوی جامع مسجد آپ کی عظمت کی یادگار اور گواہ ہیں۔۱۹۴۵ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کی معیت میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔دوسری مرتبہ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء میں اس سعادت سے مشرف ہوئے(ایضاص ۱۵-۲۵) لیکن پابندی کے باوجود تصویر نہیں بنوائی۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث پیکر اخلاق، سراپا شفقت مبا وقار با رعب اور پرکشش شخصیت تھے، علوم وفنون کے بحر بے پایاں زبردست مناظر اور باکمال محدث تھے۔انہیں سرور دو عالم ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔اسی بے پناہ محبت و عقیدت کا اثر تھا کہ ان کا ہر قول وفعل شریعت وسنت کے مطابق ہوتا تھا، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد رضا بریلوی

قدس سرہ کی محبت عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ چونکہ فوٹو کے بغیر بیرون ملک جانے پر پابندی تھی اسلئے پاکستان آ کر بے انتہا آرزو کے باوجود نہ بغداد شریف گئے اور نہ بریلی شریف۔

آپ کا وعظ اس قدر پر اثر ہوتا تھا کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آپ کے مخالف لوگوں نے آپ کے خلاف مخالفتوں کے طوفان اٹھائے مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ آپ نے تمام عمر علوم دینیہ اور خاص طور پر حدیث شریف کی خدمت اور وعظ وارشاد کے ذریعہ عوام کے دلوں کو حب نبوی سے منور کرنے میں صرف کی اسلئے تصنیف و تالیف کا موقع نہیں ملا تاہم چند تصانیف یادگار ہیں :-

(۱) اسلامی قانون وراثت

(۲) تبصرہ مذہبی (علامہ مشرقی کے تذکرہ پر تبصرہ)

(۳) مرزا مرد ہے یا عورت (رد مرزائیت)

(۴) موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام (محمد افضل کوٹلوی مولانا نائب اعلیٰ حضرت ص ۶۹-۷۰)

حضرت قبلہ شیخ الحدیث سردار احمد قدس سرہ کی شخصیت اس قدر پر کشش تھی کہ ایک دفعہ حاضری دینے والا ہمیشہ کیلئے دام محبت و عقیدت میں گرفتار ہو جاتا، کئی دیوبندی علماء آپ کے درس حدیث میں شامل ہوئے اور آپ کی زبان مبارک سے مسلک اہل سنت کے زوردار دلائل سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ بد عقیدگی سے تائب ہو کر مسلک اہل سنت کے مبلغ بن گئے۔

آپ کے سیکڑوں تلامذہ کا شمار کرنا مشکل ہے۔ آخر سالوں میں سند فراغت حاصل کرنے والوں کی تعداد سو سے متجاوز ہو جایا کرتی تھی۔ چند ممتاز تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

(۱) مولانا غلام رسول لائلپوری مد ظلہ العالی، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لائل پور

(۲) علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، ایم-این-اے، شیخ الحدیث امجدیہ کراچی

(۳) مولانا وقار الدین علیہ الرحمہ، نائب شیخ الحدیث

(۴) مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی مد ظلہ، ناظم اعلیٰ دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۵) مولانا ابو داؤد محمد صادق مد ظلہ، مدیر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔

(۶) مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ انڈیا

(۷) مولانا محمد صابر القادری نسیم بستوی، انڈیا

(۸) مولانا مفتی محمد مجیب الاسلام اعظمی، انڈیا

(۹) مولانا علامہ عبدالرشید جھنگوی

(۱۰) مولانا علامہ ابو الحسنات محمد اشرف چشتی سیالوی، شیخ الحدیث سیال شریف

(۱۱) مولانا علامہ اللہ بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ

(۱۲) مولانا سید جلال الدین شاہ (بھکھی شریف)

(۱۳) مولانا ابو المعالی محمد معین الدین شافعی، ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ لائل پور

(۱۴) مولانا محمد ابراہیم خوشتر، مبلغ اسلام ماریشس

(۱۵) مولانا ابو الشاہ محمد عبد القادر، شہید لائل پوری قدس سرہ

(۱۶) مولانا محمد شریف ملتانی، شیخ الحدیث مظہر العلوم ملتان

(۱۷) مولانا عنایت اللہ، مناظر اہل سنت (سانگلہ ہل)

(۱۸) مولانا ابو الانوار محمد مختار احمد، لائل پوری

(۱۹) مولانا سید زاہد علی شاہ، ناظم اعلیٰ جامعہ نوریہ رضویہ لائل پور

(۲۰) مولانا سید منصور شاہ، مدرس جامعہ رضویہ لائل پور

(۲۱) مولانا فیض احمد اویسی، شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاولپور

(۲۲) مولانا مفتی محمد حسین، سکھروی ایم پی اے

(۲۳) مولانا مفتی محمد امین، مہتمم جامعہ امینیہ لائل پور۔

(۲۴) مولانا حافظ احسان الحق، صدر مدرس جامعہ امینیہ لائل پور

(۲۵) مولانا سید حسین الدین شاہ، ناظم اعلیٰ ضیاء العلوم جامعہ رضویہ راولپنڈی وغیرہم

"مولیٰ عزوجل آپ کو مدارج علیا عطا فرمائے اور خدمت درس و تدریس و خدمت خطابت و امامت و خدمت مذہب

اہل سنت میں خوب ترقی وقبولیت عطا فرمائے، آمین"

یقیناً حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی یہ کرامت تھی کہ اس دعا کا ایک ایک لفظ مولانا اللہ بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں ظہور پذیر ہوا۔

یکم شعبان المعظم، ۲۹/ دسمبر جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب (۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) کو کراچی میں وصال فرمایا (غلام مہر علی، مولانا الیواقیت المہریہ ص ۸۵) جسم مبارک شاہین ایکسپریس کے ذریعہ لائل پور لایا گیا، اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک راستے میں ہزارہا افراد نے دیکھا کہ جنازے پر نور کی پھوار پڑ رہی ہے حالانکہ بادل کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ آپ کی نماز جنازہ میں تین لاکھ افراد نے شرکت کی۔ آپ کا مزار "سنی رضوی جامع مسجد لائل پور" میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے پردرد احساسات کو منظوم فرمایا:-

کیا کہوں میں ہائے کیا جاتا رہا
آہ دل کا حوصلہ جاتا رہا

سنیوں کا دل نہ بیٹھے کس طرح
زور ان کے قلب کا جاتا رہا

موت عالم کی جہاں کی موت ہے
زندگانی کا مزا جاتا رہا

اس زمانہ کا محدث بے مثال
جس کا ثانی ہی نہ تھا جاتا رہا

مولوی سردار احمد اٹھ گئے
لطف سارا درس کا جاتا رہا

غوث اعظم قطب عالم کا غلام
نائب شاہ رضا جاتا رہا

حضرت صدر الشریعہ کا وہ چاند
میرا مہر پُر ضیا جاتا رہا

تاریخی شعر ملاحظہ ہوں:۔

کر گیا فیضان جس کی موت سے
ہائے وہ "فیض اتما جاتا رہا
۱۳۸۲ھ

یا مجیب اغفرلہ، تاریخ ہے
کس برس وہ رہنما جاتا رہا
دیو کا سرکاٹ کر نوری کہو
چاند روشن علم کا جاتا رہا

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف محدث اعظم پاکستان نمبر مارچ اپریل ۱۹۶۳ء)

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ نے تاریخ وصال کہی۔

سید و سردار نا
وارث علوم مصطفیٰ
نائب احمد رضا
اللہ سے واصل ہوا
۱۳۸۲ھ

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

فقیہ العصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی قدس سرہ (لاہور):۔

استاذ العلماء فقیہ العصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں ابن مولانا سردار ولی خاں (۶/ صفر ۱۸/ فروری (۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) کو پیر جو گوٹھ سندھ میں آپ کا وصال ہوا) ابن مولانا ہادی علی خاں ابن مولانا رضا علی خاں (جد امجد مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی) قدست اسرارہم ۱۱ ربیع الثانی / ۲۰/ مارچ (۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء) کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے قرآن مجید شروع کیا اور حافظ عبد الکریم قادری بریلوی

سے پڑھا۔ پھر درسی کتابیں متوسطات تک برادر معظم مولانا تقدس علی خاں شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ، پیر گوٹھ، سندھ مولانا مختار احمد سلطان پوری اور مولانا محمد حسنین رضا بریلوی سے پڑھیں، شرح جامی مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی سے اور تفسیر جلالین مولانا سرور علی خاں سے پڑھی۔ اور ۱۳۵۲ھ / ۱۹۲۹ء میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی سے سند حدیث حاصل کی۔ بعد ازاں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہ، مصنف بہار شریعت کی خدمت میں مدرسہ سعیدیہ دادوں میں حاضر ہوئے اور تحصیل علوم کے بعد حضرت صدر الشریعہ سے سند حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت ہوئے اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔

تکمیل علوم کے بعد این جی ہائی اسکول بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، پھر کچھ عرصہ دار العلوم منظر اسلام اور کچھ عرصہ دار العلوم مظہر اسلام بریلی میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۴۵ء میں آپ مدرسہ منہاج العلوم پانی پت متصل مزار مولانا سید غوث علی شاہ پانی پتی قدس سرہ تشریف لے گئے اور ایک سال فرائض تدریس انجام دینے کے بعد دار العلوم منظر اسلام بریلی میں چلے آئے۔ تقسیم کے بعد ۲۰ر دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاکستان آکر جامعہ محمدی شریف جھنگ میں ۱۹۵۱ء تک شیخ الحدیث رہے بعد ازاں کچھ عرصہ دار العلوم اہل سنت وجماعت جہلم میں رہے۔ جون ۱۹۵۴ء میں شیخ الحدیث والفقہ کی حیثیت میں جامعہ نعیمیہ لاہور تشریف لے آئے اور قریباً چھ سال تک تحسین وخوبی کام کیا (غلام مہر علی مولانا: الیواقیت المہریہ، ص ۱۱۶، ۱۱۵ او قار حسین طاہر: ماہنامہ رضائے حبیب گجرات (جنوری فروری ۱۹۷۱) ص ۲۵) ۱۹۶۰ء میں جامعہ نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے، ۱۹۷۳ء میں جامعہ نعمانیہ کی انتظامیہ کی جانب سے جمیعۃ العلماء پاکستان سے وابستگی پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے استعفاء دے دیا (اقبال احمد فاروقی، پیر زادہ، تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور ص ۳۶۸) اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوگئے۔ افسوس کہ آپ جامعہ نظامیہ میں صرف دو دن ہی تشریف لائے تھے کہ مرض وفات لاحق ہوگیا اور جامعہ "نظامیہ رضویہ لاہور کے طلباء آپ سے مستفیض نہ ہوسکے۔

"مفتی اعجاز ولی" خاں قدس سرہ ۱۹۳۷ء ہی سے تحریک مسلم لیگ کی حمایت واعانت فرماتے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں جب لاہور میں "قرار داد" پاکستان منظور ہوئی تو آپ نے اس کی حمایت میں "دار الافتاء الرضویہ" بریلی سے فتویٰ جاری کیا۔ ۱۹۴۵ء، ۱۹۴۶ء میں "مشرقی پنجاب" کا دورہ کر کے پاکستان کیلئے فضا ہموار کی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک "ختم نبوت" میں

حصہ لینے کی بنا پر ایک سو دن تک سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند رہے۔

آپ ابتداء ہی سے "جمیعۃ علماء پاکستان" کے معاون رہے، "علامہ ابو الحسنات" قدس سرہ کے دور میں مجلس عاملہ کے رکن اور علامہ عبد الحامد بدایونی کے دور صدارت میں مغربی پاکستان کے صدر رہے، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مد ظلہ العالی کے دور صدارت میں خازن رہے، مئی ۱۹۷۱ء میں "جمیعۃ علماء پاکستان" صوبہ پنجاب کے صدر مقرر کئے گئے (وقار حسین طاہر: ماہنامہ رضائے حبیب گجرات ص ۲۶) اور اسی وابستگی کی بنا پر منصب شیخ الحدیث سے استعفاء دے دیا۔

۱۹۵۴ء میں حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار انور کے قریب جامعہ گنج بخش قائم کیا، غالباً ۱۹۵۶ء میں جامع مسجد محلہ اسلام پورہ میں خطیب مقرر ہوئے اور وہاں دار العلوم "حامدیہ رضویہ" قائم کیا۔ آپ نے "گنج بخش" کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا جو ایک عرصہ تک جاری رہنے کے بعد بند ہو گیا۔

"مفتی اعجاز ولی خاں" رحمہ اللہ تعالیٰ حسن اخلاق، ایثار و قربانی حق گوئی، صاف دلی، بے نفسی، حلم و بردباری، قوت حافظہ، مسائل فقہ کے استحضار، صلابت رائے اور تاریخ گوئی میں اپنی مثال آپ تھے بلاشبہ سیکڑوں علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا تصانیف یہ ہیں:۔

(۱) قانون میراث

(۲) تسہیل الواضح خلاصۃ النحو الواضح

(۳) تنویر القرآن (تفسیر قرآن بر حاشیہ کنز الایمان)

(۴) ترجمہ مکتوبات شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ

(۵) ترجمہ کشف الاسرار مختلف کتب پر مقدمے اور بے شمار فتاویٰ جات۔

مختصر علالت کے بعد ۲۴؍ شوال المکرم، ۲۰؍ نومبر (۱۳۹۳ھ؍ ۱۹۷۳ء) بروز منگل فقیہ العصر مفتی اعجاز ولی خاں قدس سرہ کا وصال ہوا۔ نماز جنازہ مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابو البرکات علیہ الرحمہ نے پڑھائی میانی صاحب، بہاولپور روڈ لاہور میں "مولانا غلام محمد" ترنم قدس سرہ کے سرہانے آخری آرام گاہ بنی ایک صاحبزادہ پاشا صاحب اور ایک صاحبزادی یادگار ہیں۔ آپ اپنا نام "محمد اعجاز الرضوی" لکھا کرتے تھے۔ مولانا "محمد ابراہیم" خوشتر مد ظلہ نے تاریخ وصال کہی۔

رخصت ہوا جہان سے یہ کون باکمال

بوجھل ہوئی زمیں تو فلک غم سے ہے نڈھال

عقبیٰ کی فکر، دین کا جس کو رہا خیال
از عاقبت خیر ہے اس کا سنِ وصال
(ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی نومبر ۱۹۷۴ء ص ۴۴)

استاذ العلماء مولانا مفتی محمد وقار الدین، کراچی:-

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد وقار الدین صاحب بن حافظ حمید اللہ ۱۴ر صفر المظفر ۱۳۳۳ھ یکم جنوری ۱۹۱۵ء میں موضع کھریا ضلع پیلی بھیت (ہندوستان) کے ایک شیخ گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ نے مڈل تک اردو اور کچھ انگریزی کی تعلیم حاصل کی اور پھر علوم اسلامیہ کی تحصیل مدرسہ آستانہ شیریہ پیلی بھیت، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن، حضرت مولانا عبدالحق (شاگردان حضرت محدث سورتی رحمہ اللہ) حضرت محدث اعظم پاکستان ابو الفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب اور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی رحمہم اللہ سے کی۔

حضرت علامہ مولانا وقار الدین علیہ الرحمہ کا شمار ممتاز علماء کرام میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے علم سے خلق خدا کو نفع پہنچایا۔

۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۷ء تک مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں منصب تدریس پر فائز رہے۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۱ء تک چٹاگانگ (بنگلہ دیش) کے جامعہ احمدیہ سنیہ میں علوم اسلامیہ کی تدریس فرماتے رہے اور ۱۹۷۲ء میں کراچی آگئے اور جامعہ امجدیہ کراچی میں ناظم تعلیمات اور استاذ حدیث کی حیثیت سے مصروف عمل ہوگئے۔

ہندوستان میں قیام کے دوران مختلف شہروں میں اور پھر بنگلہ دیش کے گوشے گوشے میں تبلیغ دین کی خاطر دورے کئے۔

"تحریک پاکستان" کے دوران جگہ جگہ جلسوں میں کانگریسیوں کا رد فرماتے اور مسلم لیگی امیدوار کے حق میں رائے عامہ کو بیدار کرتے رہے۔

"تحریک ختم نبوت" ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔

بریلی شریف میں غیر مقلدوں سے مناظرہ ہوا۔ ڈھاکہ میں اشرف العلوم کے بانی عبد الوہاب سے کئی مرتبہ مناظرے ہوئے اور الحمد للہ ہر مناظرے میں آپ کو کامیابی ہوتی رہی اور مخالفین مناظرہ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے۔

آپ نے ۱۹۲۸ء میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں رحمہ اللہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۶۸ء میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے

آپ کی عمر کا زیادہ تر وقت تدریس میں گزرا، تاہم آپ نے چند رسائل تحریر فرمائے جو یہ ہیں :-

(۱) تعلیم ارکان (فقہ) اردو

(۲) مسائل زکوٰۃ---(اردو)

(۳) مسائل قربانی--(اردو)

آپ کے معروف تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) مولانا معین خاں (بھارت)

(۲) مولانا محمد ادریس، مہتمم دار العلوم رضویہ (بنگال) چٹاگانگ

(۳) مولانا اشرف علی

(۴) مولانا سلامت اللہ یہ تینوں حضرات مدرس ہیں۔

(۵) مولانا ابو طاہر

(۶) مولانا محمد جلال، شیخ الحدیث چٹاگانگ۔ (مکتوب حضرت مولانا وقار الدین بنام مرتب)

راقم الحروف نے ۱۹۶۸ء میں اپنے دورہ چٹاگانگ (بنگال) کے وقت آپ سے چاٹگام مدرسہ احمدیہ سنیہ میں ملاقات کی تھی اور ۱۹۷۵ء میں آپ سے کراچی میں ملاقات ہوئی۔

حضرت مولانا حشمت علی خاں لکھنوی قدس سرہ العزیز:-

جائے ولادت لکھنؤ۔ حضرت مولانا سید شاہ عین القضاۃ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور مدرسہ فرقانیہ کے اساتذہ سے کیا اور تجوید کی سند حاصل کی۔ آپ کے والد نواب علی خاں حضرت مولانا شاہ ہدایت رسول رامپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ والد نے پیرو مرشد کے حکم کے بموجب تحصیل علم کیلئے بریلی مدرسہ "منظر اسلام" میں بھیجا۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی و حضرت مولانا شاہ رحم الٰہی منظر نگری حضرت مولانا محمد ظہور الحسین فاروقی رامپوری و حضرت مولانا محمد نور الحسین فاروقی صدر المدرسین واساتذہ مدرسہ منظر اسلام سے درسیات پڑھی۔ شعبان ۱۳۴۰ھ کو جلسہ دستار بندی میں علماء و فضلاء کی موجودگی میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں قادری نے دستار باندھی اور

سند اجازت مرحمت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا مجدد مائۃ حاضرہ کی حیات ظاہری میں نینی تال کے ایک مناظرے میں مولوی یٰسین خام سرائی بریلوی کو شرمناک شکست دی۔ فتح کے بعد بریلی پہنچے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خوش ہو کر دستار عنایت کی اور غیظ المنافقین اور ولد المرافق خطاب دیا۔

بزرگوں کے بڑے ادب شناس تھے اپنی غلطی معلوم ہونے پر معافی طلب کرتے میں مطلق تاخیر نہ فرماتے تھے۔ حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف تھے۔ کانپور، ممبئی، گونڈہ، بستی وغیرہ میں آپ کے کافی مریدین پائے جاتے ہیں۔ آپ نے تقریباً ۵۰؍ مناظرے کئے اور ہر دفع آپ کامیاب وکامران واپس لوٹے۔

دو سال صاحب فراش رہ کر ۸؍ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ میں عالم بقا کو کوچ فرمایا۔ مرقد پیلی بھیت میں ہے۔ آپ شیر بیشہ اہل سنت کے لقب سے شہرت رکھتے تھے۔ ضلع فیض آباد میں آپ کے خلاف دیوبندیوں نے مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ عدالت نے آپ کو بری کرتے ہوئے اپنے فیصلہ میں یہ لکھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی گمراہ اور خارج از اسلام ہیں۔

(حوالہ کے طور پر سوانح اعلیٰ حضرت ملاحظہ فرمائیں)

حضرت مولانا حامد علی فاروقی علیہ الرحمہ:-

ضلع پرتاب گڈھ وطن اور وہیں پیدا ہوئے۔ مدرسہ منظر اسلام بریلی کے اساتذہ مولانا محمد نور الحسین فاروقی رامپوری، مولانا رحم الٰہی منگلوری سے درسیات پڑھ کر ۱۳۴۰ھ میں سند تکمیل حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ سے دور طالب علمی ہی میں بیعت ہو گئے تھے۔ فراغت کے بعد تجارت کو مشغلہ بنایا۔ کمبل کے کاروبار کے سلسلہ میں ۱۹۲۲ء میں رائے پور گئے۔ گاؤں گاؤں پھر کر تجارت کے ساتھ تبلیغی فریضہ انجام دینے لگے۔ اسی سفر میں بغاوت کے جرم میں گرفتار کر لئے گئے، دو سال بعد رہائی پائی۔ رائے پور میں تعلیم کے فروغ اور اشاعت مذہب اہل سنت کیلئے کرایہ کے مکان میں مسلم یتیم خانہ قائم کیا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے۔ نہرو و شاستری کے ساتھ جیل کی رفاقت رہی۔ سیاسی بصیرت میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ بیعت بھی لیتے تھے۔

۲۶؍ محرم ۱۳۸۸ھ کی صبح کو چار بجے وفات ہوئی مرقد رائے پور میں ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد اجمل سنبھلی قدس سرہ:-

والد کا نام شاہ محمد اکمل، بڑے بھائی کا نام مولانا شاہ محمد افضل، ۱۵؍ محرم ۱۳۲۲ھ سال پیدائش ہے۔ ابتدائی تعلیم والد اور بڑے بھائی سے پائی ابتدائی عربی شرح جامی تک اپنے چچیرے بھائی مولانا شاہ محمد عماد الدین سنبھلی سے پڑھی، معقول و منقول کی تحصیل و تکمیل حضرت صدر الافاضل مولانا حکیم محمد نعیم الدین فاضل مراد آبادی قدس سرہ سے کی ۱۳۳۹ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ حضرت فاضل مراد آبادی قدس سرہ کی معیت میں بریلی حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہ سے بیعت کی۔ علم فقہ و فتاویٰ میں مدرسہ منظر اسلام سے کمال حاصل کیا۔

۱۳۴۴ھ میں سنبھل جاکر مدرسہ اسلامیہ حنفیہ قائم کیا اور درس دینا شروع کیا۔ ساری عمر افادہ درس، وعظ و ارشاد میں بسر فرمائی۔ نہایت پختہ مشق مدرس تھے۔ حضرت مولانا شاہ حامد رضا بریلوی اور اعلیٰ حضرت قطب عالم مخدوم علی حسین اشرفی قدس سرہما سے بھی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔ کئی سال کی مسلسل علالت کے بعد اکسٹھ برس کی عمر میں ۲۸؍ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۸؍ ستمبر ۱۹۶۳ء کو بروز چہار شنبہ ۱۲ بج کر ۴۵ منٹ پر دار فنا سے دار بقا کی راہ لی مرقد سنبھل میں ہے آپ کی تصانیف میں فیصلہ حق و باطل اور شہاب ثاقب مولفہ مولانا حسین احمد مدنی بہت ہی مشہور ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری:-

حضرت مولوی جعفر علی فریدی گورکھپوری نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد ابراہیم ۱۹۱۰ء میں سمستی پور میں پیدا ہوئے نسبی علاقہ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ سے ہے۔ اردو فارسی کی تعلیم مولوی سید شاہ الدین صاحب اور قرآن مجید حافظ محمد مبین سے پڑھا اور کتابت سیکھی۔ عربی کا آغاز حضرت مولانا شاہ منظور احمد پھلواری سے کیا۔ مولوی سید عتیق اللہ صاحب ساکن ہرلودھی ضلع مظفر پور اور مولوی محمد ادریس دہلوی سے عربی صرف و نحو اور ابتدائی کتب درس نظامی پڑھیں مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ میں مولانا سید عبد الحی قادری اور مفتی محمد فیض الرحمن سے پڑھ کر مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ سے مولوی کا امتحان دیا کانپور کے مشہور مدرس مولانا غلام یحییٰ ہزاروی، مولانا ابو محمد عبد السلام درانی قندھاری سے درس نظامی کی تکمیل کر کے مدرسہ منظر اسلام بریلی میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں خلف اکبر مجدد الملۃ امام احمد رضا بریلوی اور مولانا شاہ عبد العزیز خاں محدث سے صحاح ستہ کا دور کیا اور تفسیر بیضاوی کا درس لیا۔ ۱۳۵۱ھ میں دستار بندی ہوئی نیز سند فراغت و اجازت حاصل ہوئی۔ اولاً مدرسہ منظر اسلام ہی میں تدریسی سلسلہ شروع کیا

پھر مدرسہ قادریہ بدایوں میں تشریف لے گئے اور ۱۹۴۲ء سے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں صدر المدرس اور مفتی شہر ہیں۔

زبدۃ الاصفیاء حضرت مولانا شاہ مصلح الدین قادری آروی علیہ الرحمہ سے مرید ہوئے، والد ماجد اور حضرت شاہ نثار احمد قادری فضیلت مآب سے تربیت سلوک حاصل کر کے صاحب اجازت ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الحاج مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمہ نے بھی اپنی طرف سے آپ کو تمام اجازتیں سلاسل وغیرہ کی مرحمت فرمائیں۔

آپ کی تصانیف میں اب تک پانچ کتابیں مقبول عام وخاص ہیں :-

(۱) احکام نکاح

(۲) تعلیم المنطق (علامہ فضل حق خیر آبادی کی "مرقات" کا خلاصہ بطرز سوال وجواب)

(۳) تذکار مطیب (بزرگان قادریہ مجددیہ آباداحیہ کے تذکرے)

(۴) مفید المطالب (تربیت سلوک میں)

(۵) تذکرہ نایاب (حضرت سیدی شیخ ابو الحسن شاذی کے حالات، ارشادات، سلوک اوراد، فوائد تصلبات حزب البحر وغیرہ)

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف قدس سرہ (کوٹلی لوہاران سیالکوٹ)

حنفیت وسنیت کے بطل جلیل مولانا محمد شریف ابن مولانا عبد الرحمٰن سیالکوٹی لوہاران ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ علوم دینیہ کی تکمیل والد ماجد سے کی۔ ان کے وصال کے بعد برصغیر پاک وہند کے ممتاز علماء سے کسب فیض کیا۔ حضرت خواجہ حافظ عبد الکریم نقشبندی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ فقیہ اعظم کا لقب آپ ہی نے عطا فرمایا تھا۔ حضرت فقیہ اعظم نے فقہ حنفی کی بے بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ہفت روزہ "اہل حدیث" امرتسر میں آئے دن اہل سنت احناف کے خلاف مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ حضرت فقیہ اعظم کی کوششوں سے امرتسر ہی سے "الفقیہ" کے نام سے ہفت روزہ جاری ہوا جس میں ان اعتراضات کے جوابات نہایت تحقیق ومتانت سے دیئے جاتے تھے۔ اس جریدے کے علاوہ دیگر موقر جرائد میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔

آپ عالم شریعت اور شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ مقبول ترین مقرر بھی تھے۔ وعظ وارشاد میں اپنا ایک مخصوص اسلوب رکھتے تھے۔

آپ کے خلف الرشید سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر سیالکوٹی مدیر "ماہ طیبہ" کی تقریر میں آپ کے انداز بیان کی نمایاں جھلک پائی جاتی ہے۔

حضرت فقیہ اعظم نے پنجاب کے اطراف واکناف کے علاوہ کلکتہ اور ممبئی وغیرہ مقامات تک سنیت وحنفیت کا پیغام پہنچایا۔ "آل انڈیا سنی کانفرنس" بنارس کے تاریخی اجلاس میں شرکت فرمائی اور تحریک پاکستان کی حمایت میں جگہ جگہ تقریریں کیں اور مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت ومعاونت پر تیار کیا۔

آپ کے مریدین کا حلقہ نہایت وسیع ہے جو ملک کے طول وعرض میں موجود ہے۔

آپ نے تصنیف وتالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چند تصانیف یہ ہیں :-

(۱) تائید الامام (حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کی تالیف الرد علی ابی حنیفہ کا محققانہ رد)

(۲) نماز حنفی مدلل

(۳) صداقت الاحناف

(۴) کتاب التراویح

(۵) ضرورت فقہ

(۶) کشف الغطاء

آپ ۹۰ رسال کی عمر میں ۱۵ ر جنوری ۱۹۵۱ء کو عازم خلد بریں ہوئے، دربے والی مسجد کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں مزار پر انوار ہے۔ (محمد فضل کوٹلوی، مولانا روزنامہ سعادت لائل پور "ائمہ اہل سنت نمبر اگست ۱۹۶۸ء")

حضرت مولانا رحیم بخش آروی قدس سرہ:-

آپ نے علمائے رامپور وسہارنپور سے کتب درسیات پڑھیں حدیث کی چند کتابیں پھلواری شریف میں حضرت مولانا عبد الرحمن ناصری گنجی سے پڑھیں۔ سید سلیمان ندوی نے آپ سے درس لیا۔ اعلیٰ حضرت کا شہرہ سن کر سہارنپور سے واپسی میں بریلی پہنچ کر مرید ہوئے اور کچھ عرصہ بریلی میں رہ کر علوم فقہ وتصوف واخلاق کی تربیت حاصل کی اور فاضل بریلوی کے فیض صحبت سے فیض یاب ہو کر آرہ روانہ ہوئے۔

عرصہ تک مدرسہ حنفیہ آرہ میں مدرس رہے۔ مسائل واعتقاد میں اختلاف کے باعث آپ نے جدید مدرسہ قائم کیا

اور اس کا نام فیض الغرباء رکھا۔ آرہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت شاہ محمد فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے تعاون فرمایا، تاحین حیات آپ اس کے صدر مدرس اور مہتمم رہے چونکہ آپ کو فاضل بریلوی سے اجازت وخلافت اور شاگردی کا شرف حاصل تھا مدرسہ فیض الغرباء کے طلبہ کی دستار بندی کی اکثر مجلسوں میں آپ کی دعوت پر حضرت فاضل بریلوی نے آرہ تشریف لے جاکر دستار باندھی۔ حضرت مولانا شاہ عبد الغفور (علیہ الرحمہ) اور علامہ محمد ابراہیم آروی اور حضرت مولانا ولی الرحمٰن پوکھر یروی، حضرت مولانا عبد الرؤف بلیاوی نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارکپور، مولانا مفتی ظفر علی نعمانی مہتمم دار العلوم امجدیہ کراچی آپ کے مشہور تلامذہ ہیں۔ آپ ۸ر شعبان المعظم ۲۳ر ۱۳۴۳ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ :-

فخر الاساتذہ وحید عصر حضرت مولانا غلام جیلانی ابن مولوی حاجی غلام فخر الدین ابن مولانا حکیم سخاوت حسین حافظی فخری سلیمانی ۱۱ر رمضان المبارک ۱۹۰۰ء میں ریاست دادوں علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا بزرگوار نے اپنے آبائی وطن سہسوان ضلع بدایوں سے ترک سکونت کر کے یہاں اقامت کی تھی۔ غلام محی الدین جیلانی نام رکھا گیا۔ چہارم تک تعلیم پانے کے بعد آپ کے چچا حضرت مولانا غلام قطب الدین برہمچاری نے آپ کو جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں جو اس وقت مدرسہ انجمن اہل سنت کے نام سے مشہور تھا۔ لے جاکر داخل کر دیا۔ آمدنامہ سے تعلیم کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب فتح پوری سے فصول اکبری اور کافیہ پڑھی۔ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین فاضل مرادآبادی بانی مدرسہ سے گلستاں قدوری قال اقول تک پڑھا اور عربی انشاء کی مشق کی۔ ۱۹۲۳ء میں حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد جونپوری مؤلف قانون شریعت وغیرہ کے ہمراہ اجمیر شریف بغرض تعلیم پہنچے۔ امتحان داخلہ کے بعد درجہ شرح جامی میں داخلہ ملا۔ دو ماہ بعد خوراک اور ایک روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ یہ مدت سوکھی روٹیوں اور نمک مرچ پر بڑی پریشانیوں سے گزاری۔ شرح جامی حضرت مولانا امتیاز احمد انبٹھوی مفتی و مدرس دار العلوم سے ختم کی۔ آٹھ سال تک مسلسل ہر سالانہ امتحان میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کرتے رہے۔ ملا حسن کے تحریری امتحان میں ممتحن کی تحسین پر دار العلوم نے چار روپے انعامی وظیفہ مقرر کیا۔ مولانا سید عبد المجید اور مولانا عبد الحی افغانی سے بھی اخذ علوم کیا۔ شرح تہذیب کی منطقی ترکیب حضرت مولانا عبد اللہ افغانی تلمیذ حضرت مولانا پرول صاحب سے اور حاشیہ عبد الغفور کا تکملہ مولانا سید امیر احمد پنجابی سے پڑھا، باقی فوقانی کتب حضرت امام علامہ حکیم امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام کیں۔ ۱۳۵۱ھ میں صدر الشریعہ کی ہمرکابی میں مدرسہ منظر اسلام بریلی آئے۔ یہاں شرح چغمینی اور محقق دوانی کے غیر مطبوعہ حواشی قدیمہ اور جدیدہ کے

ساتھ شرح تجرید اور امام رازی علیہ الرحمہ اور طوسی کی شروح کے ساتھ اشارات کا سبق لیا۔ ۱۳۵۲ھ میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت حجۃ الاسلام نے دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔

امین شریعت مفتی کانپور حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین علیہ الرحمہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ جلالۃ العلم شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور آپ کے خصوصی رفقاء درس رہے تھے۔

آپ نے تدریس کی ابتداء مدرسہ محمدیہ جائس سے کی۔ (وہیں آپ کے ایک صاحبزادے مدفون ہیں) ایک سال کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی کی دعوت پر دار العلوم عظمت نشان کرنال کے صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے۔ سوا سال کے بعد کانپور کی مرکزی سنی درسگاہ مدرسہ احسن المدارس قدیم میں صدر مدرس ہو کر آئے شوال ۱۹۳۵ء میں خان بہادر الحاج بھیا بشیر الدین رئیس اعظم لال کرتی میرٹھ کی دعوت پر ان کے مدرسہ اسلامی اندرکوٹ میرٹھ کے منصب صدارت مدرسین کو رونق بخشی۔ مدرسہ اسلامی میں آپ کی تقرری ایک خاص سبب کی بناء پر ہوئی۔ مدرسہ میں مفتی عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند کے مرید و خلیفہ اور مولوی بدر عالم مؤلف فیض الباری کے پیر قاری اسحٰق صدر مدرس تھے اور دین دیوبندی کے پکے متبع تھے۔ بھیا بشیر الدین کا گھرانہ حضرت مولانا شاہ احمد حسن فاضل کانپوری کا مرید اور حضرت مولانا شاہ عبد السمیع بیدل مصنف انوار ساطعہ کا شاگرد تھا۔ بھیا جی کو خود بھی دونوں سے نسبت حاصل تھی۔ اعتراض ہوا کہ سنی مہتمم اور سنی مدرسہ اور دیوبندی مدرس میں کیا تعلق ہے۔ نتیجۃً قاری اسحاق صدارت سے برطرف کر کے کوٹھی بلا لئے گئے۔ یہ بات حلقہ دیوبند میں وقار کا سبب بن گئی۔ قاری اسحاق کے مرید مولانا بدر عالم میرٹھی مؤلف فیض الباری پیر کی حمایت میں آپ کی علمی تذلیل پر اتر آئے اسی موقع پر آپ نے فیض الباری شرح صحیح البخاری کی علمی و فنی غلطیاں نکالیں اور بتایا کہ مولانا بدر عالم اور ان کے استاد مولانا انور کشمیری نے کتنی فحش غلطیاں تفہیم حدیث کے سلسلہ میں کی ہیں یہ تنقید بشیر القاری شرح صحیح البخاری کے نام سے مطبوعہ ہے۔ آپ کو حضرت قطب وقت حافظ سید محمد ابراہیم ساکن سراوہ شریف سے غایت عقیدت ہے۔ ان کے دیہات میں گرمیوں کے موسم میں ہر جمعرات کی دوپہر کو دس سیر برف میرٹھ سے بذریعہ ریل لے کر جاتے تھے اور سراوہ اسٹیشن سے آبادی تک اپنے سر پر رکھ کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کو بیعت و خلافت کا شرف شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھ شریف سے حاصل تھا۔ ۱۳۸۹ھ میں حج و زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ راقم السطور نے ۱۹۷۰ء میں دار العلوم امجدیہ کراچی میں جب آپ تین ماہ

کیلئے کراچی تشریف لائے تھے نحو و منطق کی کتابوں کا آپ سے درس لیا۔ آپ درس نظامی کے جملہ فنون میں مکمل مہارت تامہ رکھتے تھے۔

حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ :-

قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولانا محمد صدیق، دادا کا نام مولانا یار محمد تھا۔ مولانا محمد صدیق صاحب استاذ العلماء حضرت علامہ محمد ہدایت اللہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ تھے۔

شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی چند دنوں مبارکپور میں ہوئی جہاں آپ کے والد ماجد مدرس تھے۔ آپ اپنے والد کے ابتدائی شاگرد وحید العصر حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی قدس سرہ کے ہمراہ بریلی جاکر مدرسہ منظر اسلام میں داخل ہوئے۔ **منیۃ المصلی** سے تفسیر جلالین ونور الانوار ہدایہ آخرین بیضاوی شریف، رسالہ میر زاہد تک کی تعلیم حاصل کر کے حضرت صدر الشریعہ کی معیت میں ۱۳۴۲ھ ر ۱۹۲۴ء دار الخیر اجمیر شریف کے جامعہ عثمانیہ میں پہنچے۔ یہاں سے ایک سال بعد آپ فرنگی محل مدرسہ نظامیہ گئے۔ مولانا عبد الباری فرنگی محلی نے خاص شفقت فرمائی، کھانے کے علاوہ نو روپیہ وظیفہ مقرر کیا۔ مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی، مولانا عبد القادر فرنگی محلی، مولانا قطب میاں سے تفسیر مدارک، مسلم الثبوت، ملا حسن، ملا جلال میبذی، شرح عقائد صدر حمد اللہ اور عربی ادبیات کی تحصیل کی۔ امتحان میں نمایاں کامیابی کی وجہ سے خوش ہو کر مولانا عبد الباری علیہ الرحمہ نے تکمیل سے پہلے مولانا کی سند مرحمت فرمائی۔ دوبارہ ۱۳۴۳ھ میں منظر اسلام میں داخلہ لے کر حضرت مولانا شاہ محمد رحم الٰہی منگلوری مظفر نگری صدر المدرسین وحجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا قدس سرہ سے صحاح ستہ کا دورہ کیا۔ مؤثر ذکر نے جلسۂ عام میں دستار فضیلت باندھی اور سند دی۔

فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ امروہہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور مدرسہ خانقاہ مارہرہ شریف میں تدریسی فرائض انجام دیئے۔

۱۳۷۹ھ سے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی میں صدر اساتذہ رہے۔ آپ کو درس نظامی کے نصاب کی کتابوں کی تدریس پر پوری دسترس حاصل تھی۔ آپ کو عربی ادب سے خصوصی شغف تھا۔

حضرت مولانا غلام ربانی فائق آپ ہی کے صاحبزادے میسور کے جامعہ غوثیہ کے صدر اور شیخ الحدیث ہیں۔ راقم الحروف نے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں آپ سے قدوری وغیرہ پڑھی۔

حضرت علامہ الحاج عبد المصطفیٰ الازہری، کراچی:-

فاضل اجل حضرت علامہ عبد المصطفیٰ (آپ کی ولادت پر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز سے آپ کے تاریخی نام کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا تاریخی نام کی ضرورت نہیں، میں اس بچے کو اپنا محبوب نام عبد المصطفیٰ عطا کرتا ہوں چنانچہ یہ نام بارگاہ نبی میں بہت مقبول ہوا۔ "**اليواقيت المهريه**") بن صدر الشریعہ علامہ مولانا امجد علی بن علامہ جمال الدین بن مولانا خدا بخش رحمہم اللہ ۷ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء میں بریلی شریف (آپ کا اصل وطن قصبہ گھوسی اعظم گڑھ ہے اور آپ کی پیدائش بریلی شریف میں ہوئی) ہندوستان میں تولد ہوئے۔

آپ کے والد مکرم حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء) بہت بڑے فقیہ تھے۔ فقہ کی جامع اردو کتاب "بہار شریعت" آپ ہی کی تصنیف ہے۔

ابتدائی تعلیم:- آپ نے قرآن مجید اپنے مولد بریلی شریف کے دار العلوم منظر اسلام میں مولانا احسان علی مظفر پوری سے پڑھا (محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہل سنت ص ۱۶۰) پھر والد ماجد علیہ الرحمہ کے جامعہ عثمانیہ اجمیر شریف میں مدرس مقرر ہونے پر آپ نے اپنے آبائی وطن قصبہ گھوسی اعظم گڑھ میں محلہ کریم الدین کے مکتب میں اردو سیکھی۔

علوم اسلامیہ کی تعلیم:- ۱۹۲۶ء میں آپ کو والد مکرم نے جامعہ عثمانیہ (اجمیر شریف) بلالیا، جہاں آپ نے کتب فارسی مولانا عارف بدایونی سے پڑھیں۔ ابتدائی تعلیم، علوم عربیہ اسی مدرسہ میں مولانا حکیم عبد المجید مفتی امتیاز احمد اور مولانا عبد الحی سورتی سے حاصل کی اور اکثر علوم وفنون ابتداء سے انتہاء تک اپنے والد مکرم سے پڑھے۔

جامعہ ازہر میں:- جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بریلی شریف جانے لگے تو آپ کو اعلیٰ تعلیم کیلئے جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) بھیج دیا۔ چنانچہ حج کی ادائیگی اور زیارت روضہ رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے فراغت کے بعد جامعہ ازہر تشریف لے گئے اور تین سال جامعہ ازہر میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے جامعہ کی طرف سے دو سندیں "شہادۃ الاہلیۃ" و "شہادۃ العالیہ" حاصل کیں۔

کتب احادیث کی تکرار:- جب آپ جامعہ ازہر سے واپس ہوئے تو حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ علی گڑھ کے مضافات میں دادوں کے مقام پر نواب ابوبکر کے مدرسہ میں مدرس تھے۔ چنانچہ علامہ ازہری نے دوبارہ والد ماجد علیہ الرحمہ سے حدیث کا دورہ کیا۔

تدریس:- فراغت کے بعد دادوں میں ہی اپنے والد ماجد کی نگرانی میں تدریس شروع کی۔ ۱۹۲۹ء میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور (اعظم گڑھ ہند) میں بحیثیت صدر مدرس و شیخ الحدیث کام کرنا شروع کیا اور تقسیم ملک تک اسی مدرسہ سے منسلک رہے۔

تقسیم ملک کے بعد ۱۹۴۸ء میں جب پاکستان تشریف لائے تو جامعہ محمدی شریف میں ضلع جھنگ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں جامع مسجد ہارون آباد بہاول نگر میں خطابت کے فرائض منصبی انجام دینا شروع کیا۔ دریں اثنا آپ نے ایک عظیم دار العلوم منظر اسلام کی بنیاد رکھی اور اسکے لئے نہایت عالیشان عمارت تعمیر کرائی۔

جب بعض جاہل اور شر پسند لوگوں نے دار العلوم کی عمارت کو قبضہ میں لیکر اپنے ذاتی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی کوشش کی تو حالات کے ناساز گار ہونے کی بنا پر آپ کراچی تشریف لے گئے، جہاں جامعہ امجدیہ کراچی کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے حدیث رسول کا فیضان جاری کیا، جو آج تک جاری ہے۔

سیاسی کردار:- آپ جمیعۃ علماء پاکستان صوبہ سندھ کے صدر کی حیثیت سے قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے دست راست و معاون تھے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی میں آپ نے صحیح نمائندگی کا حق ادا کیا۔

آئین کی تدوین کے وقت جب آئین کی تعریف میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے کا مرحلہ آیا تو علامہ شاہ احمد نورانی کی تحریک کے جواب میں حکومتی ممبر اسمبلی کوثر نیازی نے کہا کہ تمام مکاتب فکر کسی ایک تعریف پر متفق نہیں ہیں، تو علامہ عبد المصطفیٰ ازہری نے ایک متفقہ تعریف مرتب کی جو تمام مکاتب فکر کے اراکین اسمبلی کے دستخطوں سے اسمبلی میں پیش کی گئی۔

۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں جب علامہ شاہ نورانی صدیقی کو گرفتار کر کے ملک کے گرم ترین علاقے گڑھی خیرو (سندھ) میں جیل کی کوٹھریوں میں بند کر دیا گیا تو علامہ ازہری نے حق نیابت ادا کیا اور جمیعت کے قائم مقام صدر کے فرائض سر انجام دیے۔

بیعت:۔ آپ نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں کی طرف سے سلسلہ قادریہ میں خلافت واجازت حاصل کی۔

تصانیف:۔ آپ نے قرآن پاک کی تفسیر "تفسیر ازہری" پانچ جز (مطبوعہ) اور تاریخ الانبیاء تحریر فرمائی۔ (مولانا غلام مہر علی الیواقیت المہریہ ص ۸۱-۸۳)

تلامذہ:۔ آپ سے جن تلامذہ نے اکتساب فیض کیا ان میں سے چند مشہور فضلاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

(۱) مولانا خلیل اشرف، بانی مدرسہ فیض رضا بہاول نگر

(۲) مولانا غلام لیٰسین، بانی دار العلوم قادریہ ملیر

(۳) مولانا فضل سبحانی، مہتمم دار العلوم قادریہ بغداد

(۴) مولانا غلام نبی، دار العلوم جامعہ رضویہ کراچی

(۵) مولانا محمد طفیل دار العلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی

(۶) مولانا حبیب الرحمن (ایم اے)

(۷) مولانا محمد طارق (ایم اے)

(۸) مولانا محمد اسحاق (ایم اے)

(۹) مولانا محمد رفیق ضیا (ایم اے)

(۱۰) مولانا قاری حافظ عبد الباری، ٹھٹھہ کے شاہی قاضی (محمود احمد قادری، مولانا تذکرہ اہل سنت ص ۱۶۱)

امام المحدثین حضرت مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ العزیز :-

مرجع الفقہاء والمحدثین مولانا ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ ابن سید نجف علی ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء بروز پیر محلہ نواب پورہ الور میں پیدا ہوئے (غلام مہر علی، مولانا الیواقیت المہریہ ص ۱۱۷) آپ کے عم مکرم باخدا بزرگ مولانا سید نثار علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا :- "بیٹی ! تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو دین مصطفوی کو روشن کرے گا اس کا نام دیدار علی رکھنا۔

(عبدالنبی کوکب قاضی اخبار جمیعت لاہور (۷ر فروری ۱۸۵۸ء ص ۳)

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباواجداد مشہد سے ہندوستان آئے اور الور میں قیام پزیر ہوئے۔

آپ نے صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں الور میں مولانا قمر الدین سے پڑھیں، مولانا کرامت اللہ خاں سے دہلی میں درسی کتابوں اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ فقہ و منطق کی تحصیل مولانا ارشاد حسین رامپوری سے کی۔ سند حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی سے حاصل کی۔ حضرت شیخ الاسلام پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا وصی احمد محدث سورتی آپ کے ہم درس تھے۔

آپ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی کے مرید اور خلیفہ تھے، سلسلہ چشتیہ میں حضرت مولانا سید علی حسین کچھوچھوی اور سلسلہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ ومجاز ہوئے۔ (اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور ص ۲۶۸-۲۶۹)

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کے درمیان بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صدر الافاضل نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا ذکر کیا اور ملاقات کی رغبت دلائی۔ حضرت سید المحدثین نے فرمایا :- "بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے۔ وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے طبیعت سخت ہے ؟ لیکن حضرت صدر الافاضل دوستانہ روابط کی بنا پر بریلی لے ہی گئے ملاقات ہوئی تو حضرت مولانا نے عرض کی حضور مزاج کیسے ہیں ؟" اعلیٰ حضرت نے فرمایا: "بھائی کیا پوچھتے ہو، پٹھان ذات ہوں، طبیعت کا سخت ہوں" کشف کی یہ کیفیت دیکھ کر مولانا کی آنکھوں میں آنسو آگئے، سر عقیدت نیاز مندی سے جھکا دیا۔ اس طرح بارگاہ

رضوی سے نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم ہو گیا۔ (اقبال احمد فاروقی پیرزادہ تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت ص ۲۶۸-۲۶۹) تقریباً ایک سال تک آپ اور مولانا ابو البرکات علیہ الرحمہ بریلی میں منظر اسلام میں مقیم رہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہ اور آپ کے قابل صد فخر فرزند مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابو البرکات علیہ الرحمہ کو تمام کتب فقہ حنفی کی روایت کی اجازت عطا فرمائی (دیدار علی شاہ امام المحدثین مقدمہ میزان الادیان بتفسیر القرآن ص ۸۰) اور اجازت و خلافت عطا فرماتے ہوئے تمام اوراد و وظائف کی اجازت عطا فرمائی تکمیل علوم کے بعد ایک سال مدرسہ اشاعت العلوم رامپور میں رہے ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں الور میں قوت الاسلام کے نام سے ایک دار العلوم قائم کیا پھر لاہور تشریف لا کر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۲ء میں دوبارہ لاہور تشریف لائے جامعہ نعمانیہ میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۷ء میں مولانا ارشاد حسین رامپوری کے ایماء پر آگرہ میں شاہی مسجد کے خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ ۱۳۴۰ / ۱۹۲۲ء میں دوبارہ لاہور تشریف لائے (غلام مہر علی، مولانا الیواقیت المہریہ ص ۱۱۹) اور مسجد وزیر خاں میں خطابت کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۴۳ھ، ۱۹۲۵ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف قائم کی اور دار العلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی جہاں سیکڑوں علماء و فضلاء اور مدرسین پیدا ہوئے۔ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا دیہات ہو گا جہاں حزب الاحناف کے فارغ التحصیل علماء دینی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں۔

حضرت کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔ بے باکی و حق گوئی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ مخالفتوں کے طوفان آپ کے پائے ثبات کو جنبش نہ دے سکے۔ دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہ کر سکتی تھی۔ علم و فضل کے تو گویا سمندر تھے۔ کسی مسئلے پر گفتگو شروع کرتے تو گھنٹوں بیان جاری رہتا۔ سورہ فاتحہ کا درس ایک سال میں ختم ہوا۔ آپ کے خلوص و ایثار، زہد و تقویٰ، سادگی اور اخلاق عالیہ کے مخالف و موافق سبھی معترف تھے۔ سنیت و حنفیت اور حقیقت کے تحفظ اور فروغ کیلئے آپ نے نہایت اہم خدمات انجام دیں۔ غازی کشمیر مولانا سید ابو الحسنات قادری صدر جمعیت علماء پاکستان (رحمہ اللہ تعالیٰ) اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو البرکات سید احمد شیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف لاہور آپ ہی کے فضل و کمال کے عکس جمیل تھے۔ آپ عربی، اردو اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے۔ آپ کے دیوان پختگی کلام پر شاہد ہیں۔ ہند و پاک میں آپ کی انتھک تدریسی کاوشوں کی بدولت بے شمار تلامذہ نے آپ سے علوم دینیہ کی تعلیم پائی، آپ کے صاحبزادگان کے علاوہ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

(۱) مولانا ارشاد علی الوری مرحوم

(۲) مولانا رکن الدین الوری نقشبندی

(۳) مولانا محمد اسلم جلال آبادی

(۴) مولانا عبد الحق ولایتی

(۵) مولانا عبد الرحمن ولایتی

(۶) مولانا سید فضل شاہ پنجابی

(۷) مولانا فیض اللہ خاں ہوتی مردان

(۸) مولانا محی الاسلام بہاولپوری

(۹) مولانا عبد القیوم ہزاروی

(۱۰) مولانا سید منور علی شاہ

(۱۱) مولانا محمد رمضان بلوچستانی

(۱۲) مولانا غلام محی الدین کاغانی

(۱۳) مولانا محمد رمضان، سندھ

(۱۴) مولانا شفیق الرحمن پیشاور

(۱۵) مولانا فضل حسین معین الدین پور (گجرات)

(۱۶) مولانا عبد العزیز رنگوں

(۱۷) مولانا زین الدین الوری

(۱۸) مولانا عبد القیوم الوری

(۱۹) مولانا عبد الرحیم الوری

(۲۰) مولانا عبد الجلیل جالندھری

(۲۱) مولانا محمد غوث ملتانی

(۲۲) مولانا محمد مہر الدین مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

(۲۳) مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بانی و مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور۔

(۲۴) مولانا عبدالعزیز (بورے والا)

آپ نے محققانہ تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے، بعض تصانیف کے نام یہ ہیں :-

(۱) تفسیر میزان الادیان (مقدمہ و تفسیر سورہ فاتحہ)

(۲) ہدایۃ الغوی در رد روافض

(۳) رسول الکلام

(۴) تحقیق المسائل (یہ کتاب مولوی رشید احمد گنگوہی سے بعض فقہی مسائل کے سلسلے میں خط و کتابت کا مجموعہ ہے جن میں گنگوہی صاحب عاجز آگئے تھے)

(۵) ہدایۃ الطریق

(۶) سلوک قادریہ

(۷) علامات وہابیہ

(۸) فضائل رمضان

(۹) فضائل شعبان

(۱۰) الاستغاثة من اولياء الله عين الاستغاثة من الله

(۱۱) دیوان دیدار علی فارسی

(۱۲) دیوان دیدار علی اردو

۲۲ رجب المرجب ۲۰/ اکتوبر ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء کو اپنے رب کریم کے دربار میں حاضر ہوئے اور جامع مسجد اندرون دہلی دروازہ لاہور میں دفن ہوئے۔ مولانا ابوالحسنات رحمہ اللہ تعالیٰ نے قطعہ تاریخ وصال کہا جس کا تاریخی شعر یہ ہے ؎

حافظ بہر سر کوئی اعداءِ شریعت

دیدار علی یافتہ دیدار علی را

۱۳۵۴ھ

حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں رضوی پیر جوگوٹھ، سندھ:-

یادگار سلف استاذ العلماء جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں (مولانا حسن رضا خاں قدس سرہ نے آپ کا تاریخی نام تقدس علی خاں استخراج فرمایا ۱۳۲۵ھ مرتب) بن الحاج سردار ولی خاں بن مولانا ہادی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں (جد امجد مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی) رجب، اگست ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں بمقام آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران، بریلی شریف، (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز آپ کے والد محترم کے چچازاد بھائی تھے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کے نانا تھے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے ماموں اور خسر تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا خلیل الرحمن بہاری، مولانا ظہور الحسین فاروقی مجددی (صدر مدرس مدرسہ عالیہ رامپور و دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف اور ان کے صاحبزادے مولانا نور الحسین فاروقی سے حاصل کی۔ متوسط کتب درس نظامی برادر زادہ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حسنین رضا خاں قدس سرہ سے پڑھیں اور اعلیٰ تعلیم حضرت مولانا رحم الٰہی مولانا عبد المنان (مردان) مولانا عبد العزیز خاں اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت) سے حاصل کی اور تکمیل حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ سے کی۔ انہوں نے آپ کو درسیات کے علاوہ "رد المحتار" کا مقدمہ بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ ۱۳۴۵ھ میں آپ نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے آپ نے شرح جامی کا خطبہ پڑھا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے بالواسطہ شرف تلمذ حاصل کرنے کیلئے مدارس کے منتہی طلباء بھی آپ سے شرح جامی کا خطبہ پڑھتے تھے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ نے بھی آپ سے یہ خطبہ پڑھا۔ چنانچہ اس تدریس کا شہرہ ہوا اور اس کا مادہ تدریس تقدس علی استخراج کیا گیا۔

آپ دوران تعلیم ہی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے نائب مہتمم مقرر ہوئے اور آپ کی نگرانی میں مشہور علماء کی دستار بندی ہوئی جن میں حضرت شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی قدس سرہ قابل ذکر ہیں۔ الہ آباد یونیورسٹی میں آپ نے علوم شرقیہ کے امتحانات کا سلسلہ جاری کرایا، جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور الہ آباد یونیورسٹی کے ممتحن رہے۔

فراغت کے فوراً بعد دار العلوم بریلی شریف میں تدریس شروع کی اور بے شمار فضلاء کو فیضیاب کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ دار العلوم کے مہتمم مقرر ہوئے۔ اس طرح پچیس سال کا عرصہ بریلی شریف

میں پڑھانے کے بعد آپ ا۷۳۱ھ میں کراچی (پاکستان) تشریف لے آئے۔ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت اور حجۃ الاسلام کے اعراس اور مشاعروں کا اہتمام بھی آپ کے ذمہ ہوتا تھا۔

۲۷۳۱ھ میں آپ نے پیر جو گوٹھ میں مدرسہ قادریہ کا اجراء کیا۔ اس وقت حضرت پیر صاحب پاگارہ لندن میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے۔

۱۹۵۲ء میں پیر صاحب کی تاج پوشی ہوئی اور ۱۹۵۲ء کو جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا، آپ اس جامعہ کے پہلے شیخ الجامعہ اور حضرت پیر صاحب پاگارہ کے اتالیق استاد مقرر ہوئے۔ اس وقت سے آپ جامعہ راشدیہ میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔

سیکڑوں طلباء آپ سے پڑھ کر مختلف مساجد اور مدارس بالخصوص جامعہ راشدیہ کی مختلف شاخوں میں دینی فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔

آپ عرصہ بیس سال تک مدینہ مسجد عیدگاہ پیر جو گوٹ ضلع خیر پور میں خطابت اور امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ مراد آباد سنی کانفرنس میں آپ کے برادر خورد حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رحمہ اللہ شریک ہوئے اور آپ نے تحریک ختم نبوت میں دیگر علماء اہل سنت کے شانہ بشانہ کام کیا۔ سنی کانفرس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دار السلام) میں آپ نے پیر صاحب پاگارہ کی نمائندگی کی اور ان کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان (۱۶ / ۱۷ / اکتوبر ۱۹۷۸ء) میں آپ پہلے اجلاس کے مہمان خصوصی تھے۔

آپ جمیعت علماء پاکستان پیر گوٹ (سندھی کے صدر بھی رہے) ۱۹۶۰ء میں آپ بنیادی جمہوریت کے انتخاب میں کامیاب ہوئے اور چھ سال تک یونین کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے قوم و وطن کی خدمت کرتے رہے۔

آپ کی بعض قلمی تصانیف ہندوستان میں رہ گئیں۔ پاکستان آنے کے بعد آپ نے بعض کتب کے تراجم کئے جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں کو ۱۳۳۲ھ میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے بیعت اور تمام سلاسل میں خلافت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمہ اللہ نے آپ کو خاندان قادریہ کے اوراد و وظائف کی اجازت دے کر اپنا مجاز فرمایا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنے دست مبارک میں آپ کا ہاتھ لے کر مصافحہ فرماتے ہوئے حدیث مصافحہ سنائی جو سات واسطوں سے حضور سرور عالم ﷺ تک پہنچتی ہے۔

۱۳۶۷ھ میں آپ نے بغداد شریف، کاظمیہ شریف، کربلائے معلیٰ و نجف اشرف میں حاضری دی اور ۱۳۶۸ھ میں پہلا حج ہندوستان سے کیا۔ پاکستان سے ۱۳۸۸ھ میں دوسرا اور ۱۳۹۲ھ میں تیسرا حج کیا۔ ۱۳۹۵ھ سے آپ مسلسل ہر سال ماہ رمضان المبارک میں عمرہ و زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

آپ کے بے شمار تلامذہ کالجوں، یونیورسٹیوں اور دینی مدارس و مساجد میں دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ چند فضلاء کے اسماء یہ ہیں:-

(۱) مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری، سابق خطیب جامع مسجد ماریشس، افریقہ حال لندن

(۲) مولانا رجب علی مفتی نانپارہ اسٹیٹ

(۳) مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی، مفتی جودھپور

(۴) مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث جامعہ نعمانیہ لاہور

(۵) مولانا مفتی غلام قادر، مدرس جامعہ راشدیہ

(۶) مولانا مفتی محمد رحیم، ناظم اعلیٰ جامعہ راشدیہ

(۷) مولانا مفتی عبدالحمید آنولوی (مرحوم) خطیب جامع مسجد نواب شاہ

(۸) مولانا محمد صالح رحمہ اللہ خطیب جامع مسجد درگاہ شریف سابق مہتمم جامعہ راشدیہ

(۹) مولانا مفتی عبدالرحیم، مدرس مدرسہ شاہپور چاکر

(۱۰) مولانا مفتی در محمد شیخ الحدیث مدرسہ حنفیہ الاسلام سانگھڑ

(۱۱) مولانا محمد ہارون-ایم-اے معلم عربی، ضلع خیرپور

ایک طویل عرصہ تک دینی و ملی تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۲۲ر فروری ۱۹۸۸ء کو کراچی میں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نتیجۂ فکر:- علامہ شمس الحسن شمسؔ بریلوی

قطعات تاریخ گرداب الم

۸۸------۱۹ء

والانسب حاجی تقدس علی خاں، سرمایۂ کمال رضا

۱۳۰۸ھ ۱۳۰۸

تقدس علی خاں زلطف خدا
نکو نام پیمودہ راہِ صفا
بہ تن داشت جامہ زفقر بھیں
ردائے ہنر بود از اعتلا
قدم چوں نما دہ براہ شباب
بہ عفت بسر برد راہِ صفا
بہ دانش پژوہی ہمہ وقت او
ہمی گشت شاغل زصبح تا مسا
بہ کارہائے دیں صرف اوقات بود
فروغ شریعت ہمہ مدعا
ہمہ وقت فیض رضا عام کرد
بہ نطق و دوات و قلم برملا
زفیض رضا ہرچہ حاصل نمود
بہ دیگر سپردن نہ کردے خطا
منم ہمروش ماندہ ام چند سال
ندیدم ازو مکروکید و خطا

بدے ناظم درس گاہ عظیم
کہ آں را بنا کردہ حضرت رضا
پے حفظ ایمان ہجرت نمود
بہ افراد خانہ بارض صفا
بسے دیدہ بودے جفا از فلک
مگر بر لبش بود شکر خدا
پدر، مادر و دختر وپور را
سپردہ بخاکے زدست قضا
بایں رنج و آلام و بار ستم
بہ پیش نظر داشت صبرو رضا
بسے مختصر شمس احوال او
نگارش نمودم زراہ صفا
بالآخر زحکم قضا و قدر
نشانہ نمود اورا تیر قضا
چو پرسند احباب سال وفات
بگو، عروۂ خاندان رضا

۱۹۸۸ء

مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ :-

"آپ چالیس سال تک درس و تدریس دیتے رہے" دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے شیخ الحدیث اور ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" کے پہلے ایڈیٹر مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی، علیہ الرحمہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ مطابق مئی ۱۹۰۷ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام محمد عرف ابراہیم رضا اور پیار سے جیلانی میاں

کہلائے بعد میں مفسر اعظم ہند کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی موجودگی میں بسم اللہ خوانی ہوئی اس کے بعد والدہ ماجدہ اور دلوی صاحبہ سے گھر میں قرآن شریف ناظرہ اور اردو کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ ۷؍ سال کی عمر میں دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخل ہوئے اور حضرت مولانا احسان علی محدث فیض پوری سے کافیہ اور قدوری تک تعلیم حاصل کی۔ عربی ادب اور مشکوٰۃ شریف کا درس اپنے والد ماجد حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے لیا۔ صحاح ستہ اور علم الکلام دار العلوم منظر اسلام کے جید اساتذہ سے پڑھا۔ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں تمام علوم کی تکمیل کے بعد دار العلوم منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے۔ حجۃ الاسلام کے وصال ۱۹۴۳ء کے بعد شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز ہوئے اور تاحیات درس حدیث کی خدمات انجام دیتے رہے۔ مفسر اعظم ہند نے چالیس سال تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے زمانے میں پچاس ساٹھ طلباء ہر سال دورۂ حدیث سے فراغت پاکر سند حاصل کرتے۔ آپ اپنے جد امجد امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور امام احمد رضا سے شرف خلافت حاصل کیا۔ آپ کو اپنے والد ماجد حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔ ۱۹۲۸ء میں آپ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں حج وزیارت کی سعادت حاصل کی اور والہانہ انداز میں روضۂ رسول اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے اور رقت انگیز صلوٰۃ وسلام پڑھا اور یہاں مشائخ وعلماء کرام سے ملے خصوصاً قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے باریاب ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں بنارس "سنی کانفرنس" میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شریک ہوئے اور جلسے کو رونق بخشی۔

۱۹۶۰ء میں آپ تبلیغی دورے پر پاکستان تشریف لائے اور دار العلوم مظہر اسلام لائل پور کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و دستار فضیلت کی صدارت کی۔ چند روز کراچی میں قیام رہا۔ اخوند مسجد کھارادر میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔

۱۹۶۰ء میں بریلی شریف سے ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" جاری کیا۔ (اس وقت ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" "مفسر اعظم ہند کے لائق وفائق پوتے حضرت مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں کی زیر صدارت نہایت آب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے)۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔ بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں رحمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ / ۸؍ جون ۱۹۸۵ء میں وصال فرماگئے جبکہ چار صاحبزادے حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری، پروفیسر ڈاکٹر قمر رضا خاں، حضرت مولانا منان رضا خاں منانی میاں بقید حیات ہیں۔ اور جناب تنویر رضا

خاں مفقود الخبر ہیں۔

آخر وہ وقت بھی آگیا جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں اور حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۵ھ / ۱۲ جون ۱۹۶۵ء شب دوشنبہ ہے۔مادۂ تاریخ وفات سید نا ابراہیم رضا ۱۳۸۵ھ۔ (ماہنامہ اشرف کراچی ۱۹۹۳ء)

کلام جاہ منظر اسلام

۱۴۲۲ھ

از:- مولانا مشتاق احمد قادری عزیزی دار العلوم اہل سنت ناسک

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے
درس گاہ دین و سنت منظر اسلام ہے

اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام رحمانی میاں
مفتی اعظم کی دولت منظر اسلام ہے

کیوں نہ ہوں روشن عرب ملک عجم کی وسعتیں
مشعل علم شریعت منظر اسلام ہے

دھوم ہے بزم ادب دنیا کی دانش گاہ میں
گروے علم و حکمت منظر اسلام ہے

دونوں جانب ورسگا ہیں بیچ میں رضوی محل
کتنا اچھا خوبصورت منظر اسلام ہے

حضرت احمد رضا کے کارناموں کے طفیل
مرکز احیاء ملت منظر اسلام ہے

جس کا فتویٰ رکھتا ہے دنیا میں فیصل کا مقام
شوکت افتاء و دراست منظر اسلام ہے

قادری مشتاق اب اس عہد فتنہ ساز میں
اہل حق کی شان و عزت منظر اسلام ہے

تحریر مبارکہ :- حضرت علامہ مفتی لطف اللہ صاحب قادری مفتی وامام شاہی جامع مسجد شہر متھرا یوپی

الاسلام حق ۷۸۶/۹۲ والکفر باطل

بحضور نبیرۂ اعلیٰ حضرت شاہزادۂ خانوادۂ رضویہ زیب سجادۂ رضویہ و مہتمم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

محترمی و محترم المقام حضرت علام سبحان رضا خان سبحانی میاں زاد مجدکم المنان وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

والا نامہ صادر ہوا حسب الحکم عالت ضعف چند کلمات زیر عنوان بانی منظر اسلام امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم قلمبند کر کے خدمت عالیہ میں ارسال کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں امید کہ وصولیابی سے مطلع فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے۔ چونکہ اس بندۂ ناچیز نے خانوادۂ رضویہ کا نمک کھایا ہے۔ بحکم حضور استاذی استاذ الاعلام صدر الشریعہ علیہ الرحمہ حضور مرشدی حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور حضور مطلوبی نصرت الاسلام مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر حاضر رہ کر تعلیم دین حاصل کی اور انہیں کی اجازت وخلافت سے بہرہ مند ہوں اس لئے اس فقیر کا قلبی، روحانی، جسمانی گہرا تعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان کے مقدس خانوادے سے رہا ہے۔ گو اس بندۂ ناچیز نے ان کا زمانہ حیات ظاہری نہیں پایا کہ ان کا وصال ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں ہوا اور یہ ان کا غلام ۱۹۲۵ء میں چار برس کے بعد پیدا ہوا لیکن حسن عقیدت نے اس کے بعد زمانی کو قرب روحانی سے بدل دیا ہے۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

محمد لطف اللہ قادری خادم دار الافتاء شاہی جامع مسجد شہر متھرا۔ الاسلام حق ۷۸۶/۹۲ والکفر باطل

بانی منظر اسلام امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم

وما اٰتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا (القرآن)

رسول تمہیں جو دیں وہ لو اور جس سے روکیں رک جاؤ رسول محترم ﷺ کیا دیتے ہیں؟ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں انما انا قاسم والله يعطي بیشک میں بانٹتا ہوں اور خدا دیتا ہے تو حضور کیا بانٹتے ہیں وہی نا جو خدا دیتا ہے۔ چونکہ ہر نعمت خدا دیتا ہے اسلئے ہر نعمت حضور ہی بانٹتے ہیں معلوم ہوا کہ ازل سے ابد تک جسے جو ملا یا ملے گا وہ حضور ہی سے ملے گا۔ ابو داؤد

شریف کی صحیح حدیث ہے: ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مأۃ سنۃ من یجد دلھاد ینھا بیشک خدائے تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو برس کے اول میں ایسی ذات کو مبعوث فرماتا ہے جو اس کیلئے اس کا دین از سر نو نیا کر دے۔

علماء و فضلاء مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ و ہندو پاک وغیرہ نے متفقہ طور پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو اس حدیث مبارک کا صحیح مصداق اور چودہویں صدی ہجری کا مجدد تسلیم کیا۔

چنانچہ سیکڑوں علمائے کرام و مشائخ عظام کی مجلس میں آپ کی شان اقدس میں یہ شعر مولانا عبد الوحید صاحب رئیس عظیم آبادی نے ۱۳۱۸ھ میں پڑھا جس کی تفصیل حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ اور اخبار البیان دمشق میں موجود ہے۔ وہ شعر ملاحظہ فرمائیں:-

و عالم اھل السنۃ مصطفا نا

مجدد عصرہ الفرد الفرید

یعنی اہل سنت میں ہمارے چیدہ و برگزیدہ عالم جو اپنے وقت کے مجدد و یگانہ روزگار ہیں۔ اس شعر کو سب نے سنا تعریف و توصیف کی اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ تو علمائے اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ثابت ہو گیا۔ علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت کے نام باہر سے آئے ہوئے خطوط جنکی تعداد لاکھوں تک پہونچتی ہے تقریباً سب میں نام نامی کے ساتھ یہ چار صفتیں ضرور ملتی ہیں یہ بھی ان کی شان مجددیت پر اجماع امت کا بین ثبوت ہے۔

چہار صفات :-(۱) اعلیٰ حضرت (۲) امام اہل سنت (۳) مجدد مأۃ حاضرہ (۴) مؤید ملت طاہرہ۔ بانی منظر اسلام امام احمد رضا کے نظریۂ تعلیم کے اظہار سے پہلے ان کی بلند پایہ شخصیت سے واقفیت ضروری ہے۔ جس سے ان کی علم دوستی حق آگاہی، علمائے معاصرین میں امتیازی شان سے پر جوش ولولہ انگیز دینی خدمات سے واقفیت ہو جائے تا کہ ان کے نظریۂ تعلیم پر روشنی پڑ جائے اور یہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ آپکی مبارک ہستی ایک عبقری اور نادر روزگار اور اہل اسلام کے لئے خداداد نعمت عظمیٰ تھی۔ سرزمین بریلی شریف میں رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں آپ کی ولادت ہوئی صرف چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید ختم فرمایا آٹھ سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح لکھی دس سال کی عمر میں مسلم الثبوت پر حاشیہ تحریر فرمایا اور چودہ سال کی عمر شریف میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے اور اسی سال دار الافتاء کی ذمہ داری سپرد کر دی گئی۔ ۱۲۹۴ھ بعمر بائیس سال اپنے والد محترم اور تاج الفحول علامہ عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ کے ہمراہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں جاکر خاتم الاکابر محدث والاشان سید شاہ آل رسول احمدی علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق

پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اسی روز اجازت وخلافت سے نوازدیے گئے۔ رفض وخروج، نصرانیت، مغربیت، نجدیت و نیچریت، الحاد، جاہلانہ صوفیت، مشرکانہ رسوم، صلح کلیت، ادغام وانضمام کی تحریکات، وہابیت اور اس کی جملہ شاخوں کے خلاف خداداد علمی توانائی کے ساتھ قلمی جہاد فرمایا۔ ہزارہا صفحات پر مشتمل کتابیں اور رسالے تصنیف فرماکر شائع فرمائے۔ قادیانیت کی گردن مروڑتے ہیں آپ کا فولادی ہاتھ معاصرین میں سب سے آگے رہا۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، حمد ونعت، فرائض، کلام، عقائد تجوید، تصوف، منطق، ادب، زیجات، جبر ومقابلہ، جفر، تکسیر، اذکار واوفاق، تعبیر، تاریخ، سیر، مناقب وفضائل اسماء الرجال، جرح تعدیل، نحو وصرف، ریاضی، ہندسہ، حساب، نجوم توقیت الغرض پچاس سے زیادہ علوم وفنون پر آپ کو عبور کامل حاصل تھا۔ آپ کی یادگار فتاویٰ رضویہ جو بارہ ہزار صفحات پر مشتمل بارہ جلدوں میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

قرآن شریف کا ترجمہ کنز الایمان حق وصداقت عشق ومحبت کے انوار کا آئینہ دار ہے حدائق بخشش آپ کی نعتیہ شاعری کا مجموعہ ساری دنیائے اسلام سے داد تحسین وتعریف لے رہاہے کلام الامام امام الکلام الغرض حیرت انگیز جامعیت اور تحیر خیز خوبیوں کے حامل اور اپنے دور کی عبقری شخصیت کا نام امام احمد رضا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ☆ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

طبقہ علماء میں ہندوستان کے اندر حضرت شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ سے نصرت اسلام وتائید سنت استیصال بدعت اور حمایت حق وصداقت کا جو عظیم سلسلہ شروع ہوا تھا۔ امام احمد رضا اسی سلسلے کی ایک نہایت مضبوط کڑی تھے۔ آپکی دینی وعلمی خدمات نے اپنے سارے عہد کو متاثر کیا اور مسلم آبادی کو سیلاب فتن سے محفوظ رکھنے میں آپ کی مجاہدانہ کاوش ومساعی جمیلہ ناقابل فراموش ہیں آپ نے اپنی ساری زندگی حمایت حق کیلئے وقف کردی تھی۔ موت برحق ہے آپ نے اپنے وصال سے اٹھارہ برس پیشتر جامعہ رضویہ منظر اسلام جو تاریخی نام ہے اور حمدہ عزوتعالیٰ اسم بامسمی ہے کی بنیاد ڈالی اور زمانہ حیات (۱۳۲۲) اس کی ترقی میں کوشاں رہے تاکہ رشد وہدایت کا سلسلہ تاقیام قیامت جاری وساری رہے آپ کے فیض صحبت سے بہت علمائے اہل سنت وجماعت کی زندگی میں نکھار پیدا ہوا جن کی علمی خدمات سے آج ہندوپاک ہی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کا گوشہ گوشہ فیضیاب ہورہاہے کسی نے براہ راست فیض پایا کسی نے بالواسطہ حضرت صدر الشریعہ

علامہ امجد علی مصنف بہار شریعت حضرت علامہ صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی مفسر قرآن جن کی تفسیر خزائن العرفان آج دنیائے اسلام سے خراج تحسین لے رہی ہے اختصار کے پیش نظر بہت سے خرمن رضویہ سے فیض یافتہ علمائے کرام کے دینی وملی کارناموں کو اجاگر نہیں کیا گیا۔ کہ عیاں راچہ بیاں حضور اعلیٰ حضرت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام کی انتظامی خدمت آپ کے خلف اکبر میرے پیرو مرشد حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ والرضوان کے دستِ مبارک میں آئی۔ آپ نے حسن وخوبی اس جامعہ کو ترقی کی منزل پر پہنچایا اس کے بعد ان کے خلفِ اکبر مفسر اعظم ابراہیم رضا جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے اپنے حسن اہتمام سے منظر اسلام میں چار چاند لگائے۔ اُن کے بعد ان کے خلفِ اکبر حضرت علامہ ریحان رضا رحمانی میاں علیہ الرحمہ کا دور اہتمام تو نہایت ہی کار آمد ثابت ہوا۔ انھوں نے واقعی منظر اسلام کو منظر اسلام بنادیا اور ان کے بعد بحمدہ عزوتعالیٰ آج منظر اسلام ترقیات کی جن اعلیٰ منزلوں پر پہنچ چکا ہے اُن کی تعریف وتوصیف تحسین کے مستحق خانوادۂ رضویہ کے چشم وچراغ علامہ سبحان رضا خان سبحانی میاں زید مجدہم ہیں انھیں کے زیر اہتمام عرس رضوی کے مبارک موقع پر منظر اسلام کا جشن صد سالہ ۱۴۲۲ھ میں جامعہ رضویہ کو کامل ایک صدی ہجری ہو جائیگی۔ اس جشن مبارک کی مبارکبادیاں میری اور جملہ علماء واحباب اہل سنت کی جانب سے حسن خلوص بطور خراج عقیدت نذر کی جاتی ہیں حضور قبول فرمائیں۔

اور جملہ احباب اہل سنت وجماعت کو اپنی مخلصانہ ادعیہ وافرہ میں شامل فرماتے رہیں فقط راقم الحروف نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں جو منقبت حسن عقیدت خانقاہ عالیہ رضویہ میں عرس رضوی کے موقع پر اہل سنت وعوام اہل سنت کے کثیر ازدحام میں پیش کی تھی وہ نذر ناظرین کی جاتی ہے:-

یا سیدی احمد رضا یا سیدی احمد رضا

فرما کرم بہر خدا یا سیدی احمد رضا

اے نائب ختم رسل اے وارث مختار کل

ہادی دین مصطفیٰ یا سیدی احمد رضا

کیا تمغۂ تجدید دیں کیا طرۂ شرع متیں
سرکار سے تجھ کو ملا یا سیدی احمد رضا
کیا حق نے بخشا ہے شرف حرمین میں بھی ہر طرف
ہے بولتا ہے طوطی ترا یا سیدی احمد رضا
گلزارِ طیبہ میں ابھی ہے شور نعتوں کا تیری
اے بلبلِ شیریں نوا یا سیدی احمد رضا
رفض و خروج و دہریت اور نجدیت مرزائیت
کس پر نہیں تو چھا گیا یا سیدی احمد رضا
تو ہے مجدد دین حق مبہوت ہیں باطل فرق
تجھ پر ہے سایہ غوث کا یا سیدی احمد رضا
تائید تعظیم نبی تردید ہر بدمذہبی
دوکام بس تو کر گیا یا سیدی احمد رضا
دیں تیری نسل پاک میں حق نے دو نوری مشعلیں
یک حامد و یک مصطفیٰ یا سیدی احمد رضا
صدر الشریعہ بن گئے صدر الافاضل ہو گئے
جن پر ترا پرتو پڑا یا سیدی احمد رضا
کوئی محدث خوش بیاں کوئی ہے شیر سنیاں
یہ ہے ترے در کی عطا یا سیدی احمد رضا
سب اہل سنت جمع ہوں محفل میں لطف آئے نہ کیوں
ذکر آپ کا لطف آپ کا یا سیدی احمد رضا

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا وسید الاولین والاٰخرین مولانا محمد و علیٰ اٰلہ وصحبہ و علیٰ جمیع من اتبعھم الیٰ یوم الدین اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

عہد رضا میں مدرسہ اہل سنت منظر اسلام کے سالانہ جلسے ۱۸؍اٹھارہ ہوئے۔ تقریباً ہر جلسہ کی اطلاع اور رپورٹ ہفت روزہ اخبار "دبدبہ سکندری رامپور" کے صفحات کی زینت بنتی تھی اور دیگر معاصر اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی تھی رامپور رضا لائبریری اور صولت لائبریری رامپور میں دبدبہ سکندری کی جو فائلیں موجود ہیں ان کے مطالعہ سے اب تک جو اطلاعات اور رپورٹیں سامنے آئیں وہ بعینہٖ ہدیہ قارئین ہیں۔

ان رپورٹوں سے جہاں منظر اسلام کے احوال و کوائف۔ اسکی تعلیم و ترقی کا علم ہوتا ہے۔ اہل ثروت، اصحاب خیر اور ارباب اقتدار کی توجہات اور ایثار و قربانی سامنے آتی ہیں وہیں اس عہد کے مقدس سادات عظام، عظیم المرتبت علماء کرام، عظیم المناصب اصحاب روحانیت سجادگان عظام کی ان جلسوں میں شرکت و خطابت بھی نظر آتی ہے۔ جس سے منظر اسلام کے جلسوں کی قدر و منزلت اور عظمت و اہمیت کا پتہ لگتا ہے نیز ان جلسوں میں تشریف لانیوالے معزز و مقدس مہمانوں کیلئے امام احمد رضا، شہزادگان رضا اور مجلس انتظامی کے ارکان و ملازمین مدرسے کی طرف سے اعزاز و اکرام اور شایان شان استقبال۔ مہمانوں کی عظمت، علماء و مشائخ کی عزت افزائی اور قدر و منزلت کو اجاگر کرتا ہے۔

کیفیت جلسہ سالانہ مدرسہ منظر اسلام

معروف بہ

مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی

راقم دبدبہ سکندری کے ایک شفیق نے مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی کے سالانہ جلسہ کی کیفیت ارسال کی ہے جو مسلمان حنفی مشرب کیلئے نہایت دل خوش کن ہے لہذا نہایت خوشی کیساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہے (وھو ھذا)

الحمدللہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت وجماعت خصوصاً امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ بحر ذخار معقول و منقول حاوی فروع واصول جامع طریقت وشریعت اعلیٰ حضرت مولانا مولوی مفتی حافظ قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی لازالت شموس۔ فیوضہ طالعہ وبدور برکاتہ لامعہ کے فیض وبرکت اور معینان مدرسہ وعطاکنندگان چندہ کی ہمت و خلوص نیت وارکین انتظامیہ کی سعی عرق ریزی سے مدرسہ اہل سنت وجماعت اپنے مقاصد میں بخوبی ترقی کررہا ہے آبیاری منتظمین وعرق ریزی طلباء کی ومدرسین سے اس نونہال جشن شریعت کی کامیابی طلباء کے عمدہ ثمرے نے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے۔ شاخ دارالافتاء کے معرکۃ الآراء فتوے۔ کامیابی طلباء کے عمدہ نتیجے گزشتہ روداوں میں شائع ہوچکے۔ گزشتہ سال چار طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستاربندی کا جلسہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام وعلماء کرام وعمائدورؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سرانجام ہوا۔ اس سال بھی بمنہ وکرمہ ۸ر طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کے نام نامی درج ذیل کروں تو زائد مناسب ہوگا۔

(۱) جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء بریلی
(۲) جناب مولانا ظہیر الدین صاحب اعظم گڑھی
(۳) جناب مولانا حفیظ احمد صاحب اعظم گڑھی
(۴) جناب مولانا نعمت اللہ صاحب نواکھالوی
(۵) جناب مولانا صدیق احمد صاحب نواکھالوی
(۶) جناب مولانا عظیم اللہ صاحب مچھلی شہری
(۷) جناب مولانا احمد عالم صاحب رجھی
(۸) جناب مولانا ابراہیم صاحب بہاری

ان صاحبان کی دستاربندی جناب مولانا مولوی شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین بانسہ شریف اور جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء کی دستاربندی اعلیٰ حضرت موصوف نے اپنے دست حق پرست سے کی تاریخہائے۔ ۱۰۔۱۱۔۱۲۔ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ مطابق ۷۔۸۔۹۔ ستمبر ۱۹۰۸ء یومہائے دوشنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہار شنبہ کو جلسہ بمقام بریلی' مسجد بی بی صاحبہ میں منعقد ہوئے۔

دوشنبہ کو پہلا جلسہ ہوا اور اسی روز مولانا مولوی شاہ محمد عمر صاحب حیدرآبادی مع سات عالموں کے بریلی تشریف

لائے۔ اسٹیشن پر فاضل نوجوان فاضل ابن فاضل ابن فاضل قبلہ و کعبہ جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت۔ و جناب مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب صاحبزادہ خرد اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مدظلہم و جناب مولوی محمد ظفر الدین بہاری مدرس سوم مدرسہ اہل سنت و جناب سید برکت علی صاحب رئیس و جناب مولانا اسماعیل صاحب واعظ پیلی بھیتی و جناب مولانا محمد شفاعت الرسول صاحب مدرس چہارم اسی مدرسہ اہل سنت برائے استقبال بوقت شب اسٹیشن پر حاضر تھے کہ ۸ ر بجکر ۴۰ ر منٹ پر مولانا ممدوح تشریف فرما ہوئے جائے قیام پہلے سے مقرر کر لیا گیا تھا۔ مولانا اعلیٰ حضرت نے منظور فرمایا چنانچہ پہلے جناب مولانا مولوی عبد المقتدر نے وعظ فرمایا۔ اور بعد کو مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام اہل سنت حاوی معقول و منقول جناب مولوی حاجی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب نے وعظ فرمایا۔

سبحان اللہ وعظ کیا تھا کہ دریائے ذخار تھا کہ برابر موجزن۔ اور ایسا پر تاثیر کہ سامعین وجد کی حالت میں تھے۔ اور سکوت کا عالم چھا گیا اور مطلقا لوگوں کو اپنی خبر نہ رہی اور بعض لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر ان کو روکا نہیں جاتا تو وہ اپنے کو ہلاک کر دیتے غرض قلم میں وہ طاقت کہاں جو اس وقت کا حال لکھ سکے خیر وعظ ختم ہوا۔ اور جناب مولانا حکیم محمد فاخر صاحب نے چندہ کی تحریک شروع کی ان کے بعد جناب مولانا مولوی شاہ محمد عمر صاحب نے بھی تحریک کی اور خود دو سو روپے مدرسہ کو عنایت فرمائے۔ بخیر وخوبی یہ کاروائی ختم ہوئی اور دستار بندی ہوئی اور طلباء کو انعام تقسیم ہوا۔ اور جلسہ بخیر وخوبی دوپہر کو تمام ہوا شب کو پھر وعظ پر تاثیر شروع ہوئے اور اس کے بعد میلاد شریف ہوا۔ اور نہایت لطیف سے ہوتا رہا اور اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ کی چند غزلیں پڑھی گئیں رات کو ایک بجے جلسہ تمام ہوا۔

چائے اور پان وغیرہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے ہوا۔ اسکی ایک جماعت علیحدہ مقرر تھی اور انتظام طعام ہر سہ روز نہایت اچھا رہا کھانا نہایت خوش ذائقہ تھا جملہ امور نہایت مناسب و موزوں تھے۔

اس قدر حضرات علماء تشریف لائے کہ وہ امید سے زیادہ تھے کیونکہ موسم برسات کا تھا اور ابر غلیظ ہر وقت گھرا رہتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تین دن تک خوب کھلا رہا اور بہت سے علماء کہ جن کے نام روداد سے معلوم ہونگے بوجہ کار جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔

سب سے پہلے فاضل نوجوان عالم دوران جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب دام فیضہ مہتمم مدرسہ اہل سنت و جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ آپنے ایسی جانفشانی سے اس کار خیر کو انجام دیا ہے کہ تعریف سے باہر ہے جس نے

دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ہمارے مولانا ممدوح کس درجہ مدرسہ سے تعلق رکھتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کی جانفشانی سے یہ مدرسہ چل بھی رہا ہے حضرت مولانا نہایت باخدا بزرگ ہیں طالب علموں سے آپ نہایت درجہ شفقت فرماتے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب مولانا صاحب اور مہتمم صاحب مدرسہ اور ان کے تمام خاندان کو اپنی کوششوں میں پردہ غیب سے کامیاب فرمائے اور وہ ہمیشہ اپنے مقاصد قلبی پر بطفیل حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین فائز ہوں اور آپ کے عدو ہمیشہ پامال رہیں آمین

(بحوالہ دبدبہ سکندری ۲۶ / اکتوبر ۱۹۰۸ء اخبار نمبر ۳۸ جلد نمبر ۴۴ ص ۳ تا ۵)

بریلی میں علمائے اہل سنت کا ایک شاندار جلسہ:-

راقم دبدبہ سکندری کے ایک شفیق لکھتے ہیں کہ ۱۹-۲۰-۲۱-۲۲ شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ یو مہائے یکشنبہ و دو شنبہ و سہ شنبہ و چہار شنبہ کو بریلی میں مدرسہ منظر اسلام معروف بہ مدرسہ اہل سنت وجماعت کا سالانہ جلسہ نہایت ہی اسلامی کروفر اور شان و شوکت سے "بی بی کی مسجد" میں منعقد ہوا اس مدرسہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حامی سنت ماحی بدعت مؤید ملت طاہرہ صاحب حجت قاہرہ مؤید من اللہ آیہ من آیات اللہ جناب مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب حنفی قادری مد ظلہم الاقدس ہیں۔ جنکا نام نامی اسم گرامی اسلامی دنیا میں مثل آفتاب چمک رہا ہے اور حضرت ممدوح اپنی خداداد قابلیت کے باعث بہت زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ آپ نے خالصاً لوجہ اللہ اس مدرسہ کی سرپرستی اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور اپنے فیوضات بحد سے اس کی کشت تمنا کو سرسبز فرمارہے ہیں۔

مندرجہ بالا تاریخوں میں خوب خوب وعظ کی صحبتیں گرم رہیں بیرونجات کے بہت سے نامی علماء اہل سنت و جماعت شریک جلسہ ہوئے جنکے چند نام حسب ذیل ہیں:-

جناب مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث حنفی ساکن پیلی بھیت شریف

جناب مولوی محمد دیدار علی صاحب حنفی الوری۔

جناب مولانا مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب قادری حنفی رامپوری۔

جناب مولانا مولوی محمد ارشد علی صاحب نقشبندی حنفی رامپوری

جناب مولوی سید شاہ خواجہ احمد صاحب قادری حنفی رامپوری۔

جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حنفی۔

جناب مولوی محمد عبدالاحد حنفی۔

جناب مولوی نعیم الدین صاحب حنفی مرادآبادی

جناب مولوی محمد عبید اللہ صاحب حنفی کانپوری۔

جناب مولانا سید شاہ محمد اشرف شاہ صاحب حنفی صاجزادہ حضرت سجادہ نشین صاحب پھوچھ شریف۔

مسجد کو منتظمان مدرسہ نے نہایت عمدہ طور سے سجایا تھا شامیانے روشنی وفرش کا اہتمام قابل تعریف تھا مہمانوں کیلئے ریلوے اسٹیشن پر سواری وغیرہ کا انتظام نہایت عمدہ کیا جاتا تھا اور ان کے قیام وطعام کا کافی اہتمام تھا خیر مجسم مخدوم مکرم جناب مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری حنفی سنی خلف اکبر اعلیٰ حضرت عالم اہل سنت مولانا ممدوح بریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو مدرسہ اہل سنت کے مہتمم ہیں اپنے مہمانوں کی خاطر ومدارات میں بہت بڑا حصہ لیا اور اپنے حسن انتظام سے کسی کو کسی امر کی شکایت کا موقع نہ دیا شاہ حامد رضا خاں صاحب سلمہ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم اور الولد سر لابیہ کے سچے مصداق ہیں خدا انکی عمر میں برکت عطا فرمائے اور وہ اپنے نامور بزرگ کی سچی مثال ہوں۔ ان تواریخ میں ۲۱ر شعبان تک ہر روز صبح سے دوپہر تک اور شام سے ایک بجے رات تک مجالس وعظ منعقد ہوتی تھیں اور لوگ بکثرت شرکت کرتے تھے۔ ۲۲ شعبان کا دن پروگرام جلسہ کے خلاف بڑھادیا گیا تھا اس واسطے کہ علمائے کرام اہل اسلام بہت کثرت سے تشریف لائے تھے جنہوں نے موقع موقع پر اپنے اپنے بیان سے حاضرین کو محظوظ فرمایا لیکن کوئی وقت ۲۱ تک ایسا نہ مل سکا کہ جس میں اعلیٰ حضرت مولانا ممدوح بریلوی کا بیان ہوتا جس کے سننے کا بریلی میں علاوہ فرقۂ وہابیہ ہر شخص ہمہ تن مشتاق ہوتا ہے للہ الحمد مولانا بریلوی نے ۲۲ شعبان کو جناب مولانا مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب حنفی قادری سنی کے مختصر بیان کے بعد وعظ فرمایا۔ اللہ اللہ اس کی کیفیت کو قلم لکھ نہیں سکتا۔ آپکا عجب بابرکت بیان ہے اور قدرت نے آپکی زبان مبارک میں بڑا اثر مرتب فرمایا ہے۔ حقیقتاً یہ اثر آپکے تعلق کا اثر ہے۔ میں نہایت زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس نے عاشق صادق حضرت شہنشاہ دوعالم ﷺ کو نہ دیکھا ہو وہ حضرت فاضل بریلوی سلمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لے۔ امر حق یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا صاحب موصوف کا دم ہمارے لئے خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اسکی خاص رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ کہ جنکی قدرت والا صفات سے بہت بڑا فیض جاری ہے۔

اس جلسہ میں جناب مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور بھی تشریف لائے تھے جنہوں نے جناب مہتمم صاحب مدرسے کی جانب سے مدرسہ کی سالانہ رپورٹ حاضرین کو پڑھ کر سنائی اور

معاونین مدرسہ کا نہایت قیمتی الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ اور جن حضرات نے زر نقد وغیرہ اسی جلسہ میں عطا فرمایا تھا انکی علو ہمتی کا بیان کیا جس کی تفصیل آئندہ شائع کی جائیگی۔ بعدہ ایک شاندار رسم یہ عمل میں آئی کہ چونکہ دو طلبہ فارغ التحصیل ہوئے تھے لہذا ان کے دستار فضیلت باندھی گئی۔ دستار نہایت نفیس اور اس پر لطف یہ کہ مدرسے کا اور اس خوش بخت طالب علم کا پورا نام کہ جس کو وہ عطا ہوئی تھی نہایت خوبی سے ریشم سے کاڑھا گیا تھا۔

المختصر حضرات علماء اہل سنت وجماعت کا یہ شاندار جلسہ جو خالصاً لوجہ اللہ تھا بڑی خیر وبرکت سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ مدرسہ اور بانی مدرسہ اور مہتمم مدرسہ اور معاونین مدرسہ کو اس کا اجر دارین میں عطا فرمائے کہ جن کے باعث دینی چرچا ہوتا ہے۔ راقم م۔ب۔ح

(حوالہ دبدبہ سکندری ۲۰ ستمبر ۱۹۰۹ء اخبار نمبر ۳۴ جلد نمبر ۴۵ ص ۷)

مدرسہ اہل سنت وجماعت کا سالانہ جلسہ دستار بندی:-

راقم دبدبہ سکندری نے گزشتہ اشاعت میں اس متبرک جلسہ کا مختصر اعلان شائع کر دیا تھا لیکن اس ہفتہ حسب وعدہ مفصل اطلاع درج کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ حضرات اہل سنت وجماعت خاص طور سے اپنی دینی تعلیم گاہ کے جلسہ میں شرکت فرمائیں گے۔ مکرمی مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری نوری مہتمم مدرسہ اہل سنت وجماعت لکھتے ہیں کہ:-

محترم بندہ ہدیۂ سنیہ۔ الحمد للہ مکتوبہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد مأۃ حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ جناب مولانا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ حنفی سنی قادری برکاتی مدظلہم الاقدس کے فیض وبرکت اور ان معینان مدرسہ وعطا کنندگان چندہ کی ہمت وخلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی وخدمت سے مدرسہ اہل سنت وجماعت اپنے مقاصد میں بخوبی ترقی حاصل کر رہا ہے آبیاری منتظمین وعرقریزی طلبہ ومدرسین سے اس نونہال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے شاخ دار الافتاء کے معرکۃ الآرا فتوے کامیابی طلبہ کے بہتر نتیجے گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے سال گزشتہ ۱۲ ار جید طلباء فارغ التحصیل ہوئے جنکی دستار بندی کا جلسہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام علماء کرام وعمائد روساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سرانجام ہوا فالحمد للہ علی ذلک اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی ناچیز خدمات کے نمونے اور مدرسے کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمم اہل کرم و عام برادران اسلام کے سامنے پیش کریں۔ اسلئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا ۹ روان سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۸، ۹، ۱۰، نومبر ۱۹۱۲ء روز جمعہ۔ شنبہ۔ یکشنبہ بریلی مسجد بی بی صاحبہ مرحومہ میں منعقد

ہوا۔ اکثر بزرگان دین وعلمائے مشائخ وواعظین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ جناب بھی خالصاً لوجہ اللہ قدم رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم وخوشنودی رب کریم، ورضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم وممنونی فقیر اثیم ہے۔ والسلام خیر ختام

فقیر محمد حامد رضا قادری نوری

مہتمم مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی

(حوالہ دبدبہ سکندری ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۲ء اخبار نمبر ۴۵ جلد نمبر ۴۸ ص ۱)

مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی کا دسواں سالانہ جلسہ:-

جناب مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری مہتمم مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی نے دعوت نامہ راقم دبدبہ سکندری کے نام پہونچ کر اطلاع دی ہے کہ مدرسہ مذکور کا سالانہ جلسہ دستار بندی بتاریخ ۲۷/۲۸/۲۹-ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۸،۲۹،۳۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء یومہائے سہ شنبہ وچہار شنبہ وپنجشنبہ کو مسجد بی بی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہوگا۔ اکثر بزرگان دین وعلماء مشائخ وواعظین مدعو کئے گئے حضرات اہل سنت کو ضرور شرکت فرمانی چاہئے کہ سال بھر میں یہ جلسہ قابل قدر طریقے سے منعقد ہوتا ہے۔ آخر روز اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ جناب تقدس مآب مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ حنفی سنی قادری مدظلہ الاقدس اپنے مواعظ حسنہ سے مخلصین ومحبین کو فیض یاب فرمائیں گے۔ مسلمانو! اگر یہ خیال ہو کہ ایمان تازہ کیا جائے اور نعت سرکار دوعالم ﷺ ایک سچے عاشق وسرشار الفت کی زبان سے سنیں تو انہیں بے تامل بریلی تشریف لے آنا چاہئے ورنہ اختیار باقی ہے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے صاحبزادہ والاشان مہمانوں کی مدارات میں کمی نہیں اٹھا رکھتے ہیں اسٹیشن پر استقبال کمیٹی کے کارکن ممبر موجود ہوتے ہیں ہر قسم کی آسائش کا اہتمام کیا جاتا ہے فدایان اسلام کیلئے دعوت عام ہے بذوق وشوق شرکت فرمائیں۔

(حوالہ دبدبہ سکندری ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء اخبار نمبر ۴۵ جلد نمبر ۴۹ ص ۱۲)

مدرسہ اہل سنت بریلی کا ۱۲/واں سالانہ جلسہ:-

الحمدللہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد مائۃ حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہم الاقدس کے فیض وبرکت اور معینان مدرسہ وعطا کنندگان چندہ کی ہمت وخلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی وخدمت

سے مدرسہ اہل سنت وجماعت اپنے مقاصد میں خوبی ترقی کررہا ہے۔ آبیاری منتظمین وعرق ریزی طلباء ومدرسین اس نونہال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے شاخ دارالافتاء کے معرکۃ الآراء فتوے کامیابی طلبہ کے بہتر نتیجے گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہوچکے سال گزشتہ میں بعض چند طلباء فارغ التحصیل ہوئے جنکی دستاربندی کا جلسہ بہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام وعلمائے کرام وعمائد ورؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سرانجام ہوا۔فالحمد لله علیٰ ذلك۔ اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی ناچیز خدمات کے نمونے ومدرسے کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمم اہل کرم وعام برادران اسلام کے سامنے پیش کریں اسلئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے سال حال کا ۱۲رواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۷، ۲۸، ۲۹ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ مطابق ۸، ۹، ۱۰اکتوبر ۱۹۱۵ء بروز جمعہ شنبہ یک شنبہ بریلی مسجد بی بی جی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہوا اکثر بزرگان دین وعلماء ومشائخ وواعظین مدعو کئے گئے امید کہ جناب خالصاً لوجہ الله قدم رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم وخوشنودئی رب کریم ورضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم وممنونی فقیر اثیم ہے۔والسلام خیر ختام

الداعی الی الخیر

فقیر محمد حامد رضاخاں بریلوی

مہتمم مدرسہ اہل سنت وجماعت محلہ سوداگران بریلی شریف

(بحوالہ دبدبہ سکندری ۱۷ر ستمبر ۱۹۱۵ء اخبار نمبر ۴۵ جلد نمبر ۵۱ ص ۵)

دعوت عام برائے اہل اسلام:-

بیا کہ از فلك آید عطیۂ تکریم - بیا کہ از ملك آید ہدیۂ تسلیم

اراکین انتظامی مدرسہ اہل سنت وجماعت منظر اسلام بریلی اطلاع دیتے ہیں کہ برادران اسلام وحامیان دین رسول سید انام علیہ التحیۃ والسلام کو مژدہ ہو کہ بعد انتظار بسیار وہ ایام برکت التیام قریب آئے جنکی سال بھر سے آنکھیں منتظر قلوب مشتاق گوش برآواز تھے عاشقان ذکر خدا اور سول کو جن کی تلاش تھی الحمد للہ کہ جلسہ دستار فضیلت مدرسہ اہل سنت وجماعت کیلئے ۱۱ر ۱۲ر ۱۳ماہ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ مطابق ۷، ۸، ۹دسمبر ۱۹۱۶ء یومہائے پنج شنبہ وجمعہ وشنبہ مقرر ہوئے جن میں اکابر علمائے کرام وفضلائے عظام ومشائخ ذوی الاحترام متعدد شہر ودیار مختلف بلاد وامصار سے تشریف فرماہو کراس متبرک جلسے کی

رونق افزائی فرمائیں گے اور وقتاً فوقتاً حاضرین جلسہ کو اپنے بیانات و دل پذیر تقاریر پر تاثیر سے محظوظ و مسرور بنائیں گے۔ سامعین کے مشام جاں وروح ایماں کو اپنے مواعظ حسنہ سے تازگی بخشیں گے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے اس نونہال گلشن شریعت مدرسہ اہل سنت وجماعت کے فارغ التحصیل طلبہ کے دستار فضیلت باندھیں گے کارکنان مدرسہ اپنی سالانہ کوشش وجانفشانی اور آپکی امداد واعانت ودینی خدمت کے نتیجے آپ کے روبرو پیش کریں گے کہ آپ نے آج تک اس دینی درسگاہ کے دامے درمے قدمے قلمے جو معاونت فرمائی اس سے آپ کے دین آپ کے مذہب کو یہ نفع پہونچے اور اگر آپ آئندہ اس طرح اس کی اعانت وامداد کو ملحوظ خاطر رکھیں گے اور اسکی استقامت کی طرف خاص توجہ مبذول کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا مدرسہ دن دونی رات سوائی ترقی کر کے ہمیشہ ہمیشہ کو نہ صرف آپ کے بلکہ عامہ مسلمین کے واسطے نہایت مفید وسود مند ثابت ہوگا اور بہت جلد دوسرے مدارس عربیہ پر فوق لے جائے گا۔ دیکھیے ان ۱۳/سال ہی کے قلیل عرصہ میں آپ کی نظروں کے سامنے کیسے کیسے جید طلباء عالم، واعظ، مفتی، مدرس، مناظر ہو کر نکلے جابجا شہر و دیار میں منتشر ہو کر سرچشمہ ہدایت بنے اور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے دین کی حفاظت وحمایت خلق اللہ کی ہدایت میں مصروف ہوئے اور مسلمانوں کے واسطے اپنے درس وتدریس اپنے وعظ ونصائح وفتاوی وغیرہ امور کے واعظ مفید و نفع رساں ثابت ہوئے جن کے کارنامے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے غرض کہ یہ متبرک جلسہ انہیں اغراض ونتائج کے اظہار کے واسطے ہر سال منعقد کیا جاتا ہے تاکہ آپ حضرات معاونین مدرسہ اس میں شریک ہو کر اللہ ورسول کا ذکر سنیں اور اپنی دینی خدمتوں کے نتیجے آنکھوں سے دیکھیں۔ میرے پیارے سنی بھائیو ذکر حبیب کے شیدائیو آؤ آؤ مقدس علماء ومشائخ کی زیارت سے برکت وسعادت حاصل کرو ھم القوم لا یشقی جلیسھم کے مصداق بنو۔ ملائکہ نے اپنے مبارک بازو تم پر سائے کیلئے دراز کئے ہیں رحمت الٰہی نے اپنے دامن تمہیں ڈھانپ لینے کیلئے وسیع فرمائے ہیں فطوبی لکم طوبی۔

(بحوالہ دبدبہ سکندری ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء اخبار نمبر ۵ جلد نمبر ۵۳)

روداد جلسہ مدرسہ اہل سنت بریلی:-

(از مولوی شفاعت رسول صاحب قادری رضوی رامپوری)

الحمد للہ کہ بتوجہ وسرپرستی اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی مدظلہم الاقدس و بہی خواہان مدرسہ واراکین ومنتظمین مدرسہ منظر اسلام معروف بہ مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی کا چودھواں سالانہ جلسہ مسجد بی بی جی میں نہایت ہی خیر وبرکت سے ہوا۔

یہ بات حضرات حنفاء کرام اکثر ہم تعالی امثالہم پر خوبی روشن ہے کہ اس وقت کفر وضلالت الحاد وبد مذہبی کا طوفان عظیم برپا ہے اور چاروں طرف سے بد مذہبوں کا نرغہ ملت حنفیہ پر کیا جارہا ہے۔ لیکن اس مبارک مدرسے نے مسلمانوں کو نیچریت وغیر مقلدیت ووہابیت کی مذہبی وبائے خارشت سے بچاکر پکی سنیت اور پکی عقیدت کی روحانی اور مقدس تعلیم دی ہے اور یہ ایسا احسان عظیم ہے۔ جس سے ہم یا ہماری آئندہ نسلیں عہدہ برآں نہیں ہوسکتی ہیں یہی وہ درسگاہ جس میں خالص مخلص مذہب حقہ اہل سنت کی تعلیم دیجاتی ہے اگر ہندوستان اور ہندوستان کے سچے مسلمان اس مایہ ناز مدرسہ کی قدر نہ کریں تو وہ بڑے ناحق شناس ثابت ہوںگے اس کے لائق مہتمم فاضل لن فاضل ادیب زمانہ فقیہ یگانہ جناب صاحبزادہ مولانا مولوی حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری ہیں جن کی محنت شاقہ اور انتھک کوششوں نے مدرسے کو چار چاند لگا دیئے۔ اپنی تمام ضروریات چھوڑ کر ہروقت اسی کی نگہداشت فرماتے رہتے ہیں کیا ایسے سچے دل سوز ہمدرد کی قدر افزائی ہمارا فرض اخلاص واسلام نہیں؟ کیا ہم مذہب اور برکات مذہب کو بالکل پس پشت ڈال دیں گے؟ کیا اس لاثانی روحانی مدرسے کی خدمت کا فرض ہمارے ذمہ عائد نہیں ہوتا؟ سب سے زیادہ سنیوں کی خوش قسمتی کا یہ سبب ہے کہ حضرت مولانا مولوی شاہ ظہور الحسین صاحب نقشبندی مجددی رامپوری مدظلہ جو علوم معقول ومنقول کے جید عالم ہیں اس مدرسہ کے صدر مدرس ہیں آپ کے باعث سے طلباء جوق در جوق چلے آرہے ہیں۔ آپ کا تبحر علمی خصوصا فن معقول کسی خاص تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ آپ کے دم قدم سے مدرسے کو بڑی رونق حاصل ہوئی ہے۔ اور آپ کی کوششوں کا یہ نیک نتیجہ ہے۔ کہ اس سال کے جلسہ میں ۸ر طلباء فارغ التحصیل ہوئے طلبہ کو سند ودستار اسی جلسہ میں دی گئی۔ اس جلسہ میں واعظین کرام کا خاصہ مجمع تھا۔ خصوصیت سے حضرات ذیل قابل ذکر ہیں۔

جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد سلیمان اشرف صاحب بہاری پروفیسر دینیات محمڈن کالج علی گڑھ۔ جناب مولانا مولوی سید شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی۔ جناب مولانا مولوی محمد اکرام الدین بخاری پیش امام مسجد وزیر خاں لاہور۔ جناب مولانا مولوی سید محمد حمد اللہ شاہ صاحب پشاوری۔ جناب مولانا مولوی محمد یار خاں صاحب فاضل بھاولپوری۔ جناب مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی، جناب مولانا مولوی قاضی محمد احسان الحق صاحب بہرائچی۔ جناب مولانا مولوی محمد یعقوب خاں صاحب بلاسپوری۔ جناب مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب بلند شہری۔ جناب مولانا مولوی نور الحسین صاحب رامپوری۔

راقم خاکسار فقیر شفاعت الرسول قادری رضوی رامپوری ۱۱ر سے ۱۴ر صفر المظفر تک ان حضرات علماء کرام کے

بیانات ہوتے رہے۔ تیرہویں صفر کو عصر کے وقت مولوی حشمت اللہ صاحب جنٹ مجسٹریٹ پنشنر کی کوٹھی واقع تو محلہ پر اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ نے (جہاں اعلیٰ حضرت عارضی طور سے آج کل مقیم ہیں) تمام حضرات علماء کرام کو چائے کی دعوت دی۔ نہایت پر لطف صحبت رہی۔ جو بعد مغرب ختم ہوئی۔

چودہویں کو آنریبل خان بہادر سید اصغر علی چیرمین میونسپل بورڈ بریلی نے تمام علماء کو مدعو کیا۔ عصر سے عشاء تک یکے بعد دیگرے علماء نے اپنے اپنے بیانات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ بعد عشاء پر تکلف کھانا کھلایا گیا۔ اور یہ جلسہ خیر و خوبی ختم ہو گیا۔ اس سال مدرسہ کو مالی خسارہ رہا۔ اور عالمگیر جنگ کے اثر سے مدرسہ بھی نہ بچ سکا۔ اثنائے جلسہ میں چندے کی تعداد بالکل ناکافی رہی۔ بریلی والوں کو کیا بلکہ تمام ہندوستان کے سنیوں کو اس مدرسہ کی امداد کرنا فرض ہے۔ اثنائے جلسہ میں طلباء مدرسہ کو وقت دیا گیا تھا کہ اپنی اپنی نظمیں سنائیں۔ چنانچہ اکثر طلباء نے نظمیں سنائیں۔ جن سے حاضرین محظوظ ہوئے تین قصیدے مولوی عبداللہ بہاری کے نہایت فصیح و بلیغ ہیں۔

(بحوالہ دبدبہ سکندری ۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء اخبار نمبر ۸ جلد نمبر ۵۳ ص ۵)

مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی کا سالانہ جلسہ:-

محسن و مکرم جناب مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب مہتمم مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی نے اپنی نوازش بے پایاں سے بذریعہ کرمنامہ راقم دبدبہ سکندری کو اس متبرک سالانہ جلسہ کی اطلاع دی ہے جو بعد شکر گزاری آگہی ناظرین دبدبہ سکندری کیلئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

محترم بندہ ہدیۂ سنیہ

الحمد للہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد مائۃ حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مد ظلہم الاقدس کے فیض و برکت اور معینان مدرسہ و عطا کنندگان چندہ کی محبت و ہمت و خلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی و خدمت سے مدرسہ اہل سنت وجماعت اپنے مقاصد میں خوبی ترقی کر رہا ہے۔

آبیاری منتظمین و عرق ریزی طلباء مدرسین سے اس نونہال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے شاخ دارالافتاء کے معرکۃ الآراء فتوے کامیابی طلباء کے بہترین نتیجے گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے سال گزشتہ میں چند طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستار بندی کا جلسہ بہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام و علماء کرام و عمائد و روساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سرانجام ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی

ناچیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمم اہل کرم وعام برادران اسلام کے سامنے پیش کریں اس لئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا سولھواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۲/ ۲۳/ ۲۴/ شعبان ۱۳۳۷ھ، مطابق ۲۳/ ۲۴/ ۲۵/ مئی ۱۹۱۹ء جمعہ، شنبہ، یکشنبہ بریلی مسجد بی بی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہو اکثر بزرگان دین علماء و مشائخ وواعظین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ خالصاً لوجہ اللہ جناب بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ کہ باعث اجر عظیم وخوشنودئ رب کریم ورضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم وممنونی فقیر اثیم ہے۔ والسلام خیر ختام۔ الداعی الی الخیر۔

فقیر محمد حامد رضا خاں

مہتمم مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی محلہ سوداگران۔

(بحوالہ دبدبہ سکندری ۱۹ مئی ۱۹۱۹ء اخبار نمبر ۳۳ جلد نمبر ۵۵ ص ۳)

مدرسہ اہل سنت بریلی کا سالانہ جلسہ:۔

(از جناب مولانا مولوی حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری)

محترم بندہ۔ ہدیہ سنیہ۔ الحمد للہ بتوجہ سرپرستان مدرسہ اہل سنت خصوصاً مجدد مائۃ حاضرہ عالم اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب مدظلہم الاقدس کے فیض وبرکت اور معینان مدرسہ وعطا کنندگان چندہ کی ہمت وخلوص نیت اراکین انتظامیہ کی سعی وخدمت سے مدرسہ اہل سنت وجماعت اپنے مقاصد میں بخوبی ترقی کر رہا ہے۔ آبیاری منتظمین وعرق ریزی طلباء ومدرسین سے اس نونہال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے شاخ دار الافتاء کے معرکۃ الآراء فتوے کامیابی طلباء کے بہتر نتیجے گزشتہ جلسوں میں ظاہر ہو چکے۔ سال گزشتہ میں چند جید طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستار بندی کا جلسہ بہ تشریف آوری اکثر حضرات مشائخ عظام اور علماء کرام وعمائد ورؤساء ذوی الاحترام بحسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سرانجام ہوا۔

فالحمد للہ علی ذلک۔ اراکین مدرسہ کی تمنا ہے کہ اپنی ناچیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقی کے نتیجے آپ جیسے عالی ہمم اہل کرم وعام برادران اسلام کے سامنے پیش کریں اس لئے جلسہ انتظامی میں قرار پایا ہے کہ سال حال کا چودھواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۹/ ۲۰/ ۲۱/ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ مطابق ۷/ ۸/ ۹/ اکتوبر ۱۹۱۷ء روز یکشنبہ، دوشنبہ، سہ شنبہ

بریلی مسجد بی بی صاحبہ مرحومہ میں منعقد ہوا کثر بزرگان دین علماء و مشائخ وواعظین مدعو کئے گئے ہیں امید کہ جناب بھی خالصالوجہ اللہ قدم رنجہ فرمائیں کہ باعث اجر عظیم و خوشنودی رب کریم و رضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم و ممنونی فقیر اثیم ہے۔ والسلام خیر ختام الداعی الی الخیر فقیر محمد حامد رضا خاں مہتمم مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلی محلہ سوداگران۔

(حوالہ دبدبہ سکندری یکم اکتوبر ۱۹۲۱ء اخبار نمبر ۴۹ جلد نمبر ۵۳ ص ۵)

مدرسہ اہلسنت بریلی کا سالانہ جلسہ:-

(از اراکین مجلس انتظامی مدرسہ اہل سنت وجماعت منظر اسلام بریلی)

بریں رواق زبرجد نوشتہ اند بہ زر ۔ کہ جز نکوئی اہل عمل نہ خواہد ماند

معا بخدمت جناب مولوی محمد فاروق حسن خاں صاحب زید مجدکم

الحمد للہ مدرسہ اہل سنت وجماعت منظر اسلام بریلی بفیوض وبرکات امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ نور اللہ مرقدہ وحسن توجہات ومجمع حسنات منبع برکات زیب مسند قدسیہ سجادہ رضویہ قادریہ وزینت تکرمہ عالیہ نوریہ برکاتیہ حضرت عظیم البرکت سیدنا و مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی نوری مدظلہ العالی معتمد مدرسہ اہل سنت اپنے مقاصد میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے اعانت حضرات معاونین مدرسہ وعطا کنندگان چندہ و عرق ریزی مدرسین وآبیاری اراکین سے ہے۔ نونہال چمن شریعت کی کامیابی کے عمدہ ثمرے حسن تعلیم کے خوشنما شگوفے، شاخ دار الافتاء کے معرکۃ الآرا فتوے، کامیابی طلباء کے بہتر نتیجے، شاندار جلسے اخباروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ معاونین مدرسہ کے نام، رقم، چندہ وعطیہ وزکوۃ وصدقات وفہرست اشیاء متفرقات جمیع خرچ کے مکمل حسابات ہماری ناچیز خدمات کے نمونے اور مدرسہ کی نمایاں ترقیوں کے مرقعے پیش کش ہوتے رہے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ! اسوقت تک تین سو کے قریب طلباء فارغ التحصیل ہوئے جملہ علماء فضلاء بن کر نکلے جو تصنیف وتدریس وعظ وافتاء وغیرہ خدمات کی وجہ سے سرچشمہ ہدایات بنے ملک وقوم کو مذہبی، اخلاقی، اقتصادی فائدے پہنچا رہے ہیں یہاں تک وہ ہستیاں جن کی پاک کمائیاں دین سید المرسلین ﷺ کے کام آئیں فالحمد اللہ علی ذلک خیر مآلک اب حقیر کیساتھ وہ مبارک وقت آیا کہ مدرسہ اہل سنت کا تعلیمی سال بخیر وخوبی ختم ہوا اور حسب تجویزات مجلس انتظامی قرار پایا کہ سال حال کا سالانہ جلسہ بغرض دستار بندی طلبائے فارغ التحصیل بوجہ تشکر حامیان ومعینان مدرسہ وپیشی حسابات وروداد ونتیجہ تعلیم بتاریخ ۲۲، ۲۳، ۲۴ شعبان المعظم

۱۳۴۰ھ مطابق ۲۱/ ۲۲/ ۲۳ اپریل ۱۹۲۲ء روز جمعہ، شنبہ، یکشنبہ بمقام خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران ہوگا اکثر علماء کرام وصوفیاء عظام ومشائخ وعمائد ورؤسائے ذوی الاحترام مدعو ہیں امید کہ جناب بھی برائے کرم تشریف لائیں گے ہم اراکین وخادمان دین کو ممنون بنائیں باعث اجر عظیم وخوشنودی رب کریم ورضائے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔ والسلام خیر ختام۔

(بحوالہ دبدبہ سکندری ۱۷/ اپریل ۱۹۲۲ء اخبار نمبر ۳۳)

روداد جلسہ سالانہ مدرسہ اہل سنت بریلی:-

الحمدللہ! مدرسہ منظر اسلام دارالعلوم اہل سنت وجماعت بریلی کا اٹھارہواں سالانہ جلسہ خانقاہ عالیہ رضویہ میں ۲۲ سے ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ تک منعقد ہوا۔ اراکین انتظامی نے روداد جلسہ بغرض اشاعت ارسال کی ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ مدرسہ منظر اسلام کی معراج ترقی کے اعتبار سے سال حال کو خصوصی امتیاز سنین ماضیہ پر ہے وہ زریں حروف سے صفحات روداد میں لکھنے کے قابل ہے۔ اکرم الاکرمین واحکم الحاکمین جل وعلا کے کرم عمیم سے دولت علیہ آصفیہ عثمانیہ خلدہا اللہ تعالیٰ کے حسن احساس وحمایت دین متین وتعلیم علوم سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین سے ہمارا مرکزی دارالعلوم منظر اسلام کرم خسروانہ وعطیہ شاہانہ سے محروم نہ رہا۔ دوسو روپے ماہوار سرکار عالی جاہ سے امداد مدرسہ کیلئے مقرر ہوئی جس سے مدرسہ کے مصارف کیلئے ایک مستقل صورت پیدا ہوگئی۔ اگرچہ مصارف مدرسہ بہت ہیں۔

(بحوالہ دبدبہ سکندری ۸ مئی ۱۹۲۲ء اخبار نمبر ۳۳)

عہد رضا اور فضلاء منظر اسلام

(۱) ملک العلماء علامہ ظفر الدین احمد رضوی بہاری، مجرا ضلع پٹنہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

(۲) مولانا عبدالرشید عظیم آبادی، کوپاں ضلع پٹنہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

(۳) مولانا سید عزیز غوث بریلی، یو، پی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

(۴) مولانا ابوالفیض غلام محمد بہاری ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

(۵) مولانا مفتی نواب مرزا سابق مفتی دارالافتاء بریلی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

(۶) مولانا ظہیر الدین اعظم گڑھ یو، پی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

(۷) مولانا حفیظ احمد اعظم گڑھ یو،پی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

(۸) مولانا نعمت اللہ نواکھالی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

(۹) مولانا صدیق احمد نواکھالی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

(۱۰) مولانا عظیم اللہ مچھلی شہر ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

(۱۱) مولانا احمد عالم رجستی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

(۱۲) مولانا غلام مصطفیٰ ابراہیم بلیاوی یو،پی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء

(۱۳) مولانا محمد مصطفیٰ رضا قادری رضا نگر سوداگران بریلی ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء

(۱۴) مولانا محمد حسنین رضا قادری رضا نگر سوداگران بریلی ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء

(۱۵) مولانا سید فتح علی شاہ قادری کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ (پاکستان) ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء

(۱۶) مولانا مفتی غلام جان ہزاروی ضلع ہزارہ (پاکستان) ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء

(۱۷) مولانا اکبر حسن خاں رامپوری مصطفیٰ آباد ریاست رامپور یو،پی ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء

(۱۸) مولانا محمد برہان الحق رضوی جبل پور ایم،پی ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء

(۱۹) مولانا عبد الواحد رضوی گڑھی کپورہ (پاکستان) ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء

(۲۰) مولانا حشمت علی رضوی حشمت نگر پیلی بھیت یو،پی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء

(۲۱) مولانا حامد علی فاروقی ضلع پرتاب گڑھ یو،پی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء

عہد رضا میں طلبہ منظر اسلام کی تعداد کیا تھی۔ یہ بتانا بہت مشکل ہے یہ پتہ لگانے کیلئے ضرورت ہے رجسٹر داخلہ، رجسٹر حاضری اور رجسٹر نتیجہ امتحان کی اور یہ تینوں مفقود۔ لہذا صحیح تعداد بھی نا معلوم۔

البتہ روداد سال دوم آمد و صرف مدرسہ اہل سنت معروف بہ منظر اسلام بریلی مسمی بنام تاریخی کوائف اخراجات عبد بہ سکندری کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل فضلاء و طلباء کے نام اور سال دوم کا نصاب تعلیم مع اسمائے کتب سامنے آتا ہے۔

فہرست اسمائے طلباء درجہ تجوید مدرسہ اہل سنت وجماعت منظر اسلام واقع شہر بریلی

درجۂ اول

نمبر شمار	نام طالب علم	نام پارہ	نام محلہ	نوعیت
(۱)	نور احمد	۲۷	کوہاڑہ پیر	ناظرہ
(۲)	عبدالغنی	۲۲	ایضاً	حفظ
(۳)	چھمن	۲۲	گلاب نگر	حفظ
(۴)	ارشاد علی	۲۲	ملوک پور	حفظ
(۵)	غلام احمد	۱۴	کوہاڑاپیر	حفظ
(۶)	مغلجان	۱۴	گلاب نگر	ناظرہ
(۷)	جان محمد	۸	سنہری مسجد	ناظرہ
(۸)	احمد میاں	۸	بھوڑ	ناظرہ
(۹)	پھندی	۳	بہاری پور	ناظرہ
(۱۰)	رحمت حسین	۱	کوہاڑاپیر	ناظرہ
(۱۱)	اکبر یار خاں	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۲)	محمد یار خاں	۱	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۳)	نذیر احمد	۱	گندہ نالہ	ناظرہ
(۱۴)	کلن	۱	گندہ نالہ	ناظرہ
(۱۵)	معشوق علی	۱	چاہبائی	ناظرہ

نمبر شمار	نام طالب علم	نام پارہ	نام محلہ	نوعیت
(۱۶)	چھدا	ا	گندہ نالہ	ناظرہ
(۱۷)	شرفو	ا	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۸)	فرحت حسین	ا	گلاب نگر	ناظرہ
(۱۹)	لیاقت حسین	ا	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۰)	عبدالغنی ثانی	ا	رامپور	ناظرہ
(۲۱)	اقتدار حسین	ا	سہسوان	ناظرہ
(۲۲)	رونق علی	ا	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۳)	بنی کلان	ا	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۴)	مظہر علی	ا	گلاب نگر	ناظرہ
(۲۵)	محمود		گلاب نگر	قواعد بغدادی
(۲۶)	امیر احمد		گلاب نگر	قواعد بغدادی
(۲۷)	ولایت حسین		گلاب نگر	ناظرہ
(۲۸)	کریم اللہ		گلاب نگر	ناظرہ

(۱) مولوی سید حکیم بریلی بخاری شریف

(۲) عزیز غوث صاحب

(۳) مولوی سید عبدالرشید کوپا ضلع پٹنہ بخاری شریف قاضی مبارک شرح مسلم، بحرالعلوم

(۴) مولوی ظفرالدین مجرا ضلع پٹنہ بخاری شریف شفاء شریف قاضی مبارک

(۵) مولوی عظیم اللہ مچھلی شہر توضیح تلویح، تصریح شرح تصریح

(۶) مولوی سید غلام محمد بہار شریف شفاء شریف، قاضی مبارک، حمد اللہ

(۷)مولوی نواب مرزا دہلی شفاء شریف قاضی مبارک، حمد اللہ
(۸)مولوی محمد ابراہیم اوگانواں ضلع پٹنہ شفاء شریف میر زاہد ملا جلال نور الانوار
(۹)مولوی نذیر الحق رمضان پور ضلع پٹنہ میر زاہد ملا جلال نور الانوار
(۱۰)مولوی محمد اسماعیل ترمذی شریف
(۱۱)مولوی نسیم الدین ابن ماجہ شریف
(۱۲)مولوی عطاء اللہ نواکھالی مشکوٰۃ شریف
(۱۳)مولوی شرافت اللہ مشکوٰۃ شریف
(۱۴) عبد الحمید بریلی نور الانوار
(۱۵)مولوی محمد حسن نواکھالی توضیح تلویح
(۱۶)مولوی عزیز الرحمٰن کلکتہ نور الانوار
(۱۷)مولوی اصغر علی نواکھالی نور الانوار
(۱۸)مولوی حمید الرحمٰن چاٹگام نور الانوار
(۱۹)مولوی عبد الرشید چاٹگام نور الانوار
(۲۰)مولوی نصر اللہ خاں سہارنپور نور الانوار
(۲۱)مولوی تمیز الدین پترہ نگار نور الانوار
(۲۲)مولوی محمد ابراہیم پترہ نگار نور الانوار

(۱)مولوی سعید الرحمٰن چاٹگام ہدایہ اولین
(۲)مولوی عبد الرحیم ولایت نبی ہدایہ اولین
(۳)مولوی عبد الحمید بریلی شرح وقایہ
(۴)مولوی محمد امین راولپنڈی ملا حسن کنز الدقائق

(۵) مولوی محمد حسن نواکھالی ملا حسن میبذی
(۶) مولوی عبدالودود ڈھاکہ مسند امام اعظم، ہدایہ اولین
(۷) مولوی عزیز الرحمٰن کلکتہ شرح وقایہ
(۸) مولوی اصغر علی۔ نواکھالی، نخبۃ الیمن، کنز الدقائق، قطبی
(۹) مولوی صدیق احمد نواکھالی مسند امام اعظم، شرح وقایہ
(۱۰) مولوی دین محمد پنجاب قطبی شرح وقایہ
(۱۱) مولوی حمید الرحمٰن چاٹگام شرح وقایہ
(۱۲) مولوی فیض طلب جان پشاور شرح وقایہ
(۱۳) مولوی عبدالصمد پترہ بنگالہ مسند امام اعظم
(۱۴) مولوی تجمل حسین ضلع بریلی شرح وقایہ کنز الدقائق
(۱۵) مولوی نصر اللہ سارن پور شرح وقایہ
(۱۶) مولوی محمد عبدالباری میمن سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ
(۱۷) مولوی عبدالواجد میمن سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ
(۱۸) مولوی سمیع الدین میمن سنگھ مسند امام اعظم شرح وقایہ قطبی
(۱۹) مولوی طیب علی۔ ڈھاکا۔ مسند امام اعظم
(۲۰) مولوی علی حسین ارکان شرح وقایہ
(۲۱) مولوی عطاالرحمٰن خاں نواکھالی، ہدایہ اولین
(۲۲) مولوی شریعت اللہ نواکھالی، ہدایہ اولین
(۲۳) مولوی وہاب الدین شرح وقایہ
(۲۴) مولوی ثمیر الدین پترہ شرح وقایہ

(۱) مولوی عبدالرحیم راموشرح جامی
(۲) مولوی محمد امین راولپنڈی شرح جامی اصول الشاشی
(۳) مولوی عبدالودود ڈھاکہ شرح تہذیب قدوری کافیہ
(۴) مولوی نواب جان بریلی قلیوبی
(۵) مولوی صدیق احمد نواکھالی شرح جامی سراجی
(۶) مولوی دین محمد پنجاب شرح جامی
(۷) مولوی حمید الرحمٰن چاٹگام شرح تہذیب
(۸) مولوی لطف الرحمٰن نواکھالی قدوری اصول الشاشی مرقاۃ کافیہ میزان ومنطق
(۹) مولوی علی احمد قدوری منیۃ المصلی اصول الشاشی
(۱۰) مولوی عبدالصمد پترہ شرح جامی
(۱۱) مولوی تجمل حسین جواہر پور ضلع بریلی شرح جامی شرح تہذیب
(۱۲) مولوی نصر اللہ خاں سہارن پور شرح جامی
(۱۳) مولوی ثمیر الدین پترہ شرح جامی
(۱۴) مولوی محمد ابراہیم
(۱۵) مولوی محمد عبدالباری میمن سنگھ
(۱۶) مولوی عبدالواحد میمن سنگھ، شرح جامی شرح تہذیب
(۱۷) مولوی ثمیر الدین، میمن سنگھ، شرح جامی شرح تہذیب
(۱۸) مولوی قمر الدین پترہ قدوری کافیہ اصول الشاشی، فصول اکبری
(۱۹) مولوی مقبول احمد چاٹگام قدوری اصول الشاشی
(۲۰) مولوی محمد اسحٰق مرحوم میمن سنگھ قدوری اصول الشاشی

(۲۱) مولوی فیض الدین ڈھاکہ، اصول الشاشی، کافیہ

(۲۲) مولوی عبد الغفور شرح جامی

(۲۳) مولوی عبد الجلیل بدایوں شرح جامی مرقاۃ

(۲۴) مولوی برکت اللہ میمن سنگھ اصول الشاشی کافیہ

(۲۵) مولوی فیض مطلب خاں پشاور کافیہ

(۲۶) مولوی سراج الدین اصول الشاشی کافیہ

(۲۷) مولوی نعیم الدین چاٹگام کافیہ فصول اکبری اصول الشاشی

(۲۸) مولوی مصطفیٰ رضا خاں بریلی۔کافیہ، ایساغوجی

(۲۹) مولوی حسنین رضا خاں بریلی کافیہ ایساغوجی

(۳۰) مولوی نصیر الدین بریلی کافیہ

(۳۱) مولوی سید ضمیر الحسن بلند شہر ہدایۃ النحو شرح مأۃ عامل تہذیب میزان و منطق

(۳۲) مولوی محمد اسحٰق پشاوری شرح مأۃ عامل نحو میر مراح الارواح

(۱) حشمت علی گڑھیا زلیخا اخلاق محسنی

(۲) حمید حسن ملو کپور انوار سہیلی

(۳) حامد شاہ بہار پور نسخۂ تعلیمیہ

(۴) حمید حسن انوار سہیلی

(۵) محبوب علی تعلیم عزیزی۔مکتوب

(۶) عبد الہادی چاٹگامی گلزار دبستاں حصہ اول

(۷) عبد الصمد رقعات مظہر الحق مینا بازار

(۸) محمد امین پنجابی پنجاب زلیخا

(۹) نبی خاں ملو کپور بریلی مکتوب محمدی الفاظ لغت

حوالہ محمد حسن رضا خاں قادری مولانا۔ کوائف اخراجات صفحہ ۳۶ تا ۴۹۔ مطبع اہل سنت وجماعت سوداگران بریلی اشاعت ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

تاثرات ممتحنین

امتحان طلباء مدرسہ اہل سنت منظر اسلام بریلی شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

(۱) سراج الفقہاء حضرت مولانا مفتی محمد سلامت اللہ نقشبندی مجددی رام پوری قدس سرہ ناظم ومدرس مدرسہ ارشاد العلوم کھاری کنواں رام پور یو، پی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمدللہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ و التزم متا بعة المصطفی علیه وعلیٰ آله الکرماو اصحا به الرحما افضل الصلوۃ والسلام الازکی۔

لاماحد عرض کرتا ہے فقیر بارگاہ احمدی محمد سلامت اللہ عفی عنہ کہ اس زمانے میں جہل وبدعات کا شیوع جیسا عام و فاش ہے محتاج بیان نہیں۔ خصوصاوہ فرقۂ معرکہ جو اسلام کا نیک نام بدنام کرنے والا۔ بلکہ اپنی جان کو مقلد و حنفی کے لقب سے مشہور کرنے والا ہے۔ حالانکہ اس کے عقائد واعمال سراسر اہل سنت کا مخالف کانهم جرا د منتشر کا مترادف۔ ان کے سوا اور مدعیان اسلام کا فتنہ شہرۂ آفاق ہر ایک کی ہمت تخریب دین اور اطفاء چراغ شرح متین میں شب وروز مصروف یرید و ن لیطفؤ نو راللہ بافواھھم اور معلوم ہے کہ احیائے سنت اور اماتت بدعت ترویج عقائد متان اصول وفروع شریعت پر موقوف اور حق تعالی کے سچے وعدے انا له لحا فظو ن او ان یتم نوره ولو کره الکافر ون کا مظہر نہیں ہے مگر علماء ربانی اور علماء علم دین حقانی کے وارث ہیں۔ میرلث حضرت عدیم المثل خاتم النبیین ﷺ کہ ان کے واسطے سے حق تعالی متحرقین دین کے کید کو دفع فرماتا ہے اور انھیں کا علم اور سعی سب ظاہر وباہر ہے۔ حفظ دین اور ابطال مبطلین دفع مکائد محرقین کا چنانچہ مخبر صادق و مصدوق صلوۃ اللہ تعالی علیہ وسلامہ نے ان علماء وطلباء وارثین سے یہ فرمایا یحمل ھذاالعلم من کل خلف عذو له ۔ ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین لایز ال طائفة من امتی علی الحق منصو رین لایضر ھم من خالفھم ان بشارتوں کے جو کامل مستحق ہیں وہ ہندوستان میں معدوم اشخاص ہیں جن کے مقابلے میں

محرفین جاہلین و منتحلین و مبطلین کا گروہ اضعافا مضاعفہ لیکن موافق فرمان مبین واجب الاذعان کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله ۔ وكان حقا علينانصر المومنين ۔ وان جندنا لهم الغلبون۔ ہمیشہ ہر جگہ معرکۂ تحریر و تقریر میں اہل باطل کو شکست فاش و عیاں اور اہل حق کو فتح و ظفر نمایاں اور کیوں نہ ہو نور کے سامنے ظلمت کی مجال کیا جو ٹھہر سکے اور حق کے روبرو باطل کا زہرہ کیا جو رکے صدق الله ورسوله الكريم جاء الحق و زهق الباطل ان البا طل كان زهوقا۔ یہ گروہ اہل حق کا جن پر او لئک حز ب الله الاان حز ب الله هم المفلحون۔ صادق ہے یعنی تحریف ضآلین انتحال مبطلین اور تاویل جاہلین اور سعورین علی الحق المبین ان کے حال کے مطابق ہے۔ ان میں سے تمام ہندوستان میں اس وقت جو دیدبہ و شوکت و جاہ و حشمت اور اقبال و ہمت و قوت ثروت ظاہری و معنوی علمی و عملی حق تعالی نے جناب حامئی دین متین وارث بر حق حضرت خاتم النبیین ﷺ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع الله المسلمين بطول بقائه کو عطا فرمایا ہے۔ وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور انکی سعی بلیغ مقبول فی الدین اور ان کی تصانیف مبارکہ رد مبطلین سے مدلل و مبرہن ہے وہ بے شبہ مصداق ہیں مضمون حدیث شریف ہذا کے ان الله عند كل بد عة كيديهاالاسلام وليا من اوليائه يذب عن دينه حضرت مولانا کے فیضان کا ایک ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند ارجمند صاحب ہمت بلند جامع انحاء سعادت ماحی بدعت حامل لواء شریعت مولوی حامد رضا خاں صاحب طول عمرہ و زیدہ قدرہ نے مشارکت بعض اہل سنت ایک مدرسہ خاص اہل سنت کے بنام منظر اسلام بنیاد ڈالی جس کی صرف بریلی والوں کیلئے نہیں بلکہ تمام اہل سنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی۔ اس کے وجود اور خوبیاں روداد مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل معلوم ہو گی۔ بتقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب الطلب فقیر راقم الحروف وہاں حاضر ہوا اور احوال مدرسہ اور مدرسین اور مبلغ علوم طلباء اور طرز تعلیم پر واقف ہوا ہر قسم کے طلباء مبتدی و متوسط و منتہی کے متعدد جلسہ امتحان میں شریک رہا اور علوم دینیہ ضروریہ معقول و منقول خصوصا علم تفسیر و حدیث و فقہ و سیر و اصول وغیرہا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمدلله ثم الحمدلله کہ برکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلباء علوم دین کو مستعد اور اس بشارت کے ساتھ مبشر پایا۔ لايز ال الله يغر س فى هذاالدين غرساليستعملهم فى طاعته بالخصوص منتہی طلباء کی علو ہمت اور حسن تقریر مطالب اور تحریرات فتاوی جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادماں ہوا۔ اللہ تعالی اس مدرسہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے ہمت عالی توجہ خاص منتظم دفتر جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب دام مجدہم سے امید کامل

ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے۔ ایسے برکات فائز ہوں جو تمام اطراف وجوانب کی ظلمات اور کدورات کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ منیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنیفہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو تمام اہل سنت کو واسطے توجہ خاص وشرکت عام اس مدرسہ کے محدثین وفقہاء محققین ائمہ دین کی یہ ہدایت بس ہے۔ هذ االعلم دين فانظروا عمن تاخذون دينكم ا وريحب الصلوة فى الدين والله سبحانه الموفق والمبين فقط: حوالہ۔ روداد سال دوم منظر اسلام ۱۳۲۳ھ بریلی۔

(۲) حضرت مولانا الحاج سید ارشد علی نقشبندی مجددی تلمیذ ارشد شمس العلماء حضرت مفتی محمد ظہور الحسین فاروقی صدر المدرسین منظر اسلام بریلی قدس سرہما۔

الحمدلله فى كل حين واوقات والصلوة والسلام على رسوله اشر ف الخلق والبريات وعلى ا له واصحابه الذين هم مقد ما ت الد ين اولو العلم والكرمات امابعد:-

فقیر محمد ارشد علی عفی عنہ برادران اہل سنت وجماعت نصر هم الله تعالى وايد كم کی خدمت میں ملتمس ہے کیا آپکو معلوم نہیں کہ فی زمانہ کیسا کچھ فتنہ وفساد وظلمت کفر وتاریکی والحاد نیچریت کازور وہابیت کا شور فرقہ باطلہ ضالہ ندویہ اور زمرۂ کذابین وتبعین ناپاک قادیانی مدعی نبوت نانجار کندہ ناتراشیدہ ناہنجار کا آوازہ منکرین علم اعم ومعاندین دین متین لعنت کے خوارے اعداء اہل بیت واصحاب اخیار کا خمیازہ جھوٹے بیوپاروں میں کھوٹے بازاروں میں رواج پارہا ہے۔ ذرا آنکھ کھولنے کا وقت ہے کمر ہمت باندھنے کا موقع ہے فرمان واجب الاذعان حضرت حق سبحانہ کیا دیکھا نہیں انماالمومنون اخوة فاصلحو ا بين اخويكم ارشاد مبارک سید الانس والجان حضرت اقدس ﷺ کیا نہیں سناالدين النصيحة و ذا ت الشر يعه مبشر درجات انبیاء بنی اسرائیل ہیں انہیں کے نفوس پاک ورثہ انبیاء والمرسلین ہیں انہیں کے ظل عاطفت سے باغ علم شاداب ہے۔ خصوصا حضرت مولانا محی السنہ قامع بدعت وارث الانبیاء والمرسلین پشت پناہ مسلمین جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں دامت شموس برکاتہ وضاعف اجلالہ وفیوضاتہ جنہوں نے اپنی سچی کوششوں سے جتھوں کے جتھوں خاک اڑانے والوں کو برباد کیا اور رسالہ کے رسالوں کو لٹادیا۔ الحمد للہ یہ حضرت ہی کے برکات کا ایک جلوہ ہے کہ اہل سنت بریلی نے بنیاد مدرسہ منظر اسلام کی خالصالوجہ اللہ تعالی وترویج الدین قائم کی۔

ہزاراں شاہ وہزاراں سپاس - کہ گوہر سپردہ وگوہر شناس

مدارس غیر مقلدین ومبتدعین وغیرہ کا استیصال ہوگیا۔ انشاء اللہ العزیز منتظمین کا حسن انتظام مدرسین کی خوش

اسلوبی طلباء کی جاں فشانی نیک انجام اظہر من الشمس وابین من الامس ہے۔ چنانچہ فقیر امتحان سالانہ مدرسہ موصوف میں حاضر ہوا تھا اکثر تمام طلباء کو کامیاب پایا امید قوی ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے لہلہاتے اشجار مثمر اطراف واکناف کو اپنے سائے میں ڈھانپ لیں آمین یارب العلمین یرحم اللہ بحمدہ تعالی الینا وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سید نامحمد و آله واصحابه اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین۔

(حوالہ روداد سال دوم منظر اسلام ۱۳۲۳ھ)

(۳) حضرت مولانا حافظ و قاری بشیر الدین جبل پوری قدس سرہ

اواخر ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ کو بریلی کے طلبہ مدرسہ اہل سنت نے امتحان دیا مبتدئین منتہین محصلین اپنے اپنے حسب لیاقت و قابلیت واستعداد سب امتحان میں فائز المرام وشاد کام ہوئے۔ علم قراءۃ و تجوید جو نہایت ضروری التعلیم والتحصیل ہر مسلمان کیلئے متفخم واہم المہمات ہے۔ بریلی ہی کے مدرسہ اہل سنت میں ہم نے اس فن شریف کو داخل نصاب پایا اور اس مدرسہ کے صغیر السن بچوں کو بھی قرآن شریف موافق ماانزل اللہ باقاعدہ مخارج وصفات حروف کو مد نظر رکھ کر پڑھتے سنا اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کا فیض عام کرے اور طلباء کو علم نافع وفہم کامل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ اجمعین۔ (حوالہ روداد سال دوم منظر اسلام ۱۳۲۳ھ)

(۴) شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی بانی مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت قدس سرہ

فقیر الی اللہ القدیر علامۂ دوراں فہامۂ زماں صاحب حجت قاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ آیت من آیت اللہ فی الارضین امام المسلمین فی الدین غیظ المبتدعین من النیاشرہ والوہابیہ والرفضہ والندویین مولانا وسیدنا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب مدظلہم العالی کے حسب الارشاد مدرسہ منظر اسلام ابقاها الله وجعلها بحيث يتصاعد بتصاعد مراتبه مراتب الدين الى يوم القيام کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوا بشرکت علماء کرام رامپور متکفل امتحان طلباء ہوا بفضلہ تعالیٰ اکثر طلباء کامیاب مستحق انعام اور اراکین انشاء اللہ مستوجب ثواب پائے۔ مدرسین کی جانفشانی بھی قابل قدر اور ان کی سعی قابل شکر ہے۔ حق تعالیٰ اس مدرسے کے ہونہار طلباء کو زود تر خلعت دستار بندی سے آراستہ و شرف سند علم وافی سے پیراستہ کرے۔ اور علوم نافعہ دین ومذہب کو منصور رکھے آمین یاالٰہ العلمین بحرمة اعلیٰ النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیه و علیهم وسلم۔

(۵) عید الاسلام حضرت مولانا شاہ عبد السلام رضوی جبل پوری خلیفۂ اعظم امام اہل سنت قدس سرہما طلباء نے امتحان بہت عمدہ واعلیٰ درجہ کا دیا کل نظم ونسق مدرسہ اور طرز تعلیم وطریقۂ درس وتدریس نہایت فائق وشائستہ ہے۔ اور مدرسین طلباء ہر طرح پر قابل آفرین وتحسین ہیں۔ فارسی کتب درسیہ اور ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح ملاجامی، ایساغوجی، شرح تہذیب، قطبی، ملاحسن، حمد اللہ، شرح وقایہ، ہدایہ، نور الانوار، شفاء شریف وغیرہا کتب زیر درس میں جو مقام طلباء کے سامنے امتحاناً پیش کیے گئے۔ عبارتیں صحیح پڑھکر مقاصد کتاب ومطالب عبارات کو بعض طلباء نے معاًبعض نے تاملاً معقول طور پر اچھی طرح بیان کیا خصوصاً میاں مولوی مصطفیٰ رضا خاں اور میاں مولوی حسنین رضا خاں نے جس عمدگی اور خوبی اور خوش اسلوبی کیساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید وباید محققانہ امتحان دیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ انہیں کا حصہ تھا۔ بارك الله فی علمهما وفهمهما اتنی قلیل مدت میں اس مدرسہ کا ایسا نمایاں عالی مفاد اور طلباء کا فی استعداد آپ ہی اپنا نظیر اور روشن دلیل انتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر وبرکت اور روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

فتاویٰ رضویہ از جلد اول تا جلد دوازدھم۔ مطبوعہ رضا آفسیٹ ممبئی ۳۔ اشاعت ۲۵/ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ/ اگست ۱۹۹۴ء کے مطالعہ سے منظر اسلام کے زیر تعلیم طلباء کے جو اسماء مبارکہ سامنے آئے وہ مندرجہ ذیل ہیں ان میں سے اکثر وہ حضرات ہیں جنہوں نے عہد رضا ہی میں منظر اسلام سے فراغت بھی پائی۔

(۱) ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین ۱۳۲۲ھ بہاری رحمۃ اللہ علیہ (محدث اعظم پاکستان)

(۲) حضرت مولانا عبد الرشید صاحب کوپاپٹنہ ۱۳۲۲ھ (محدث اعظم پاکستان)

(۳) حضرت مولانا حامد حسن صاحب دوشنبہ ۱۱/ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ یازدہم ص ۳۱

(۴) حضرت مولانا اکبر علی صاحب رامپوری ۲۸/ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ دوازدہم ص ۱۸۷

(۵) حضرت مولانا محمد افضل صاحب قابلی ۱۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۶ھ یازدہم ص ۵۵

(۶) حضرت مولانا محدث احسان علی صاحب مظفر پوری ۱۸/ صفر ۱۳۲۹ھ سوم ص ۴۱۶

(۷) حضرت مولانا محمد طاہر صاحب رضوی ۹/ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ جلد اول ص ۳۵۱

(۸) حضرت مولانا عبد الرشید صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ دوم ص ۲۲۹

(۹) حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۰ھ ہفتم ص ۳۹۰

(۱۰) حضرت مولانا شفاعت اللہ صاحب ۳/ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ چہارم ص ۳۰۶

(۱۱) حضرت مولانا رجب الدین صاحب ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ چہارم ص ۹۶
(۱۲) حضرت مولانا اشرف علی صاحب ۲۹/ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ چہارم ص ۶۱۲
(۱۳) حضرت مولانا اشفاق حسین صاحب ۲/ ذی قعدہ ۱۳۳۲ھ پنجم ص ۹۹۰
(۱۴) حضرت مولانا قاسم علی صاحب ۲۸/ شوال ۱۳۳۲ھ ہفتم ص ۲۲
(۱۵) حضرت مولانا امیر الدین صاحب بنگالی ۲۴/ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ ہشتم ص ۵۲۵
(۱۶) حضرت مولانا اثیر الدین صاحب بنگالی ۲۴/ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ یازدہم ص ۱۸
(۱۷) حضرت مولانا محمد الہ صاحب بنگالی ۲/ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ ششم ص ۲۴
(۱۸) حضرت مولانا عبداللہ صاحب بہاری ۲/ شعبان ۱۳۳۳ھ ہشتم ص ۲۲۶
(۱۹) حضرت مولانا حامد علی صاحب ۱۳۳۳ھ نہم ص ۲۱۷
(۲۰) حضرت مولانا رشید احمد صاحب ۷/ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ چہارم ص ۳۶۶
(۲۱) مولانا امیر حسن صاحب بنگالی ۲۸/ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ چہارم ص ۴۷۱
(۲۲) حضرت مولانا نظام الدین صاحب ۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ ششم ص ۱۱۶
(۲۳) حضرت مولانا محمد احمد صاحب یکم شعبان ۱۳۳۴ھ ششم ص ۱۱۹
(۲۴) حضرت مولانا احمد حسن صاحب بنگالی ۲۵/ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ ششم ص ۳۳۱
(۲۵) حضرت مولانا عزیز الحسن صاحب یکم شعبان ۱۳۳۴ھ نہم ص ۱۲۶
(۲۶) حضرت مولانا اشرف علی صاحب بنگالی پنج شنبہ ۶/ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ نہم ص ۱۲۰
(۲۷) حضرت مولانا محمد حسین صاحب ۷/ شعبان ۱۳۳۵ھ نہم ص ۱۳۶
(۲۸) حضرت مولانا مفتی شفیع احمد صاحب بیسل پوری ۲۵/ شوال ۱۳۳۵ھ نہم ص ۱۵۴
(۲۹) حضرت مولانا عبد الواحد صاحب ۷/ ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ چہارم ص ۳۸۰
(۳۰) حضرت مولانا حاجی منیر الدین صاحب بنگالی ۱۲/ جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ نہم ص ۱۸۶
(۳۱) حضرت مولانا افضل صاحب بخاری ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ یازدہم ص ۶۷
(۳۲) حضرت مولانا محمد ظہور الحق صاحب ۳/ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ اول ص ۲۵۷

(۳۳) حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب ۹/ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ دوم ۱۵۵
(۳۴) حضرت مولانا محمد غلام جان صاحب ہزاروی ۱۸/ شوال ۱۳۳۷ھ سوم ۶۶۷/۲۰۳
(۳۵) حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب ۲۹/ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ پنجم ص ۳۰۳
(۳۶) حضرت مولانا محمد لیاقت صاحب ۶/ رمضان ۱۳۳۷ھ ششم ص ۲۰۹
(۳۷) حضرت مولانا عزیز احمد صاحب فرید پوری ۲۵/ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ ہشتم ص ۲۶۳
(۳۸) حضرت مولانا امام بخش صاحب ۱۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ یازدہم ص ۸۷
(۳۹) حضرت مولانا نور محمد صاحب ۹/ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ دوازدہم ص ۲۵۳
(۴۰) حضرت مولانا رحیم بخش صاحب ۱۶/ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ سوم ص ۵۹۸
(۴۱) حضرت مولانا میر احمد صاحب بنگالی ۱۵/ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ ششم ص ۴۷۳
(۴۲) حضرت مولانا رمضان علی صاحب بنگالی ۲۰/ صفر ۱۳۳۸ھ ششم ص ۴۸۴
(۴۳) حضرت مولانا محمود حسن صاحب ۱۹/ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ اول ص ۲۶۰
(۴۴) حضرت مولانا عبداللہ صاحب بنگالی ۱۲/ صفر المظفر ۱۳۳۸ھ سوم ص ۶۶
(۴۵) حضرت مولانا محمد عثمان صاحب بنگالی ۲۳/ شوال المکرم ۱۳۳۸ھ ہشتم ص ۱۶۸
(۴۶) حضرت مولانا محمد احمد صاحب بنگالی ۲۴/ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ دہم ص ۳۲۴
(۴۷) حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب ۳/ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ دوم ص ۱۸
(۴۸) حضرت مولانا وکیل الدین صاحب ۱۰/ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ سوم ص ۶۳۶
(۴۹) حضرت مولانا حاجی عبدالغنی صاحب ۲۸/ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ چہارم ص ۱۶۳
(۵۰) حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب بریلوی ۲۷/ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ چہارم ص ۲۲۳
(۵۱) حضرت مولانا محمد اختر حسین صاحب ۲۲/ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ پنجم ص ۸۹۰
(۵۲) حضرت مولانا شمس الہدیٰ صاحب ۱۲/ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ ہشتم ص ۲۷۹
(۵۳) حضرت مولانا شمس الدین صاحب ۱۲/ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ نہم ص ۲۷۹
(۵۴) حضرت مولانا آفتاب الدین صاحب ۲۲/ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ نہم ص ۲۸۲

(۵۵) حضرت مولانا عین الیقین صاحب ۱۲؍ صفر المظفر ۱۳۳۹ھ نجم ص ۲۷۸

(۵۶) حضرت مولانا محمد ثناء اللہ صاحب ۲۸؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ نجم ص ۲۸۲

(۵۷) حضرت مولانا محمد میاں صاحب بہاری نجم ص ۱۰۲

(۵۸) حضرت مولانا عبد القوی صاحب بنگالی نجم ۱۸۸

مزار مبارک: سیف اللہ المسلول حضرت مولانا ہدایت رسول قادری رام پوری۔ تلمیذ اعلیٰ حضرت بریلی شریف۔ حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب رام پوری کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ”شیر بیشۂ اہلسنت“ کا خطاب عطا فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغام

از:- مولانا بدر القادری ہالینڈ

مکرمی و محترمی حضرت مولانا و اولانا الشاہ سبحان رضا خان سبحانی میاں صاحب قبلہ مہتمم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ جناب عالی کا مزاج گرامی بخیر ہوگا، "ماہنامہ اعلیٰ حضرت" کے ہمراہ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے جشن صد سالہ میں قلمی شرکت کا دعوت نامہ باصرہ نواز ہوا ذروں کو نواز کر آفتاب بنانا آپ کے آباء کرام اور اسلاف عظام کا پاکیزہ طریقہ ہے، آپ نے بھی اس عاجز کو اس لائق خیال فرما کر حکم صادر فرمایا، عین نوازش ہے سب سے پہلے تو منظر اسلام کے عنوان سے ایک آسان بحر میں منقبت حاضر خدمت کرتا ہوں "جشن صد سالہ" کے جامعین و مرتبین اگر اس میں کوئی کمی ہو پوری کر کے اور خامی ہو تو درست کر کے شامل مجلہ فرمالیں تو نوازش ہو۔

منظر اسلام کی تاریخ کو اگر وسعت دی جائے تو بر صغیر میں چودھویں صدی کے مجدد بر حق سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نظام تجدید کا دار الخلافہ کہہ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کا دائرہ اتنا وسیع تر ہو جاتا ہے جس میں اس قرن کے آغاز سے اخیر تک پیدا ہونے والے دینی مفاسد، نت نئے فرقوں، گروہوں اور بنام اسلام پنپنے والے متعدد اشجار خبیثہ کی تاریخ اور انکی بیخ کنی کیلئے علماء حق اور خصوصا بریلی کے مرد حق آگاہ سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ اور ان کے اتباع نے جو جہاد اور مجاہدے فرمائے وہ سب داخل ہو گئے۔ اس طور پر ایک تجلیات روشن اور تابناک عہد مبارک جو ایک مجدد اسلام سے لگ کر دنیائے اسلام کو شریعت غراء کے بے لاگ فیصلے سناتا رہا۔ ہر باغئ اسلام کے خلاف شیر ژیاں بن کر ہر میدان میں گرجتا رہا۔ جو ناموس رسالت کی پاسبانی کیلئے علم و قلم کے ساتھ ساتھ افاضل خلفاء رضویہ اور متبعین رضویہ سے اسلام و سنیت کی خدمت اور فرائض کی ذمہ داریاں ادا کرتا رہا۔ وہ ساری داستانیں سمیٹی جائیں گی۔ منظر اسلام بھی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علمی، تجدیدی، تحریکی اور انقلابی مشن کا ایک حصہ تھا۔ جسے تناظر سے الگ کر لیا گیا تو اس کی حق تلفی ہوگی۔

چرخ گردوں سے الگ مجھ کو نہ کرنا یارو

میرے دامن میں تو ہیں برق بھی سیارے بھی

منظر اسلام کی تاریخ نہایت روشن بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔ منظر اسلام نے انگریزوں کے استبدادی دور میں بھی اسلام اور سنیت کی خدمات نہایت بے باکی اور جرأت سے سرانجام دی، اور جن حقائق سے اس عہد تاریک میں پردہ اٹھایا تھا، وہ آج بھی مسلمہ اور ناقابل تردید ہیں اور آج بھی آمادۂ خدمت ہے۔ منظر اسلام کا یہ کارنامہ اس کے دور قیام سے آج تک جاری ہے کہ اس نے سیدنا اعلیٰ حضرت کے علمی وفقہی اور کلامی موقف کے موید علماء اور مفکرین ہر دور میں پیدا کئے۔ مگر ہاں اگر اہل سنت کے وہ علماء جو عوامی فیلڈ میں اس دور میں کام کرنے والے تھے وہ اسی پروگرام کو توسیع دے کر بیس بیس رضوی فوائد تیار کرنے پر توجہ دیتے، اور مسلمانوں کی پھیلی ہوئی متحدہ ہندوستانیوں کی آبادیوں تک پہونچانے کا بندوبست کر لیتے، اس سے قبل کہ بد عقیدہ رہنماؤں کے نمائندے حشرات الارض کی طرح ہر ہر بستی اور قریہ میں پھیل کر اپنے مفسدات سے عوام کے ایمان واعتقاد کو بدلتے، ہمارے علماء اور مبلغین ہر جگہ موجود ہوتے۔ تو آج ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں بد اعتقادی کا یہ طوفان بد تمیزی اتنا تیز تر نہ ہوتا۔ سچ فرمایا ہمارے کسی بالغ نظر فاضل نے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "سیدنا اعلیٰ حضرت نے میگزین (ہتھیار) تیار کی اور دیوبند نے فوج"

اے کاش سیدنا اعلیٰ حضرت کے معتقدین، اور ان کے خدام علماء اسی زمانے میں نہایت وسیع اور بڑے پیمانے پر اپنے مسلک اور معتقدات کے ماہرین اور علماء پیدا کر کے آبادیوں تک پھیلا دیتے تو آج کا ہندوستان بھی دور مغلیہ، اور محدثین دہلوی، اور اکابر فرنگی محل کے ادوار جیسا ہندوستان ہوتا۔

مگر اس کے باوجود سنیت کی تعلیمات کو عام کرنے میں اپنے وسائل اور حدود کے مطابق جو خدمات منظر اسلام نے سرانجام دی ہیں وہ مسلمہ ہیں سیدنا اعلیٰ حضرت خود رئیس اور رئیس زادے تھے منظر اسلام کے اخراجات اپنے جاگیر کی آمدنی سے کرتے تھے۔ انہوں نے اور ان کے آباء باوقار نے ہمیشہ دین کے نام پر دیا ہی دیا۔ انکی غیرت یہ کب گوارہ کرتی کہ مدرسے کیلئے چندے کی اپیل کریں ہمیشہ اپنی طرف سے مدرسے کے اخراجات فراہم کیا کرتے تھے۔ اسی کی برکت ہے منظر اسلام آج تک پھول پھل رہا ہے۔ اور اس کے فارغین علماء سے دین کا چمن لہلہا رہا ہے۔

منظر اسلام کا جشن صد سالہ ایک زندہ، متحرک قوم کے عہد زریں کا جشن ہے۔ اور زندہ قومیں اور ملتیں اپنی تاریخ کے روشن میناروں کو منہدم نہیں ہونے دیتیں۔ ہمیں اگر خود کو باوقار انداز میں زندہ رکھنا ہے تو اپنے سلف صالحین، اور ان کے تابندہ کارناموں کو ضرور یاد رکھنا ہے۔

بریلی شریف کی سرزمین پر جس طرح مزار اعلیٰ حضرت ملت اہل سنت کیلئے مرکز عقیدت ہے، اسی طرح سیدنا اعلیٰ

حضرت کے دست مبارک سے جس مرکز علمی کی بنیاد پڑی وہ بھی قابل احترام ہے۔۔۔۔۔۔۔حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا علیہ الرحمہ اور حضرت سید المفسرین علیہما الرحمہ کے دور اہتمام کو تو ہم نے نہیں پایا۔ مگر حضرت ریحان ملت کے زمانے کو ہم نے دیکھا ہے۔۔۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں خانقاہ رضویہ، اور مدرسہ وغیرہ میں نہایت وسیع پیمانے پر تعمیراتی اور اصلاحی کام ہوئے اور منظر اسلام نے بحد ترقی کی اور وسعت اختیار کی۔

ہالینڈ میں راقم الحروف کے قیام کا زمانہ اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اکابرین اہل سنت کی توجہات سر فرازی ملتی رہیں۔ سرکار مفتی اعظم ہند کے کرمنامے بھی آیا کرتے تھے۔ حضرت ریحان ملت متعدد بار تشریف لائے اور آپنے منظر اسلام کے کارناموں اور ضرورتوں کا ذکر کیا۔ جس پر لوگوں نے توجہ دی۔ حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کے بعد ان کے خلف الرشید حضرت مولانا سبحانی میاں قبلہ اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر ہیں۔ اور الحمد للہ کہ منظر اسلام نے آپ کے زمانے میں ہر لحاظ سے بہت ترقی کی ہے۔ اور کرتا جارہا ہے۔ اللہ کرے منظر اسلام اور سیدنا اعلیٰحضرت کے مشن کو آگے بڑھانے والے تمام سنی ادارے دن دونی رات چوگنی ترقی کریں۔ اور ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو امین

دار العلوم منظر اسلام کے جشن صد سالہ کے انعقاد پر میں اسلامک اکیڈمی ہالینڈ اور ہالینڈ کے مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا سبحانی میاں صاحب قبلہ، منظر اسلام کے صدر المدرسین صاحب، اور تمام علماء و اراکین منظر اسلام کی خدمات میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور رب کائنات سے دعاگو ہوں کہ ہم خدام رضا کو بھی کچھ دین کی خدمت کی توفیق دے امین۔

خدا چاہے کہ ہم بھی دین کا کچھ کام کر جائیں ۔۔۔۔اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں آمین!

منظر اسلام

فضل یزداں ہے منظر اسلام

قصر جاناں ہے منظر اسلام

گل بداماں ہے منظر اسلام

رشک ساماں ہے منظر اسلام

غوث اعظم کی پاک نسبت سے

کوئے جیلاں ہے منظر اسلام

فخر اجمیر و بلگرام کے ساتھ
فخر دوراں ہے منظر اسلام

لے کے انوار پاک مارہرہ
کان احساں ہے منظر اسلام

نور والوں کی جلوہ گاہ یہ ہے
جائے خوباں ہے منظر اسلام

رکھی احمد رضا نے تیری بناء
قصر جاناں ہے منظر اسلام

مہتمم تیرے حجۃ الاسلام
تو وہ دیواں ہے منظر اسلام

شاہ جیلانی کا تو پروردہ
باغ ریحاں ہے منظر اسلام

اک صدی سے سمائے علمی پر
مہر رخشاں ہے منظر اسلام

آئینہ خانۂ امام رضا
کوئے جاناں ہے منظر اسلام

قبلۂ علم و فن، مدار ہمہ
ماغریباں ہے منظر اسلام

فکر رضوی کے پھول کھلتے ہیں

سنبلستان ہے منظر اسلام

خدمت دیں و سنیت کیلئے

خود نمایاں ہے منظر اسلام

اس میں صدرشرع نے درس دیا

ناز شاہاں ہے منظراسلام

دیکھ کر مکر و کید بدجھلی

زہر خنداں ہے منظر اسلام

چھٹ ہی جائے گا نجدیت کا دھواں

کیوں پریشاں ہے منظر اسلام

باغی سر کو اٹھاتے ڈرتے ہیں

تیغ براں ہے منظراسلام

فخر کل ہند کے مدارس پہ

تجھ کو شایاں ہے منظر اسلام

ہند و بیرون ہند دنیا میں

ماہ تاباں ہے منظر اسلام

جس کا ہر گل بجائے گلشن ہے

وہ گلستاں ہے منظر اسلام

قوم و ملت کا درد دھوتے میں
قلب سوزاں ہے منظر اسلام
فصل علماء کی یہ اگاتا ہے
باغ رضواں ہے منظر اسلام
مرکز علم و فہم قرآنی
باب عرفاں ہے منظر اسلام
جو بھی سنی ہے تیرا ہے ممنون
تجھ پہ قرباں ہے منظر اسلام
جھولیاں بھر لو طالبان علوم
فیض ساماں ہے منظر اسلام
کفر ساماں ہے گر عدو کیا ڈر
حق بداماں ہے منظر اسلام
علم و تقویٰ کی پیاس کے مارو
آب حیواں ہے منظر اسلام
عالم سنیت جہاں تک ہے
نور افشاں ہے منظر اسلام
نور والوں کی جلوہ گاہ ہے یہ
قصر خوباں ہے منظر اسلام
یادگار رضا تجھے اے بدر
ان کا داماں ہے منظر اسلام

مرکز اہل سنت منظر اسلام

از قلم :-------------الحاج قاری محمد تسلیم رضا خان صاحب بریلی شریف

میرے جد کریم، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے جہاں اپنے دینی وتجدیدی کارناموں سے امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا۔ وہیں ۱۳۲۲ھ میں منظر اسلام کا قیام فرما کر ایک اور احسان کیا۔ منظر اسلام سے قبل ندوۃ العلماء دیوبند اور علی گڑھ کالج وجود میں آچکے تھے۔ علم دین کے فروغ اور مسلمانوں کو تعلیمی پسماندگی سے نکالنے کے نام پر مسلمانوں کے عقائد و ایمان کو پامال کرنے کا جو مشن یہ چلا رہے تھے۔ اس کا توڑ صرف مدرسہ کا قیام تھا ایک ایسے دینی تعلیمی ادارہ کا قیام جہاں مسلک امام احمد رضا کی روشنی میں طالبان حق کو اس طرح علم و عمل سے آراستہ کیا جائے کہ بد مذہبیت اور نیچریت کی آلودگی سے محفوظ رہکر یہ قوم وملت کو قرآن وسنت سے جوڑ دیں اور محبت رسول کی دلوں میں شمعیں جلا کر ہر سمت صدیقی روشنی اور بلالی اجالا برپا کر دیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اسی کار عظیم کیلئے منظر اسلام کا قیام فرمایا اور دیکھتے دیکھتے برصغیر ہند وپاک کے صحیح العقیدہ مسلمان اس کی جانب متوجہ ہونے لگے امام احمد رضا کی حیات ظاہری میں ہی ملک العلماء، مفتی اعظم عزیز غوث، برہان ملت جیسے مشاہیر عالم اس ادارہ سے علم و عشق کے پیکر بنکر نکلے اور ایک زمانہ ان کے فیضان سے مالا مال ہونے لگا۔ سولہ سترہ برسوں میں منظر اسلام نے اپنی ترقی کا وہ سفر طے کر لیا جس کیلئے ایک مدت درکار ہوتی ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت کے بعد راقم کے پردادا سیدنا حجۃ الاسلام اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے کام کو آگے بڑھایا مدرسہ کی تعمیر بھی کرائی لائبریری قائم فرمائی اور اس کا حلقہ اثر دور دور تک قائم کر دیا آپ کے زمانے کے صرف یہی دو فارغین حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہما ایسے ہیں کہ آج عالم اسلام میں ان کے تلامذہ کا ایک نوری سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

جد امجد سیدنا مفسر اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے گھر کا اثاثہ قربان کر کے منظر اسلام کو ہر طرح کے بحران سے نکالا اسے علوم دینیہ کے باوصف عربی وادب کا ایک مرکز بنا دیا مالی استحکام ہشتا اشاعتی امور میں تیزی آئی علماء اور مفتیوں کی تربیت یافتہ فوج نکل نکل کر باطل کے قلعوں میں زلزلے برپا کرنے لگی علم دین رسول اور عشق رسول کا پرچم لہرانے لگا۔

میرے والد گرامی وقار حضرت ریحان ملت قدس سرہ العزیز نے اسلاف کی بنائی ہوئی اس علمی وتربیتی

دنیا کو وسعت دی اور اسے تعمیری اشاعتی اعتبار سے نئے جہات سے آشناء کیا الہ آباد بورڈ سے الحاق کرا کر طلبہ کیلئے باوقار طریقے سے نیاباب وا کیا مدرسین کی تنخواہوں کی ضمانت گورنمنٹ کی امداد سے مضبوط کرا دی کئی کئی سو علماء حفاظ اور قراء فارغ ہو کر ملک اور بیرون ملک میں دینی تبلیغ اور فروغ علم کا فریضہ انجام دینے لگے منظر اسلام کو یورپ وافریقہ میں متعارف کرایا اور اس کا دائرہ بڑھتا ہی چلا گیا۔

آج میرے برادر اکبر حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں صاحب قبلہ کے اہتمام میں منظر اسلام سے ہزاروں علماء قراء اور حفاظ نکل کر مشرق و مغرب میں دین وسنیت اور محبت رسالت پناہی کا اجالا پھیلاتے میں مصروف ہیں۔

برادر معظم نے منظر اسلام کو عصری تعلیم سے جوڑ کر ایک اور بڑا کام انجام دیا ہے اور انہیں کے زمانہ میں منظر اسلام اپنا صد سالہ جشن برپا کر رہا ہے

منظر اسلام ایک ایسا چراغ ہے جس سے مدارس کے لاتعداد چراغ روشن ہوئے اور اس کا دائرہ بریلی شریف سے لیکر بنگلہ دیش، پاکستان، اور افریقی و یورپی ممالک تک پھیل گیا۔ عصر حاضر کے ہر سنی مدرسہ میں منظر اسلام کا حسین منظر نظر آتا ہے۔ اور اس طرح اسلام کے منظر سے زمانہ فیضیاب ہو رہا ہے۔ موجودہ سنی علماء کی اکثریت منظر ہی کے فارغین اور اساتذہ کے تلامذہ میں ہیں اور اسطرح منظر ہی کا جوہر ہر ایک کی تعلیم و تربیت اور شخصیت میں کار فرما ہے۔ بلاشبہ جامعہ منظر اسلام مرکز اہل سنت ہے۔

بالیقیں مرکز اہل سنت ہے تو
یعنی جلوہ گہ اعلیٰحضرت ہے تو
اے بریلی میرا باب جنت ہے تو
یہ تری مرکزیت سلامت رہے

منظر اسلام مرکز اہل سنت کیوں؟

ازقلم:۔ ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی بریلی شریف

یادگار اعلیٰحضرت:۔ "منظر اسلام" (سن تاسیس ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء) نہایت وقار وکامرانی کیساتھ اپنا سو سالہ تدریسی سفر طے کرتے ہوئے نبیرۂ اعلیٰ حضرت۔ حضرت مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں قبلہ کی سربراہی واہتمام میں نئی تب وتاب اور توانائی کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔

عشق مصطفیٰ دین مصطفیٰ اور علم دین مصطفیٰ کی اشاعت کا اہم کردار ادا کرتے ہوئے غلبۂ اسلام کا جو عظیم کارنامہ منظر اسلام نے انجام دیا ہے اس نے مدارس اسلامیہ کی تاریخ میں ایک زریں باب کا اضافہ کر دیا ہے

منظر اسلام کے قیام سے قبل دہلی، لکھنؤ، کانپور، جونپور، پٹنہ یہاں تک کہ بریلی شریف کے پڑوسی اضلاع بدایوں (مدرسہ شمس العلوم سن تاسیس ۱۸۹۹ء بانی حضرت مولانا عبد القیوم رحمۃ اللہ علیہ) اور پیلی بھیت (مدرسۃ الحدیث سن تاسیس ۱۸۹۳ء بانی حضرت محدث سورتی قدس سرہ العزیز) میں مدارس اہل سنت موجود تھے لیکن ان کیساتھ خصوصیت سے مدرسہ اہل سنت کا ٹائٹل نہیں لگا لیکن اسے بڑی برکتوں والی ذات عبد مصطفیٰ، عظیم البرکت امام احمد رضا رضی الرحمٰن کی برکات اور ان کا عشق رسالت مآب علیہ التحیۃ والثناء کہا جائے کہ منظر اسلام کے قیام کے ساتھ ہی اس پر مدرسہ اہل سنت کا لیبل چسپاں ہو گیا اور اس پر وقار ٹائٹل اور نام امام اہل سنت نے متحدہ ہندوستان کے اہل سنت و جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرا دی۔

"منظر اسلام" کے پہلے جشن دستار فضیلت میں گو صرف دو فضلاء۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قادری عظیم آبادی اور مولانا عبد الرشید عظیم آبادی۔ رحمۃ اللہ علیہما ہی فارغ ہوئے لیکن جشن میں شرکت کیلئے بدایوں، پیلی بھیت، مرادآباد، حیدرآباد اور دور دور شہروں کے علماء کرام ومشائخ عظام تشریف لائے، اسی سے منظر اسلام کی اہمیت و عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۱) دور رضا:۔ دور رضا میں مولانا رحم الٰہی منگلوری مولانا بشیر احمد علی گڑھی، مولانا ظہور الحسین

رامپوری، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی قدس سرہم اور خود منظر اسلام کے مہتمم شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ جیسے علم و فقہ کے قدآوروں نے درس و تدریس سے طلباء کی تربیت اور شخصیات کی تعمیر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ملک العلماء، شہزادۂ رضا مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان، برہان ملت مولانا برہان الحق جبل پوری برادر زادۂ رضا مولانا حسنین رضا خان، مفتی غلام جان ہزاروی، مولانا حامد علی فاروقی رائے پوری رحمۃ اللہ علیہم جیسے انمول ترین، مشاہیر فضلاء اور آسمان علم و فضل کے ماہ و نجوم پیدا کئے کہ آج جن کی تابانی سے جہان سنیت اور کائنات علم و فضل ضیاء بار ہے۔

(۲) دور حجۃ الاسلام :- اعلیحضرت امام احمد رضا کے وصال (۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کے بعد خانقاہ عالیہ رضویہ دار الافتاء اور منظر اسلام وغیرہ کی ذمہ داریاں حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ والرضوان کے پاس آگئیں۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی کے بعد ہندوستانی سیاست نیز دیگر معاملات میں جو اتھل پتھل مچ رہی تھی اس سے کوئی بھی ذی شعور ناواقف نہیں ہے۔ دن بدن مذہبی، سیاسی، سماجی، تعلیمی اور معاشی شعبوں میں نئے نئے فتنے جنم لے رہے تھے اور ہر فتنہ ہندی مسلمانوں ہی کو لپیٹ میں لے رہا تھا۔ شدھی تحریک، کانگریس اور مسلم لیگ کی چپقلش اور دونوں کا مسلمانوں کو اپنے دام رنگین میں پھنسانے اور جکڑنے کی سازشیں، جمعیۃ علماء ہند اور ابو الکلام آزاد جیسے مذہب آزاد نیچریوں کی اسلام اور مسلم کشی اور بد مذاہب سے مناظرے لیکن ہر باطل سے نبرد آزمائی کرتے ہوئے منظر اسلام کی ترقی کیلئے آپ کوشاں رہے۔ خانقاہ عالیہ رضویہ کی تعمیر ۱۳۲۲ھ سے خانقاہ ہی کے وسیع و عریض چھت پر جلسۂ دستار فضیلت کا انعقاد، حامدی لائبریری کا قیام یہ اہم کام حجۃ الاسلام ہی نے انجام دیئے۔ حضور اعلیحضرت ہی کی طرح حجۃ الاسلام نے بھی مدرسہ کی مالی حالت سدھارنے کیلئے اہل دول سے اپیل نہیں کی۔ ہاں جن مخیرین و مخلصین اور مریدین و معتقدین اور متوسلین نے رضا کارانہ طور پر تعاون کیا انکے لئے دعائیں کیں۔

آپ ہی کے دور اہتمام میں شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں، حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد گورداسپوری، حضرت مولانا تقدس علی خان، حضرت مولانا الیاس سیالکوٹی، حضرت مفتی اعجاز رضوی، حضرت مفتی وقار الدین، مولانا عبد الغفور ہزاروی، مفتی اعجاز ولی اور مفتی ظفر علی نعمانی۔ جیسی تاریخ ساز شخصیات منظر اسلام سے فارغ ہوئیں۔

(۳) دور اہتمام مفسر اعظم:- حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز کے وصال ۱۹۴۳ء کے بعد

حضور مفسر اعظم حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں (خلف اکبر حجۃ الاسلام) نور اللہ مرقدہ منظر اسلام کے مہتمم و سربراہ اعلیٰ ہوئے (ان سے قبل حضور حجۃ الاسلام کے داماد مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ) ۱۹۴۸ء تک مہتمم رہے۔ ان کے پاکستان منتقل ہو جانے کے بعد ایک مقامی شخص مسمی فیاض زبردستی اہتمام پر قابض ہو گیا اور مدرسہ کو ہر اعتبار سے مٹانے پر تل گیا۔ رضوی حامدی حضرات اور مسلمانان اہل سنت نے سرکار مفسر اعظم کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تو آپ نے قانونی چارہ جوئی کر کے فیاض کو بے دخل کیا اور اہتمام وانصرام اپنے ہاتھوں میں لیا۔ تقسیم ہند عمل میں آچکی تھی افراتفری کا عالم تھا ادھر فیاض عیار اور اسکے رفقاء کار نے منظر اسلام میں خوب خرد برد کی تھی، بڑا بحرانی دور تھا، مدرسین، طلباء سب پریشان لیکن مرد مومن سیدی مفسر اعظم نے ہر مشکل کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کر کے مدرسہ کی حالت سدھاری، بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین صاحب جیسے علم وفضل کے پیکر اور انکے نائبین کی از سر نو تقرری کی۔ طلباء کے قیام وطعام یہاں تک کہ نادار اور ذی استعداد طلباء کیلئے وظیفہ کا انتظام کیا خود درس دیتے اور نگرانی بھی فرماتے مدرسہ کی مالی حالت سدھارنے کیلئے تبلیغی اسفار شروع کئے، کتب ورسائل کی اشاعت کا اہتمام کیا، طغرہ جات تیار کرائے اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اجراء فرمایا، سال بسال آمد ورفت کی روداد بھی ماہنامہ میں شائع فرماتے اس طرح آپ نے نہ صرف ہندوستان بلکہ نیپال اور پاکستان وغیرہ تک منظر اسلام کے روابط واثرات قائم فرمادیئے جامعہ ازہر مصر سے عربی زبان وادب کے استاذ مولانا عبد التواب صاحب کو بریلی شریف بلوایا اس طرح عربی انشاء اور بول چال میں طلبائے مدرسہ کو اچھی طرح مہارت ہو گئی تعلیمی معیار بلند ہوا۔

آپ کے تینوں صاحبزدگان۔ ریحان ملت حضرت علامہ مولانا ریحان رضا خان علیہ الرحمہ، حضرت مولانا تنویر رضا خان صاحب (مفقود الخبر) اور تاج العلماء علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب ازہری قبلہ بھی آپ کے تلامذہ میں ہیں اور "منظر اسلام" کے طلبہ میں ہیں۔ حضور ازہری میاں صاحب قبلہ "منظر اسلام" سے فارغ ہو کر مزید تعلیم کیلئے جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے۔

حضور مفسر اعظم کے دور اہتمام کے چند مشاہیر فضلاء کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد عارف صاحب نانپاروی۔ (جو منظر اسلام کے شیخ الحدیث بھی رہ چکے ہیں) حضرت مولانا مظہر حسن بدایونی، حضرت مولانا مفتی عبد الواجد صاحب (مقیم ہالینڈ) حضرت مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب (موجودہ شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام)، مولانا شاہ محمد صاحب (مقیم افریقہ)، مولانا محمد حنیف صاحب

(مقیم برطانیہ) مولانا محمد صفی صاحب (مقیم برطانیہ) وغیرہ آپ کے دور اہتمام کے فضلاء میں ہیں

(۴) دور اہتمام ریحان ملت:- حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال (۱۹۶۴ء) کے بعد ان کے خلف اکبر حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ مولانا محمد ریحان رضا خان قدس سرہ العزیز "جامعہ منظر اسلام" کے مہتمم ہوئے۔

یوں تو "منظر اسلام" کے ہر مہتمم نے اپنے اپنے دور میں اس کی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا لیکن تعمیر، چہلی شی اور "منظر اسلام" کے دائرے کو وسعت دینے کے اعتبار سے دور اہتمام ریحان ملت کو اس جامعہ کا زرین دور کہا جائے تو نامناسب نہیں ہوگا۔ حضرت ریحان ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامعہ کی عمارت کی تعمیر نو، رضا مسجد کی نئی تعمیر، افریقی دار الاقامہ کے قیام، امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی اشاعت بالخصوص امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن۔ "کنز الایمان" کی فوٹو اسٹیٹ پر پہلی بار اشاعت، "ماہنامہ اعلیٰ حضرت" کی توسیع اشاعت، جامعہ سے ہر سال کلنڈر کا اجراء، "رضا برقی پریس" کا قیام مختلف ذرائع سے جامعہ کے مالی استحکام اور موریشس، افریقہ، ہالینڈ، برطانیہ، اور امریکہ وغیرہ ممالک کے تبلیغی اسفار کے ذریعہ سلسلہ رضویت کے ساتھ جامعہ کا دور دور دیسوں میں بھر پور تعارف اور غیر ملکی طلبہ کو جامعہ منظر اسلام میں برائے تعلیم لانے میں جو اہم کردار ادا کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور آج جامعہ کے اساتذہ، کلرکوں اور چپراسیوں کی تنخواہیں گورنمنٹ سے ملتی ہیں۔ اس طرح جامعہ مالی اعتبار سے بھی مضبوط ہوا اور کام میں تیزی آگئی۔ دار الافتاء کی طرف بھی توجہ دی۔ مفتی محمد جہانگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دوبارہ شیخ الحدیث کی حیثیت سے "منظر اسلام" میں لائے۔ عصری تعلیم کی طرف بھی توجہ دی۔ جامعہ کی سند کو گورنمنٹ سے تسلیم کرایا۔ اور اسے گریجویشن کے مساوی تسلیم کیا گیا۔ اس طرح جامعہ کے فارغین کو انٹر میڈیٹ اسکولوں میں ہیڈ مولوی اور اردو ٹیچرس کی حیثیت سے ملازمت بھی ملنے لگی۔ حضرت ریحان ملت ہی کے دور میں مولانا احمد مقدم، مولانا عبد الہادی، مولانا عبد الحمید پالمر، مولانا سید محمد حسین، حافظ و قاری خلیل احمد وغیرہ افریقی طلبہ یہاں سے فارغ ہوئے جو آج دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ لنکا کے طلبہ بھی آپ کے ہی دور میں "منظر اسلام" میں تعلیم کیلئے آئے۔

(۵) عصر حاضر میں منظر اسلام:۔ حضور ریحان ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال (۱۹۸۵ء) کے بعد ان کے خلف اکبر مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں قبلہ پر جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری آئی۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ نے جامعہ کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کیلئے استاذ العلماء حضرت مولانا نظام الدین صاحب علیہ

رحمہ کی تقرری کی۔ دارالافتاء اور جامعہ کے روابط اور اثرات اور بھی نئے حلقوں اور دور دور تک قائم کرانے میں کوشاں ہیں۔ جامعہ کی درسگاہوں میں اضافہ کیا، کچھ نئی تعمیر بھی کرائی، جامعہ کی تیسری منزل کی تعمیر کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ رضا مسجد کی دوسری منزل اور خانقاہ عالیہ کی تعمیر نو اور توسیع کا کام کیا، چند تازہ دم اور ذی استعداد اساتذہ کی تقرری کی حضرت مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب جیسے مانے ہوئے محدث اور قابل استاذ کی دوبارہ جامعہ میں تقرری کی۔ جامعہ میں عصری تعلیم اور کمپیوٹر کورس کا بھی انتظام کیا۔ ہر سال تین چار سو کے بیچ علماء قراء اور حفاظ اس جامعہ سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نکل رہے ہیں اس طرح ۱۶،۱۵، سالوں میں ۴، ۵، ہزار کے درمیان فضلاء، حفاظ، قراء، یہاں سے فارغ ہو کر دین متین کی تبلیغ، سنیت کی اشاعت اور قوم و ملت کی فلاح و صلاح کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ نے جامعہ منظر اسلام کو ایک غیر رہائشی یونیورسٹی کی حیثیت میں تبدیل کر دیا ہے۔ یوں تو طلبہ مستقل طور پر رہائش اختیار کر کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن ملک و بیرون ملک کے مختلف مدارس کے طلبہ بھی یہاں سے امتحان و دیگر اسناد حاصل کرتے ہیں اور اس طرح "منظری" ہونے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

منظر اسلام مرکز اہل سنت کیوں؟

کسی بھی مرکز یا دبستان کو یوں تو کسی مقام، شہر یا ادارہ سے منسوب کر دیا جاتا ہے لیکن یہ کسی فرد یا افراد ہی کی وجہ سے وجود پذیر ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے بریلی شریف کو شرافت اور مرکزیت کا شرف امام احمد رضا کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ لیکن بریلی شریف کی مرکزیت ظاہر ہے امام احمد رضا ہی کی کسی یادگار کو ہونا چاہئے اور ایک دینی، تعلیمی ادارہ ہی مرکز کہلانے کا صحیح حقدار ہو سکتا تھا۔ پس عہد رضا ہی میں برصغیر کے علماء و مشائخ نے اسے مرکز اہل سنت تسلیم کر لیا۔ جیومٹری کے اصول سے مرکز محض ایک نقطہ ہوتا ہے جسکی لمبائی، چوڑائی، اونچائی، موٹائی، نہیں ہوتی کمیت و کیفیت دونوں اسی کے رہین منت ہوتے ہیں۔ مرکز سے نصف قطر (Radius) نقطہ نقطہ کر کے بڑھتا چلا جائے تو دائرہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ نصف قطر، قطر، محیط، اور رقبۂ دائرہ میں مرکز ہی کا نقطہ کار فرما ہوتا ہے۔ یہی نقطہ ایک برق، ایک جوہر اور روح کی مانند دائرہ کے اندر اس کے محیط، قطر، نصف قطر، زاویہ اور گوشہ گوشہ میں دوڑتا رہتا ہے، سرایت کئے رہتا ہے۔ منظر اسلام کے اولین فارغین میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ۱۹۱۳ء میں "دار العلوم مظہر اسلام" قائم فرمایا۔ منظر کا دائرہ بڑھا۔ مظہر میں منظر جلوہ ریزیاں کرنے لگا۔ ملک العلماء، برہان ملت، مولانا حامد علی فاروقی، مفتی غلام جان ہزاروی، وغیرہ

فضلائے منظر اسلام کے ذریعہ اس کا دائرہ پٹنہ، جبل پور، رائے پور۔ اور ہزارہ تک پہونچا۔

دور حجۃ الاسلام، دور مفسر اعظم اور دور ریحان ملت کے فارغین میں سے اگر صرف چند مشاہیر ہی کو لے لیں، مثلاً حافظ ملت، محدث اعظم پاکستان، شیر بیشہ اہل سنت۔ مولانا تقدس علی خان، مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہم مولانا عبد الواجد، علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری، مولانا سید عارف صاحب، مولانا صفی، مولانا محمد حنیف، مولانا منان رضا خان منانی میاں، مولانا احمد مقدم، مولانا عبد الہادی وغیرہ تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس کا دائرہ بر صغیر ہندوپاک اور بنگلہ دیش سے ہوتا ہوا ہالینڈ، برطانیہ، افریقہ تک پھیلتا چلا گیا حضور حافظ ملت نے الجامعۃ الاشرفیہ کی بنیاد رکھی، محدث اعظم پاکستان نے دار العلوم مظہر اسلام فیصل آباد قائم کیا۔ مولانا تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم راشدیہ پیر جو گوٹھ (پاکستان) قائم کیا۔ مفتی ظفر علی نعمانی نے دار العلوم امجدیہ، کراچی کی بنیاد رکھی، حضرت مولانا منان رضا خان منانی میاں صاحب نے حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب قبلہ کی سرپرستی میں جامعہ نوریہ رضویہ قائم کیا۔ ظاہر ہے ان تمام اداروں میں منظر اسلام ہی کا جلوہ ہے اسی کا جوہر ہے۔ منظر اسلام کے چراغ سے کتنے چراغ جلے، کہاں کہاں اس کی روشنی نہیں پہنچی۔ علاوہ اس کے شیر بیشہ اہل سنت نے پہلی بھیت سے لیکر گجرات اور رنگون تک نام امام احمد رضا اور انکی یادگار منظر اسلام کے جلوے بکھیرے، منظر دکھائے۔ ہالینڈ۔ برطانیہ، اور افریقہ میں موجود منظر اسلام کے فضلاء و قراء نے ان ممالک اور دور دیسوں میں منظر کی تجلی دوڑا کر ہر سمت نور و توانائی پھیلائی اور اسے مزید وسعت دینے میں مصروف ہیں۔

جو لوگ صرف کمیت کے قائل ہیں وہ انصاف سے کام نہیں لے رہے ہیں۔ کمیت پر کیفیت کو فوقیت حاصل ہے۔ منظر اسلام کی کیفیت ہی میں اس کی کمیت بھی ضم ہے۔ ویسے ظاہری اعتبار سے منظر اسلام کے پاس بھی سب کچھ ہے۔ درس گاہیں، لائبریری، دار الاقامہ، ہال، آفس، دار الافتاء وغیرہ

منظر اسلام کو عہد رضا ہی میں مرکز اہل سنت ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا۔ البتہ عہد بہ عہد امام احمد رضا کے نام اور کارناموں اور خود اپنی علمی عظمت اور مشاہیر فضلاء کی تعلیم و تربیت اور ان کی شخصیات کی تعمیر کی وجہ سے اس کا حلقہ بڑھتا چلا گیا۔ اسکی مرکزیت کو جلاء و ضیاء اور استحکام و توانائی ملتی چلی گئی۔ منظر اسلام کی کیفیت میں وہ کیفیات ضم ہیں جن کے سامنے کمیت ہیچ نظر آتی ہے۔

منظر اسلام۔ مدارس کے نظام شمسی کا مہر درخشاں:۔

منظر اسلام۔ محض کسی عمارت کا نام نہیں بلکہ ایک تحریک کا نام ہے۔ دین وسنیت کی تحریک باطل شکنی کی تحریک۔ ناموس

رسالت کے دفاع و تحفظ کی تحریک، امت مسلمہ کی صلاح و فلاح اور بحالی کی تحریک اور عشق رسالت مآب علیہ السلام کی تحریک، فروغ علم دین کی تحریک، ندوۃ العلماء، دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ کالج منظر اسلام سے بہت پہلے وجود میں آچکے تھے یہ ادارے فرنگی حکومت کے مالی امداد سے بد مذہبی اور تفریق بین المسلمین کے مشن کو پروان چڑھا رہے تھے انہیں حکومت فرنگ کی سرپرستی حاصل تھی۔ دیوبندیت، ندویت، اور نیچریت کیساتھ ساتھ قادیانیت بھی سنیت کے ماحول میں آلودگی پھیلا رہی تھی۔

مدارس اہل سنت گو تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ مگر بد مذہبی کی آلودگی کو روکنے میں کوئی اہم کردار نہیں ادا کر رہے تھے بلکہ بدایوں اور فرنگی محل خود نیچریوں اور کانگریس کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔ منظر اسلام قائم ہوا تو ماحول کی مسموم آلودگی دور ہونے لگی۔ ہر سمت سنیت کا اجالا پھیلنے لگا، عشق مصطفیٰ علیہ السلام اور نیاز کیشی اولیاء کی خوشبو بکھرنے لگی۔ مدارس کا ایک نٹ ورک (Network) بننا شروع ہو گیا، تبلیغی مشن میں تیزی آئی۔ اور ظاہر ہے یہ برق صرف مرکز سے دوڑ سکتی ہے۔ یہ توانائی صرف مرکز سے ہی پھیل سکتی ہے۔

منظر اسلام نے سیاسی، معاشی، تعلیمی، تہذیبی، ہر شعبہ حیات میں اپنا مثبت اور تقدیسی رول ادا کیا اور آج یہ منارہ نور ایک آن بان کے ساتھ کھڑا ہوا رہنمائی کا کارنامہ انجام دے رہا ہے۔

مرکز اہل سنت زندہ باد۔ یادگار اعلیٰ حضرت زندہ باد۔ منظر اسلام پائندہ باد

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر جملوں میں تعارف

از: مفتی زمن سید ریاض الحسن جیلانی قادری حامدی (حیدرآباد سندھ' پاکستان)

جن کی خدمت سے فروزاں ہے چراغ ملت
جن سے کافور ہے ہر ظلمت کفر و بدعت

رحمۃ اللہ علیہ آپ کریں ورد زبان
میں کروں عرض کہ وہ کون ہیں' اعلحضرت

بتاتا ہوں تمہیں عنوان میں اپنے فسانے کا
ادب سے سر جھکالو وقت ہے یہ سر جھکانے کا

جگر کو تھام لو اب نام نامی لب پہ آتا ہے
حضور احمد رضا جو ہے مجدد اس زمانے کا

منقبت

درشان ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ منظر اسلام وصاحب سجادہ خانقاہ عالیہ رضویہ حضرت علامہ الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا خاں** صاحب عرف سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ بریلی شریف، یوپی۔

از قلم :- نقیب اہل سنت حضرت علامہ علی احمد صاحب سیوانی ایڈیٹر "ماہنامہ البرکات" حسن پورہ سیوان بہار

واصف شاہ ولیٰ ہیں آپ سبحانی میاں
عاشق خیرالوریٰ ہیں آپ سبحانی میاں
حضرت حسنین عالیشان پر قربان ہیں
غوث اعظم پر فدا ہیں آپ سبحانی میاں
تیرگی بھاگے نہ کیوں یوں سرعت رفتار سے
نیر چرخ ہدیٰ ہیں آپ سبحانی میاں
خانقاہ رضویہ کی شان و شوکت دیکھ کر
شادماں دل سے سدا ہیں آپ سبحانی میاں
پیار کے سندر چمن کے مسکراتے پھول کی
خوشبوئے فرحت فزا ہیں آپ سبحانی میاں
اہل سنت کے دلوں کی مسند ذیشان پر
ہر گھڑی جلوہ نما ہیں آپ سبحانی میاں
آپ کی سجادگی سے اہل سنت شاد ہیں
سچ یہ ہے لِلّٰہ رضا ہیں آپ سبحانی میاں

آپ کی توقیر دل سے کیوں نہ اہل دیں کریں
دین حق کے پیشوا ہیں آپ سبحانی میاں

ناظم اعلیٰ یقیناً والد ماجد کے بعد
منظر اسلام کا ہیں آپ سبحانی میاں

کیوں نہ روشن آپ کے دم سے ہو روحانی چمن
چرخ دیں کا چندر ما ہیں آپ سبحانی میاں

گلشن احمد رضا خاں قادری کا بالیقیں
عندلیب خوشنوا ہیں آپ سبحانی میاں

زندگی ہے وقف ساری خدمت دیں کیلئے
دین داور پر فدا ہیں آپ سبحانی میاں

حق پرستی آپ کی عالم میں یوں مشہور ہے
حق نوا و حق صدا ہیں آپ سبحانی میاں

منظر اسلام کا عالم میں شہرہ دیکھ کر
محو در شکر خدا ہیں آپ سبحانی میاں

ہے دعاؤں میں اثر کہتے ہیں سب اہل سنن
صاحب دست شفاء ہیں آپ سبحانی میاں

جس سے روشن ہے یقیناً قومیت بالیقیں
چشم باطن کی جلا ہیں آپ سبحانی میاں

حضرت ریحان رضا خاں صاحب کردار کی
زندگی کا مدعا ہیں آپ سبحانی میاں

منصب سجادگی پر کیوں نہ ہوتے ضو فگن
عالم حق آشنا ہیں آپ سبحانی میاں

حجۃ الاسلام کے بیشک نبیرہ آپ ہیں
نور چشمان رضا ہیں آپ سبحانی میاں

دل کے دامن بھر گئے گلہائے رنگارنگ سے
گلشن صدق و صفا ہیں آپ سبحانی میاں

ہر طرف ہے روشنی ہر سمت جلووں کا ہجوم
مہر دانش کی ضیاء ہیں آپ سبحانی میاں

مکتبہ رحمانیہ میں منقبت لکھی ہے یہ
پرتو ریحان رضا ہیں آپ سبحانی میاں

کیوں نہ بھیجیں خیر سے خلد خدا کی سمت آپ
جلوۂ خیرالوریٰ ہیں آپ سبحانی میاں

آپ کے علم و عمل کی روشنی ہے کوبہ کو
تابع حکم خدا ہیں آپ سبحانی میاں

کیوں نہ باطل کا شرازہ منتشر ہوجائے یوں
قہر بر اہل دغا ہیں آپ سبحانی میاں

آپ کی مدحت سرائی کیوں نہ ہم دل سے کریں
مشفق اہل وفا ہیں آپ سبحانی میاں

ظلم کے دیووں سے ہردم برسر پیکار ہیں
قامع قصر جفا ہیں آپ سبحانی میاں

علم کے جلووں کی کثرت ہر طرف ہے دہر میں
علم کا شمس سما ہیں آپ سبحانی میاں

اہل سنت پی رہے ہیں آپ کے ہاتھوں سے جام
ساقی جام ہدیٰ ہیں آپ سبحانی میاں

جس میں دیکھیں آدمیت کے رخ روشن کا حسن
وہ مجلی آئینہ ہیں آپ سبحانی میاں
آپ کی عزت کریں دل سے نہ کیوں اہل سنن
فیض محبوب خدا ہیں آپ سبحانی میاں
جس سے دل کے گلستاں کے گل شگفتہ ہوگئے
وہ بہار دلکشا ہیں آپ سبحانی میاں
آپ کے فیض و سخا کی دھوم ہے چاروں طرف
موج دریائے عطا ہیں آپ سبحانی میاں
آپ کی خدمات عالیشان سے شاہد ہیں لوگ
ناشر دین خدا ہیں آپ سبحانی میاں
کیسے دامن آپ کا میں چھوڑدوں بتلائیں لوگ
میرے بھی حاجت روا ہیں آپ سبحانی میاں
ہم غریبوں کے سروں پرآپ کا سایہ رہے
بالیقیں ظل ہما ہیں آپ سبحانی میاں
ذکر کیوں نہ آپ کا ہم ہر جگہ ہر دم کریں
ذاکر ذات خدا ہیں آپ سبحانی میاں
کیوں نہ لکھوں منقبت کے شعر دل سے اے علی
مدح خوان مصطفیٰ ہیں آپ سبحانی میاں
یہ علی بے نوا ہے آپ کے در کا گدا
اس کے بھی مشکل کشا ہیں آپ سبحانی میاں

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

از قلم :۔ مولانا محمد ظہور الاسلام نوری دیناجپوری خطیب وامام رضا مسجد درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بحر رشد و ہدایت منظر اسلام ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

غوث و خواجہ و رضا حامد کی چشم فیض سے
علم کا دریائے رحمت منظر اسلام ہے

مفتی اعظم، شہ جیلانی و ریحاں مرے
سبکی حاصل جس کو خدمت منظر اسلام ہے

مرکزیت کا جو دعویٰ کرتے ہیں ان سے کہو
مرکز علم و عقیدت منظر اسلام ہے

اس سے علم و فضل کے عالم میں لاکھوں گل کھلے
علم کی فردوس عظمت منظر اسلام ہے

تیرے دشمن مٹ گئے لیکن تو باقی ہے ابھی
یہ تری زندہ کرامت منظر اسلام ہے

مرتبہ تیرا نہ کیوں اعلیٰ ہو پیارے کیوں کہ تو
فیضیاب اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

حضرت سبحان رضا کی کوششوں سے مومنو!
روز و شب مائل بہ زینت منظر اسلام ہے

ایک نوری ہی نہیں کہتے ہیں یہ سب حق پرست
اعلیٰ حضرت کی کرامت منظر اسلام ہے

سلام بہ بارگاہ منظر اسلام

از :--------------مولانا اسرائیل رضوی نوری منظری بہیڑی ضلع بریلی شریف

منظر دین حق یادگار رضا
تیری اس شان و نسبت پہ لاکھوں سلام
منظر علم و عرفان و دین ہدیٰ
تیری اس شان و شوکت پہ لاکھوں سلام

تو نے دکھلائی عالم کو راہ ہدیٰ
اور کیا دین اسلام کا حق ادا
کاٹ کر رکھ دیا نجدیت کا گلا
تیری اس شان و ہمت پہ لاکھوں سلام

مرکز سنیت ہے تو ہی خدا
پیکر دین حق ہے تری ہر ادا
قاطع کفر و بدعت تری ہر صدا
تیری اس شان و عظمت پہ لاکھوں سلام

دافع جملہ آفات دیں ہے تو ہی
رافع جملہ حاجات دیں ہے تو ہی
ناشر جملہ احکام دیں برملا
تیری اس شان و قوت پہ لاکھوں سلام

پرچم دین حق کا طرف دار ہے
رہبر سنیت اور مددگار ہے

تو نے اسلام عالم میں پھیلا دیا
تیری اس شان وقدرت پہ لاکھوں سلام

شان اسلام تو جان اسلام تو
کشتی دین حق کا نگہبان تو

تیری شایان شاں ہے یہ رب کی عطا
تیری اس شان و فطرت پہ لاکھوں سلام

تیری عظمت کا شہرہ ہے ہر جا عیاں
کیونکہ ہے دیں کی عظمت کا تو پاسباں

سرنگوں قصر باطل ہے تجھ سے سدا
تیری اس شان و ہیبت پہ لاکھوں سلام

قصر ذلت میں باطل ہے جاکر گرا
جس جگہ نام کا تیرے خطبہ پڑھا

اہل باطل پہ ہے رعب چھایا ہوا
تیری اس شان و سطوت پہ لاکھوں سلام

دین و ایمان تو نے عطا کر دیا
قعر ذلت سے ہم کو بچا ہی لیا

تیرا احساں ہے ہم پر یہ کتنا بڑا
تیری اس شان و رحمت پہ لاکھوں سلام

علم و عرفان بھی تو نے عطا کر دیا
رحمت حق سے ہم کو ملا بھی دیا

خدمت دیں کا حق بھی ادا کر دیا
تیری اس شان و خدمت پہ لاکھوں سلام

رہبر دین و عرفاں ہے تو عقد ا
تیرا پیغام عالم کو یہ مر حبا
تھام لو دامن شاہ خیر الوری
تیری اس شان و دعوت پہ لاکھوں سلام

عظمت مصطفیٰ کا پرستار ہے
رحمت حق کا ہر دم طلبگار ہے
اہل سنت کا ہر دم تو ناصر رہا
تیری اس شان و نصرت پہ لاکھوں سلام

درس قرآن و سنت ترا مشغلہ
غوث اعظم کا تو قادری سلسلہ
تیرے بانی ہیں سرکار احمد رضا
تیری اس شان وجہت پہ لاکھوں سلام

ان مسائل کو فی الفور کرتا ہے حل
سارے عالم میں جنکا نہ ہو کچھ بدل
ایسے مشکل مسائل کی تو ہے دوا
تیری اس شان و وحدت پہ لاکھوں سلام

تو نے مفتی، محدث، بھی پیدا کیے
اور مفسر، مجدد، بھی پیدا کیے
مفتی اعظم ہند تیری عطا
تیری اس شان وخلعت پہ لاکھوں سلام

تو نے حفاظ و قراء بھی پیدا کیے
اور مبلغ مدرس بھی پیدا کیے

تیرے ناصر ہیں سب انبیا ء اولیا ء
تیری اس شان و نصر ت پہ لاکھو ں سلام

سا رے عالم کا تو مرکز سنیت
غو ث وخو اجہ رضا کی ہے تو مملکت
کتنی اعلیٰ ہے تجھ کو یہ نسبت عطا
تیر ی اس شا ن و نسبت پہ لاکھو ں سلام

تو نے اسلام کا ڈنکا بجوا دیا
سارے عالم میں اسلام پھیلادیا
تو نے اسلا م و سنت کو بخشی بقا ء
تیر ی اس شا ن وقد رت پہ لاکھوں سلام

دین احمد کا تو ہی ہے سچا معیں
تیر ا عالم میں کوئی بھی ثا نی نہیں
ہے تیرے سر پہ تا ج شر یعت سجا
تیری اس شان ورفعت پہ لا کھوں سلام

ہجری تیرہ سوبائیس ہے تیری بناء
اور باقی ہیں سر کار احمد رضا
اب ہے چو دہ سوبائیس صد ی برملاء
تیری اس شا ن وقر بت پہ لاکھوں سلام

تجھ کو سو سال خدما ت دیں میں ہوئے
علم و عر فاں کے سب باب وا کردیئے
جشن صد سالہ تجھ کو ہوا اب عطا
تیری اس شان و نعمت پہ لاکھوں سلام

مہتمم ہیں ترے شاہ سبحاں رضا
ان سے پہلے تھے سرکار ریحاں رضا

کتنی پیاری ہے قسمت تری مرحبا
تیری اس شان و قسمت پہ لاکھوں سلام

ہستیاں آجتک جو رہیں مہتمم
ایک سے ایک اعلیٰ ہیں اور ذی فہم

تا ابد ہو تجھے سلسلہ یہ عطا
تیری اس شان و عزت پہ لاکھوں سلام

جشن صد سالہ اللہ مبارک کرے
تا ابد سلسلہ یہ ہی جاری رکھے

اور جتا رہے تیرا ڈنکا سدا
تیری اس شان و ہیبت پہ لاکھوں سلام

منظری بھی تو ہے یہ تری ہی عطا
اس کے حق میں شب و روز کر یہ دعا
یہ بھی ہو علم و عرفاں میں کامل خدا
تیری اس شان و دعوت پہ لاکھوں سلام

یادگار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

(از مولانا اسرائیل رضوی منظری بہیڑی)

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے
مرکز علم و ہدایت منظر اسلام ہے
منبع جود و سخاوت منظر اسلام ہے
معدن لطف و عنایت منظر اسلام ہے

مخزن رشد و ہدایت منظر اسلام ہے
مجمع صدق و عدالت منظر اسلام ہے
ماحئ کفر و ضلالت منظر اسلام ہے
مظہر شان رسالت منظر اسلام ہے
درسگاہوں کا جہاں میں جس جگہ بھی ہے قیام
کر رہا سب کی امامت منظر اسلام ہے
کل جہاں کو دیتا ہے ہر لمحہ پیغام رسول
پیکر حق و صداقت منظر اسلام ہے
پاسبان اہل سنت منظر اسلام ہے
مرکز ہر اہل سنت منظر اسلام ہے
جتنے قابل مفتیان دیں عطا اس نے کئے
ان کے فتووں کی حمایت منظر اسلام ہے
مفتی اعظم مرے مرشد اسی کی دین ہیں
اس وجہ سے اہل عظمت منظر اسلام ہے
جن کے فتووں سے لرزتا ہر جگہ بد دین ہے
میرے مرشد کی کرامت منظر اسلام ہے
قصر باطل میں ہمیشہ زلزلہ آتا رہا
اعلیٰ حضرت کی عنایت منظر اسلام ہے
کتنے کامل حافظ و قاری عطا اس نے کئے
حفظ و قراءت کی ہدایت منظر اسلام ہے
بالیاقت ہادیان دین بھی اس نے دیئے
جنکی شہرت کی ضمانت منظر اسلام ہے

افضل و اعلیٰ مناظر بھی عطا اس نے کیے
جن کے فتووں کی امانت منظر اسلام ہے
محدث اعظم کچھوچھہ بھی اسی کی دین ہیں
ان کی عظمت کی بھی غایت منظر اسلام ہے
اور مفسر کنزالایماں بھی اسی کی ہیں عطا۔
جن کی تفسیروں کی عظمت منظر اسلام ہے
بہار شریعت کے مصنف بھی اسی کی دین ہیں
جن کے ہر مسئلہ کی طاقت منظر اسلام ہے
حجۃ الاسلام آقا بھی اسی کی ہیں عطا
ان کا ہر قول وکرامت منظر اسلام ہے
ایسے پیچیدہ مسائل جن کا حل ملتا نہ ہو
ان مسائل کی وضاحت منظر اسلام ہے
وہ فتاوے عقل قاصر ہے سمجھنے سے جنہیں
ایسے فتووں کی علامت منظر اسلام ہے
اہل باطل کیلئے ہے یہ تو سیف حیدری
کررہادیں کی حمایت منظر اسلام ہے
الغرض جتنے اکابر آج تک اس نے دیئے
سبکی رفعت کی امانت منظر اسلام ہے
مرکزیت کا کوئی اسکے سوا دعویٰ کرے
ہے کھلی اس کی بغاوت منظر اسلام ہے
جونہ مانے اس کو مرکز احق الحقاء ہے وہ
مرکز ہر علم وحکمت منظر اسلام ہے

جو نہ مانے اسکو مرکز اس کا ہے بے حد قصور
مرکز ہر ذی سعادت منظر اسلام ہے
کوئی مانے یا نہ مانے پر حقیقت ہے یہی
مرکز کل اہل سنت منظر اسلام ہے
واللہ مرکز تو یہی ہے عالم اسلام کا
علم و عرفاں کی نہایت منظر اسلام ہے
علم و عرفاں کی شمع ہے ضو فشاں ہر روز و شب
کر رہا ہے دیں کی خدمت منظر اسلام ہے
تشنگان دین آؤ اپنی پیاسیں لو بجھا
کر رہا دیں کی اشاعت منظر اسلام ہے
ہر گھڑی ہوتا ہے اس میں درس قرآن وحدیث
بانٹتا دیں کی وراثت منظر اسلام ہے
اعلیٰ حضرت کی نگاہ خاص اس پہ ہے سدا
اس وجہ سے باحفاظت منظر اسلام ہے
منظری بھی ہے بحمد اللہ اسی ہی کی عطا
اس کا ہر طور و لیاقت منظر اسلام ہے

"یادگارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے"

از قلم۔ عرس رضوی کے مستقل نقیب حضرت علامہ علی احمد صاحب سیوانی رضوی منظری، ایڈیٹر ماہنامہ "البرکات" حسن پورہ سیوان (بہار)

واصفِ اوصافِ قدرت منظر اسلام ہے
ذاکرِ ذاتِ نبوت منظر اسلام ہے

اس کے سایے میں حفاظت کیوں نہ ہو اسلام کی
دین کی محکم عمارت منظر اسلام ہے
تشنگان علم دین مصطفیٰ کیواسطے
بحر شفاف شریعت منظر اسلام ہے
عالمان دین حق کی تربیت جس میں ہوئی
وہ حسیں آغوش رحمت منظر اسلام ہے
اہل سنت کی جماعت کیلئے ہر دور میں
خالق عالم کی نعمت منظر اسلام ہے
کیوں نہ ہم اسکی ترقی کیلئے کوشاں رہیں
حامئی اہل شریعت منظر اسلام ہے
اہل دانش کا مشام جاں معطر کیوں نہ ہو
بوئے گلہائے شریعت منظر اسلام ہے
اس میں جو آیا وہ خلد پاک میں داخل ہوا
در حقیقت باغ جنت منظر اسلام ہے
چل کے دیکھو سر کے بل شہر بریلی میں علی
ناشر علم شریعت منظر اسلام ہے
اہل دل کے دل کی دنیا کیوں نہ ہو پر نور اب
کوکب چرخ طریقت منظر اسلام ہے
کیوں نہ عشق مصطفیٰ کی آگ سے جل جائیں دل
عشق سرور کی حرارت منظر اسلام ہے
اپنے طلباء کے دلوں میں عزم بھر دیتا ہے یہ
پیکر عزم و عزیمت منظر اسلام ہے

آدمیت کا سبق آکر بریلی لیجئے
درس گاہِ آدمیت منظر اسلام ہے

میں بھی اس سے علم حق پاکر سخنور بن گیا
کس قدر یہ باکرامت منظر اسلام ہے

سیکڑوں طلباء شریک درس ہوتے ہیں یہاں
درسگاہِ اُنس و الفت منظر اسلام ہے

اہلِ تقوٰی معرفت کا جامِ مے آکر پئیں
ساقیِ جامِ طریقت منظر اسلام ہے

حضرت سبحاں رضا خاں کی نظر کا نور ہے
خوشبوئے ریحانِ ملت منظر اسلام ہے

جس کی ڈالی تھی بنا احمد رضا کی ذات نے
فیض قدرت کی وہ صنعت منظر اسلام ہے

کیوں نہ اِس کو دل سے چاہیں صاحبانِ علم وفن
"یادگارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے"

ہند کے جملہ مدارس کے سروں کیوا سطے
خوبصورت تاجِ عظمت منظر اسلام ہے

خاندانِ اعلیٰ حضرت کیلئے ہر دور میں
اعلیٰ حضرت کی امانت منظر اسلام ہے

ظلم و استبداد کے سارے نشیمن جل گئے
حق پرستی کی حرارت منظر اسلام ہے

کفر کی تاریکیاں کافور ساری ہوگئیں
ماحیٔ ظلماتِ بدعت منظر اسلام ہے

قصر باطل کی جو تھی بنیاد آخر ہل گئی
قاطعِ کفر و ضلالت منظر اسلام ہے
آج کے دور حوادث عہدِ خستہ حال میں
دین حق کا زیب و زینت منظر اسلام ہے
دل کی آنکھوں میں بھرو ہر لحہ بڑھکر روشنی
نورِ چشمانِ بصیرت منظر اسلام ہے
کیوں نہ ہم اسکو بڑھائیں ارتقاء کے چرخ تک
خلد دلکش کی ضمانت منظر اسلام ہے
خانقاہ رضویہ و نوریہ کی بالیقیں
آن بان و شان و شوکت منظر اسلام ہے
کیوں نہ دلکے گلستاں میں ہو بہاروں کا نزول
باغبانِ باغ ملت منظر اسلام ہے
تاجدار اہل سنت کی دعاؤں کے طفیل
مرکزِ فنِ تلاوت منظر اسلام ہے
زخم خوردہ بیکس و مجبور لوگوں کیلئے
مرہم زخم و جراحت منظر اسلام ہے
کیوں نہ دل کی خشک دھرتی کو ملیں شادلیاں
اروپں ، بارانِ رحمت منظر اسلام ہے
حبِ اہلبیت کی شمعیں جلا کر دیکھئے
مونسِ اہل محبت منظر اسلام ہے
کیوں نہ اس کی چھاؤں میں حاصل ہو روحانی سکون
سائبانِ فیض قدرت منظر اسلام ہے

جس سے حاصل ہو دلوں کی انجمن کو روشنی
وہ چراغِ بزمِ وحدت منظر اسلام ہے
ہر گھڑی طلبائے دیں ساغر بکف ہیں دیکھئے
ساقیٔ جام شریعت منظر اسلام ہے
کیسے پیدا دل میں ہو طلباء کے طوفانوں کا خوف
کشتیٔ دریائے رحمت منظر اسلام ہے
کیوں نہ دامن سے لپٹ کر ہم چلیں منزل کی سمت
رہبر راہ شریعت منظر اسلام ہے
طالبانِ دیں کو درس آگہی دیتا ہے یہ
مرکزِ تدریسِ حکمت منظر اسلام ہے
کیوں نہ اس کا جشن صد سالہ منائیں شان سے
دینِ حق کی شان و شوکت منظر اسلام ہے
اعلیٰحضرت سیدی احمد رضا کے فیض سے
منبعِ علم شریعت منظر اسلام ہے
طالبانِ علمِ دینِ پاک سرور کیلئے
اِک حسیں انعامِ قدرت منظر اسلام ہے
کل مدارس، کل مکاتب، کل اداروں کیلئے
تاجدارِ تاجِ عظمت منظر اسلام ہے
دین داور کے مجدد کے زمانے سے سدا
پاسبان دین فطرت منظر اسلام ہے
اہل شر کے سارے منصوبے بکھر کر رہ گئے
قہر بر اہلِ ضلالت منظر اسلام ہے

چہرۂ دلہنِ شہ کون و مکاں کی دوستو
دلکشی وجاذبیت منظر اسلام ہے
آؤ اس کے قرب میں رہ کر گزاریں زندگی
بالیقیں، ایوان رحمت منظر اسلام ہے
علم کے جلووں سے روشن کرلو اپنی زندگی
نور چشمان ، رسالت منظر اسلام ہے
جس میں جلوے سرور عالم کے آتے ہیں نظر
وہ حسیں اک قصر جنت منظر اسلام ہے
جس سے دل کے سارے غنچے کھل کے بن جاتے ہیں پھول
وہ بہار باغ جنت منظر اسلام ہے
قوم کے سارے مسائل اس میں ہوجاتے ہیں حل
افتخار ، قوم و ملت منظر اسلام ہے
گلشن احمد رضا خاں قادری کے پھول کی
اے علی خوشبو و نکہت منظر اسلام ہے

☆

اعلیٰ حضرت واصف اوصاف ربانی ہیں آپ
اعلیٰ حضرت مدح خوان ذات ربانی ہیں آپ
اعلیٰ حضرت پر تو محبوب سبحانی ہیں آپ
اعلیٰ حضرت احمد مختار کے جانی ہیں آپ
اعلیٰ حضرت شان اہل بیت پر قربان ہیں
اعلیٰ حضرت عاشق سرکار جیلانی ہیں آپ

شاعری ایسی کہ سنکر جھوم اٹھیں سب بزم میں
اعلیٰ حضرت فیضیاب وصف حسانی ہیں آپ

اعلیٰ حضرت علم دیں کے بحر کے غواص ہیں
اعلیٰ حضرت عالم تفسیر قرآنی ہیں آپ

آپ کے در سے کوئی لوٹے گا کیسے بے مراد
اعلیٰ حضرت پیکر الطاف رحمانی ہیں آپ

فیض کا دریا رواں ہے آج بھی دربار سے
اعلیٰ حضرت بالیقیں فیضان یزدانی ہیں آپ

فقہ وتفسیروحدیث و منطق و توقیت میں
اعلیٰ حضرت آج بھی بے مثل ولاثانی ہیں آپ

خانقاہ رضویہ میں لگ گئے ہیں چار چاند
اعلیٰ حضرت فیض بخش شاہ سبحانی ہیں آپ

اعلیٰ حضرت جام حق پیکر سدا سرشار ہیں
اعلیٰ حضرت رند خاص جام عرفانی ہیں آپ

ہر طرف جلووں کی بارش کیوں نہ ہو کونین میں
اعلیٰ حضرت دین کی شمع شبستانی ہیں آپ

باغیان اہل بیت مصطفیٰ کیواسطے
اعلیٰ حضرت نیزہ و شمشیر حقانی ہیں آپ

کیوں نہ مدحت آپ کی اولاد کی ہر دم کروں
اعلیٰ حضرت تا ابد ممدوح سیوانی ہیں آپ

آپ کے علمی تبحر کی نہیں ملتی نظیر
اعلیٰ حضرت بحر علم وفن کی طغیانی ہیں آپ

کہہ رہی ہے آج بھی "تاریخ" منظر کی زباں
اعلیٰ حضرت منظر اسلام کے بانی ہیں آپ

کیوں نہ ہو جائے علیؔ کے دل کی دنیا نوربار
اعلیٰ حضرت جلوۂ تنویر ایمانی ہیں آپ

عاشقوں کی ایک جنت

از:------------------مولانا حافظ وقاری محمد شریف القادری رضوی رجواپوری بہرائچی

نازش ہر اہل سنت منظر اسلام ہے
آبروئے قوم و ملت منظر اسلام ہے
مرجع ہر اہل حاجت منظر اسلام ہے
مرکز صد علم و حکمت منظر اسلام ہے
شوکت ایوان ملت منظر اسلام ہے
رونق بستان حکمت منظر اسلام ہے
پرچم حق و صداقت منظر اسلام ہے
اک نشان دین و سنت منظر اسلام ہے
نور افزائے نظر ہے اسکی انجم ریزیاں
ماہتاب چرخ ملت منظر اسلام ہے
نور کا مینارہ ہے یہ بھولے بھٹکوں کیلئے
رہبر راہ شریعت منظر اسلام ہے
مشغلہ اس کا ہے روز وشب گہر ریزئ علم

کان اسرار فطانت منظر اسلام ہے

ہے تری آغوش میں آسودہ امت کا امام

یوں مسلم تیری عظمت منظر اسلام ہے

فیض بخش قوم وملت کیوں نہ ہو اس کا وجود

فیضیاب اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

ساغر حب نبی ہر روز ملتے ہیں یہاں

عاشقوں کی ایک جنت منظر اسلام ہے

ذرے ذرے سے عیاں ہے عشق محبوب خدا

بحر علم و کان حکمت منظر اسلام ہے

گوہر عرفاں کی رضوی تم بھی بڑھ کر بھیک لو

گنج فیض اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

اقوال زرّیں

- علم انسان کو دارین میں ترقیاں عطا کرتا ہے۔
- اعلیٰ حضرت کو ان کے علم کی بنا پر دنیائے حق و صداقت نے اپنا امام تسلیم کیا۔
- علم زندگی کے ہر شعبے میں صدارت کا حقدار ہوتا ہے۔
- علم سے خدائے پاک کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جامعہ منظر اسلام علم وفن کا مخزن

از ـــــــــ مولانا حافظ وقاری محمد شریف القادری رضوی رجواپوری بہرائچی

مرحبا اھلاً و سھلاً حضرت سبحان رضا
جشن صد سالہ منایا منظر اسلام کا
واہ واہ کیا پیاری پیاری شام ہے
آج جشن منظر اسلام ہے

چودھویں صدی کے ابتدائی نازک دور میں جب عبداللہ عن ابی کا ناپاک فتنہ وہابیت و نجدیت اور دیوبندیت کی شکل میں اسلام کی فصیلوں سے ٹکرا رہا تھا۔ اس وقت بریلی شریف سے ایک مرد آہن دیوبندیت کی سرکوبی کیلئے مجاہدانہ جاہ و جلال کے ساتھ اٹھا جسے دنیا آج۔ رسول پاک کا سچا نائب، علم کا جبل شامخ، اور عمل کا اسوۂ حسنہ، معقولات میں بحر ذخار، منقولات میں دریائے ناپید اکنار، اہل سنت کا امام واجب الاحترام، چودھویں صدی کا باجماع عرب و عجم مجدد، تصدیق حق میں صدیق اکبر کا پرتو، باطل کو چھانٹنے میں عمر فاروق کا مظہر، رحم و کرم میں ذوالنورین کی تصویر، باطل شکنی میں حیدری شمشیر، اعلیٰ حضرت علی الاطلاق امام اہل سنت فی الآفاق، مجدد مائۃ حاضرہ، موید ملت طاہرہ، اعلم العلماء عند العلماء قطب الارشاد علی لسان الاولیاء مولانا وفی جمیع الکمالات اولانا فانی فی اللہ والباقی باللہ، عاشق کامل رسول اللہ حضرت مولانا مفتی حافظ وقاری الحاج الشاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی اور مانتی ہے۔ آپ نے اپنے علم و عمل اور تقریر و تحریر سے نجدیت کا مقابلہ کرتے ہوئے پرچم عظمت رسالت بلند کیا۔ اور مسلمانان اہل سنت کے عقائد و نظریات کی اصلاح اور اخلاق و کردار کو سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے ایک عظیم درسگاہ جامعہ منظر اسلام قائم فرمایا۔ جس کی یادگار آج ہم سو سالہ جشن کی صورت میں منا رہے ہیں۔

منظر اسلام کا وجہ قیام:-

دارالعلوم منظر اسلام کا اجراء ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۲ء میں ہوا اسکی تقریب اس طرح معرض وجود میں آئی کہ بریلی شریف میں محلہ سرائے کے ایک دیوبندی مولوی غلام لیٰسین نے سنیت کے روپ میں اعلیٰ حضرت کی تائید و حمایت میں

ایک مدرسہ مصباح التہذیب کے نام سے قائم کیا۔ اس مدرسہ میں علامہ ظفر الدین بہاری بطور طالب علم داخل ہو گئے مگر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھی حاضری دیتے رہے۔ پس یہ بات ظاہر ہوئی کہ مولوی موصوف در پردہ دیوبندی ہے۔
علامہ ظفر الدین بہاری نے اعلیٰ حضرت کے برادر اصغر استاذ زمن علامہ حسن رضا خان صاحب اور اعلیٰ حضرت کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خانصاحب سے مشورہ کر کے حضرت مولانا حکیم سید محمد امیر اللہ صاحب بریوی کو منتخب کیا تاکہ اعلیٰ حضرت موصوف حکیم صاحب کے سید ہونے کی وجہ سے ان کی بات نہ ٹالیں گے۔ حکیم صاحب نے اعلیٰ حضرت سے مدرسہ قائم کرنے کی درخواست کی مگر اعلیٰ حضرت نے تصنیفی مصروفیات کی وجہ سے معذرت کر دی۔ تب حکیم صاحب نے کہا کہ اگر قیامت کے دن پوچھا گیا کہ بریلی میں دیوبندیت کو کس نے فروغ دیا تو میں آپکا نام لوں گا؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا وہ کیونکر؟ آپ مدرسہ قائم نہیں کرتے اس لئے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں تصنیفی مصروفیات کی وجہ سے چندہ کی فراہمی اور انتظامی امور کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا۔ حکیم صاحب نے فوراً کہا کہ ہم لوگ مدرسہ قائم کرتے ہیں آپ تائید فرمادیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا سید صاحب آپ کا حکم بسر و چشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے اس کے پہلے ماہ کے اخراجات میں خود ادا کروں گا پھر بعد میں دوسرے لوگ یہ ذمہ داری سنبھالیں (حوالہ تذکرہ جمیل ص ۷۷ا)

ذرے ذرے سے عیاں ہے عشق محبوب خدا.................. علم اور حکمت کا دریا منظر اسلام ہے

اور منظر اسلام قائم ہو گیا:-

چنانچہ عالی جناب رحیم یار خان کے مکان پر علامہ ظفر الدین صاحب و مولانا عبد الرشید صاحب دو طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح ہوا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے صحیح بخاری شریف کا درس دینا شروع کیا پھر مولانا لطف اللہ علی گڑھی تشریف لائے اور وہ مسلم الثبوت اور صحیح مسلم شریف پڑھانے لگے۔ اعلیٰ حضرت خاص طلبہ کو اقلیدس، تصریح، تشریح الافلاک، شرح چغمینی، اور تصوف کی کتابوں میں عوارف المعارف اور رسالہ قشیریہ کا بھی درس دیتے تھے۔

فیض جس کا کل جہاں میں عام ہے.................. وہ رضا کا منظر اسلام ہے

منظر اسلام کا پہلا مہتمم:-

اعلیٰ حضرت کے خلف اکبر حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ علوم عقلیہ ونقلیہ والد ماجد اعلیٰحضرت سے حاصل کئے اور ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء انیس

سال کی عمر میں فراغت ہوئی۔بڑے مولانا اور حجۃ الاسلام کا لقب خود اعلیٰ حضرت کا عطا کردہ ہے۔اعلیٰ حضرت نے انھیں کے بارے میں فرمایا۔حامد منی وانامن حامد یعنی حامد مجھ سے ہے اور میں حامد سے ہوں۔صورت وسیرت میں اعلیٰ حضرت کا عکس کامل نظر آتے حسن وجمال کا یہ عالم تھا کہ بے شمار لوگ آپکا چہرہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔ علمی جلالت کا اندازہ آپ کے تلامذہ کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔اعلیٰ حضرت نے آپ کو منظر اسلام کا مہتمم بنایا اور منظر اسلام کی تمام ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر ڈال دیں۔

آپ کے دور اہتمام میں شیخ الحدیث حضرت علامہ رحم الٰہی صاحب منظر نگری اور صدر المدرسین کے فرائض علامہ ظہور الحسین صاحب رامپوری (جو استاذ حضور مفتی اعظم ہند ہیں)،علامہ نور الحسین رامپوری، صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت) اور علامہ سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان و مولانا محمد حسین صاحب وغیرہم تدریسی فرائض انجام دیتے رہے رحم اللہ علیہم۔

وہ حق پرست حق آگاہ حق نظر حق دوست ☆ ہر ایک سانس رہی وقف دین حق کے لئے

حجۃ الاسلام کے مشاہیر تلامذہ وخلفاء :-

حضور حجۃ الاسلام کے مشہور تلامذہ وخلفاء میں برادر اصغر حضور مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خان۔ فرزند اکبر مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں، فرزند اصغر حضرت مولانا حماد رضا خان صاحب عرف نعمانی میاں نبیرہ اکبر مفکر اعظم حضرت علامہ ریحان رضا خان صاحب (عمر چار سال) شیخ الحدیث حضرت علامہ سردار احمد لائل پوری محدث اعظم پاکستان، شیخ القرآن حضرت علامہ عبد الغفور صاحب ہزاروی،بقیۃ السلف مولانا تقدس علی خاں، مجاہد ملت، حضرت علامہ محمد احمد قادری لاہوری، شیر بیشہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان پیلی بھیتی رضی اللہ عنہم فاضل نبیل علامہ ظفر علی صاحب کراچی، حضرت علامہ ابراہیم صاحب خوشتر وغیرہم ہیں۔

منظر اسلام میں پہلا جشن دستار بندی :-

جامعہ منظر اسلام میں سب سے پہلے دو طلبہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین صاحب بہاری اور حضرت علامہ عبد الرشید صاحب عظیم آبادی کی دستار بندی ہوئی اور پھر منظر اسلام وقت اور حالات کی آندھیوں سے گزرتا ہوا اور دیوبندیت کے بھیانک شعلوں کو روندتا ہوا عروج کی طرف رواں دواں ہو گیا اور مینارہ رشد وہدایت بن کر عالم اسلام کے دل

کی دھڑکن بن گیا۔

نام سے جس کے تمامی نجدیت ---آج بھی تو لرزہ بر اندام ہے

اور منظر اسلام مرکز اہل اسلام بن گیا :-

فراغت کے بعد ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین صاحب منظر اسلام کے مدرس مقرر ہوئے اور پھر منظر اسلام اہل ایمان، علماء کرام وطلباء کیلئے علم و فضل کا گہوارہ بنتا گیا۔ شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں صاحب، حضرت علامہ سردار احمد صاحب اور مفسر قرآن علامہ عبد الغفور صاحب ہزاروی، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب اعظمی، امین شریعت مفتی رفاقت حسین صاحب، قائد ملت حضرت مولانا احسان علی صاحب محدث مظفر پوری، مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن صاحب، حافظ ملت علامہ عبد العزیز صاحب، شمس العلماء حضرت علامہ شمس الدین صاحب، محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد صاحب کچھوچھوی، مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ و مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ عنھم اسی عظیم دینی درسگاہ جامعہ منظر اسلام کے خوشہ چیں ہیں جو اپنے زمانے میں علم و فضل کے آفتاب و مہتاب بن کر چمکے۔ علم و فضل کی اس عظیم دینی درسگاہ سے آج بھی سیکڑوں تعداد میں ہر سال علماء و حفاظ و قرآء فارغ ہو کر خدمت دین متین میں مصروف ہو جاتے ہیں تو سیکڑوں ہر سال آکر اپنی علمی پیاس بجھانے میں لگ جاتے ہیں۔

اے بریلی میر لباب جنت ہے تو ☆ یعنی جلوہ گہہ اعلیٰ حضرت ہے تو
بالیقیں مرکز اہل سنت ہے تو ☆ یہ تیری مرکزیت سلامت رہے

منظر اسلام نئے موڑ پر:-

حضور حجۃ الاسلام کے وصال ۱۹۴۲ء کے بعد منظر اسلام کی تمام ذمہ داریاں آپ کے خلف اکبر مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں کے ہاتھوں میں آگئیں یہ وہ دور تھا کہ منظر اسلام سخت بحران کا شکار ہو گیا تھا لیکن مفسر اعظم نے بڑی فراست اور جد و جہد کے ساتھ سفینۂ منظر اسلام کو بحران کے بھنور سے نکالا اور ساحل عافیت پر لا کھڑا کیا۔ دار العلوم کی ترقی اور اشاعت سنیت کی خاطر اور مسلمانوں کے ایمان و عقائد اور اخلاق و کردار کی اصلاح کیلئے دیوبندیت کے سیلاب کو روکنے کی غرض سے، دشمنان رسول ﷺ کا مکروہ چہرہ قوم کو دکھانے، گھر گھر مسلک اعلیٰ حضرت کا پیغام پہونچانے کیلئے

ایک مسیحانہ انداز میں مجاہدانہ قدم اٹھایا اور "ماہنامہ اعلیٰ حضرت" جاری فرمایا۔ یہی رسالہ آج مسلمانوں کے دل کی دھڑکن اور مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان ہے۔

مبارک ہے رسالہ نام جس کا اعلیٰ حضرت ہے ☆ الٹ کر دیکھئے ہر ہر ورق میں درس عبرت ہے

منظر اسلام ابھی سنبھل کر آگے بڑھا ہی تھا کہ ۱۹۶۵ء میں مفسر اعظم کے وصال کے سبب تمام ترتیزی و ترقی پر رکاوٹیں آگئیں اور یہ ذمہ داریاں ریحان ملت پر آگئیں۔

گلشن منظر اسلام میں نئی بہار:-

مفسر اعظم جیلانی میاں کے خلف اکبر مفکر اعظم حضرت علامہ ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں کی ولادت باسعادت ۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۴ ۱۹۳ء میں محلہ خواجہ قطب میں ہوئی۔ خاندانی روایات کے مطابق دادانے پوتے کا نام محمد رکھا اور پکارنے کیلئے ریحان رضا خاں نام تجویز کیا اور ابھی جبکہ عمر صرف تین سال تھی حضور حجۃ الاسلام نے وصیت کے ذریعہ آپ کو ولیعہد سجادہ نشین، متولی اور جامعہ کا مہتمم مقرر فرمادیا۔ آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ محدث اعظم پاکستان، علامہ سردار احمد صاحب، امام النحو علامہ سید شاہ غلام جیلانی میر ٹھی، حضرت علامہ شاہ محمد احسان علی فیض پوری، بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری، جلالۃ العلم مفتی محمد احمد جہانگیر خاں، اور صاحب تصانیف کثیرہ علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہم۔ اتنے عظیم اور بافیض اساتذہ کی تعلیم و تربیت اور والد محترم حضور مفسر اعظم اور ناناجان حضور مفتی اعظم ہند کی نظر کرم میں پروان چڑھنے والا رضا و حامد و نوری کے گلشن کا حسین ریحان اپنا دامن بہار جانفزا لیکر تقریباً ۱۹۵۳ء میں بعمر ۱۹ر سال مسند تدریس پر جلوہ فرما ہوئے۔ اور مسلسل بارہ سال تک صرف تدریسی خدمات انجام دیتے رہے انداز درس ایسا والہانہ ہوتا کہ طلباء عش عش کر اٹھتے تھے۔ اور پھر ۱۹۶۵ء میں والد محترم مفسر اعظم کے چہلم کے موقع پر جانشینی کی پگڑی باندھی گئی اور دادا محترم حضور حجۃ الاسلام نے جو ذمہ داریاں ایام طفلی میں سونپی تھیں انہیں ادا کرنے کا وقت آگیا۔

منظر اسلام کا اہتمام ہاتھ میں آتے ہی حضور ریحان ملت ایک مرد مجاہد کی طرح میدان عمل میں اتر پڑے۔ منظر اسلام کی ترقی و استحکام اور ذرائع آمدنی کیلئے لیٹر پیڈس کے ساتھ، مخیرین اہل سنت سے روابط یہاں تک کہ جامعہ کے تعارف اور اس کی نشأۃ ثانیہ کیلئے افریقہ، برطانیہ، ہالینڈ وغیرہ کے احباب اہل سنت سے رابطہ قائم کیا۔ اور خود بھی دینی تبلیغی دورے

شروع کر دیئے۔ منظر اسلام کے اسٹاف میں اضافہ کیا ذی استعداد اور قابل تر علماء کی تقرری کی۔ ہندوستان کے دوسرے صوبوں اور عام علاقوں کے طلباء کے علاوہ ماریشس، افریقہ، سری لنکا وغیرہ کے طلباء منظر اسلام میں آنے لگے اور پھر منظر اسلام کی نئی بلڈنگ کی دو منزلہ تعمیر کرائی، افریقی ہاسٹل کا قیام فرمایا منظر اسلام کیلئے بورڈ سے مالی امداد کی رقم منظور کرائی۔ لائبریری گرانٹ بھی جاری ہوئی، منظر اسلام کی سند کو بہار و بنگال وغیرہ بورڈ سے منظوری دلائی۔ اور یہاں کے سند یافتہ علماء کو جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول، انٹرمیڈیٹ کالجوں اور بہار بورڈ سے ملحق اداروں میں ملازمت کا اہل مان لیا گیا۔ اور ریحان ملت کی جدوجہد سے گلشن منظر اسلام میں ایک تازہ بہار آگئی۔ فارغین کی تعداد ہر سال کئی سو پہنچ گئی۔ منظر اسلام کو آپ نے ایک یونیورسٹی کی شکل دیدی، جس کے تحت مختلف مدارس کے طلباء آ آکر امتحان دینے لگے۔

نور کا مینار ہے یہ بھولے بھٹکوں کیلئے ☆ رہبر راہ شریعت منظر اسلام ہے

منظر اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں :-

تبلیغ دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں اہم ترین رول انجام دینے میں ریحان ملت کا نام سر فہرست ہے۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں تبلیغی دورے کر کے لوگوں کے قلوب میں عشق رسول ﷺ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی پھیلادی۔ اور بیرون ہند خصوصاً افریقہ، امریکہ، ہالینڈ، برطانیہ، سوری نام، مانچسٹر، ماریشس، سری لنکا، نیپال، پاکستان، وغیرہ کے متعدد دورے کر کے سنیت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ دیوبندیت کا قلع قمع کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ بڑے سرمایہ داروں نے لاکھوں ڈالر دیکر ردّ وہابیت سے روکنا چاہا۔ مگر اعلیٰ حضرت کا یہ نبیرہ، حق وصداقت کا مرد آہن مجاہدانہ تیور سے افریقہ کی صحراؤں میں گزرتا ہوا دکھائی دیا کہ اے لوگو امام احمد رضا کا یہ پوتا افریقہ میں دین اسلام کا سودا کرنے نہیں آیا ہے بلکہ دین حق کی تبلیغ واشاعت کرنے آیا ہے۔ حضور ریحان ملت ایک طرف تو اشاعت دین حق و دیوبندیت کی سرکوبی میں لگے ہوئے تھے تو دوسری طرف سنیت کی خستہ حالی اور ملکی وملی مسائل پر نظر دوڑائی جہاں سنیت سے تعلق رکھنے والوں کو ہر جگہ نظر انداز کیا جارہا تھا الغرض سنیوں کو آبرومندانہ اور باوقار زندگی دلانے کیلئے تمام سیاسی جماعتوں کو سنیوں کی اہمیت تسلیم کروانے کیلئے میدان سیاست میں قدم رکھ کر اسمبلی میں داخل ہوئے اور دنیا نے دیکھا کہ سیاست میں جاکر پہلا حملہ آپ نے دیوبندیت پر کیا۔ بریلی اور دیگر مقامات کی وہ مساجد جن پر باطل جماعتوں کا قبضہ تھا اپنی سیاسی بصیرت اور حکمت عملی سے دیوبندیت کو بھاگنے پر مجبور کردیا اور سنیت کا بول بالا کیا۔ یہ عظیم مفکر ایک طرف

تو مسلمانوں سے منظر اسلام کی ترقی کیلئے مالی تعاون کی گذارش پر گذارش کرتا نظر آرہا ہے اور منظر اسلام کو عروج کی منزلوں پر لیجارہا ہے تو کبھی اغیار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں للکارتا ہوا نظر آتا ہے کبھی منظر اسلام میں درس حدیث دیتا نظر آتا ہے تو کبھی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتا ہوا دیکھ کر اسمبلی ہاؤس میں قائد اہل سنت کی حیثیت سے حکومت کو للکار کر حکومت کی بنیادوں کو ہلاتا ہوا نظر آتا ہے، کبھی جلوس محمدی کی قیادت کرتا دکھائی دیتا ہے تو کبھی مجاہدانہ جاہ و جلال سے ارکان حکومت اور پولس کے پرخچے اڑاتا نظر آتا ہے۔ اندرا گاندھی کے دور حکومت میں ایمرجینسی کے بھیانک طوفان جس میں بڑے بڑے سیاست دانوں اور علماء کی زبانوں پر تالے لگ گئے تھے۔ لیکن جب تاجدار اہل سنت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند کا فتوئ حکومت ہند کے خلاف صادر ہوا تو کوئی پریس اسے چھاپنے کو تیار نہ ہوا تو یہی مرد مجاہد قوم کا عظیم رہنما منظر اسلام کا بے مثال مہتمم نہایت دلیری اور حوصلہ مندی سے حکومت کی پروانہ کرتے ہوئے عظمت اسلام اور ناموس رسالت کے تحفظ اور تبلیغ دین متین کیلئے رات ورات سائیکلو اسٹائل مشین۔ خرید کر فتوے کو اشتہار کی شکل میں شائع کر کے حکومت کی دھجیاں اڑادیں اور حالات کے پیش نظر رضا برقی پریس بھی قائم کیا۔ حضور ریحان ملت ہر جگہ ہر مقام پر شیر دل نظر آتے ہیں۔ حضور مفسر اعظم نے منظر اسلام کی آواز ہر گھر اور ہر ملک تک پہونچانے کیلئے تبلیغ کی غرض سے "ماہنامہ اعلیٰ حضرت" جاری فرمایا اور آپ نے منظر اسلام کے اس تبلیغی مشن میں تیزی لانے، بے باک اور آزادانہ قلم چلانے کیلئے پریس لگوا کر منظر اسلام میں چار چاند لگادیے۔ جس کی مثال آج تک کوئی اور ادارہ پیش نہ کر سکا۔

ہے تیری آغوش میں آسودہ امت کا امام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوں مسلم تیری عظمت منظر اسلام ہے

حضور ریحان ملت کی عظیم شخصیت جس میں عشق نبی، عدل وانصاف، مساوات، امانت داری، دیانت داری حق گوئی و بے باکی کی واضح تصویریں ملتی ہیں اور ادارہ منظر اسلام کو مرکز اہل سنت بنانے کیلئے آپ نے کوئی کسر نہ چھوڑی جس کا اندازہ آپ کی تصانیف و شاعری میں دیکھا جاسکتا ہے جس میں قومی و ملی ہمدردی علمی و عملی کردار، عقائد واصلاحی نظریات ہر ہر سطر میں جھلکتی نظر آتی ہیں۔

ایک جگہ تحدیث نعمت کے طور پر حضور اعلیٰ حضرت وحجۃ الاسلام کی نوازش قرار دیتے ہوئے اور منظر اسلام جو مذکورہ بالا دونوں بزرگوں کا منظر ہے اس کی تعلیم وتربیت کا احسان ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہ ریحان دین وسنت کے مہکتے ہیں جدھر دیکھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نوازش ہے رضا کی اور احساں ان کے منظر کا

رضوی گلدستہ :-

مسند اعلیٰ حضرت کا سجادہ نشین، منظر اسلام کا مہتمم، بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ کا مدرس، مفتی مرکز اہل سنت، خاندان رضا کا شاندار خطیب، رسالہ اعلیٰ حضرت کا مدیر اور اس کی اشاعت کر کے مسلک رضا کا ترجمان، ایک عظیم شاعر، مصلح قوم و ملت، سیاسی اور سماجی بصیرت رکھنے والا، باکردار سیاست داں، جامع علوم و فنون یہ تمام خوبیاں بیک وقت حضور ریحان ملت میں جمع تھیں اور حضور ریحان ملت نے یہ تمام ذمہ داریاں اپنے خلف اکبر حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ سبحان رضا خاں عرف سبحانی میاں کے سپرد کر دی تھیں۔ اور آج تمام ذمہ داریاں حسن و خوبی ایک ذمہ دارانہ حیثیت سے حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ انجام دے رہے ہیں۔

قارئین کرام اس ادارے کو کبھی بھی مالی تعاون کے وقت فراموش نہ کریں کیونکہ یہ وہی ادارہ ہے جسے مجدد اعظم نے قائم فرمایا۔ اگر اعلیٰحضرت کے علم و فضل کا اندازہ لگانا ہے تو منظر اسلام کے فریضۂ تبلیغ کو دیکھئے۔ منظر اسلام یادگار اعلیٰ حضرت ہے اور حضور حجۃ الاسلام کی کاوشوں کا ثمرہ ہے اور حضور مفتی اعظم ہند کی دعاؤں کا عطیہ ہے، مفسر اعظم ہند کی جانفشانیوں کا صدقہ ہے اور صدر الشریعہ اور ریحان ملت کی دیرینہ خواہشوں اور محنت کاملہ کی تازہ ترین یادگار کا بہترین شاہکار ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جسے حضور اعلیٰ حضرت نے قائم فرمایا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کی حجۃ الاسلام نے تا حیات سرپرستی فرمائی۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کیلئے مفسر اعظم نے گھر کی خواتین کے زیورات فروخت کر کے اس کا وقار بچایا اور اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جسے ریحان ملت نے رات و دن کی کوششوں سے ترقی دے کر اوج ثریا کے مقام تک پہونچایا۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طالب علم اور مدرس کا نام مفتی اعظم ہند ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء میں کوئی محدث اعظم ہند ہے تو کوئی مفسر اعظم ہند ہے۔ یہ وہی منظر اسلام جس کے طلباء میں کوئی امام المنطق و فلسفہ تو کوئی امام النحو بن کر چمکا، یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء کا نام ملک العلماء و شمس العلماء ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے طلباء میں کوئی امین شریعت ہے تو کوئی حافظ ملت و مجاہد ملت و ریحان ملت ہے۔ یہ وہی منظر اسلام جس کے مدرسین کا انداز درس حکیمانہ تو نظام اہتمام مدبرانہ ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کی ایک ایک اینٹ سے عظمت رسالت و عشق رسالت کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے اکابرین کی نظر خاص اور اہتمام کے حوصلہ

مندلنہ نظر یئے سے آج بھی ہر سال سیکڑوں کی تعداد میں علماء حفاظ و قراء فارغ ہو کر خدمت دین میں مصروف ہیں یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے مدرس و مفتی کا نام تاج شریعت علامہ اختر رضا خاں نائب مفتی اعظم ہند ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جہاں طلباء کو علمی اور عملی طور سے رسول اور آل رسول ﷺ کی تعظیم کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہ وہی منظر اسلام ہے جس کا بانی بریلی کی سرزمین پر ایک مزدور سید زادے کے قدموں میں اپنا تاج رکھ کر عالم اسلام سے عظمت سادات منوا رہا تھا۔ ہاں ہاں یہ وہی منظر اسلام ہے جس کے بانی نے عالم بیداری میں دیدار رسول ﷺ کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ مرکز اہل سنت بھی ہے اور عظیم دینی درسگاہ بھی ہے اور ہم اسی در کے بھکاری ہیں۔

نازش ہر اہل سنت منظر اسلام ہے۔۔۔۔۔آبروئے قوم وملت منظر اسلام ہے

آج اس دینی درسگاہ منظر اسلام کا اہتمام و نظامت۔ گل گلزار رضویت، پیر طریقت، فخر صحافت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت، حضرت علامہ و مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں مدظلہم العالیہ فرمارہے ہیں۔ اپنے اکابرین کی اس یادگار کو عظیم سے عظیم تر مقام تک پہونچانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ خانقاہ عالیہ رضویہ ہو یا مسجد رضا ہو یا منظر اسلام ہو ہر ایک کی زیب وزینت آرائش و زیبائش کر کے اس طرح نکھار اور سنوارا ہے کہ دیکھنے والے کا دل جھوم اٹھتا ہے۔ منظر اسلام کی سہ منزلہ عمارت، باب مفتی اعظم ہند، فرش سے گنبد رضا و مینار کی بلندیوں تک سنگ مرمر، آستانہ عالیہ میں قدم رسول و موئے مبارک کا آنا، یہ سب حضور سبحانی میاں کی رات و دن محنت و مشقت و خلوص نیت کا ثمرہ ہے۔ اور عشق کا تو یہ عالم ہے کہ بار بار حج بیت اللہ و زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو رہے ہیں مگر تڑپ میں، سوز دل میں کمی نہیں ہو رہی ہے، عرس حامدی و جیلانی کی رعنائیاں، جشن ولادت رضا، یا عرس نوری کی ضوباریاں یا عرس اعلیٰ حضرت کی جلوہ ریزیاں ہر ایک میں حضور سبحانی میاں صاحب کے عزم واستقلال، حوصلہ مندی و عشق کی توانائی کی جھلک نظر آتی ہے۔ اور آج اکابرین کی یاد میں اور منظر اسلام کے تعارف اور منظر اسلام کی خدمات کو قوم سے روشناس کرانے اور عالمی یونیورسٹی کے مقام تک پہونچانے، پرچم مسلک اعلیٰ حضرت بلند کرتے ہوئے منظر اسلام کا سو سالہ جشن منا کر عالم اسلام سے خراج تحسین حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کی زندگی سراپا آئینہ ریحان ملت ہے۔ اللہ رب العزت آپ کا سایہ تادیر قائم و دائم رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

جس کو سب کہتے ہیں سبحانی میاں ......ان میں عکس حجۃ الاسلام ہے

عرس رضوی ہو کہ نوری حامدی......سب پہ سبحانی میاں کا کام ہے

مسلک اعلیٰحضرت زندہ باد......منظر اسلام پائندہ باد

منظر اسلام اور اس کا اہتمام

ازقلم :۔ الحاج ڈاکٹر محمد پرویز صدیقی نوری، بریلی شریف

جس پرفتن دور اور ہوشربا ماحول میں مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ المعروف منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا۔ یہ اپنے بانی کے کمال جدوجہد و غایت درجہ کدوکاوش۔ اسلامی ہمدردی، دور بینی و بصیرت افروزی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اسی طرح ادارہ کا حسن انتظام و کمال اہتمام تولیت کی عمدگی و جدت انصرام کے ان کے ناظمین و مہتممین و متولیان کی کامیاب کدو کاوش وغایت اجتہاد پر دلیل بین ہے۔ بلکہ ایک گونہ امر زائد پر دال ہے کہ ایجاد شئی تو فی نفسہ ایک مشکل امر ہے لیکن حسن انتظام کے ساتھ اس کی بقاء اور اس کا استمرار و دوام اس سے کہیں زیادہ مشکل امر ہے۔ باوجود اس کے مرکز اہل سنت کے ناظمین نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے رہے اور وقت کے چیلنجوں کو منہ توڑ جواب دیتے رہے اور باطل قوتوں کی ریشہ دوانیوں شورشوں اور یلغاروں کو مات دیتے ہوئے اپنے نظامت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔

ادارہ کے انتظامی امور کی ذمہ داری سلسلہ بسلسلہ حضرت استاذ زمن مولانا الشاہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے شروع ہو کر حضور حجۃ الاسلام، حضور مفسر اعظم ہند و مفکر ملت حضرت علامہ و مولانا ریحان رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کاندھوں تک پہونچی اور انہوں نے حتی المقدور مخزن علم وفن یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام کو اپنا خون جگر پلا پلا کر بام عروج تک پہونچادیا اور دن بدن، دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا ہوا قوم کے دلکی دھڑکن اور ہر سنی مسلمان کے ضمیر کی آواز بن کر رہ گیا جس کی مرکزیت وعلم وفن کا ڈنکا ہر چہار جانب بج رہا ہے اور انشاء اللہ الرحمٰن بفیضان بزرگان دین تاقیامت بجتا رہے گا۔

جب ان کا مبارک زمانہ گذرا تو ان کے بعد جس وقت کے بارگاہ رضا عالمگیر شہرت یافتہ ادارہ بن گیا اور آفتاب نیمروز کی طرح دنیائے سنیت کو اپنے علوم وفنون اور عشق مصطفیٰ کی سنہری کرنوں سے جگمگانے لگا۔ انتظامی امور کی گرانبار ذمہ داریاں شہزادہ حضور ریحان ملت صاحب سجادہ گل گلزار رضویت حضرت العلام مولانا الحاج سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں کے مضبوط اور مستحکم کاندھوں پر سوار ہوئیں۔ اور اسطرح سے منظر اسلام کو حضور صاحب سجادہ کی خدمات جلیلہ اور توجہات کاملہ نافعہ حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا صاحب سجادہ موصوف نے جس مستعدی دور بینی اور حسن وخوبی

سے اپنی ذمہ داریوں کے فرض شناسی اور کمال و اتمام کا فریضہ انجام دیا۔ برملا یہ کہنا پڑتا ہے کہ صدفی صدانہیں کا حق و حصہ تھا اور بس ناظم موصوف نے ادارہ کو تعلیمی و تعمیری ہر پہلو سے مکمل کردیا۔ علوم و فنون کے مختلف گوشے اجاگر کردیئے اور فنی لحاظ سے مختلف شعبہ جات کا قیام عمل میں آیا۔ تعلیمی اور تعمیری معیار کو بلند فرمایا۔ ادارہ کے اسٹاف و عملہ میں اضافہ در اضافہ فرمایا۔ جو اہل فکر و نظر سے مخفی نہیں اور تعمیری سرگرمیوں کو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ناظم موصوف کی طبیعت مستقیم اور ذوق سلیم نے ایسی پرشکوہ اور دیدہ زیب عمارت کھڑی کردی کہ کوئی دیکھنے والا پہلی ہی نظر میں مرعوب ہو جائے اور نعرۂ داد و تحسین اس کی ضمیر صادق سے بلند ہو اٹھے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام جو مسلمانان اہل سنت کا علمی روحانی مرکز ہے اسکی تیسری منزل کی تعمیر و تزئین ہی صرف ان کے تعمیری کارناموں میں نہیں۔ بلکہ مسجد رضا کی تعمیر جدید اور اس کی تین منزلہ پرشکوہ عمارت اور ہر منزل کی دیدہ زیب نقش و نگاری دلفریب تزئین و آرائش سب کے سب انہیں کی دین اور انہیں کی کامیابیوں کا ثمرہ ہے۔ مزید برآں روضہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصل ایک وسیع و عریض رضا ہال کی تعمیر باہر سے تشریف لانے والے عقیدت مند زائرین کیلئے مہمان خانہ کی بھی لمبی چوڑی عمارت ان کی نظامت کی کامیابی انکی سعئی لازوال و کاوش باکمال کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

حضور صاحب سجادہ کی بارآور اور اہتمامی و انتظامی صلاحیت کی ثمرات خیزی اور بارآوری اسی پر بس نہیں بلکہ مسجد رضا کا فلک بوس خوبصورت منارہ جو شہر بریلی سے کوسوں دور رہنے والوں کو دعوت نظارہ دے رہا ہے۔ اور گمشتگان ضلالت کیلئے مشعل راہ ہدایت کا فرض انجام دے رہا ہے۔ یہ بھی حضور صاحب سجادہ کر منواز ذوق سلیم کا ایک قیمتی تحفہ ہے۔ مفتی اعظم نمبر اور ریحان ملت نمبر کی ترویج و اشاعت بھی ان کے دیوانوں کیلئے ایک عظیم تصنیفی سوانحی سرمایہ حضرت والا کی عطیہ جات سے ہے۔

الغرض! حضرت والا کی سعی پیہم کی کامیابیاں احاطۂ تحریر سے فزوں تر ہیں کن کن کا ذکر جمیل کیا جائے رہ رہ کے سیکڑوں کا خیال آتا ہے۔ وہ چند جو حیات سے اقرب و اولیٰ تھے وہی معرض تحریر میں آئے ان کے علاوہ مسجد کی تولیت خانقاہ عالیہ رضویہ کی سربراہی اور ان کے آثار جمیلہ بھی بیرون از تحریر ہیں۔ بس بارگاہ رب الصمد میں دعا ہے کہ حضور صاحب سجادہ کا سایہ عاطفت تا دیر قائم و دائم رکھے اور مجھے بالخصوص اور ساری قوم مسلم کو بالعموم حضرت والا کے فیوض و برکات سے انتفاع کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

عہد رضا کے مشتق فتاویٰ

ماخوذ- از رودادِ سال اول- مسمیٰ بہ "اظہار روداد"

۱۳۲۲ھ

مرتب :- مولانا محمد حسن رضا خاں حسنؔ قادری **پیش کش**:- مولانا سید شاہد علی رامپوری

(فارسی)

مسئله از:- بنگاله ضلع نواکهال مرسله مولوی ولی الله صاحب ۱ / رجب ۱۳۲۲ھ

چه می فرمایند راز داران دین متین، ودقیقه شناسان شرع مبین اندریں مسئله که آخر الظهر، یا احتیاط الظهر، بعد فرض الجمعه بدیار مامروج است ،اصل ان چیست؟ وبادائے آں در هر چهار رکعت بعد الفاتحه خوانده شودیانه بینوا توجروا.

الجواب :- اللهم ارنا الحق حقاوالباطل باطلا، چوں جمعه مشروط بشرائط نزد ائمه ما سادات حنفیه علیهم الرضوان من الملك العلام بود،و وجود بمه شروط دریں بلاد محل تامل اختلاف ست، بدینوجه اکثر مشائخ بخارا بلکه جمهور ائمهٔ دین و علماء معتمدین بمقامیکه درجواز صلاۃ جمعه شك افتد، یا نماز جمعه متعدد جاخوانده شود، اگرچه حسب مذہب مفتی به بتعدد جمعه مطلقاً جائز و درست است ،کما اعتمد علیه فی الکنز والوافی ،والملتقی والکافی، والتنویر والطحاوی،والهندیه والشافی، والمحیط وجواهر الاخلاطی وصححة مفتی الجن والانس نجم الدین المشفی والعلامه شرنبلالی فی المراقی، قال فی شرح الوقایه وبه یفتی، وفی شرح المجمع للعینی والحاوی القدسی وجواہر الاخلاطی و علیه الفتویٰ وفی فتح القدیر و علی المفتی به وفی المحیط وتکملة الرازی وبه ناخذ خواص را حکم چهار رکعت بعدادائے چهار رکعت سنت بعد الجمعه به نیت سنت وقت بایں نیت که آخریں ظهر که وقت اویافته ام وہنوز ادا نه کرده ام، داده اندقال فی

الحلیہ شرح المنیة وقد یقع الشك فی صحة الجمعة بسبب فقد بعض شروطها ومن ذلك اذا تعددت فی المصر وهی واقعة اهل مرو فیفعل مافعلوه،قال الحسن لما ابتلی اهل مروباقامة الجمعة فی موضعین مع اختلاف العلماء فی جوازها،امر ائمتهم باداء الاربع بعد الجمعة حتما احتیاطیا، درفتاوی عالمگیریہ است ثم فی کل موضع وقع الشك فی جواز الجمعة لوقوع الشك فی المصر اوغیره واقام اهله الجمعة ینبغی ان یصلوا بعد الجمعة اربع رکعات و ینووا بها الظهر حتی لو لم تقع الجمعة موقعها، یخرج عن عهدة فرض الوقت بتعین هکذا فی الصغیری والغنیه شرح المنیه والکافی و فتح القدیر والقنیه والطحطاوی علی الدر والمراقی والحاوی القدسی والبحر الرائق و مجمع الانهر و شرح المجمع ونهر الفائق، والفتاوی الظهیریة، والحجة، وخزانة المفتین ، ومختار الفتاوی،والسراجیة ،وشرح الکنز لملا مسکین،والتاتارخانیة، والفتاوی الصوفیة،وجامع المضمرات والد رالمختار، والفتاوی رحمانیة ،وخزانة الروایات ،واختاره الامام الحسن والتمر تاشی، والعلامه ابن شحنة ،والباقانی، والمقدسی وابو السعود، والقاضی بدیع الدین و شیخ الاسلام وغیرهم من الائمة علیهم الرحمة والرضوان من الملك العلام اما عوام که بتصحیح نیست قدرت ندارند، یا به سبب این رکعات اربعه جمعه را فرض خدا ندانندیا قائل فرضیت صلاتین شوند محکوم بایں حکم نیند بلکه اوشاں رابر ادایش اطلاع نداده شود که دردفع اکدواہم مفسده اشد واعظم است، درحق شاں ہمیں بس ست که بر بعض روایات نماز اوشاں صحیح گرد،ولهذا در نور الشمعة تصریح فرمود نحن لا نامر بذلك امثال هذه العوام بل ندل علیه الخواص ولوبالنسبة الیهم،در مراقی الفلاح ست یفعل الاربع مفسدة اعتقاد الجهلة ان الجمعة لیست بفرض،اوتعدد المفروض فی وقتها، ولا یفتی بالارباع الاالخواص ویکون فعلهم ایاها فی منازلهم اه ولهذادرطحطاوی فرمود فالاولیٰ ان تکون فی بیته خفیة خوفامن مفسدة فعلها اقول وهواعتقاد الجهلة الخ وبمثله صرح غیر واحد من الائمة ودرضم سورة اختلاف لکن احوط ضم دررکعات اربعه است، در بحر الرائق نویسد ثم اختلفوا فی القرأة فقیل یقراء الفاتحة والسورة فی الاربع وقیل فی الاولیین کالظهر،صاحب منحة الخالق فرماید ویقرؤن فی جمیع رکعاتها، درفتح الله المعین است واختلفوا فی ضم السورة للفاتحة

فی الاربع اوفی الاولیین فقط والاحتیاط ان یقرء هما فی الاربع هکذا فی العالمگیریه عن فتاوی (آهو) ینبغی ان یقرء الفاتحة والسورة فی الاربع التی یصلی بعد الجمعة فی دیارنا کذا فی التاتار خانیه اه اقول لکن الحق هوالتفصیل اے شخصیکه قضائے ظهر برگردن ندارد، دورکعات اربعه ضم نماید وبرکه دارد دراولین فقط قال الحلبی و ینبغی ضمها فی الکل ان لم یکن علیه قضاء فان وقعت فرضا فالسورة لاتضروان وقعت نفلا فالضم واجب وان کان علیه قضاء لا یضم فی الاخیرین لا نها فرض البتته والله تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم واحکم۔

کتبہ

عبید المصطفیٰ ظفر الدین احمد رضوی عفی عنه

بمحمد المصطفیٰ النبی الامی ﷺ

(ترجمہ)

مسئلہ از :- بنگالہ ضلع نواکھالی مرسلہ مولوی ولی اللہ صاحب ۱ر رجب ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں دین متین کے رازدار و شرع مبین کے دقیقہ شناس مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ آخر الظہر یا احتیاط الظہر جو فرض جمعہ کے بعد ہمارے دیار میں رائج ہے اس کی اصل کیا ہے ؟ اور اسکی ادائے گی میں ہر چار رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرأت کی جائے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الجواب :- اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا باطل کو باطل چونکہ جمعہ ہمارے ائمہ سادات حنفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے اسی وجہ سے اکثر مشائخ بخارا بلکہ جمہور ائمہ دین اور علمائے معتمدین نے (جس جگہ کہ نمازے جمعہ کے جائز ہونے میں شک واقع ہو، یا نماز جمعہ متعدد جگہ پڑھی جائے ، اگر چہ مفتی بہ مذہب کے مطابق تعدد جمعہ مطلقاً جائز ہے ، جیسا کہ کنز اور وافی ، مطلقہ اور کافی ، تنویر اور طحاوی ، ہندیہ اور شافی ، محیط و جواہر اخلاطی میں اسی پر اعتماد کیا ہے ، اور مفتی ثقلین نجم الدین نسفی اور علامہ شرنبلالی نے مراقی میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ شرح وقایہ میں فرمایا : اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور عینی کی شرح مجمع اور حاوی قدسی و جواہر اخلاطی میں ہے وعلیہ الفتویٰ یعنی فتویٰ اسی پر ہے ، اور

فتح القدیر میں ہے وعلی المفتی بہ، یعنی مفتی بہ قول پر، اور محیط بحملۃ الراضی میں ہے :وبہ ناخذ یعنی ہم اسی پر عمل کرتے ہیں)
جمعہ کے بعد سنت کی نیت سے چار رکعت ادا کرنے کے بعد خواص کو چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا ہے، اس نیت کے ساتھ
کہ آخری ظہر جس کا میں نے وقت پایا اور ابھی ادا نہیں کی، حلیہ شرح منیہ میں فرمایا: کہ کبھی جمعہ کے صحیح ہونے میں بعض شرائط
کے مفقود ہونے کی وجہ سے شک واقع ہو جاتا ہے اور اسی سے ہے شہر میں متعدد جگہ قیام جمعہ اہل مرو کے ساتھ ایسا ہی واقعہ
پیش آیا، تو جو انہوں نے کیا ویسا ہی کریں۔ حسن نے فرمایا کہ جب اہل مرو دو جگہ جمعہ قائم کرنے کے سلسلہ میں آزمائے گئے
حالانکہ اس کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے، تو ان کے ائمہ نے جمعہ کے بعد احتیاطی طور پر چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا، فتاویٰ
عالمگیری میں ہے پھر ہر وہ جگہ جہاں جمعہ کے جائز ہونے میں شک واقع ہو شہر وغیرہ میں شک واقع ہونے کے سبب اور وہاں
کے باشندے جمعہ قائم کریں تو ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھیں اور اس سے ظہر کی نیت کریں یہاں تک اگر
جمعہ صحیح نہیں ہوا ہوگا تو یقینی طور پر وقت کے فرض سے عہدہ برآ ہو جائے گا، اسی طرح ہے منیہ کی شرح صغیری اور غنیۃ، کافی
اور فتح القدیر، قنیہ، طحطاوی علی الدر مراقی اور حاوی قدسی، بحر الرائق، مجمع الانہر اور شرح مجمع و نہر الفائق اور فتاویٰ ظہیریہ اور
بحث اور خزانۃ المفتین، مختار الفتاویٰ اور سراجیہ، شرح کنز لملا مسکین، تاتارخانیہ، فتاویٰ صوفیہ، جامع
مضمرات، در مختار، فتاویٰ رحمانیہ اور خزانۃ الروایات میں :- امام محسن تمرتاشی، علامہ ابن شحنہ باقانی، مقدسی، ابو السعود
، قاضی بدیع الدین، اور شیخ الاسلام وغیرہ ائمہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔(علیہم الرحمہ والرضوان من الملک العلام) لیکن عوام
جو صحیح نیت پر قادر نہیں، یا ان چار رکعتوں کے سبب سے جمعہ کو خدا کا فرض نہ جانیں، یا دو نمازوں کی فرضیت کے قائل ہوں
انہیں یہ حکم نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ انہیں اس کی ادائیگی کی اطلاع بھی نہیں دی جائے گی، کہ اہم اور مؤکد فساد کو دفع کرنے
میں شدید و عظیم تر ہے، ان کے حق میں اتنا ہی کافی ہے کہ بعض روایات کے مطابق انکی نماز صحیح ہو جائے گی، اسی لئے نور
الشمعۃ کے اندر تصریح فرمائی ہے کہ ہم ان جیسے احکام کا عوام کو حکم نہیں دیتے، بلکہ خواص کو اس پر مطلع کرتے ہیں۔ مراقی
الفلاح میں ہے کہ چار رکعت ادا کرنے سے جاہلوں کے اعتقاد کو بگاڑنا ہے کہ جمعہ فرض نہیں یا اس کے وقت میں فرائض
متعدد ہیں، چار کا حکم خواص ہی کو دیا جائے گا اور یہ چار رکعات اپنے گھروں میں ادا کریں گے۔ اھ اسی وجہ سے طحطاوی شریف
میں فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ ان چار رکعت کی ادائیگی پوشیدہ طور پر گھر میں کی جائے کہ انکی ادائیگی سے اندیشہ فساد ہے میں کہتا
ہوں یہ جاہلوں کا اعتقاد ہے الخ اور اسی کے مثل بہت سے ائمہ نے تصریح کی ہے اور سورت ملانے میں اختلاف ہے، لیکن
زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ چاروں رکعات میں سورت ملائی جائے، بحر الرائق میں لکھتے ہیں کہ قرأت میں اختلاف ہے پس کہا

گیا ہے کہ فاتحہ اور سورت چاروں رکعتوں میں پڑھی جائے اور کہا گیا ہے کہ ظہر کی طرح پہلی دو رکعات میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے، صاحب منحۃ الخالق فرماتے ہیں کہ اسکی تمام رکعات میں قرآت کی جائے، فتح اللہ المعین میں ہے فاتحہ کے ساتھ ضم سورت میں اختلاف ہے آیا چاروں رکعتوں میں ملائی جائے یا صرف پہلی رکعت والی دو میں، احتیاط اس میں ہے کہ فاتحہ اور سورت کو چاروں میں پڑھا جائے اسی طرح ہے فتاوی عالمگیری میں فتاوی آہو سے کہ سورت فاتحہ اور سورت کو ان چار رکعتوں میں پڑھنا چاہیے جو ہمارے دیار میں جمعہ کے بعد پڑھی جاتی ہیں، ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے اھ لیکن میں کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے وہ یہ جو شخص ظہر کی قضا گردن پر نہ رکھتا ہو وہ چاروں رکعات میں سورت ملائے اور جو ظہر کی قضا رکھتا ہو وہ صرف پہلی دو رکعتوں میں سورت ملائے، حلبی نے فرمایا کہ چاروں رکعت میں سورت ملائے اگر اس پر قضا نہ ہو پس اگر وہ نماز فرض واقع ہوئی تو سورت اسے کچھ نقصان نہ دیگی اور اگر نفلی واقع ہوئی تو ضم سورت واجب تھا ہی، اور اگر اس پر قضا ہو تو آخری دو رکعت میں نہ ملائے کہ وہ یقیناً فرض ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ

عبید المصطفیٰ ظفر الدین احمد الرضوی عفی عنہ

محمدن المصطفیٰ النبی الامی ﷺ

مسئلہ:- از بہار شریف مرسلہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ۲۴؍ رمضان المبارک یوم چہار شنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع شریف وفضلاء دین لطیف، اس مسائل حسب ذیل میں ہندہ ایک عورت ہے اسکے ایک لڑکی تولد ہوئی، ہنوز اسکی لڑکی کی عمر تین برس تھی کہ اس ایام میں ایک تو تولد لڑکا مسمی زید اس عورت کا دودھ پیا بعدہ اس عورت کے تین بچے پیدا ہوئے، جس وقت اس عورت کے پسر اصغر کی عمر چار سال تھی ایک لڑکی مسماۃ زینب پھر ہندہ سے دودھ پی آئی، اس صورت میں زن مذکور زید وزینب کی رضاعی ماں ٹھہری یا نہیں اور زید و ہندہ کے درمیان شرعاً نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب :-ومنه الهداية إلىٰ طريق الصواب:-

جسکا دودھ پیا ہو اسے رضاعی ماں کہتے ہیں عام اس سے کہ اپنی ماں کا دودھ پیا ہو یا غیر کا۔ لیکن اول میں شدت درجہ کی قربت ہے لہذا رضاعی نہیں کہتے۔ تو صورت مسئول عنہا میں ہندہ زید وزینب دونوں کی رضاعی ماں ہوں گی، اگر ان دونوں

نے مدت معینہ میں دودھ پیا ہو (یعنی دو برس چھ مہینے کی عمر کے اندر اندر) درمختار میں ہے: هو مص من ثدى ادمیته فی وقت مخصوص وهوحولان ونصف عنده یعنی رضاع دودھ چوسنا ہے پستان سے عورت کے وقت وقت مخصوص میں اور وہ امام صاحب کے نزدیک دو برس چھ مہینے ہیں، خزانہ میں ہے وهو ثلثون شهرا یعنی وقت معین تیس مہینے ہے تبیین میں ہے: حرم بسبب الرضاع ما حرم من الناس بسبب النسب اذا وجد فی ثلثین شهرا هكذا فی غیرها "یعنی دودھ پینے کے سبب سے وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو بوجہ نسب لوگوں سے حرام ہو جاتی ہیں جبکہ رضاع (دودھ پینا) تیس مہینے کے اندر پایا جائے اسی طرح اسکے علاوہ میں ہے" (مترجم) ہدایہ میں ہے ارضعت صبیة و اخرى ایضا إن اللبن من زوجین فهما اختان لام ولو ذكران فاخوان لام وان كان لرجل واحد فاختان لاب وام یعنی اگر دودھ پلایا عورت نے کسی لڑکی کو اور دوسری کو بھی۔ اگر دودھ دو زوج کا (یہ پہلے عمرو کے نکاح میں تھی اس وقت ایک کو دودھ پلایا بعدہ اس نے اسے طلاق دیدی یا مر گیا، اور عدت کے بعد اب نکاح کر لیا بکر سے اب اس سے اولاد ہوئی، اس وقت دوسری کو پلایا) تو یہ دونوں علاتی رضاعی بہن ہونگی اور اگر دونوں مذکر ہیں تو علاتی رضاعی بھائی ہونگے۔ اور اگر دودھ ایک زوج کا ہے تو دونوں عینی رضاعی بہن ہوں گی۔ خلاصہ میں ہے إمرء ة ارضعت صبیتین فهما اختان فان كان ابو هما واحد فها اختان لاب وام من الرضاعة ،وإن كان مختلفا فهما اختان لام، یعنی ایک عورت نے دو لڑکیوں کو دودھ پلایا تو یہ دونوں بہن ہوں گی اور اگر ان دونوں کے رضاعی باپ بھی ایک ہیں تو عینی رضاعی بہن ہونگی ورنہ علاتی، اور رضاعی بھائی بہن کے درمیان نکاح جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: ولا حل بین رضیعی امرأة لكونهما اخوین وان اختلف الزمن والاب یعنی نہیں حلال ہے نکاح درمیان دو رضیع ایک عورت کے اس واسطے کہ دونوں بہن بھائی ہیں، اگرچہ زمانہ دونوں کا جدا ہو اور باپ بھی الگ ہوں۔ طحطاوی میں ہے: والمراد بالرضیعین الذكر والانثى، فكل رضیعی امرأة لا یحل للذكر منهما تزوج الانثى حیث كان الرضاع منهما داخل العامین تقدم احد هما على الاخرى ام لا ، اور مراد رضیعین سے مذکر اور مؤنث ہے، پس دو رضیع ایک عورت کی نہیں حلال ہے واسطے مذکر کے ان دونوں سے نکاح کرنا مؤنث سے؟ جہاں کہیں ان دونوں سے رضاع دو برس کی عمر کے اندر ہو، ایک دو میں سے دودھ پینے میں مقدم ہو یا نہیں تبیین میں ہے ولا حل بین رضیعی ثدی لانهما اخوان من الرضاع ، یعنی نہیں حلال ہے نکاح دو رضیع کا کہ

ایک عورت کا دونوں نے دودھ پیا ہو اس

واسطے کہ دونوں بہن بھائی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۴ر رمضان المبارک یوم چہار شنبہ ۱۳۲۳ھ

کتبہ عبدہ المذنب غلام محمد البہاری

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

خوشدامن اور زوجہ ایک جگہ سوتی ہیں، حالت شہوت میں زوجہ سمجھ کر اس کو جگایا معلوم ہوا کہ خوشدامن ہے۔ ندامت سے بھاگا اب اسکی زوجہ حلال رہی یا حرام ہوگئی، کفارہ لازم آیا بینوا توجروا۔

الجواب :- اللھم ارنا الصواب :-

شہوت کے ساتھ خوشدامن کو چھونا یا چومنا سہواً ہو یا عمداً، مکرہاً ہو یا مخطئاً ہر طرح داماد پر زوجہ کے ابدی حرام ہونے کا موجب عالمگیری میں فرمایا: ثم لا فرق فی ثبوت الحرمۃ بالمس بین کونہ عامدا اونا سیا اومکرھا او مخطئا اھ یعنی چھونے سے حرمت کے ثابت ہونے میں کوئی فرق نہیں کہ چھونے والے نے جان بوجھ کر چھوا ہو یا بھول کر یا غلطی سے یا چھونے پر مجبور کیا گیا ہو، پھر مخطئا تفریع فرمائی فلوایقظ زوجتہ لیجامعھا فوصلت یدہ الی بنت منھا فقرصھا بشھوۃ وھی من تشتھی یظن انھا امھا حرمت علیہ الام حرمۃ مؤبدۃ کذافی الفتح القدیر اھ اقول ھذا لووصلت الحرارۃ الی الید کما سیجئ ان شاء اللہ و علیہ قیاس المسئلۃ وقال فی الخانیۃ حرمت علیہ امرأۃ وان کان یظن انھا امرأۃ لوجود المس عن شھوۃ اھ یعنی اگر اس نے اپنی بیوی کو جماع کیلئے جگایا تو اس کا ہاتھ اس کی بیوی کی لڑکی پر پڑا تو شہوت کیساتھ اسکی چٹکی لی اور وہ تھی مشتہاۃ یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کی ماں ہے تو اسکی ماں ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہوگئی، ایسا ہی فتح القدیر میں ہے اھ۔ میں کہتا ہوں یہ حکم اس وقت ہوگا جب اسکے ہاتھ میں گرمی محسوس ہو جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ آرہا ہے، اور اسی پر مسئلہ کا قیاس ہے، اور خانیہ میں فرمایا اسکی بیوی اس پر حرام ہوگئی اگرچہ اسکو اپنی بیوی گمان کرتا ہو، شہوت کیساتھ چھونے کی وجہ سے صورت مسئولہ میں اگر زید نے اپنی خوشدامن کو صرف آواز دے کر بغیر ہاتھ لگائے یا ہاتھ لگایا مگر ایسا موٹا کپڑا درمیان میں حائل تھا جو ادراک واحساس حرارت کو مانع یا صرف کپڑا ہی پکڑ کر بیدار کیا کہ زید کا ہاتھ اسکی خوشدامن کے جسم کو نہ لگا، یا اس کے سر کے بالوں کا وہ حصہ مس کیا جو مسترسل تھا، یا وقت لمس زید کو شہوت نہ تھی، یا پہلے

سے تھی مگر اس لمس سے زائد نہ ہوئی، یا زائد ہوئی تو اتنی کہ زید کو انزال ہو گیا ان صورتوں میں اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ردالمحتار میں ہے ولو کان (الحائل) مانعا عن (وصول الحرارة) لاتثبت الحرمة اھ :اگر حائل چیز وصول حرارت سے مانع ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی ہندیہ میں ہے الشھوة تعتبر عندالمس و النظر حتی لووجدا بغیر شھوة ثم اشتھی بعد الترک لاتتعلق به الحرمة ، و حد الشھوة فی الرجل ان تنتشر التہ او تزداد انتشارا ان کانت منتشرة کذا فی التبیین وھوالصحیح کذ افی جواھرالاخلاطی و به یفتی کذافی الخلاصةو ایضا قال لو مس فانزل لم تثبت به حرمة المصاھرة فی الصحیح لانه تبین بالانزال انه ای (المس) غیر داع الی الوطی کذ افی الکافی اھ وقال فی در مختار وعلیه افتی ابن الکمال وغیرہ اھ اقول لان الاصل فی ثبوت الحرمت ھوالوطی وامادواعیه فقد اقیمت مقامه احتیاطاکماصرح به فی رد المحتار و غیرہ من معتبرات الاسفار فلماانطفئت النائرة وانکسرت الشھوةولم تتادّالی الغایة ولاتماد الی النھایة بطلت داعیتھاو ظھرانھا لیست من دواعیه بخصوصھااذ ھولایوجد بدونھا ۔یعنی شہوت کا اعتبار چھونے اور دیکھنے کے وقت ہوگا، حتی کہ اگر یہ دونوں بغیر شہوت کے پائے گئے پھر چھوڑنے کے بعد شہوت پیدا ہوئی تو اس سے حرمت متعلق نہیں ہوگی، اور شہوت کی حد مرد میں یہ ہے کہ اسکا عضو مخصوص منتشر ہو جائے، یا اگر پہلے سے منتشر تھا تو انتشار میں اضافہ ہو جائے ایسا ہی تبیین میں ہے اور یہی صحیح ہے، ایسا ہی جواہر اخلاطی میں ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے، ایسا ہی خلاصہ میں ہے نیز انہوں نے فرمایا اگر اس نے خوشدامن کو چھوا اور انزال ہو گیا تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی صحیح قول کے مطابق کیونکہ انزال سے ثابت ہو گیا کہ چھونا وطی تک پہنچانے والا نہیں، ایسا ہی کافی میں ہے، اور در مختار میں فرمایا کہ اسی پر ابن کمال وغیرہ نے فتویٰ دیا ہے میں کہتا ہوں اس لئے کہ اصل حرمت کے ثبوت میں وطی ہے، رہے اس کے دواعی تو انکو احتیاطا اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ کتب معتبرہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے، تو جب آگ بجھ گئی اور شہوت ختم ہو گئی اور وہ مقصد تک نہیں پہنچی اور انتہا تک اسے رسائی حاصل نہیں ہوئی تو اس کا داعی ہونا باطل ہو گیا، ظاہر ہو گیا کہ خاص کر وہ دواعی جماع سے نہیں، کیونکہ جماع اس کے بغیر نہیں پایا جاتا (مترجم) اور اگر اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا چھوا جو بدن نہ تھا، یا اس پر ایسا باریک کپڑا تھا جو احساس حرارت لینت بدن کو مانع نہ تھا، یا اسکے سر کے بال مس کئے اور اس مس سے شہوت پیدا ہوئی یا پہلے سے شہوت تھی تو زائد ہو گئی اور انز

ال نہ ہوا تو ان حالتوں میں اسکی بیوی ہمیشہ کیواسطے حرام ہو گئی، اب کسی طرح یہ اس کے اور وہ اس کیلئے حلال نہیں ہو سکتی
عالمگیریہ میں فرمایا ثم المس انمایوجب حرمت المصا هرة اذا لم يكن بينهماثو ب فان كان
ضعيفا لايجد الماس حرارة الممسوس لاتثبت حرمة المصا هرة وان انتشر ت آلته
بذلك ، وان كان رقيقا بحيث تصل حرارة الممسوس الى يده تثبت به حرمة المصا
هرة كذا فى التبيين وقال صد رالشهيدو عليه الفتوى وكذا فى الثمنى شرح النقايه اه
پھر حرمت مصاہرت چھونے سے اس وقت ثابت ہو گی جبکہ دونوں کے درمیان کوئی کپڑا نہ ہو، پس اگر کپڑا ایسا موٹا ہے کہ
چھونے والے کو ممسوس کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہو گی اگرچہ اس سے اس
کا آلہ منتشر ہو جائے اور اگر اس کا کپڑا ایسا باریک ہے کہ ممسوس کی حرارت اس کے ہاتھ تک پہنچتی ہے تو اس سے حرمت
ثابت ہو جائے گی، ایسا ہی تبیین میں ہے اور صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہے، اور ایسا ہی ثمنی شرح نقایہ میں ہے
(مترجم) در مختار میں ہے ولوبشعر على الراس بحائل لايمنع الحر ارة، اگرچہ سر کے بال چھوئے ایسے
حائل کیساتھ جو مانع حرارت نہ ہو (مترجم) عالمگیریہ میں ہے لومس شعرهابشهوة ان مس ماتصل
براسهاتثبت وان مس مااسترسل لاتثبت و اطلق الناطفى اطلاقا من غير هذ التفصيل
كذا فى الظهيريه و هكذا فى وجيز الكردرى والسراج الوهاج ولومس ظفرهاتثبت كذا فى
الخلاصة اه وفى الخانيةولو قبل الرجل ام امرائته تثبت الحرمة مالم يظهر انه
قبلهابغير شهوة وفى المس مالم يعلم انه كان ان الشهوة لاتثبت الحرمة اقول
اذالمتبادر فى التقبيل هوالشهوة فلايحكم على خلاف الظاهرالا بدليل صارف عنه،
بخلاف المس فانماالاصل فيه عدم الشهوة فلابد ههنامن شاهدعليهااذلايصح الحكم
بوجودا لمشروط بالشرط الذى وجود ه ليس بضرورى الابعد اثبات تلك الشر ط
بالدليل فاذن لاسبيل الى القول بالمشروط قبل قيام البرهان على وجود الشر ط والله
تعالى اعلم و علمه جل مجده اتم و احكم :یعنی اگر اس کے وہ بال جو سر سے متصل ہیں شہوت کیساتھ
چھوئے تو حرمت ثابت اور اگر لٹکے ہوئے بال چھوئے تو حرمت ثابت نہیں ہو گی، ناطفی نے اسکو مطلق رکھا ہے بغیر تفصیل،
ایسا ہی ظہیریہ میں ہے، اور ایسا ہی وجیز کردری اور سراج وہاج میں ہے، اور اگر شہوت کے ساتھ اسکے ناخن کو چھوا تو حرمت

ثابت ہو جائے گی اور خلاصہ اور خانیہ میں ہے اگر مرد نے اپنی بیوی کی ماں کا بوسہ لیا تو حرمت ثابت ہو جائے گی جبتک کہ یہ ثابت نہ ہو کہ اس نے بغیر شہوت کے بوسہ لیا ہے اور چھونے میں جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ اس نے شہوت سے بوسہ لیا ہے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ میں کہتا ہوں اس لئے کہ متبادر بوسہ لینے میں شہوت ہے تو ظاہر کے خلاف حکم نہیں لگایا جائیگا بغیر کسی دلیل صارف کے مس (چھونے) کے بر خلاف اس لئے کہ اصل اسمیں عدم شہوت ہے تو یہاں اس پر کسی شاہد کا ہونا ضروری ہے اس لئے کہ ایسی شرط کے ساتھ مشروط کے وجود کا حکم لگانا جس کا وجود ضروری ہو صحیح نہیں، جب تک دلیل سے اس شرط کا اثبات نہ ہو جائے تو مشروط کے قول کی طرف کوئی راستہ نہیں شرط کے وجود پر دلیل قائم ہونے سے پہلے (مترجم) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ المذنب عبدہ المذنب عزیز غوث غفرلہ بمحمدن المصطفی ﷺ

مسئلہ:- از قصبہ آنولہ ضلع بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبر پر اولیاء اللہ کی چادر چڑھانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب:- واجب وہ ہے جسکو اللہ ورسول نے واجب کیا اور حرام وہ ہے جس سے اللہ ورسول نے منع فرمایا اور جس بات کو اللہ ورسول نے نہ منع کیا اور نہ اس کا حکم دیا وہ جائز ہے جو اسے منع کرے شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے، قبور اولیاء کرام پر اس نیت سے چادر ڈالنا کہ قلوب عوام میں عظمت اور ان کی نگاہوں میں وقعت پیدا ہو اور وہ توہین جو عام قبور کے ساتھ کرتے ہیں اور رات دن مشاہدہ ہو رہا ہے یہاں تک کہ جوتا پہنے ہوئے چلتے ہیں یہاں تک کہ قبر پر بیٹھ کر جوا کھیلتے دیکھا گیا ہے یہاں تک معاذ اللہ قبروں پر پیشاب کرنے میں بھی باک نہیں قبور اولیاء کرام بھی اگر عام قبروں کی طرح رکھے جائیں ان کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذلك ادنى ان يعرفن فلا يؤذين یعنی یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں (کنزالایمان) اسکی نظیر شرع میں تحلیہ مصحف ہے یعنی قرآن مجید پر سونا چڑھانا، اس میں طلائی آیتیں سنہری جدولیں بنانا کہ زمانہ سلف میں اصلاً نہ تھا، اور فقہاء نے مکروہ تک لکھا ہے تو اس وقت اس کی حاجت نہ تھی دلوں میں عظمت قرآن مجید کی ویسی ہی متمکن تھی تو یہ بے فائدہ صرف تھا مگر جب یہ قریب کا تاریک زمانہ آیا، اور نگاہ عوام میں عظمت اجلال پیدا کرنا اس ظاہری زینت کا ثمرہ ہو گیا، لاجرم علماء نے حکم استحباب دیا، عالمگیری میں ہے: هوان كان احداثا فهو بدعة حسنة وكم من شئ كان احد اثاوهو بدعة حسنة وكم من شئ يختلف باختلاف الزمان والمكان كذا فى جواهر الاخلاطى۔ وہ اگر نو ایجاد ہو تو بدعت حسنہ ہے اور بہت سی چیزیں نئی

ہوتے ہوئے بھی بدعت حسنہ ہوتی ہیں اور بہت ساری چیزیں زمان ومکان کے مختلف ہونے سے بدل جاتی ہیں ایساہی جواہر اخلاطی میں ہے، **ترجمہ** :- علامہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی **کشف النور عن اصحاب القبور** میں فرماتے ہیں ان کان القصد بذالك التعظيم اعين العامة حتى لا يحتقر واصاحب هذا القبر الذى وضعت عليه الثياب والعمائم ولجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلين الزائرين لان قلوبهم نافرة عند الحضور في التادب بين يدى اولياء الله تعالىٰ المدفونين فى تلك القبور كما ذكرنا من حضور روحانيتهم المباركة عند قبورهم فهو امر جائز لا ينبغى النهى عنه لان الاعمال بالنيات وكل امرء مانوى . دونوں عبارتوں کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ وہ اگرچہ نو پیدا ہے مگر مستحسن ہے کہ بہت سی باتیں نو پیدا ہوتی ہیں مگر حسن ہوتی ہیں اور بہت باتیں زمان ومکان کے اختلاف سے بدل جاتی ہیں قبور اولیاء کرام پر چادر ڈالنے سے جبکہ یہ مقصود ہو کہ عوام کی نگاہوں میں عظمت پیدا ہو، ان کے حضور خشوع وخضوع غافل زائروں کے دل میں پیدا ہو کہ ان کے دل اولیاء مدفونین کے حضور میں ادب کیلئے کم جھکتے ہیں اور ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ اولیائے کرام کی ارواح طیبہ انکے قبور پاک کے پاس تشریف فرما ہوتی ہیں یہ چادر ڈالنا جائز بات ہے جس سے نہی نہ چاہئے اسلئے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص اپنے کئے کا پھل پائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب عبدالرشید عفی عنہ

مسئلہ :- مرسلہ عبدالرحمن از ملک بنگال ضلع بریسال ڈاکخانہ دیر چڑ موضع چرکچہ :-

فارسی

چه می فرمایند علماء دین اندریں مسئله که زیددرکا بین نامۂ منکوحه خورش بعد ذکرواقرار شرائط چنیں و چناں بدیں گونه شرط دیگرنوشته داد که من ازشرائط مذکوره هیچگونه شرط رایا جزوشرط راخلاف نکنم اگر بکنم پس اختیار که مرابرائے طلاق دادن مرترا حاصل است آں اختیار بتوسپردم که تو نفس خودرا بیك بسه طلاق داد و بزوجیت شخص دیگر داخل شده زندگانی خودرابسر بکنی آنکه مرا بر تو هیچگونه دعویٰ باقی نه خواهد ماند ، اگر بکنم شرعاً و عدالةً مقبول ومسموع نخواهد شد ،پس اگر زید به شرائط مذکوره کابین نامه

بیچگونہ شرط را خلاف یکند حسب شرائط تفویض زید، سرزنش را برائے ایقاع طلاق برنفس خود شرعاً اختیار باشد یا نہ بینوا توجروا۔

(ترجمہ)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی منکوحہ کے اقرار نامہ میں مختلف شرطوں کے ذکر و اقرار کے بعد اس طرح کی ایک دوسری شرط بھی لگائی کہ میں مذکورہ شرطوں میں سے کسی شرط، یا جزو شرط کے خلاف نہیں کرونگا اگر کروں تو وہ اختیار جو مجھے تجھ کو طلاق دینے کا حاصل ہے وہ تیرے سپرد ہے کہ تو اپنے آپ کو ایک دو تین طلاق دے اور دوسرے شخص کی بیوی بنکر زندگی گزارے اس وقت میرا تجھ پر کسی قسم کا دعویٰ باقی نہیں رہے گا اگر میں دعویٰ کروں تو شرعا اور عدالۃً مقبول اور مسموع نہ ہوگا لہٰذا زید اگر اقرار نامہ میں مذکورہ شرطوں میں سے کسی شرط کے خلاف کرے تو سپردگی کی شرطوں کے مطابق اسکی عورت کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا شرعاً اختیار حاصل ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

فارسی

الجواب:- در صورت مستفسرہ زن زید را اختیار ایقاع طلاق برخود حاصل ست درساعتے کہ زن را علم خلاف شرط کر دن زوج اوشود ہمدراں مجلس خودرا ازیک تا سہ برقدر خواہد طلاق دہد، تادو طلاق از زوجیت بیروں نخواہدشد، شوہر را اختیار رجعت در عدت بود، اگر رجعت کرد بدستور زنش ماند، ورنہ از حبالۂ نکاحش بیروں خواہدشد، و آنگاہ زن را اختیار نکاح باہر کہ خواہد بدست خواہد آمد اگر سہ طلاق نفس خودرا داد پس فی الحال از زوجیت برآمد واورا اختیار است کہ بعد عدت نکاح ثانی بشخصیکہ خواہد کند زیدرا اصلاً اختیار منع نبود فاما ایں اختیار زن را در ہماں مجلس باشد بعد تبدیل مجلس نتواند کہ خودرا طلاق دہد در مجمع الانہر ست ولوقال لھا انت طالق کما شئت ما شئت طلقت ماشآء ت، واحدۃ اواکثر لان کم اسم العدر فیتناول الکل فی المجلس لابعدہ در اصلاح ست لمن قیل لھا طلقی نفسک او امرک بیدک

اواختیاری بنیة الطلاق تطلقها فی مجلس علمت به والله تعالیٰ اعلم۔

کتبه غلام مصطفی ابراهیم البهاری عفا عنه الباری

بمحمدن المصطفی ﷺ۔

(ترجمہ)

الجواب :- صورت مسئولہ میں زید کی بیوی کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار حاصل ہے، جس وقت کہ عورت کو شوہر کے شرط کی مخالفت کرنے کا علم ہو اسی مجلس میں اپنے آپ کو ایک سے تین تک جس قدر چاہے طلاق دے، دو طلاق تک زوجیت سے خارج نہیں ہوگی، شوہر کو عدت کے اندر رجعت کا اختیار ہوگا، اگر رجعت کرلے تو بدستور اسکی بیوی باقی رہے گی ورنہ اس کے عقد نکاح سے نکل جائے گی، اور اس وقت اس کو جس سے بھی چاہے نکاح کا اختیار حاصل ہوگا اگر وہ اپنے آپ کو تین طلاق دیدے تو فی الحال زوجیت سے باہر ہو جائے گی اور اس کو اختیار رہے گا کہ عدت کے بعد دوسرا نکاح جس سے چاہے کرے، زید کو بالکل منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن عورت کا یہ اختیار اسی مجلس میں ہوگا، تبدیلی مجلس کے بعد وہ اپنے آپ کو طلاق نہیں دے سکتی، مجمع الانھر میں ہے اگر شوہر نے بیوی سے کہا تجھے طلاق ہے جیسے چاہے، جتنی چاہے، تو جس قدر چاہے اس پر طلاق واقع ہو جائے گی ایک یا زیادہ اسلئے کہ کم اسم عدد ہے تو وہ کل کو شامل ہوگا مجلس میں بعد میں نہیں اصلاح میں ہے جس عورت سے کہا گیا اپنے آپ کو طلاق دے، یا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا اپنے آپ کو اختیار کر (یہ طلاق کی نیت سے کہا) تو جس مجلس میں اسے علم ہوا اپنے آپ کو طلاق دے لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ غلام مصطفیٰ ابراہیم البہاری

عفا اللہ عنہ الباری محمدن المصطفیٰ ﷺ

۳؍ شوال یوم جمعہ ۱۳۲۳ھ

مسئلہ :- از دہلی مرسلہ عبدالسبحان چاٹگامی ۳؍ شوال یوم جمعہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر آیات قرآن مجید میں کوئی لفظی غلطی ہو جائے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب :- اصل کلی اس باب میں تغیر معنوی فاحش ہے عام ازیں کہ تقدیم و تاخیر کلمات و حروف سے ہو یا زیادۃ و نقصان کلمہ و حروف کے باعث بس اگر معنی کا تغیر فاحش ہو گیا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں خلاصہ میں ہے لو قدم کلمة على كلمة اواخر كلمة عن كلمة فلم يغيرا لمعنى لا تفسد یعنی ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ پر مقدم کیا یا موخر اگر معنی میں تغیر نہیں آیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اسی میں ہے لوزاد كلمة فلم يغير المعنى لا تفسد یعنی اگر زیادہ کیا کلمہ اور معنی میں تغیر نہ آیا تو نماز فاسد نہ ہوگی خزانۃ المفتین میں ہے وان ترك كلمة من آية فلم تتغير المعنى كما لو قراء وما تدرى نفس ماذا تكسب غدا و ترك ذالا يفسد صلاته، وان تغير المعنى بترك الكلمة بان قر، فما لهم لا يؤمنون و ترك لا يفسد صلاته عند العامة یعنی اگر چھوڑ دیا ایک کلمہ کسی آیت سے اور معنی نہ بدلے ہوں مثلاً و ما تدرى نفس ماذا تكسب غدا پڑھا اور (ذا) چھوڑ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی میں تغیر آگیا مثلاً فما لهم لا يؤمنون پڑھا اور (لا) چھوڑ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حرف میں تغیر ہو جائے تو اسکی بھی تین صورتیں ہیں کم کر دیا یا زیادہ یا ایک حرف کو دوسرے سے بدل دیا اسکی بھی وہی صورت ہے جو گزری، یعنی اگر معنی میں تغیر فاحش ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں خلاصہ میں ہے: ولوقدم حرفا على حرف إن تغير المعنى بالتقديم تفسد یعنی اگر ایک حرف کو دوسرے حرف پر مقدم کیا اور معنی میں تغیر آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اسی میں ہے :اذا زاد حرفا إن كان لا تغير المعنى لا تفسد صلاته عند عامة المشائخ رحمهم الله تعالىٰ اگر حرف زائد ہو گیا ہو اور معنی میں تغیر نہیں آیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی، اسی میں ہے: نقصان حرف ان كان لا يتغير المعنى لا تفسدصلاته بلا خلاف کم کرنے میں حرف کے اگر معنی بدل نہ جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی.هكذا فى غيرها والله تعالىٰ اعلم وعلمه جل مجده اكمل واحكم ۔

کتبہ عبید النبی نواب مرزا بریلوی
عفی اللہ عنہ محمد ن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ :۔از سینتھل ضلع بریلی مرسلہ رحمت حسین صاحب ۲۲؍ جمادی الثانی یوم پنج شنبہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی عورت مسماۃ ہندہ کو جبکہ اسکے دوماہ کا حمل تھا طلاق دی اور مسماۃ نے دوروز کے بعد اپنا نکاح ثانی بکر کے ساتھ کر لیا۔بارہ روز مسماۃ ہندہ بکر کے یہاں رہی بعد کو فرار ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی اب مسماۃ بکر کے یہاں جانے پر راضی نہیں پھر اس صورت میں جب کہ مسماۃ ہندہ کو دوماہ کا حمل تھا طلاق جائز ہوئی یا نہیں ؟اور اگر اب زید اس کو پھر اپنی زوجیت میں لینا چاہے تو درست ہے یا نہیں ؟اور اگر درست ہے تو کس صورت میں۔ **بینوا توجروا۔**

الجواب :۔ رب زدنی علما نا فعا وفهما کا ملا ، صورت مسئولہ میں اگر زید نے ہندہ کو تین طلاق دی ہیں تو بلا تحلیل زید کیلئے حلال نہیں ،اور اگر ایک یادو طلاق رجعی دی ہے تو نکاح کی ضرورت نہیں صرف زبان سے کہہ دے کہ رجوع کی میں نے اور ایک یادو طلاق بائن دی ہے تو صرف نکاح کی ضرورت ہے حلالہ کی ضرورت نہیں اور زید اس سے ابھی نکاح کر سکتا ہے،انتظار وضع حمل کی حاجت نہیں اور دوسرا نکاح جو ہندہ نے بکر کے ساتھ کیا وہ محض باطل اسلئے کہ یہ نکاح قبل عدت کے ہوا کیونکہ اسکی عدت وضع حمل تھی ، حمل دوماہ کا ہو یا تین ماہ کا ہر صورت میں زید ہندہ کو طلاق دے سکتا ہے ،لعدم المانع واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد الرضا عاصی نذیر الحق الرمضانپوری البہاری عفی عنہ

محمد ن المصطفیٰ ﷺ

از:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید ضیاء الحسن جیلانی حیدر آباد پاکستان

محترم شہزادۂ معظم، جگر گوشہ ریحان ملت، اولاد اعلیٰ حضرت، سیدی، سندی، مرشدی، مولائی

حضرت علامہ مفتی

محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں

دامت برکاتہم عالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ رب العالمین علی کل حال

فقیر کے دادا مفتی سید عنایت علی جیلانی اعلیٰ حضرت سے بیعت تھے، مفتی سید ریاض الحسن جیلانی کے نانا مفتی سید راحت علی جیلانی اور مولانا سید فیاض علی جیلانی یہ چاروں بزرگ حضور سیدی حجۃ السلام کے خلفاء بھی تھے، فقیر کے بھائی اور چچا اختر الحامدی کے بچے بھی حضرت ریحان ملت کے غلام ہیں، فقیر کی اہلیہ مفتی تقدس علی خان صاحب سے بیعت ہیں، فقیر کے اور بھائی کے بچے وغیرہ علامہ توصیف رضا خان صاحب سے بیعت ہیں، الحمد للہ سلسلہ بیعت میں اتنا قریبی رشتہ اعلیٰ حضرت سے بہت کم پایا جاتا ہے مگر فقیر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ غلام رضا ہیں غلام رضا، اس مختصر تعارف کے بعد عرض گزارش یوں ہے کہ فقیر نے سال ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء کے نئے ریحان ملت کلنڈر اور جامعہ کے اشتہار عرس حامدی جیلانی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں منظر اسلام کے فارغین کی اسناد وغیرہ سے متعلق پڑھا۔

آج میرے والد گرامی قدر مفتی زمن سید محمد ریاض الحسن جیلانی نیر الحامدی یا فقیر کے چچا محمد مرغوب احمد اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہم ہوتے یہ دونوں حضرات جو کچھ لکھتے اس کا اپنا ایک مقام ہوتا اور وہ اپنے زمانہ میں منظر اسلام کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرماتے افسوس کہ یہ دونوں بزرگ اس دنیائے ہست وبود میں موجود نہیں ہیں۔ اختر الحامدی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے سلام پاک کی تضمین کیا خوب لکھی جو بارگاہ رضا سے قبولیت کا شرف حاصل کر کے دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہو کر قبول خاص وعام ہوئی۔

والد بزرگوار مفتی زمن نیر الحامدی کی اسناد کی کاپیاں ارسال خدمت ہیں ان کی اصل کاپیاں الحمد للہ فقیر کے پاس موجود ہیں۔ ماہ رجب ۱۳۷۱ھ میں حضور حجۃ الاسلام نے خلافت نامہ قلمی چاروں سلاسل جدیدیہ وقدیمیہ عطا فرمائی۔

حضور مفتی اعظم ہند نے ۱۳۶۰ھ میں منظر اسلام کی سند التکمیل عطا فرمائی۔ والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ چند ماہ

منظر اسلام میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے اور پھر چونکہ شہر جودھپور میں مسلک اعلیٰ حضرت کی سخت ضرورت تھی اس غرض سے جودھپور روانہ فرمایا یہاں مفتی زمن نیر الحامدی نے جامعہ اسحاقیہ جس کی بنیاد مفتی زمن کے نانا درویش کامل مفتی سید راحت علی جیلانی اور مفتی زمن کے والد مفتی سید عنایت علی جیلانی رحمۃ اللہ علیہم نے رکھی تھی خدمات انجام دیں۔ ایک اور سند حضرت سیدی مفتی اعجاز ولی صاحب نے ۳ ےسا۱ء میں مفتی زمن کو عطا فرمائی، کاپی حاضر خدمت ہے۔

حضرت مبلغ اسلام شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میر ٹھی خلیفہ اعلیٰ حضرت نے اپنے لیٹر پیڈ پر ایک تحریر لکھی گویا وہ جانتے تھے کہ مفتی زمن نیر الحامدی حضور سیدی حجۃ الاسلام کے خلیفہ مجاز تھے اس کی تصدیق فرمائی۔

سرکار عالی مرتبت......!

فقیر والد گرامی قدر کے وہ مضامین ارسال خدمت کر رہا ہے جو کئی برس پہلے شائع ہوئے اگر مناسب خیال فرمائیں تو صد سالہ نمبر کیلئے انتخاب فرمالیں۔ ورنہ کوئی بات نہیں۔

ہاں فارغین میں حضرت مفتی زمن نیر الحامدی اور حضرت علامہ اختر الحامدی کو ضرور شامل فرمالیں، مفتی زمن کو حضور حجۃ الاسلام کے خلفاء کرام کی فہرست میں بھی شامل فرمالیں، تاکہ حضور حجۃ الاسلام کے خلفاء کی تعداد کا علم ہو۔

حضرت علامہ مفتی سید عنایت علی جیلانی اعلیٰ حضرت سے بیعت تھے اور اپنے خاندانی بزرگوں کے علاوہ حضور حجۃ الاسلام کے بھی خلیفہ تھے۔

مفتی زمن کے نانا حضرت مفتی سید راحت علی جیلانی اور ان کے بھائی سید فیاض علی جیلانی بھی حضور حجۃ الاسلام کے خلفاء تھے جو ہندوستان کے شہر جودھپور میں رہائش رکھتے تھے، فقیر کے پاس اس کی تحریری سند موجود نہیں ہے یہ تینوں بزرگ جامعہ اسحاقیہ جودھپور کے منتظمین بھی تھے، ہاں مفتی زمن کی کسی تحریر میں فقیر نے پڑھا تھا جو اس وقت مکان بٹنے کی وجہ سے کتابیں اور سامان ادھر اُدھر ہوا جس کی وجہ سے وہ تحریر مل نہیں سکی ہے مگر ہمارے شجرہ سلسلہ میں ان بزرگوں کے نام درج ہیں۔

میرے سرکار عالی وقار......!

اب آپ کی خدمت قدسیہ میں حضرت مفتی زمن نیر الحامدی علیہ الرحمۃ کا وہ مضمون جو ماہ طیبہ مارچ ۱۹۵۳ء میں حجۃ الاسلام کے نام سے شائع ہوا تھا اس میں حضور سیدی حجۃ الاسلام کی کرامت، علمی مقام اور خاص کردہ کلام ہے جو نذر

عقیدت بحضور حجۃ الاسلام جسے سرکار نے پسند فرمایا، عین حیات میں حجرہ مقدسہ میں لگائے بعد میں مزار اقدس پر آویزاں تھے کی فوٹو کاپی ارسال ہے۔

میرے مرشد کریم......!

جب فقیر نے یہ آج سے بیس سال قبل پڑھا تو ذہن میں مختلف خیالات نے جنم لئے کہ فریم کوئی لے گیا ہوگا کسی نے ہٹادیا ہوگا یا کاغذ خراب ہوگیا ہوگا، فریم ٹوٹ گیا ہوگا...... ؟ وغیرہ وغیرہ

اس خیال خام کے ذہن میں آتے ہی یہ خیال آیا کہ کوئی ایسی چیز ہو جو یہ جیلانی فقیر اعلیٰ حضرت سے شہزادگان تک کیلئے تحفہ پیش کرے جو مزار مقدس پر تا قیامت قائم رہے میرے اور میرے والد اور خاندان جیلانیہ کے سادات کرام کیلئے صدقہ جاریہ اور بخشش کا ذریعہ بنا رہے اس خیال سے مبلغ اسلام سیاح ایشیا حضرت علامہ توصیف رضا خاں صاحب مدظلہ عالی تشریف لائے تو مزار اعلیٰ حضرت کیلئے موئے مبارک حیات النبی ﷺ الحاج شفیع محمد قادری صاحب کراچی اور دیگر کی موجودگی میں پیش کیا گیا وصولی کی رسید توصیف رضا خاں صاحب کے دستخط کے ساتھ فقیر کے پاس موجود ہے اور توصیف رضا خاں صاحب نے بریلی شریف سے خط بھی لکھا جس میں انہوں نے موئے مبارک حیات النبی ﷺ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ شوکیس میں رکھ کر مزار اعلیٰ حضرت کے سرہانے رکھا گیا ہے، ایک ریحان ملت کیلنڈر میں تصویر بھی چھپی تھی جس میں وہ ڈبیا اور فقیر کے لیٹر پیڈ پر تحریری سند کا عکس بھی چھپا تھا وہ کلینڈر بھی فقیر نے فریم کر کے اپنے فریم میں لگایا ہوا ہے۔

آج الحمد للہ علیٰ نوالکٗ :۔ یہ فقیر مطمئن ہے کہ یہ تحفہ نور مجسم سرکار دو عالم حیات النبی ﷺ کے موئے مقدس میرے سرکار عالی وقار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد برحق اور شہزادگان کے علاوہ میرے مرشد کریم ریحان ملت مفتی ریحان رضا خاں بریلوی کے دربار میں قبول ہیں، یہ موئے مبارک کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ مزار اعلیٰ حضرت پر رکھنے اور غلامان اعلیٰ حضرت کے فیض حاصل کرنے کیلئے وقف کئے گئے ہیں۔

میرے مرشد کریم......!

دعا فرمائیے کہ ہندوستان کبھی آنا ہوا تو موئے مبارک کو بہت اچھی طرح سے سیٹ کر کے آؤنگا بس آپ فقیر کیلئے دعا فرماتے رہیں، فقیر یہاں پر زیارت گاہ موئے مبارک حیات النبی ﷺ کی تعمیر کے منصوبہ کی تکمیل میں مصروف عمل ہے جس کی تفصیل آپ کو روانہ کر رہا ہے یہ مشن جاری ہے اور جاری رہے گا دعا فرمائیں۔

سگ درگاہ موئے مبارک حیات النبی ﷺ

صاجزادہ سید ضیاء الحسن جیلانی (ایم اے)
السادات ۵۷ ذی غوثیہ چوک امریکن کوارٹرز حیدر آباد فون نمبر ۲۱۰۷۶

حجۃ الاسلام

حضور پر نور قدوۃ المحققین، رئیس المحدثین والمفسرین امام الفقہاء والمتکلمین استاذ العلماء امام الاولیاء فی عصرہ مرجع الانام حجۃ الاسلام مولانا مولوی مفتی شاہ الحاج حضرت اقدس محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی نوری بریلوی نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی دنیائے سنیت میں محتاج تعارف نہیں۔ ماہ جمادی الاول کی ۱۷ تاریخ کو حضور نے محبوب حقیقی سے وصال فرمایا اشتداد مرض کے باعث قیام کی طاقت نہ تھی لیٹے ہوئے اشارے سے نماز ادا فرماتے تھے اسی طرح نماز عشاء کی نیت باندھی اور ہاتھ باندھے ہوئے اپنے رب کریم کے حضور میں تشریف لے گئے۔

میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر پھر رہا ہے جب حضور ۱۳۶۱ھ میں ہم غلاموں کی استدعا پر دوسری مرتبہ رونق افروز جودھپور ہوئے۔ غریب کدہ پر مشتاقان دید کا ہجوم تھا طالبان بیعت ہو رہے تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں کا نمبر تھا۔ بالاخانے کے دو حصے تھے۔ جنکے درمیان فقط ایک دروازہ تھا ایک حصہ میں حضور جلوہ فرما تھے۔ میں اور میرے برادر عزیز سید محمد مرغوب اختر الحامدی سلمہ اور عزیزان حافظ ظہور احمد سلمہ وحافظ عبد الحکیم سلمہ وغیرہم حاضر خدمت تھے۔ دوسری طرف عورتوں کی نشست کا انتظام تھا۔ بیعت کیلئے ایک صافہ دروازہ سے گزار کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ جسکا ایک سرا حضور کے دست اقدس میں تھا اور دوسرا طالبات کے ہاتھوں میں۔ حضور نے بیعت فرمانا شروع کیا۔ اور الفاظ بیعت زبان فیض ترجمان سے ادا فرمائے۔ دفعتاً جلال بھرے الفاظ میں ارشاد فرمایا "مؤدب بیٹھو جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ لیکن اللہ رے جلال کہ استفسار کی جرأت نہ ہو سکی۔ قلب میں ایک عجیب قسم کا اضطراب تھا۔ آخر دوسری سمت جاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ محلے کی ایک عورت جو بیعت ہونے والیوں کے زمرے میں تھی اور جسے دوزانو بیٹھنے کی ہدایت کر دی گئی تھی چارزانو ہو کر بیٹھ گئی۔ اور اس کے اس طرز سے بیٹھتے ہی معاً حضور نے وہ الفاظ گرامی استعمال فرمائے۔ سچ ہے اللہ والوں سے کوئی شے حجاب میں نہیں ہوتی۔

اسی زمانے میں حضور نے اس سگ بارگاہ سے ایک بار اشارہ فرمایا کہ میری تسبیح (مبارکہ) کا ڈورا کمزور ہو چکا ہے اسے بدلوا دیا جائے۔ میں نے جی حضور کہہ کر تسبیح لے لی لیکن رعب وجلال کے باعث تفصیل دریافت نہ کر سکا۔ بازار جاکر ایک دکاندار کو تسبیح دکھائی اور کہا کہ جیسی یہ ہے ویسی ہی اسے بنادو پھندنے کیلئے اس نے زرد ریشم تجویز کیا۔ لیکن میں نے کہہ دیا کہ

نہیں سبز رنگ کا ہی پھندنا لگاؤ جیسا کہ اس میں پہلے لگا ہوا تھا۔ غرض تسبیح تیار ہوگئی اور میں لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا بہت ستائش فرمائی اور مسکرا کر فرمایا، زرد رنگ بہتر تھا کہ صوفیانہ تھا۔ اللہ اکبر کہاں بازار کی بات چیت اور کہاں حضور کے اپنے مقام پر تشریف رکھتے ہوئے مشاہدہ۔

میری ایک عزیزہ تھیں جنہیں بیعت کیلئے کہا گیا لیکن ان کی توجہ کسی اور جانب تھی اسلئے انہوں نے معذرت ظاہر کی۔ حضور کی روانگی کے بعد ان بی بی نے خواب میں دیکھا کہ حضور تشریف لائے اور انہیں بیعت فرمالیا۔ صبح اٹھیں تو قلب کی حالت بدلی ہوئی تھی مجھ سے کہا کہ مجھے تحریری بیعت ہی کرادو چنانچہ حضور کی خدمت میں عریضہ لکھا گیا۔

میرے دوست محمد خاں کا ایک مقدمہ چل رہا تھا حضور نے ان سے تعویذ مرحمت فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن پروانہ ہائے جمال نے اتنی مہلت نہ دی کی تعویذ تیار ہو پاتا۔ مراجعت فرمائی گئی اور مقدمہ کی تاریخ آگئی بیچارہ محمد خاں پریشان۔ یا اللہ کل کیا ہوگا صبح صادق کا وقت ہے ابھی یہ بستر استراحت ہی پر ہیں کہ دروازہ پر دستک ہوتی ہے باہر جاکر دیکھتے ہیں تو غلام فرید صاحب (جو آجکل کراچی میں ہیں) سلام علیک کے بعد انہوں نے تعویذ نکال کر پیش کیا محمد خاں نے حیرت واستعجاب سے پوچھا یہ کیا انہوں نے بتایا کہ آج رات حضور سید حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز نے مجھے خواب میں تشریف لاکر حکم فرمایا کہ میں نے تمہیں جو تعویذ دیا ہے۔ وہ علی الصباح محمد خاں کو پہنچادو۔ اللہ اللہ یہ کرم فرمائی تھی غلاموں پر جبھی لوگ پروانہ وار اس شمع جمال پر نثار ہوتے اور حلقہ غلامی گلے میں ڈالتے تھے وصال اقدس کے بعد شمار کیا گیا تو دو لاکھ سے زائد صرف حضور کے دست حق پرست پر بیعت ہونے والوں کی تعداد تھی۔ الاسلام مجدد نمبر ۷۳ھ میں شائع ہوا تھا کہ صرف پاکستان میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین ومعتقدین کی تعداد تقریباً چالیس لاکھ ہے حضور کا علمی فضل و کمال مہر منیر کی طرح رخشاں وتاباں ہے مدینہ طیبہ میں شیخ عبد القادر طرابلسی سے مباحثہ اور شیعی مجتہد سے گفتگو دو عظیم گواہ موجود ہیں۔ مجھ سے مولانا محمد اسلام صاحب سنبھلی زید مجدھم نے بیان فرمایا کہ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ حضور جب اجمیر اقدس تشریف لے گئے تو جناب مولانا معین الدین صاحب اجمیری نے زبان عربی میں حضرت سے کچھ سوالات کئے جنکا حضور نے برجستہ عربی اشعار میں جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت صدر الافاضل جیسی شخصیت نے اعتراف فرمایا کہ زبان عربی کا ماہر میں نے حضرت جیسا کسی کو نہ دیکھا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل مبارکہ الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم کی تمہیدات بزبان عربی حضور نے قلم برداشتہ تحریر فرمائیں جو خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت پسند آئیں ستائش فرمائی اور داخل رسائل فرمائے

کالاذن دیا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس سے ایک ہفتہ قبل جو لوگ بیعت کیلئے حاضر ہوئے ان سے خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ "حامد رضا خاں کا ہاتھ میرا ہاتھ، انکی بیعت میری بیعت اور ان کا مرید میرا مرید ہے سند وخلافت میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف صاف تحریر فرمایا کہ یہ جانشینی وخلافت قیصر وکسری کی طرز پر نہیں بلکہ خلافت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی نہج پر ہے۔ علماء کرام کے مشورے اور استخارہ وفرمان سے حضور سیدنا ابو الحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مسند خلافت پر متمکن فرمایا تو جنکی خلافت نہج خلافت راشدہ پر ان کے فضل وکمال کا اللہ اکبر کیا کہنا۔

نذر عقیدت بحضور حجۃ الاسلام

اب میں حضور والا کی منقبت کے وہ اشعار پیش کرتا ہوں جو حضور کی جودھپور تشریف آوری کے وقت پیش خدمت کئے تھے جنکی مقبولیت کی الحمد للہ میں یہ دلیل پاتا ہوں کہ حضور کی حین حیات میں وہ حضور کے حجرہ مقدسہ میں رہ کر مستیز ہوا کئے اور اب بعد وصال مزار اقدس میں آویزاں ہیں والحمد للہ علیٰ ذلک۔

وھو ھذا

آیا نظر جلوہ ترا شکر خدا حامد رضا
یاور مقدر ہو گیا صد مرحبا حامد رضا

بے مانگے سب کچھ دے دیا تجھ پر فدا حامد رضا
یہ ہے کرم جوشی تری بحر عطا حامد رضا

تو معدن لطف و کرم صدق وصفا حامد رضا
تو مخزن علم و عمل رشدوہدیٰ حامد رضا

چشم کرم برسائیے عین عطا حامد رضا
سویم نگر بہر خدا بہر خدا حامد رضا

بلبل نہ گل کا نام لے ترک اسکی الفت کو کرے
گر دیکھ پائے بالیقیں تلوا ترا حامد رضا

شیدا ہیں ترے خاص و عام ادنیٰ و اعلیٰ عیں غلام
عالم نہ ہو سب کس طرح بردہ ترا حامد رضا

تو پر توذات نبی تو سایہ شان علی
لا ریب ہے تو مظہر غوث الوریٰ حامد رضا

اچھے میاں کا نازنیں نوری میاں کا مہ جبیں
نور نگاہ حضرت احمد رضا حامد رضا

تو رونق بازار دیں چشم و چراغ عابد یں
تو زیب بزم اولیاء حق آشنا حامد رضا

تو حجت اسلام ہے تو ماحی اوہام ہے
تو حامی دین ھدیٰ اے خوش لقا حامد رضا

جس نے نہ دیکھا ہو کبھی جلوہ جناب غوث کا
وہ دیکھ لے جلوہ ترا حامد رضا

بزدل کھیئے بے شعور کیا آنکیں تیرے حضور
اے نائب شیر خدا شیر خدا حامد رضا

دامن میں دے اپنے جگہ اس نیر محزوں کو بھی
دردر کی کب تک ٹھوکریں کھائے گدا حامد رضا
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سند التکمیل لمن اکمل التحصیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

[illegible]

عکس سند فراغت مفتی غلام جان ہزاروی صاحب در عہد امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

فہرس ما قرأ الفاضل المذکور فی ہذہ المدرسۃ

عکس سند فراغت :- مولانا سید محمد افضل حسین ابن میر علی حسن موضع بورنا ضلع مونگیر بہار، درعہد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ

الجامعۃ الرضویہ منظر اسلام

از :--------------- مولانا غلام احمد ذکی، ایم، اے۔ بہادر گنج ضلع کشن گنج بہار

منظر اسلام تیری عظمتوں کو سلام۔ تیری آغوش میں وہ بہادر بڑھے جو شہسوار زمانہ ثابت ہوئے تیرے صحن و آنگن میں ان نفوس قدسیہ کو تربیت ملی جن سے ایک عالم تابناک ہوا تیرا وجود اس وقت عمل میں آیا جبکہ دشمنان اسلام گستاخان رسول ﷺ ہر چہار جانب سے شعائر اسلام کو نشانہ بنا کر حملے کر رہے تھے۔

عظمت رسول ﷺ کے ساتھ کھلواڑ کرنا ان بد بختوں کا محبوب مشغلہ بن گیا تھا کیونکہ انگریز جیسی شاطر قوم کی پشت پناہی حاصل تھی ایسے پر فتن ماحول میں اسلام کا دفع کرنے کیلئے پروردگار عالم نے سرزمین بریلی میں ایک مجدد پیدا فرمایا جس نے حق مجددیت ادا کرتے ہوئے بیشمار غلط رسومات کو مٹایا دشمنان اسلام نے جو بدعتیں قائم کر رکھی تھیں انکو ختم کیا اور سنتیں مٹائی جارہی تھیں انکا احیاء فرماتے ہوئے بڑے بڑے سورماؤں کی خبر گیری کی اور اس بات کی قطعی پرواہ نہیں کی کہ دشمنوں کی دنیاوی حیثیت کیا ہے؟ آپ حالات سے باخبر تھے کہ یہ ایک عظیم منظم سازش ہے دشمنوں کو کوئی بھی حربہ استعمال کرنے میں عار نہیں ہے اسلام کی تخریب کاری کرنے والے ملت بیضاء کا شیرازہ بکھیرنے والے بظاہر اسلام کے دعویدار لیکن در پردہ نصاریٰ کی اسلام دشمنی کا آلہ کار بنے ہوئے تھے اسلام کا چولا پہن کر مسلمانوں کے عقائد بگاڑنا ان کا مشن تھا اسلام کا چہرہ مسخ کیا جارہا تھا مسائل بیان کرنے میں اتنی احتیاط برتی جاتی تھی کہ اگر سرور کون و مکاں آقائے دو جہاں ﷺ کی عظمت تنقیص ہوتو ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تنقیص ہوتی ہوتو ہو۔ اور اولیاء کرام علیہم الرحمہ کی توہین ہوتی ہوتو ہو۔ لیکن کسی صورت بھی ان کے سرپرست اور آقا انگریز گورنمنٹ کی دل آزاری نہ ہونے پائے ایسی واہی جاہی دیکھ کر اسلامی دردمندوں کے دل کانپ اٹھے آنکھیں اشکبار ہوگئیں بریلی کا یہ خانوادہ جس کے بزرگوں نے اپنی بہادری کا لوہا شمشیر آہنی کے ذریعہ میدان جنگ میں دشمنوں سے منوایا تھا آج دشمن پھر سر ابھار رہے تھے اسلام دشمن طاقتیں فتنہ پھیلا رہی تھیں امتحان کی گھڑی آگئی تھی ایک غیور سپہ سالار کیلئے خاموش تماشائی بنا رہنا مشکل تھا چنانچہ اپنی آبائی بہادری کے تیور دکھاتے ہوئے شیر حق عشق رسول ﷺ میں سرشار ہوکر خالص اسلامی اور ایمانی جذبہ کے ساتھ اپنے ہاتھ میں خنجر لیکر صف اعداء میں کود پڑا اور دشمنوں پر وار کرتے ہوئے ایسا زخم کاری لگایا کہ دشمن اسکی ٹیس آج تک محسوس کر رہے ہیں۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

دشمنوں کے حملے کا انداز جدا گانہ تھا اخلاق سوز ایمان شکن لیٹریچر کی اشاعت زوروں پر تھی شہسوار اسلام نے ترکی بترکی جواب دیتے ہوئے حربہ کو ناکام کرنے اور ہمیشہ کیلئے دشمنان رسول ﷺ کو سرنگوں کرنے کیلئے قلم کی تلوار ہاتھ میں لی اور نہ صرف یہ کہ دشمنوں کے دانت کھٹے کئے ان کے غرور کو توڑ لبھہ وار قتل اور عشق مصطفیٰ کی سرشاری میں یہ جوابی حملہ اتنا شدید تھا کہ دشمنوں نے پھر کبھی سر نہ اٹھایا ۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

یہ شہسوار کون تھا جو چودہ سال کی عمر میں ہی کمانڈران چیف بن گیا تھا اسلام کے دفع کیلئے آتا ہے دو جہاں ﷺ کی محبت میں اپنا سب کچھ نچھاور کرنیوالا کون تھا؟ ہاں ہاں یہی تو ہیں مجدد اعظم جنہیں دنیا آقائے نعمت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت، قاطع شرک وکفر وضلالت، محسن اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتی پہچانتی ہے ۔

اے امام اہل سنت تاجدار علم و فن
خوب کی تجدید ملت تم نے اے سروِ چمن
دین حق کی خدمت واحیائے سنت کے سبب
اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہل سنن

وہ باطل طاقتیں کونسی تھیں جو اسلام کیخلاف صف آرا ہو رہی تھیں جی ہاں یہ وہی گروہ تھے جو مختلف ناموں سے جانے گئے یعنی نجدی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی اور ان جیسے بیشمار اعداء دین کی سرکوبی امام اہل سنت مجدد دین وملت اپنے قلم کے تیشے سے فرما رہے تھے رزم گاہ میں جا کر عشق مصطفیٰ ﷺ کا رجز ورد زبان کرتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے ۔

تھا ترا سیف قلم اعداء کے حق میں خوں فشاں
رزم گاہ حق و باطل میں رہا تو صف شکن

کر دیا باطل کو تو نے سرنگوں پیوند خاک ☆ دشمنوں میں ہاں کہاں ہے اب مجال دم زدن

باطل پھر کبھی سر نہ اٹھائے ایک پائیدار قلعہ اسلام بنایا جس میں بیشمار مردان مجاہد نے تربیت پائی جو اسلام کی حقانیت کو اجاگر کرنے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع دلوں میں روشن کرنے کیلئے چہار دانگ عالم میں حق تبلیغ ادا فرمانے لگے ہر سنی دل کی دھڑکن اہل سنت کا مرکز علوم وفنون کا گہوارہ تحقیق وتفتیش کا سینٹر دار العلوم اہل سنت الجامعۃ الرضویہ منظر اسلام قائم کیا جس درسگاہ میں شامل ہونے والے حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم عالم، حضور صدر الشریعہ، حضور محدث اعظم ہند، حضور ملک العلماء، حضور مفسر اعظم ہند علیہم الرحمہ یہ وہ اکابر ہیں جنہوں نے حیات اعلیٰ حضرت میں اس باغ کے پھول چنے ہر سنی گھر میں اس کی خوشبو بکھیری اس کے قیام کو سو سال پورے ہو چکے ہیں اس سو سالہ مدت میں لاکھوں تشنگان علوم اس چشمہ سے فیضیاب ہو چکے ہیں اور ماہ وانجم بن کر افق عالم پر چھا گئے ہیں جن سے تاریک دل منور ہو رہے ہیں۔

اس خانوادہ کے افراد نے اس کی بقاء کیلئے قربانی دی ہے اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیا ہے حضور ریحان ملت کے عمدہ انتظام وانصرام سے کون واقف نہیں جنکے دور اہتمام میں بیشمار ترقیاتی کام ہوئے اور اب فضیلت مآب قائد اہل سنت نبیرۂ اعلیحضرت شہزادۂ ریحان ملت گل گلزار رضویت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد سبحان رضا خان صاحب سبحانی میاں دامت برکاتہم القدسیہ کی بہترین کارکردگی جامعہ کی ترقی کیلئے ہر ممکن کوشش، باصلاحیت مدرسین کا انتظام، درسگاہ کا بہترین نظام، عمدہ تعلیمی معیار اور طلباء کی سہولت کا بہترین نظام اس بات کی دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فیض ہمیشہ جاری رہے گا جہاں قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، اور منطق وفلسفہ اور تجوید وقراءت کا درس نہایت کروفر کیساتھ جاری تھا اور ہے اور انشاء اللہ تا قیامت رہے گا۔ جشن صد سالہ (گولڈن جبلی) کا یہ حسین موقع (اور کیوں نہ حسین ہو کہ ایک صدی کے بعد یہ موقع آیا ہے) ہر سنی بریلوی عاشق اعلیٰ حضرت خصوصاً فارغین جامعہ رضویہ منظر اسلام کیلئے باعث صد مسرت ہے۔

پروردگار عالم حضور صاحب سجادہ سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کو جامعہ رضویہ منظر اسلام خانقاہ عالیہ رضویہ اور رضا مسجد کے بہتر انتظام واہتمام وانصرام کا دارین میں بہترین صلہ عطا فرمائے اور صاحب سجادہ دامت برکاتہم العالیہ کا سایہ ہم سنیوں پر دراز فرمائے۔ ع

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے ∴ جیسا اسکا نام ہے ویسا ہی اس کا کام ہے

(ازھری میاں)

جامعہ منظر اسلام تجھ کو میرا اسلام

از:------------ مولانا قاری سخاوت حسین مرادآبادی

جامعہ منظر اسلام سے پہلے بھی ہندوستان کے مختلف شہروں۔ اجمیر، دہلی، جونپور، لکھنو، پیلی بھیت اور بدایوں وغیرہ میں مدارس اہل سنت موجود تھے لیکن جونام اور دوام منظر اسلام کو ملا اور جیسے مشاہیر فضلاء اس جامعہ سے نکلے وہ کسی اور مدرسہ یادار العلوم کو میسر نہ ہوئے اور الحمد للہ منظر اسلام کی اہمیت اور عظمت روز بروز بڑھتی ہی جارہی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کو در اصل ایک غیر رہائشی یونیورسٹی کی حیثیت حاصل ہے جس سے بہت سارے دینی تعلیمی ادارے ملحق نظر آتے ہیں اور وہاں کے طلباء جامعہ منظر اسلام سے امتحان دیکر کامیابی حاصل کرنے کے بعد عالم، فاضل، حافظ اور قاری کی اسناد اور فضیلت کی دستار سے آراستہ ہوکر میدان عمل میں اترتے ہیں ہر سال اس جامعہ سے سیکڑوں فضلاء، حفاظ اور قراء بنا سنوار کر دین وملت کی خدمت کیلئے نکالے جاتے ہیں جن کی عملی دینی اصلاحی اور تبلیغی خدمات سے اس دور انحطاط اور عہد بے عملی میں بھی تب وتاب اور توانائی پھیلی ہوئی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کی جو سند یہاں کے فارغین پاتے ہیں وہ صرف ان کے امتحان پاس ہونے کی ہی سند نہیں ہوتی بلکہ ان فارغین کے عقیدہ و کردار و عملی استعداد کی بھی سند ہوتی ہے اس لئے کہ یہ بریلی شریف کی سند ہوتی ہے یادگار اعلیٰ حضرت کی سند ہوتی ہے اور اس سند پر دنیا کے کسی بھی خوش عقیدہ مسلمان کو شک وشبہ یا تامل کی مجال نہیں یہاں کا فارغ کسی بھی مدرسہ یا مسجد میں مدرسی یا امامت کا منصب بے جھجھک حاصل کر لیتا ہے۔

اللہ اکبر! یہ اعلیٰحضرت کے یہاں کی سند ہے جو ہر اعتبار سے اعلیٰ ہی اعلیٰ ہے اعلیٰ حضرت نے جہاں اپنی علمی تحقیقی فقہی ادبی اصلاحی دینی اور تجدیدی کارناموں سے دین وسنیت کا منہ اجالا کیا ہے دنیائے علم وفضل وفن کو بیش بہا خزانہ عطا کیا ہے۔ مسلمانوں کے عقائد وایمان کی حفاظت کی ہے اور اسطرح قوم وملت پر عظیم احسان فرمایا ہے۔ وہاں جامعہ منظر اسلام قائم فرما کر ایک اور احسان کیا ہے اور عالم اسلام کو علماء فضلاء حفاظ وقراء کو عطا کر کے غلبۂ اسلام کا ایک اور اہم عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

جامعہ منظر اسلام کو جہاں دیگر مدارس پر یہ بڑائی حاصل ہے کہ اس کے بانی چودھویں صدی کے مجدد اسلام ہیں۔ اس کے ناظمین میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خان ریحان ملت علامہ ریحان رضا خان

رحمہم اللہ علیہم جیسے نامواران زمانہ رہے ہیں اور آج بھی خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ایک شہزادے صاحبزادۂ ریحان ملت حضرت مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ اس جامعہ کے ناظم اعلیٰ اور سربراہ ہیں جہاں اس جامعہ میں صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، محدث احسان علی، مفتی افضل حسین رحمۃ اللہ علیہم جیسے علم وفضل کے کوہ گراں اساتذہ اور فاضلین رہے ہیں۔ وہیں مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، حافظ ملت علامہ عبد العزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد، شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خان، شمس العلماء علامہ شمس الدین جونپوری جیسے علم وعمل کے دھنی اور بانیان مدارس آج نہ صرف برصغیر ہندوپاک بلکہ ممالک مغرب میں بھی ان کے علمی فیضان کی شمعیں فروزاں ہیں۔ اور پوری دنیائے سنیت میں جالا ہر پا ہے۔

بیسویں صدی کے ناموروں نے جن اداروں کا قیام فرمایا ان سب میں منظر اسلام ہی کی توانائی دوڑ رہی ہے منظر اسلام ہی کا جوہر کار فرما ہے۔ علم وفضل کی ان شمعوں کو منظر اسلام ہی نے روشن کیا ہے اسی چراغ سے یہ سارے چراغ جلے ہیں۔ مجھے ان تنگ نظروں کی عقلوں پر رونا آتا ہے جو صرف کمیت کے قائل ہیں اور کیفیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ صرف حجم ہی حجم ہو، وزن نہ ہو تو ایسے پھیلاؤ سے کیا حاصل؟ ہاں اگر کمیت اور کیفیت کا توازن ہو تو لائق ستائش ہے۔

منظر اسلام ایک گل ہے اور پھول گھر کے گھر اور پورے ماحول کو معطر کر دیتا ہے۔ اب کیفیت کا کمال دیکھئے کہ بڑے سے بڑا رقبہ، بڑے سے بڑا علاقہ ایک پھول سے مہک رہا ہے، ماحول کی ساری مسمومیت ختم ہو چکی ہے اور ہر سمت بہار ہی بہار ہے۔ بس دنیائے سنیت کو اس طرح منظر اسلام بھی مہکا رہا ہے، بد عقیدگی، بے عملی وغیرہ کی ماحولیاتی آلودگی غائب، عقیدہ اور عقیدت اور علم وعمل کی بہار ہے۔

منظر اسلام میں کیا نہیں ہے؟ پڑھائی کے کمرے ہیں، لائبریری ہے، ہوسٹل ہے، دار الافتاء ہے۔ لائق وفائق مدرسین واساتذہ ہیں۔ طلبہ کی کثیر تعداد ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ خانقاہ عالیہ رضویہ کا قرب ہے، اس کی پاسبانی ہے، اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، مفسر اعظم اور ریحان ملت قدس سرہم کی روحانیت اور ان کے فیوض وبرکات کی گھٹائیں ہیں۔

منظر اسلام کے ہر مہتمم نے اپنے اپنے دور میں اس کی ہمہ جہت ترقی کیلئے اپنا اپنا کردار نبھایا ہے۔۔۔۔ مفسر اعظم ہند نور اللہ مرقدہ نے تو اپنا نجی سرمایہ لگا کر اساتذہ کی تنخواہیں دیں، طلباء کی کفالت فرمائی، ریحان ملت قدس سرہ نے نئی

بلڈنگوں کی تعمیر کرائی، اور الحمد للہ موجودہ مہتمم ذیشان حضرت مولانا سبحان رضا خان نے جامعہ کو ہر اعتبار سے وسعت بخشی، تعلیمی معیار مزید بلند ہوا، قابل اساتذہ بالخصوص شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی کی تقرری نیز دوسرے تازہ دم استعداد و لیاقت والے مدرسین کا اضافہ فرمایا ۔ فارغین کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ عمارت کی تزئین و آرائش ہوئی۔ خانقاہ رضویہ کی تعمیر تو اس کی وسعت و آرائش انہیں قبلہ مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں کا کارنامہ ہے۔
مفسر اعظم، ریحان ملت رحمۃ اللہ علیہما کے عہد اہتمام نیز قبلہ سبحانی میاں کے موجودہ عہد تک افریقہ و ماریشس کے کئی طلباء منظر اسلام سے علم حاصل کر کے کامیاب و کامران نکلے ہیں۔ ملک اور بیرون ملک کے غیر مسلم اسکالرس نے بھی اپنی کتابوں اور مقالات میں منظر اسلام کی عظمت و اہمیت کا ذکر کیا ہے متعدد انگریزی تصانیف میں اعلیٰ حضرت کے ذکر کے ساتھ جامعہ منظر اسلام کا ذکر بھی آیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ ایک عظیم تر عالم، ایک عبقری شخصیت نے علم و فضل کی ایک ایسی یادگار قائم فرمائی کہ پوری ایک صدی سے زمانہ اس سے فیضیاب ہو رہا ہے۔

آج پوری دنیا میں کوئی دار العلوم یا جامعہ رقبہ اور کمیت کے اعتبار سے کتنا ہی اور وسیع کیوں نہ ہو جائے۔ اگر اس پر رضویت یا رضا کا رنگ نہ چڑھا ہو یا منظر اسلام کا منظر اس میں نظر نہ آتا ہو تو اسے عقیدہ و علم کے اعتبار سے وقار اور مستند اعتبار حاصل نہیں ہو سکتا۔

۱۹ ر صدی کے نصف آخر سے لیکر بیسویں صدی تک جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ایک پاکیزہ انقلاب برپا کیا ہے وہیں ان کا یادگار جامعہ نے بھی علم و فکر، بصیرت و نظر اور سماج میں ایک اسلامی انقلاب برپا کیا ہے۔

علم و دانش کی دنیا میں جب جب دنیا کے مانے ہوئے جامعات یونیورسٹیوں کو یاد کیا جائیگا انشاء اللہ یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ منظر اسلام کو بھی یاد کیا جائے گا اور نسلیں اس کے فیوض و برکات، اس کی بڑائی اور بھلائی اور پھیلاتی ہوئی سچائی پر فخر کریں گی۔

انہیں خصوصیات کی بناء پر ہم جامعہ منظر اسلام کو پل پل سلام پیش کرتے ہیں۔ منظر اسلام کے ناظمین کو سلام، فارغین کو سلام، معلمین کو سلام، متعلمین کو سلام منتظمین کو سلام، معاونین کو سلام، منظر اسلام جو کہ سنیت کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ منظر اسلام کا تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج کا موجب ہے، منظر اسلام کی تعمیر ملت کی تعمیر کا سبب ہے، منظر اسلام کا حسن حسن بریلویت ہے، منظر اسلام کا وقار وقار قوم ہے، منظر اسلام کی بہار بہار عقیدہ و عقیدت ہے منظر اسلام کا قرار قرار اہل عقیدت ہے، منظر اسلام! تجھے اہل عقیدت کا سلام۔

خداوند قدوس موجودہ صاحب سجادہ اور جامعہ کے مہتمم اور سربراہ اعلیٰ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں کو تادیر سلامت رکھے اور جامعہ کو ان کے ذریعہ ترقی کی نئی نئی منزلیں طے کرائے آمین آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ و التسلیم

منقبت درشان ریحان ملت

از: طوطی ہند حضرت علامہ مفتی محمد رجب علی قادری نانپاروی قدس سرہ

کاوش ریحان ملت مرحبا صد مرحبا
ہے مثال اہل سنت مرحبا صد مرحبا
وہ گل خوش رنگ ملت مرحبا صد مرحبا
تھے بہار اہل سنت مرحبا صد مرحبا
آپ نے تبلیغ دیں کا کام کیا اچھا کیا
خوش ہیں جس سے اہل سنت مرحبا صد مرحبا
مفتی اعظم کی خدمت کا ملا اچھا صلہ
ہوگئی ہر سمت شہرت مرحبا صد مرحبا
ہند یا بیرون ملک ہند ہو تم نے شہا
کی ہے مسلک کی اشاعت مرحبا صد مرحبا
میرے حامی آپ ہی تھے مفتی اعظم کے بعد
آپ سے تھی دل کو راحت مرحبا صد مرحبا
آپ کی قسمت کی خوبی بعد رحلت آپ نے
پایا قرب اعلیٰ حضرت مرحبا صد مرحبا
اک طرف نانا کا جلوہ ایک طرف جد کریم
بیچ میں ہیں اعلیٰ حضرت مرحبا صد مرحبا
ان بزرگان گرامی منزلت کے درمیان
آپ کی پاکیزہ تربت مرحبا صد مرحبا
جانے والوں پر ہمیشہ اے رجب آمیں کہو
ہو خدا کی خاص رحمت مرحبا صد مرحبا

منظر اسلام کا دینی وعلمی فیضان

از قلم :------- محمد حبیب الرحمٰن پرنسپل مدرسہ اہل سنت انوار العلوم بنارس

رضانگر محلہ سوداگران بریلی شریف میں جامعہ رضویہ منظر اسلام مجدد دین وملت آقائے نعمت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا قائم کردہ وہ عظیم قدیم دینی و مرکزی ادارہ ہے جس میں آپ نے بنفس نفیس اپنی زبان فیض ترجمان سے علوم وفنون کے گوہر بکھیرے ہیں حالانکہ آپ کا زیادہ تروقت فتاویٰ نویسی تصنیف وتالیف اور دوسرے دینی کاموں میں صرف ہوتا تھاآپ جیسی مصروف ترین اور ہمہ گیر شخصیت کا بذات خود درس دینا منظر اسلام کی تاریخ میں اسکی عظمت وشوکت اور مرکز اہل سنت کی تابندہ ودرخشندہ مثال ہے۔ یہی وہ سرچشمۂ علم وحکمت ہے جس سے بے شمار آبشار جاری ہوتے ہیں یہی وہ گہوارۂ علم وادب ہے جہاں سے علم وفن کے آفتاب ومہتاب جگمگاتے ہیں یہیں سے حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند، حضور مفسر اعظم ہند، حضور صدر الشریعہ (مصنف بہار شریعت) حضور ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، استاذ زمن مولانا حسن رضا خان صاحب ، حضور شیر بیشہ اہل سنت، حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان، صدر العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہم الرحمہ والرضوان نے علمی تشنگی دور فرمائی اور زمانہ میں ممتاز ہو کر چمکے یہ وہ اکابر واساطین ملت ہیں جن پر دنیائے سنیت ناز کرتی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کے ان سپوتوں کے نام آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں ان کے علاوہ جامعہ کے پروردہ لاتعداد علماء کرام وفضلاء اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں ماہ ونجوم کی شکل میں چمک رہے ہیں جن کے فیوض وبرکات سے دنیا صبح قیامت تک فیضیاب ہوتی رہے گی آج بھی ہندو بیرون ہند کے کثیر طلباء اس سرچشمۂ علم وحکمت سے فیضیاب ہورہے ہیں اور علمی انحطاط کے اس نازک دور میں بھی ہر سال علماء دین کی ایک کثیر فوج علم وفن اور معرفت وحکمت سے لیس ہو کر ہمہ وقت دشمنان دین کی سرکوبی اور قوم وملت کی خدمت کیلئے اکناف عالم میں سرگرم عمل ہے۔

جامعہ رضویہ منظر اسلام کی یہ ایک عظیم خصوصیت ہے کہ ہندو بیرون ہند کے اکثر طلباء اس جامعہ میں تعلیم حاصل کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں اور دوسرے مدارس کے فارغین بھی یہاں سے سند حاصل کرنا باعث برکت

اور اپنے لئے خوش نصیبی تصور کرتے ہیں۔ گویا جامعہ رضویہ منظر اسلام روز اول سے لنک اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ فرائض کی انجام دہی میں خوش آئند مستقبل کی طرف رواں دواں ہے۔

یادگار اعلیٰ حضرت درسگاہ علم وفن
منظر اسلام کہتے ہیں جسے اہل سنن

جذبات عقیدت

از:- قاری محمد یونس رضا خاں قادری ڈونڈہ بزرگ

یارب صدا بہار رہے منظر اسلام
ہر وقت جلوہ بار رہے منظر اسلام

علم و ادب کا تجھ کو مینارہ کہے جہاں
قائم ترا وقار رہے منظر اسلام

خوشبو سے تیری مہکے زمانہ خدا کرے
ہر سو تری بہار رہے منظر اسلام

فیضان غوث پاک سے شام و سحر یوں ہی
نورانی یہ مینار رہے منظر اسلام

اس کو ملا ہے گلشن نوری میاں کا فیض
پھر کیوں نہ لالہ زار رہے منظر اسلام

ایسی پلادے بادۂ عرفاں ہر ایک کو
تا حشر جو خمار رہے منظر اسلام

یونسؔ کی اس دعا کو الٰہی قبول کر
ہر دل میں باوقار رہے منظر اسلام

منظر اسلام اور جشن صد سالہ

از:-----------علامہ محمد سلطان اشرف صاحب رضوی بہیڑی بریلی شریف

نحمده و نصلی علی رسو له الکریم

دینی و دنیاوی تعلیمات سب سے پہلی اسلامی درسگاہ تاریخ کے زرین صفحات پر مدینہ شریف میں دکھائی دیتی ہے۔ جہاں جناب رسالت مآب ﷺ توحید و رسالت۔ عبادت و اطاعت، اخلاق حسنہ، تزکیہ نفس، حقوق اللہ، حقوق العباد، تجارت و زراعت، صلح و جہاد، سیاست و معاشیات و اقتصادیات ارضیات و فلکیات۔ غرض کہ کائنات کے ہر علم و فن کی تعلیم دیتے نظر آتے ہیں۔ اس درسگاہ کے تلامذہ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ ابن زبیر ہیں۔ حضرت خالد بن ولید ہیں حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت عمرو بن عاص حضرت امام حسن حضرت امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام اس درسگاہ سے فیضیاب ہوئے۔ اور آسمان ہدایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور قیامت تک چمکتے رہیں گے۔

مدینہ شریف کی اس درسگاہ سے تعلیم حاصل کر کے نکلنے والے صحابہ کرام و عقلائے روزگار اسرار فطرت کے محرم۔ دنیا کے فرمانروا ہیں۔ جنھوں نے مشرق و مغرب تک افریقہ سے ہندوستان کی سرحد تک فرمانروائی کی اور ایسی فرمانروائی کی جو دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہوں کی سیاست و تدبیر اور نظم و نسق کے کارناموں کو منسوخ کر دیتی ہے۔ جنھوں نے عقل و دانش کے علم و حکمت کے ہر میدان میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے اور فتح و کامرانی کے علم نصب فرما دیئے۔ اور بڑے بڑے شہنشاہوں کے تاج اتار کر اسلام کے قدموں میں ڈال دیئے یہ وہ حضرات ہیں جنکی قابلیتوں کو دنیا نے تسلیم کیا اور تاریخ نے انکی بزرگی کی شہادت دی ہے۔

لیکن تمام تعلیمات کی بنیاد سرور کائنات ﷺ کا دیا ہوا وہ درس ہے جو تا حیات ظاہری اس درسگاہ سے فیضیاب ہونے والوں کے پیش نظر رہا وہ درس یہ ہے۔ لایومن احد کم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے

اسی بنیادی واساسی سبق کی تعلیم صحابہ کرام دنیا کے مختلف مقامات پر دیتے رہے۔ پھر تاریخ ہمیں کربلا شریف کے تپتے ہوئے ریگزار پر ایک دل خراش اور جگر سوز منظر دکھاتی ہے جہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا، اپنی اولاد کا، اپنے متعلقین کا خون دیکر قیامت تک کی آنیوالی مسلم نسلوں کو تعلیم دی تھی کہ عشق ومحبت رسول سے سرشار غلامان وفا شعار سر کٹا سکتے ہیں لیکن جان رحمت ﷺ کے فرمان کا ایک حرف کٹ جائے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر تاریخ نے دیکھا کہ جانیں قربان ہو گئیں۔ خون بہہ گیا لیکن شریعت اسلامیہ کا ایک حرف کاٹا نہیں جا سکا۔ اور دنیا پکار اٹھی۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک درسگاہ بغداد شریف کی سرزمین پر نظر آئی جہاں سردار اولیاء حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق ومحبت رسول کا درس دیتے نظر آتے ہیں فرماتے ہیں۔

سقانی الحب کاسات الوصالِ ☆ فقلت لخمرتی نحوی تعالِ

عشق ومحبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے ☆ میں نے شراب عشق ومحبت سے کہا اور میری طرف آ

اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ مناصب عظیمہ حاصل ہوئے کہ خود فرماتے ہیں۔

وقلت لسائر الا قطاب لمو ☆ بحالی و ادخلوا انتم رجال

میں نے سارے اقطاب سے کہا ☆ آؤ میرے سلسلے میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم میرے رفقاء ہو

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی پیغام تھا جسے سنکر روئے زمین کے تمام اولیاء کرام نے اپنے سر جھکا دیے اسی پیغام کا فیضان تھا جس سے اقطاب عراق وبخارا اصحاب چشت واجمیر، مشائخ مارہرہ۔ اور دنیا کے تمام ارباب ظاہر وباطن مستفیض ہوئے۔ آج ہر مقام پر یہی فیضان قادری کارفرما نظر آتا ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز ☆ کونسے سلسلے میں فیض نہ آیا تیرا

مزرع چشت وبخارا وعراق واجمیر ☆ کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

پھر ایک دور وہ بھی آتا ہے جب خود کو مسلمان ظاہر کرنیوالے۔ جو انگریزوں کے زرخرید غلام تھے۔ اپنے آقاؤں کا حق نمک ادا کرنے کیلئے اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ تو بریلی شریف کی سرزمین پر مجدد اسلام، امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں لکھ کر دنیا کے سامنے پیش

کرنے کیلئے ایک درسگاہ قائم فرمائی اور اعلان فرمایا۔

مومن وہ ہے جو انکی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے
جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

عشق و محبت رسول کا درس دینے والی اس عظیم درسگاہ کا نام ہے منظر اسلام آج جس کا جشن صد سالہ منایا جارہا ہے۔

یہاں ایک پر لطف بات یہ ہے کہ درس گاہوں کا یہ سلسلہ مدینہ شریف سے شروع ہوتا ہے۔ اور لفظ مدینہ شریف نو حرفوں کا مرکب ہے۔ کربلا شریف بھی نو حروف پر مشتمل ہے۔ بغداد شریف اور اجمیر شریف میں بھی نو نو حروف پائے جاتے ہیں۔ لفظ اعلیٰ حضرت میں بھی نو حروف ہیں۔ بریلی شریف میں بھی نو حروف ہیں۔ منظر اسلام میں بھی نو حرفوں کی ترکیب ہے اور جشن صد سالہ بھی نو حرفوں کا مجموعہ ہے۔ اور نو کا ہندسہ آخری ہندسہ ہے اس کے بعد جتنے ہندسے بنتے ہیں اسی سے یا اس سے پہلے کے ہندسوں کا مرکب ہوتے ہیں۔

لہذا یوں سمجھ لیجئے کہ عشق و محبت رسول کا جو پیغام مدینہ شریف کی درسگاہ میں دیا گیا تھا کربلا شریف کے میدان میں اسی پر عمل کیا گیا۔ اسی پیغام کی آواز بغداد شریف واجمیر شریف سے اٹھی۔ اسی پیغام کی صدائیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بریلی شریف میں منظر اسلام کے ذریعے بلند فرمائیں۔ وہی صدائیں آج بھی بلند ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ بلند ہوتی رہیں گی۔

یوں تو منظر اسلام کا اہتمام وانتظام ہر دور میں وقت کی عظیم ہستیوں کے مبارک ہاتھوں میں رہا۔ اور دور کے قابل ترین اساتذہ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ لیکن دور حاضر میں صاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا الحاج سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ منظر اسلام کا اہتمام وانتظام جس حسن کارکردگی، ان تھک کوششوں اور کاوشوں سے انجام دے رہے ہیں وہ لائق صد تحسین ہے اور دنیا سنیت پر ان کا احسان عظیم ہے آج منظر اسلام کو وقت کے لائق ترین اصحاب صلاحیت اساتذہ و مفتیان کرام و دیگر متعلقین کی خدمات حاصل ہیں اور یہ سب حضرات لائق صد مبارکباد ہیں کہ منظر اسلام کا جشن صد سالہ ان حضرات کے حصے میں آیا۔ بریلی شریف میں مظہر اسلام، جامعہ نوریہ۔ یا دنیا کے کسی بھی گوشے میں اہل سنت وجماعت کی کوئی درسگاہ ہے یہ سب اسی نور کے جلوے ہیں اسی شمع کی روشنی اسی جرس کی آوازیں ہیں۔

جتا ہے آج علم کا جو ساز دوستو☆یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

معائنہ جات

باسمه سبحانه وتعالیٰ شانه الحمد للمولی الکریم والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محبوبه الرؤف الرحیم وآله واصحابه اولی الفیضان العظیم ۔ امابعد

آج یکم ذوالقعدہ ۱۳۷۵ھ منورہ کو اپنے گلستان علم وفضل سرچشمہ علوم وحکم جامعہ عالیہ رضویہ منظر اسلام میں بحمدہ عزوجل باریابی ہوئی الحمد للہ تعالیٰ جامعہ مبارکہ کے حسن انتظام حضرات مدرسین کرام کے پر خلوص مساعی طلبہ کرام کی کثرت اور تحصیل علم میں ان کی جہد بلیغ کو دیکھ کر روحی مسرت حاصل ہوئی فی الواقع جامعہ کے محاسن حضرت مخدومی عالی جناب مولانا شاہ جیلانی میاں صاحب قبلہ دامت فیوضہم اور حضرت بارکت مخدومی م مولانا مفتی شاہ سید محمد افضل حسین بہاری عم فیوضہ الباری کے حسن تدبر اور خوبی نظم کے نتائج ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضور سرور عالم ﷺ کے طفیل اس چمنستان علوم اسلامیہ کو ہمیشہ شاداب رکھے۔

احقر محمد مہر علی القادری غفرلہ

یکم ذوالقعدہ مطہرہ ۱۳۷۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیه وسلما ۔ نحن عباد محمد صلی علیه وسلما

الحمد للہ! آج بتاریخ یکم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۷۵ھ ہجریہ نبویہ علی صاحبہ الصلاۃ والسلام بمعیت سیدی حضرت مولانا الحاج الشاہ ابراہیم رضا خان صاحب مدظلہ جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی کے حضرات علماء کرام وطلباء ذوی الاحترام کی زیارت کا موقع ملا۔

الحمد للہ! دارالعلوم کی ظاہری وباطنی کامیابیاں دیکھ کر محظوظ ہوا۔ طلباء کا شوق اساتذہ کی توجہ قابل تحسین و مبارکباد ہے اس آستانہ کو جو مرکزیت حاصل ہے میں حقیقی طور پر پرامید ہوں کہ مستقبل قریب میں اس دارالعلوم کو بھی

حقیقی مرکزیت حاصل ہو جائے اس کی راہ میں مالی دشواریوں کا حجاب ارباب خیر کی نگاہ توجہ سے بہت جلد دور ہو سکتا ہے جو نہایت ضروری و لازم ہے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ بجاہ حبیبہ ﷺ اس گلشن دین کو بار آور اور ہمیشگی کیلئے نزہت و شادمانی عطا فرمائے فقط

فقیر رفاقت حسین غفرلہ

یکم ذوالقعدۃ الحرام ۷۵ ۱۳ھ

۹۲/۸۶

الله رب محمد صلی علیه و سلما ـ نحن عباد محمد صلی علیه وسلما وعلی ذویه وصحبه ابد الدهور و کرما

فقیر سگ قادری رضوی غفرلہ دعا کرتا ہے کہ جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام اہل سنت و جماعت محلّہ سوداگران بریلی شریف کو خدا اور سول، جل جلالہ و ﷺ جلد پھر اسی بام ترقی پر پہونچا دیں جس پر حضور پر نور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات ظاہری میں تھا جامعہ رضویہ کے موجودہ انتظامات و اصلاحات کی خوبیوں پر نظر کرتے ہوئے امید کی جاتی ہے کہ بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ ﷺ مستقبل قریب ہی میں اس دعا کی قبولیت ظاہر ہو اللہ و رسول جل جلالہ و ﷺ اس جامعہ رضویہ مقدسہ کے طلباء کو حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب بہاری ادام فیوضہم الباری و حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں دامت ارشاداتہم المبارکہ و دیگر اساتذہ کرام کے ذریعہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار برکات و فیوض سے مالامال فرمائیں اور اس کے معاونین کو برکات دارین سے نوازیں آمین بحرمت سیدنا الغوث الاعظم و ببرکت سندنا الامام الاعظم و بتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ارضاہم عنا و رضی عنا بہم فی الدارین آمین ثم آمین

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان غفرلہ

۸/ ذی الحجۃ الحرام ۷۵ ۱۳ھ سہ شنبہ ۱۷ر جولائی ۱۹۵۶ء

۹۲/۸۶

فقیر حضرت شیر بیشہ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی دعائے مبارکہ پر آمین عرض کرتا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت شیر بیشہ سنت کی دعا کو قبولیت کا جامہ عطا فرمائے آمین فقیر ابوالوجاہت عبید الضیاء محمد وجیہ الدین قادری رضوی غفرلہ خادم آستانہ عالیہ ضیائیہ پیلی بھیت

۷۸۶/۹۲

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج میں نے مدرسہ منظر اسلام سوداگران کا معائنہ کیا مدرسہ کی عمارت اپنی ہے جو سال گذشتہ کچھ منہدم ہو گئی تھی بحمدہ تعالیٰ امسال کارکنان نے اسے از سر نو تعمیر کرا لیا ہے مدرسین کی تعداد چھ ہے جس کی ماہانہ تنخواہ کا خرچ ۴۹۰ طلباء کی تعداد بحمدہ تعالیٰ بہت اچھی ہے صرف دورے میں ۳۰/ طالب علم ہیں دیگر عربی درجات میں ۷۵ طالب علم ہیں بوقت معائنہ ۵۴ طلباء حاضر تھے معیار تعلیم بہت اچھا ہے معقولات و منقولات کی اعلیٰ کتابیں ہو رہی ہیں علاوہ دورہ کی کتابیں ایک مصری عالم سفارت خانہ مصری کی جانب سے عربی کی تعلیم کیلئے متعین ہے۔ بحسب مجموعی مدرسہ کی حالت بہت اچھی ہے۔
فالحمدللہ علی احسانہ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین.Md . Abdur Rahman

Incpecter Arbia Madaris.28.06 .1962

۷۸۶/۹۲

میں نے آج ۳۰/ جون کو دار العلوم منظر اسلام سوداگران کا معائنہ کیا مدرسہ میں آٹھ مدرسین کا عملہ ہے جس میں ایک ڈاکٹر تفسیر وحدیث منجانب حکومت مصر ہیں مدرسہ کی درجہ تعداد مندرجہ اور حاضری بروقت معائنہ ذیل میں درج ہے

نام درجہ	تعداد مندرجہ	حاضری بروقت معائنہ
دورۂ حدیث	۳۹	۳۲
دیگر درجات	۶۷	۴۸
میزان	۱۰۶	۸۰

گذشتہ سال عالم میں چار طلباء کامیاب ہوئے اور مولوی میں تین اس سال عالم میں تو طلباء شریک امتحان ہوتے جاتے ہیں اور مولوی میں صرف ایک مدرسہ کو گورنمنٹ کی جانب سے ۱۸۶۰/ سالانہ امداد مل رہی ہے اور بقیہ مصارف پبلک کے چندہ سے ادا ہوتے ہیں مدرسہ ہذا کے منیجر مولوی طفیل احمد صاحب ہیں جنکی زیر نگرانی مدرسہ کافی اسلامی خدمت کر رہا ہے مدرسہ کے پاس عمارت اپنی ہے جو صاف ستھری حالت میں پائی گئی اور ضرورت کیلئے کافی ہے اساتذہ اپنے فرائض منصبی خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرتے ہوئے پائے گئے۔ محمد ظفر بیگ چغتائی

۳۰/ جون ۱۹۶۳ء ڈپٹی انسپکٹر اسلامیہ روہیل کھنڈ کمایوں ریجن بریلی

میں آج بتاریخ ۲۴ر صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۷ر جولائی کو دار العلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی کا معائنہ کیا جس میں اس وقت آٹھ مدرسین ذی استعداد و قابل مشغول درس ہیں انمیں میں ایک صاحب مکتب مختصر کی جانب سے درس دیے ہیں ظاہر ہے کہ جب اس قدر کثیر مدرسین تندہی سے درسی خدمات انجام دے رہے ہیں تو اس دار العلوم کی تعلیمی حالت بہتر، عمدہ ہونی چاہیے اور ہر فن و علم کا درس اعلیٰ ہونا چاہیے بلکہ اس دار العلوم کا تعلیمی معیار اعلیٰ ہوتے کی روشن دلیل طلباء کی اس قدر کثیر تعداد شاہد ہے کہ کل تعداد طلباء ایک سواٹھائیس اور صرف درجہ حدیث میں ۴۱ر طلباء ہیں تو یہ خصوصی و امتیازی شکل دوسرے مدارس عربیہ میں پائی جانی مشکل ہے اگر چہ اس دار العلوم میں ذاتی عمارت موجود ہے لیکن اتنے طلباء اور فتووں کے درس کیلئے کم معلوم ہوتے ہیں لہذا ان حالات کی بناء پر ایک وسیع عمارت کی سخت ضرورت ہے بالجملہ یہ مدرسین دار العلوم اور مہتمم و سرپرست دار العلوم از حد قابل تحسین شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کے مساعی جمیلہ سے عمدہ تعلیم اور اعلیٰ درس ہو رہا ہے مولیٰ تعالیٰ اہل اسلام کو اس دار العلوم کی مزید خدمات کرنے کی توفیق دے۔

خادم العلماء

محمد اجمل ناظم اعلیٰ

مدرسہ اجمل العلوم سنبھل ضلع مرادآباد

۱۷ر جولائی ۱۹۶۳ء

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما

آج مورخہ ۲۴ر صفر ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۷ر جولائی ۱۹۶۳ء کو بموقعہ عرس قادری رضوی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں بھی میری حاضری ہوئی۔ ہندوستان کے سنی مسلمانوں کا یہ مرکزی ادارہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ چونکہ اس کے فیوض و برکات ملک کے ہر حصہ میں ظاہر و نمایاں ہیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ادارہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی یادگار ہے جس کی جانب جملہ اہل سنت و جماعت کو پوری پوری توجہ دینی چاہئے لیکن افسوس کیساتھ یہ لکھا جا رہا ہے کہ ۶۱ر سال کی عمر میں اس مرکزی ادارے کو جس منزل پر ہونا چاہئے تھا نہ ہو سکا جسکا واحد سبب ہماری بے توجہی ہے تاہم یہ ادارہ اتنے عرصے میں اہم ترین دینی خدمات قوم و ملک کیسامنے پیش کر چکا ہے۔ جس کا انکار امر بدیہی کا انکار ہوگا۔ اس ادارہ کا نظم و نسق بہت خوب اور نہایت اچھا ہے اسی بناء پر ملک کے ہر حصہ سے علوم دینیہ کے شائقین یہاں داخل ہو کر اپنی مرادیں پاتے اور اس ادارہ سے فیضیاب ہوتے ہیں یہاں کے ناظم و اساتذۂ کرام سے میں واقف ہوں ان کے عمل

و کردار سے ادارہ روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن ہے مولیٰ تعالیٰ اس ادارہ کو بے پناہ ترقی عطا فرمائے اور قلوب قوم مسلم خصوصا سنی حضرات کو اس کی امداد و اعانت کی توفیق مرحمت فرمائے ۱۲

فقیر محمد حبیب اللہ غفرلہ اشرفی نعیمی

صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد

اہل سنت کا اولین فرض ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کی ترقی کیلئے دامے درمے قدمے سخنے ہر ممکن طریقہ اختیار کریں دور حاضر کے حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اب اصلا تساہل جائز نہیں وما علینا الا البلاغ

فقیر غلام جیلانی میرٹھی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ

شب پنجشنبہ ۲۵/ ۲/ ۸۳ھ

دارالعلوم منظر اسلام اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا قائم کردہ ہے ہزارہا حضرات نے اس چشمۂ فیض سے سیرابی حاصل کی اب تک بفضلہ اپنی پوری شان و شوکت کیساتھ تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اساتذۂ کرام بہت قابل اور مدرسہ کے خیر خواہ ہیں اس کا نظم و نسق قابل اطمینان ہے اور بہت اچھا ہے اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے نبیرہ حضرت عالی جناب جیلانی میاں صاحب قبلہ اس کے سرپرست ہیں جن کی خصوصی توجہ اور وقار سے مدرسہ حسن و خوبی چل رہا ہے اور خدمات تعلیم دین انجام دے رہا ہے مولائے کریم اس کی ترقی فرمائے۔

محمد حسین غفرلہ

مدرس مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مرادآباد

۲۵/ صفر ۱۳۸۳ھ

حضرت مولانا محمد حسین صاحب نے جو کلمات دارالعلوم کیلئے لکھے صحیح ہیں مسلمانوں کو دارالعلوم کی طرف توجہ کرنی چاہئے

اسلام الدین

۹۲/ ۸۶ء

مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف محلہ سوداگران کا نظام تعلیم اور نظم مینجنگ کمیٹی قابل ستائش ہے اس پرفتن دور میں روایات قدیمہ کو برقرار رکھنے میں پوری پوری جد و جہد کے ساتھ سرگرم ہے میں نے بہت گہرائی سے اس مدرسہ کا

مطالعہ کیا ہے اس کیلئے ابتدائی جملے بیساختہ میرے قلم سے قلمبند ہوئے ہر عام و خاص سے میری پر زور اپیل ہے کہ محض منیجنگ کمیٹی کے نظم و نسق پر اعتماد کر کے دامے درمے قدمے سخنے اس کی امداد کریں۔

ابوالوفاء فصیحی غازی پوری نائب صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت

۱۸ر جولائی ۱۹۶۳ء

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کیلئے اتنا کہنا اور لکھنا کافی ہے کہ دارالعلوم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت کا قائم کردہ دارالعلوم اور انکی یادگار ہے جس کی ضمانت کیلئے یہ بات کافی سے زیادہ ہے کہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضرت جیلانی صاحب قبلہ مدظلہم اسکے سرپرست ہیں ہر سنی مسلمان جس کے سینے میں سنیت کا تھوڑا سا بھی درد ہے اسکا مذہبی فرض ہے کہ اس دارالعلوم کی طرف توجہ کرے اور اس کی بقا و استحکام کیلئے پوری پوری کوشش کرے فقط

فقیر محمد محبوب اشرفی غفرلہ

خادم دارالعلوم اشرفیہ احسن المدارس کانپور

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کی ترقی دیکھکر انتہائی خوشی ہوئی باوجود مہتمم صاحب کی علالت کا سلسلہ جاری رہنے کے دارالعلوم کی ترقی میں کوئی کمی نہیں یہ سب مہتمم صاحب کی خلوص نیتی کا نتیجہ ہے دارالعلوم کی مرمت اور چاروں طرف بارش سے بچنے کیلئے ٹین سائبان کیلئے لگایا ہے اس لئے عمارت محفوظ ہوگئی ورنہ بارش کا پانی دروں کے اندر آتا تھا اس دارالعلوم کی جس قدر تعریف اور مہتمم صاحب کے کارناموں کو بیان کیا جائے کم ہے اللہ پاک صدقے میں اپنے محبوب علیہ ﷺ کے اس دارالعلوم کو مزید ترقی دے آمین۔

فقیر عبدالحمید صدیقی

ناظم رضوی کتب خانہ کانپور

۲۵ صفر ۸۲ھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مدرسہ منظر اسلام کو برابر تقریباً زائد از چالیس سال دیکھتے ہوئے ہوگئے یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا قائم کردہ ہے۔اس نے جو دین کی خدمت کی ہزارہا علماء و فضلاء پیدا کئے جو ملک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن اس نازک دور میں جو اس نے نمایاں ترقی کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے طلباء میں مذہبی ذوق مدرسین کی تعلیم و تربیت ہی کا نتیجہ ہے اور

اراکین کی انتھک کوشش اس کو بام عروج پر پہنچائے ہوئے ہے یہ دیکھکر بڑی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سعی کو قبول فرمائے اور مزید کوشش کی توفیق دے۔

محمد یونس نعیمی اشرفی۔ مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد ۲۵ر صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

۶۳/۶/۸

نحمدالله العلى العظيم و نصلى ونسلم على حبيبه الكريم ۔

۲۵ صفر المظفر ۸۳ھ کو بسلسلہ عرس سراپا قدس اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بریلی شریف حاضر ہوا اور مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف حاضر ہوا مدرسہ کے طلبہ اور نظم و نسق دیکھکر بہت محظوظ ہوا۔ مدرسہ ہذا کی علمی اور دینی خدمات کا تو اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس درس گاہ سے ہزاروں کی تعداد میں علماء و فضلاء فارغ التحصیل ہو کر نکلے اور مشاہیر میں شمار ہوئے الحمد للہ کہ اس وقت بھی ایک سو سے زائد طلبہ حدیث، تفسیر، فقہ اصول اور دیگر فنون حاصل کرنے میں مشغول ہیں آٹھ یا دس مدرسین تعلیمی خدمات میں مصروف ہیں عربی ادب کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ایک مصری مدرس ادب پڑھانے کیلئے مقرر ہیں یہ سب اراکین مدرسہ اور حضرات مدرسین کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان حضرات کی جدوجہد اور عملی کوششوں کی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور درسگاہ کو یوماً فیوماً ترقیوں سے نوازے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ و الحمد للہ رب العلمین۔ حررہ ابو الجمیل محمد رضوان الرحمٰن الفاروقی سہسوانی، مفتی مالوہ (اندور)

۲۵ر صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

۶۳/۶/۸

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى المرسلين والانبياء وعلى آله و اصحا به اجمعين

فقیر حقیر نے دار العلوم منظر اسلام کا معائنہ کیا بحمدہ تعالیٰ نظم و نسق اور تعلیم بہت ہی اعلیٰ پیمانے پر ہے اس کے سارے انتظامات بہت ہی اچھے ہیں دیکھکر بہت ہی دل خوش ہوا مولیٰ تعالیٰ اس دار العلوم کو قیامت تک قائم رکھے اور اس کے منتظمین و مدرسین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقیر ابو الطاہر محمد طیب قادری رضوی داناپوری غفرلہ مفتی جاورہ ضلع رتلام ایم۔پی ۲۵ر صفر ۱۳۸۳ھ بپنجشنبہ

۸۶/۹۲

الحمدللہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلاۃ والسلام علی سیدالمرسلین۔

فقیر بریلی شریف حاضر ہوا یہ معلوم ہو کر بہت مسرور ہوا کہ شہزادہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں صاحب قبلہ کے مدرسے میں چالیس طلباء محمدہ تعالیٰ صرف دورہ حدیث پڑھ رہے ہیں خداوند کریم اپنے محبوب دانائے خفایا و غیوب صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور زیادہ ترقی دے اور حضور جیلانی میاں صاحب کے سایہ مبارکہ کو ہمارے سروں پر مدت مدیدہ تک قائم و دائم رکھے آمین آمین ثم آمین ہمارے سنی بھائیوں کو چاہئے کہ اس ادارے کی طرف خاص توجہ دیں۔

فقیر ابوالنور فداء الرضا محمد شمس اللہ صدیقی بستوی ثم پیلی بھیتی پنجشبہ ۲۵/ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

آج فقیر نے دارالعلوم منظر اسلام پر اجمالی نظر ڈالی ماشاء اللہ تعالیٰ تعلیمی و انتظامی حالت میں اچھا پایا خاص بات یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب مدظلہ العالی کی صدر مدرسی سے طلبہ کی تعداد میں کافی اضافہ ہے اور روز افزوں ترقی کر رہا ہے اسٹاف مدرسین کا بھی کافی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ قوم کو جس قدر کی نگاہ سے اسے دیکھنا چاہئے نہیں دیکھ رہی ہے۔ اس لئے کہ مدرسہ کی موجودہ عمارت مدرسین، طلبہ کیلئے ناکافی ہے اس میں اضافہ کی سخت ضرورت ہے قوم کو چاہئے کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی اس یادگار اور مرکزی مدرسہ کی دل کھول کر خدمت و امداد کرے۔ فقط

احقر محمد آل حسن سنبھلی اشرفی نعیمی عفی عنہ۔ ۲۵/ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

الحمدللہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المحبوبین محمد و الہ المطهرین واصحابه المعظمین الی یوم الدین

فقیر سگ آستانہ عالیہ رضویہ تمام مسلمانان اہل سنت خصوصا رضوی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ وہ اسلام و سنیت کی اشاعت و ترقی اور وہابیوں دیوبندیوں اور تمام بدینوں کے حملوں سے عوام و خواص اہل سنت کو محفوظ رکھنے کیلئے اسلامی ایمانی جذبہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اس دارالعلوم کی دامے درمے قدمے ہر طرح کی ہر امکانی سعی سے خدمت انجام دیکر دارین کے بے شمار برکات کے مستحق بنیں آمین بجاہ حبیبه الکریم علیه وعلی آله الصلاۃ والسلام

خادم آستانہ عالیہ رضویہ مشاہد رضا حشمتی

مورخہ ۲۵ / صفر المظفر یوم پنجشبہ ۱۳۸۳ھ ۱۸ / جولائی ۱۹۶۳ء

۸۶/۹۲ء

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

دار العلوم منظر اسلام کی خدمت کرنا دور موجودہ کے ماحول میں انتہائی ضروری ہے یہ ایسا مدرسہ ہے جو امام اہل سنت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کی صحیح تعلیم سے طلباء کو تیار کرتا ہے۔ امسال بھی تقریباً اکتالیس طلباء دورۂ حدیث میں ہیں معائنہ بک میں علماء نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے ہر سنی کو اتفاق کرنا لازمی ہے۔

سید انوار حسین عفی عنہ شاہجہانپوری

۲۵ / صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم .بسم الله الرحمن الرحیم

دار العلوم منظر اسلام کی خدمات ڈھکی چھپی بات نہیں۔ آج یہ دار العلوم ساری سنیت کا مرکز نگاہ بنا ہوا ہے۔ تعلیم و تربیت ہر چیز معیاری ہے۔ طلباء کی کثرت اسکے علمی معیار کی نشاندہی کر رہی ہے۔ تمام اہل اسلام کا فریضہ ہے کہ وہ اس مرکزی دار العلوم کا اسکی دن دونی رات چوگنی ترقی کیلئے دامے، درمے، قدمے، سخنے، ہر حیثیت سے ساتھ دیتے رہیں۔ اسکی بقا ہمارے دین کی بقا ہے ۔اور دین کی ترقی ہے۔ اور دین کی ترقی ہی ہمارا سرمایہ حیات ہے۔ ع

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

میں دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے میں مسلمانوں کو اپنے دین و مذہب سے محبت عطا فرمائے جس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ ایسے مرکزی ادارے کو ہمیشہ اپنا مرکز نگاہ بنائے رہے گا۔ اور کبھی غفلت کا شکار نہ ہونے دیگا فقط والسلام۔

فقیر سید محمد مدنی اشرفی غفرلہ

۱۸ / جولائی ۸۳ھ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم .بسم الله الرحمن الرحیم

آج فقیر نے مدرسہ منظر اسلام کا معائنہ کیا ماشاء اللہ پورا اسٹاف قابل تحسین ہے۔ طلباء بھی کثیر تعداد میں ہیں مدرسین

بہت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ طلباء کی زیادتی کے لحاظ سے مدرسہ کی عمارت بہت کم ہے فقیر تمامی دنیائے سنیت سے اپیل کرتا ہے کہ اسکی عمارت کی جانب جلد توجہ دے حقیقی معنی میں جو کام ہو رہا ہے اس لحاظ سے اسکو یونیورسٹی کہنا بجا ہے۔ فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں اس کو اور ترقی عطا فرمائے فقط۔

فقیر سید مجتبیٰ اشرف اشرفی کچھوچھوی

۱۹/ جولائی ۶۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم و علیٰ الہ واصحابہ اجمعین

دار العلوم منظر اسلام بریلی دنیائے سنیت کا عظیم دینی مرکز ہے جہاں سے سارا عالم اسلام ہر طرح فیضیاب ہو رہا ہے مسلمانوں کا یہ بیش بہا سرمایہ دین کی یہ قیمتی امانت جس کی نگرانی سید الکریم حضرت جیلانی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ اپنی انتہائی جانی و مالی قربانیوں سے فرما رہے ہیں سارے ہندوستان کی توجہات کا مقتضی ہے۔ عام مسلمان ہو یا خاص اصحاب خانقاہ ہوں یا ارباب مدارس سرمایہ دار ہوں یا مفلس، یہ خوب سمجھ لیں کہ حقوق دینیہ میں وہ اپنے مرکز کی حفاظت سے کسی وقت مستغنی نہیں ہو سکتے۔ انہیں اپنے دین و عاقبت کی صیانت اور آئندہ نسل کی حفاظت کیلئے شدید ضرورت ہے کہ بہت جلد پوری قوت سے اس طرف متوجہ ہو جائیں اور عظیم مرکز کو مضبوط تر بنا دیں فقط۔

غلام محمد خاں رضوی جامعہ اسلامیہ ناگپور، نزیل بریلی

۲۲/ جولائی ۱۹۶۳ء

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ الہ وصحبہ ھذا الدین القویم

مصر میں تین سال قیام کرنے کے بعد بحمد للہ وطن واپس ہوا مدرسہ منظر اسلام و دفتر اعلیٰ حضرت کا معائنہ کرنے کے بعد ان کی بڑھتی ہوئی ترقی دیکھ کر بڑی خوشی ہے۔ حقیقت میں یہ ترقی دفتر و مدرسہ کے اسٹاف کی نیک نیتی و اخلاص پر دلالت کرتی ہے خدائے پاک سے دعا ہے کہ وہ اس مدرسہ اور اس دفتر کو بہتر سے بہتر بنائے اور ان سے جو دین کی خدمت ہو رہی ہے وہ یوں ہی ہمیشہ ہوتی رہے اور خدائے تعالیٰ ان کے اسٹاف کو اجر جزیل عطا فرمائے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

اختر رضا خاں غفرلہ

۱۳/ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۷/ نومبر ۶۶ء (بقیہ صفحہ ۹۵ پر)

الحمد للہ :- مجھ کو بھی ہے نسبت اس دار العلوم سے

از ــــــــ مولانا علامہ الحاج محمد صادق صاحب رضوی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان (گوجرانوالہ)

بفضلہ تعالیٰ صد سالہ جشن مرکزی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے سلسلہ میں تحدیث نعمت کے طور پر عرض گزار ہوں کہ الحمد للہ دار العلوم کے اصاغر طلباء کی فہرست میں میرا بھی نام شامل ہے۔ خدائے تعالیٰ قبول فرمائے اور اکابر کی معیت میں حشر نصیب فرمائے۔ (آمین)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ۱۹۴۱ء میں والد صاحب مرحوم کا بسلسلہ ملازمت بریلی شریف جانا ہوا تو وہ ہمیں بھی ساتھ لے گئے اور خوش قسمتی سے مجھے دار العلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی کے شعبہ حفظ میں چھوٹے طلباء میں داخل کرادیا۔ اس وقت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے بالمقابل ایک بڑے کمرے میں پڑھائی ہوتی تھی اور سفید ریش قاری یوسف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک حفظ کراتے تھے اور طلباء پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بہت چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے وہاں کے تفصیلی حالات تو معلوم نہیں اور نہ ہی حضور مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور محدث اعظم پاکستان مولانا شاہ محمد سردار احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہما) کی زیارت کے متعلق کچھ یاد ہے۔ البتہ اعلیٰ حضرت کے شہزادۂ اکبر حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہما) کی زیارت کی جھلک سفید ریش مبارک اور بہت نورانی صورت کے ساتھ آنکھوں میں گھومتی ہے اور غالباً عرس اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر حضور صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت بارعب شخصیت کی زیارت و آپ کا وعظ و خطاب سننا بھی یاد پڑتا ہے جب کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار کے اندرونی منظر کی جھلک بھی آنکھوں میں محسوس ہوتی ہے۔

بریلی شریف میں بالکل نو عمری میں اگرچہ صرف چھ ماہ کی مختصر حاضری نصیب ہوئی لیکن بقول شاعر۔

لگادی ہے مرے محبوب نے ایسی لگن مجھ میں
گزاروں گا اسی لذت میں باقی زندگی اپنی

الحمد للہ: دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے ماحول کی دل میں جو لگن لگ گئی۔ اس کی بدولت مذہب اہل

سنت سے محبت بد مذہبوں سے نفرت علماء ومشائخ اہل سنت کی عقیدت اوران کی مجالس ومحافل میں حاضری کاذوق دل میں پیدا ہو گیا۔ مزید براں والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی تربیت ونصیحت نے "سونے پر سہاگے" کا اثر دکھایا۔ اور بریلی شریف سے وطن مالوف کوٹلی لوہاراں مشرقی ضلع سیالکوٹ واپسی پر کچھ عرصہ بعد بفضلہ تعالیٰ سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی مدظلہ کے والد ماجد فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت ہو گئی اور کچھ عرصہ آپ کے یہاں حاضری وآمد ورفت کے بعد بالآخر "صرف ونحو" وغیرہ کا سبق پڑھنا شروع کردیا اور پھر جلد ہی حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خاص شفقت فرماتے ہوئے باقاعدہ مدرسہ کی تعلیم کیلئے مدرسہ جماعتیہ علی پور شریف داخل کرانے کیلئے خود ساتھ لے جاکر حضرت امیر ملت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا اور پھر مدرسہ ہذا میں تعلیمی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس وقت استاذ العلماء مولانا آل حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ وہاں مدرس تھے جو چند دن بعد وہاں سے واپس تشریف لے گئے اور انکی جگہ استاذ العلماء مولانا محمد عبدالرشید جھنگوی مدظلہ (فاضل بریلی شریف) تشریف لائے۔ چنانچہ پھر آپ ہی سے جملہ فارسی عربی کتب پڑھیں۔

فیصل آباد: اور جب حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد (سابق لائل پور) تشریف لائے اور بے سروسامانی کے عالم میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا آغاز فرمایا تو الحمد للہ فوراً ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ماشاء اللہ سال کے پہلے ہی دورۂ حدیث شریف میں داخل وشامل ہو کر دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کا شرف اور سند فراغت ودستار فضیلت کی سعادت حاصل کی۔

جس علمی روحانی مسلکی بنیاد کی ابتداء ہوئی تھی، دارالعلوم مظہر اسلام فیصل آباد میں اسکی تکمیل ہوئی

فالحمد لله رب العلمين اولاً وآخراً والصلوة والسلام على سيد المرسلين عليهم الصلوة والتسليم

صاحب سجادہ کے نام

از:- محمد مظفر اقبال مصطفوی ابن مفتی محمد غلام جان ہزاروی قادری رضوی پاکستان

الحضرت المکرم سبحان رضا خاں صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مزاج گرامی!

حضرت مولانا سید شاکر علی صاحب رضوی مدرس منظر اسلام بریلی شریف لاہور تشریف لائے تھے منظر اسلام کے جشن صد سالہ کے سلسلہ میں کچھ نوادرات کی فوٹو اسٹیٹ وہ مجھ سے لے گئے اور فرما گئے کہ منظر اسلام کے حوالہ سے کوئی اور مواد ملے تو بریلی شریف روانہ کر دینا۔

حضرت محدث اعظم پاکستان کی صاحبزادی پچھلے ماہ انتقال کر گئیں وہ استاذی المکرم مولانا علامہ غلام رسول صاحب رضوی کے عقد میں تھیں۔ تعزیت کے موقع پر میں نے قبلہ استاذ صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ بریلی شریف کے حوالے سے کوئی بات ہو تو صد سالہ جشن منظر اسلام کیلئے عنایت فرمائیں۔ انہوں نے بریلی شریف میں چندروزہ جو قیام کیا اسکی مختصر سی روئداد میں نے قلمبند کی ہے حاضر خدمت کر رہا ہوں صد سالہ جشن کے "نمبر" کے صفحات میں جگہ ہو اور مناسب سمجھیں تو شائع فرمادیں جشن صد سالہ کے اشتہارات ضرور ارسال فرمائیں۔ مختصر روئداد لف ہذا ہے۔

بندہ نے ایک بار اپنے احباب کے ساتھ حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب کی سرپرستی میں آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ کی حاضری کے موقع پر آپکی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔

بندہ اور تمام احباب اہل سنت کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام مع الاکرام

☆
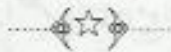
جامع معقول و منقول شیخ الحدیث علامہ مولانا مولوی **غلام رسول صاحب** رضوی شارح صحیح بخاری۔

بانی دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔ سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد (لائل پور) مہتمم جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد علماء اہل سنت میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔

جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں معقولات و منقولات کے ماہر استاذ الاساتذہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فنون کی تکمیل کے بعد۔ حصول علم حدیث کیلئے پنجاب کی کئی درسگاہوں میں گئے لیکن اطمینان نہ ہوا اسی کشمکش میں ایک سال کا عرصہ بیت گیا۔

ایام تعطیلات گزارنے آپ اپنے وطن مالوف ضلع امرتسر چلے گئے اسی دوران حضرت محدث اعظم پاکستان

مولانا سردار احمد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف سے اپنے گھر ضلع سرگودھا میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت محدث اعظم نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ امسال ماہ رمضان مبارک کے ایام بریلی شریف میں گزاروں اور ازراہ شفقت فرمایا کہ تمہارا ارادہ کیا ہے آپ نے اسے تائید غیبی اور باعث خوش قسمتی و غنیمت سمجھا کہ اس بحر العلوم کے زیر سایہ رہ کر مجھے علمی استفادہ کا زرین موقع مل رہا ہے۔ اس لئے آپ نے آپ کے ہمراہ بریلی شریف جانے کے عزم بالجزم کا اظہار کر دیا۔

حضرت محدث اعظم پاکستان نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں فلاں تاریخ کو بریلی شریف جانے کیلئے امرتسر اسٹیشن پر آؤنگا تم بھی وہاں پہنچ جانا۔ چنانچہ تاریخ مقررہ پر جب آپ امرتسر اسٹیشن پر پہنچے تو حضرت محدث اعظم وہاں تشریف فرما تھے۔ اور مناظر اہل سنت حضرت مولانا محمد عنایت اللہ صاحب مع اپنے تلامذہ کے بھی وہاں موجود تھے۔

حضرت محدث اعظم کی قیادت میں بریلی شریف کے سفر کا آغاز ہوا۔ اگلے روز ہم اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا کے شہر بریلی شریف پہنچے ۔آستانہ عالیہ رضویہ پر حاضری دی قلب کو فرحت و سکون میسر ہوا۔ وہاں پہلی بار شہزادۂ امام احمد رضا حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی زیارت سے مشرف ہوا، قدم بوسی نصیب ہوئی۔ آپ انتہائی شفقت سے پیش آئے۔

مولانا غلام رسول صاحب رضوی کا جتنا عرصہ بھی بریلی شریف میں قیام رہا بلاناغہ روزانہ حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب سے علم حدیث کا درس لیا۔ علمی خوشہ چینی کی بہت سے مسائل پر بحث و تمحیص سے عقدہ کشائی ہوئی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی فرماتے ہیں کہ: میں نے دوران استفادہ حضرت محدث اعظم کو علم حدیث علم کلام اور معقولات میں تحقیق کا بحر ذخار پایا۔ جس مسئلہ پر بھی گفتگو کی پوری پوری تسلی و تشفی ہوئی۔

فراغت کے بعد محدث اعظم مولانا سردار احمد کی وساطت سے شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے اپنے دست اقدس سے سند مبارک پر کر کے عنایت فرمائی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ الحمد للہ۔ کہ یہ تبرک آپ کے پاس محفوظ ہے۔

مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی تالیف و تصنیف تدریس و افتاء میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ کے سیکڑوں شاگرد ملک و بیرون ملک خدمت دین میں مصروف ہیں۔

اللہ جل مجدہ! اپنے محبوب کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے طفیل آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

☆

(۱)

محترم المقام جناب مہتمم صاحب السلام علیکم

مجلہ صد سالہ کیلئے اپنا ایک تاثراتی خط ارسال ہے ۸/۷ دن قبل تین مقالات از محقق اہل سنت مولانا جلال الدین قادری کھاریاں ارسال کئے امید کہ مل گئے ہونگے۔ مقالات خصوصی آپ کے مجلہ کیلئے لکھے ہیں۔

محقق اہل سنت مولانا جلال الدین قادری صاحب نے میری درخواست پر علالت کے باوجود ۲/ مقالات ۲۹=۱۰+۱۹ صفحات لکھ کر دیئے جو آپ کو روانہ کر چکا ہوں۔ موصوف اہل سنت کے تاریخی کتب کے مرتب ہیں۔ محقق اہل سنت کے مضامین مجلہ صد سالہ میں شائع فرمائیں مجلہ صد سالہ کو خوب معیاری تاریخی بنائیں محنت سے شائع کریں۔ تحقیقی مقالات لکھوائیں گویا منظر اسلام کی ۱۰۰/ سالہ تاریخ ہو۔ تاریخی دستاویز ہوگی، آئندہ کے مورخین کیلئے مواد ہوگی۔

کیونکہ اکثر لکھنے والوں نے معذرت کی کہ دارالعلوم منظر اسلام کے متعلق مواد نہیں ہے لہذا لکھ نہیں سکتے بہر حال مولانا جلال الدین قادری مدظلہ نے ۲/ مقالات لکھ کر دیئے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں تجاویز لکھتا رہوں گا۔ آپ بھی مجلہ صد سالہ کو تحقیقی، معیاری مقالات کے اعتبار سے بنائیں جملہ احباب کو سلام عرض ہو۔

نوٹ:۔ میں نے مقالات کے ہمراہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ پر Ph. d کرنیوالوں کی جو فہرست بھیجی ہے وہ نامکمل ہے۔ لہذا آپ مکمل فہرست Ph. d واعلیٰحضرت کے متعلق ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پوسٹ بکس نمبر ۴۸۹/ کراچی سے منگوا کر اپنے صد سالہ مجلہ میں شائع فرمائیں۔ میری بھیجی ہوئی فہرست نامکمل ہے اسے شائع کرنے کی ضرورت نہ ہے مکمل فہرست ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے دستیاب ہوگی۔ رابطہ کر کے منگوالیں۔ P.h d مکمل کی فہرست فی الحال میرے پاس نہیں ہے ورنہ بھیجدیتا۔ والسلام۔ (محمد طاہر رضوی)

(۲)

واجب صد احترام جناب مہتمم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

السلام علیکم: امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

یہ جان کر مسرت ہوئی کہ یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام اپنے قیام کے سو سال گزار کر چکا ہے اور صد سالہ

تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہے۔ دار العلوم اپنی شاندار تاریخ رکھتا ہے دار العلوم نے اہم خدمات سر انجام دی ہیں۔

اس دور میں وہابیت کی آندھی گلشن اسلام کے پتوں کو زرد کر رہی تھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجددانہ کردار ادا کرتے ہوئے حسام الحرمین لکھ کر ایسی باڑ لگائی کہ اس باغ کے پتوں کو پھر آندھی کے زہریلے اثرات کا خطرہ نہ رہا۔ دوسری طرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں ایک مرکزی ادارہ منظر اسلام قائم فرمایا جو ایک ادارہ ہی نہیں عشق رسول ﷺ کی ایک تحریک بھی تھا جہاں سے فارغ التحصیل ہونیوالے علماء نے معاشرے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک جانب تو ان علماء حق نے دین میں پیدا ہونے والے نئے نئے فتنوں کا مقابلہ کیا دوسری جانب ان علماء نے ملت اسلامیہ کی راہنمائی کرتے ہوئے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا انعقاد کر کے تاریخ میں نئے باب کا آغاز کیا۔

علماء حق میں پائی جانے والی جملہ خوبیوں اخلاص، تواضع، تقویٰ، طہارت، حق گوئی و بے باکی دار العلوم کے بزرگوں میں پائی جاتی ہے۔ جو علماء حق کا ہمیشہ طرہ امتیاز رہی ہے دار العلوم منظر اسلام کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر تشنگان دار العلوم اور عقیدت مندان اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔ کہ جن اکابرین کے نام تقریبات منعقد ہو رہی ہیں۔ ان کا مشن کیا تھا؟ انہوں نے کیا کیا قربانیاں دیں؟ ان کی زندگیاں کیسی تھیں؟ انہوں نے دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک کیسے پہنچایا؟ آج ہماری اور اکابر کی زندگیوں میں کیا فرق ہے؟ اور یہ فرق کیسے دور ہو سکتا ہے آج ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ ہم ان ذمہ داریوں کو کہاں تک پورا کر رہے ہیں دار العلوم کن مقاصد کے تحت قائم کیا گیا۔ (یادگار اعلیٰ حضرت) کی ترقی میں ہم نے کیا کردار ادا کیا۔ ہم دار العلوم کے پیغام کو پھیلانے (بھلانے) میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں آج ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا ہے اور عہد کرنا ہے کہ دار العلوم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ امت مسلمہ کی اصلاح کرنی ہے اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور مصطفیٰ ﷺ شافع ہوں۔ یادگار اعلیٰ حضرت (دار العلوم منظر اسلام) کی ترقی کیلئے دعا گو ہوں اللہ دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔

راجہ (محمد طاہر رضوی) ایڈووکیٹ ہائی کورٹ جہلم پاکستان

۸۶/۹۲ء
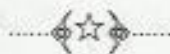
مکرمی و محترمی سیدی وسندی زیب سجادہ نشین صاحب قبلہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حمدہ تعالیٰ طالب خیر مع الخیر ہے گرامی نامہ موصول ہوا ممنون و مشکور ہوں فقیر نے جامعہ رضویہ دار العلوم منظر

اسلام بریلی شریف میں تعلیم حاصل کی ہے وہ مبارک دور تھا حضرت ملک العلماء مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب فاضل بہاری، حضرت مولانا مولوی عبد العزیز محدث صاحب، حضرت مولانا مولوی احسان علی صاحب بہاری، حضرت مولانا مولوی ابرار حسن صاحب صدیقی، حضرت مولانا مولوی سردار علی خاں عرف عزو میاں صاحب، حضرت مولانا مولوی اعجاز ولی خاں صاحب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ان حضرات کے علاوہ دیگر علماء کرام تھے۔ سند فراغت کے بعد حضرت صدر العلماء امام النحو مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب میرٹھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا گیا۔ درجہ شیخ الحدیث کیلئے حضرت نے اور حضرت مولانا مولوی نعیم اللہ خاں صاحب صدر المدرسین وحضرت مولانا مولوی مفتی محمد فاروق صاحب نے یاد فرمایا مگر اپنے جسمانی ضعف کی بنا پر حاضر نہ ہو سکا اور سالانہ امتحان دار العلوم منظر اسلام کیلئے ایک عرصہ دراز سے حاضر ہوتا ہوں شرف بیعت حضرت حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اور خلافت حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہے۔ فقط والسلام

چراغ عالم عفی عنہ

صدر المدرسین مدرسہ اہل سنت اشرفیہ ضمیر العلوم سنبھل۔

۹۲/۸۶ء

ذو المعالی نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ ریحان ملت حضرت سبحانی میاں صاحب دام ظلکم السلام علیکم

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ آپ "عرس رضوی" کے پر بہار موقعہ پر مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کا صد سالہ (جشن زرین) انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ منا رہے ہیں۔ اس حسین موقع پر آپ کو خلوص دل سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ہم لوگوں کو اعلیٰ حضرت کی محبت ورثہ میں ملی کیوں کہ والد گرامی حضرت قبلہ سید محمد منظور علی عرف چھوٹے میاں بشیری صاحب علیہ الرحمہ بانی جامعہ ھذا کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ سے از حد محبت تھی اور تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت کے خاموش مبلغ رہے۔ حتی کہ اپنی اولاد کو بھی سدا مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہنے اور اپنے جنازہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کا تحریر کردہ درود "کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروروں درود،" پڑھنے کی تحریری وصیت فرمائی اسی لئے ہمارے گھر کے بچے بچے کے دل میں اعلیٰ حضرت کی محبت ہے۔ اخیر میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کا سایہ اہل سنن پر تادیر قائم رکھے جامعہ رضویہ منظر اسلام ہمیشہ لہلہاتا رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت اور خاندان اعلیٰ حضرت سلامت رہے۔

نیاز مند نوری میاں ابن حضرت سید منظور علی عرف چھوٹے میاں علیہ الرحمہ

خادم جامعہ غوثیہ بشیر العلوم، محلہ شیخوپور، بھیڑی ضلع بریلی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی خیر باد! حسب الحکم چند سطور تحریر ہیں اگر کسی قسم کی کوئی نقص وکمی نظر آئے تو اپنے قلم سے درست فرما دیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت پائندہ باد خاندان اعلیٰ حضرت زندہ باد، جامعہ رضویہ منظر اسلام تابندہ باد۔ میں مجدد دین ملت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ادارہ منظر اسلام کے جشن صد سالہ منعقد کرنے والوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور لائق صد تحسین ہیں وہ احباب اہل سنت، علماء و فضلاء و مفکرین دین وملت جنہوں نے اس سلسلہ میں اپنی اپنی گراں قدر تحریروں سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وجامعہ رضویہ منظر اسلام کی عظیم خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے، خادم صرف فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اس شعر پر ہی اپنی تحریر کو ختم کرتا ہے۔

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

خادم العلماء والفقراء

سید محمد شاہد علی میاں تقوی بشیری نعیمی

مہتمم جامعہ غوثیہ بشیر العلوم بھیڑی شیخوپور بھیڑی ضلع بریلی شریف

اعلان

۱: جن حضرات کے مضامین "بربنائے عجلت" اس نمبر میں شامل نہیں ہو سکے ہیں وہ آئندہ شامل کئے جائیں گے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۲: مضامین نگار حضرات مضامین ارسال فرما کر اپنے قلمی تعاون سے نوازیں۔ "ادارہ"

مرکز اہلسنت جامعہ رضویہ منظر اسلام
کی سہ منزلہ عمارت بنام
حامدی منزل کا پرکیف منظر